U26862. 16-12-07

Title - LISAANUL GHAIB.

Creator - Hafiz Meer Wali Ullah

Publisher - Islamia Steam Press (Lahore).

Date - 1916.

Pages - 428.

Subjects - Farsi Adab - Shayari; Hafiz Sheerazi - Sawaneh-o-Tanqeed; Shireh - Deewan Hafiz - Tazkira Shora - Farsi - Hafiz Sheerazi.

BUDAUN U. P. جملہ حقوق محفوظ ہیں

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم

[illegible]

[illegible]

لسان الغیب

حافظ شارب حیدر ردولوی — Author

۱۹۱۶ء

لاہور

اسلامیہ سٹیم پریس

شکریہ

الی جناب منبع فیوض و برکات معدن علم و فنون جناب مسٹر جے۔ ای۔ رچی صاحب بہادر ایم۔ اے۔ ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن صوبہ سرحدی شمال مغربی کا تہ دل سے شکریہ

الغیب

مزید شکریہ

عالی جناب فضیلت مآب آنریبل مسٹر جے۔سی
گاڈلے صاحب بہادر ایم۔اے۔ سی۔ایس۔آئی
ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن پنجاب۔ و ممبران ٹکسٹ بک کمیٹی پنجاب
کا میں نہایت صدق دل سے شکر گزار ہوں خصوصاً ... زراہ

ترجمہ نیم سرکاری چٹھی نمبر ۶۲۵ سی مورخہ ۵ مارچ ۱۹۱۷ء منجانب جناب والا شان آنریبل لفٹیننٹ کرنل سر جارج روس کیپل صاحب بہادر کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ کے۔ سی۔ آئی۔ ای چیف کمشنر و ایجنٹ گورنر جنرل صوبہ سرحدی شمال مغربی۔

مائی ڈیر سر۔ شرح دیوان حافظ جو آپ نے بھیجی ہے۔ اسکا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس سے پہلے میں اس لیے چٹھی نہ لکھ سکا کہ گزشتہ ایام میں میں نہایت مصروف رہا ہوں۔ اور آپ کی شرح پڑھنے کے لئے وقت نہ نکال سکا۔ اب میں تہ دل سے آپ کو اس کامیابی پر اور نہایت ہی پُر وضاحت شرح کے لکھنے پر مبارکباد دیتا ہوں۔

آپ کا صادق

جی۔ روس کیپل

ریویو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب زبدۃ العلماء و افضل مشایخ طریقت اکمل اولیائے حقیقت جناب مولانا سیادت پناہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب سجادہ نشین گولڑہ شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علے من لانبی بعدہ و آلہ وصحبہ اصحاب الیمن و ارباب الصفاء

اما بعد شرح دیوان ترجمان لسان الغیب حضرت حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ کہ از قلم سحر رقم مخلصی فی اللہ محمد دین الملقب بفقیر کہ بمنصہ ظہور آمدہ وللہ در المولف نیدی ازاں از مطالعہ ایں بے ہیچ خاکبوس عتبہ علیہ درد الہامان حیرت و گمنامی و کاسہ لیس خوان سرگشتگان بادیہ بیخودی و بے نشانی گذشت اگرچہ ادراک و فہم حقایق و معارف اہالی مقام و حال مناسب مرتبہ امثال ما فقیران نیست چہ ہر کس بحسب استعداد و قدر مرتبہ خود از احوال ایشاں چیزے دریابد ہرچہ اندیشد و گوید مناسب پایہ استعداد وی خواہد بود لکن شرح ہذا خالی از تناسب مقالات احوال حضرت او شان علیہم الرضوان عاری از انبساط و بیہودگی باوج پرواز شہبازان عالم قدس نیافتم

از فقیر دعا است کہ او سبحانہ و تعالے لشرح ہذا را موجب رضا و لقا در حق مولف و باعث خوشنودی ناظرین شائقین سلوک مسلک از خود رفتن و بدو پیوستن گرداند و بحرمت النبی الہاشمی المکی المدنی و آلہ الامجاد و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علے ظہورہ الاول و خاتم النبیین و آلہ وصحبہ اجمعین

نقد الیہ

۱۳۳۴

الملتجی والمشتکی الی اللہ الصمد عبدہ مہر علیشاہ عفی عنہ ربہ بقلمہ از گولڑہ جمادی الاولیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی

جناب ہز ایکسلنسی راجہ راجایان مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر یمین السلطنت جی - سی - آئی - ای - پیشکار و سابق مدار المہام سرکار عالی

لسان الغیب شرح اردو دیوان خواجہ حافظ علیہ الرحمہ مصنفہ میر ولی اللہ بی - اے - ایل - ایل - بی وکیل ایبٹ آباد کی دو مطبوعہ جلدیں میری نظر سے گذریں -

سب سے پہلے تو یہی حیرت انگیز اور تعجب خیز بات ہے کہ ایک انگریزی خواں - قانون پیشہ شخص ایسے دشوار گذار میدان میں قدم رکھے اور بغیر کسی لغزش کے اس منزل کو سطے کر جائے -

ایں سعادت بزور بازو نیست　　　تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اسکے ساتھ ہی لسان الغیب کی روحی غیبی تائید کا کرشمہ کہنا نازیبا نہ ہوگا -

اس میں شک نہیں کہ فارسی اردو میں ایسی کار آمد اور مطابق رفتار زمانہ کوئی شرح اب تک نظر سے نہیں گذری - ابتداءً آپنے حضرت خواجہ حافظ علیہ الرحمہ کی مبسوط سوانحعمری (۹۴) صفحے میں اس خوبی سے لکھی ہے کہ وہ بجائے خود ایک نہایت مفید اور بکار آمد کتاب ہی جسکی فی زمانا اشد ضرورت تھی - گویا دریا کو کوزے میں بھر دیا - اور ہر طرح ماقلّ و دلّ کو پیش نظر رکھا ہے اس سوانحعمری میں نہ آپ نے محض ان قدیم خیالات کے اصحاب کی تقلید کی ہے - جو حافظ علیہ الرحمہ کو صرف صوفیانہ حلقے کے اندر ہی محدود سمجھتے ہیں - نہ انکا ہی اتباع کیا ہے - جو اپنی غلط فہمی سے نہایت سوء ادب کے ساتھ رند مشرب کہہ کر دل کا بخار نکالتے ہیں -

بلکہ علاوہ صوفی صافی منش ہونے کے انکے زبردست حکیمانہ - صوفیانہ خیالات فصاحت - بلاغت صنائع - بدائع - صوری و معنوی پر بھی خاص روشنی ڈالی ہے - اور بیجا افراط و تفریط کے ناگوار دھبے سے اس پاکدامن کے دامن کو بالکل بچا دیا ہے -

شرح پر جہانتک غور سے نظر ڈالی جاتی ہے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچتا ہے کہ قابل شارح نے تمام ضرورتوں کو پورا کرنے میں ایک حد تک کامیابی حاصل کی ہے۔ معانی اور نفس مطالب میں بیجا تاویلات سے درگزر کی ہے۔ جیسے کہ عام شارحین اردو و فارسی کی طرز عمل ہے۔ کہ حافظ کے ہر شعر کو خواہ مخواہ کھینچ تان کر تصوف ہی کے رنگ میں ڈبو دیا ہے۔ اور اس رنگ کے گہرا کرنے کو فرضی حکایتوں اور مصنوعی روایتوں سے بھی کام لیا ہے۔ علاوہ اسکے لغوی اور اصطلاحی معنوں میں جس خوبی کے ساتھ فرق ما بہ الامتیاز بتایا ہے وہ بھی اپنی حد سے متجاوز نہیں۔ نہ اسمیں مبالغہ کا شایبہ۔

قابل شارح کی یہ کوشش بھی قابل تحسین و آفرین ہے کہ جس جس جگہ آیات کلام الہی یا احادیث کی ضرورت اشعار خواجہ علیہ الرحمہ کے تطابق کے لئے محسوس ہوئی ہے۔ وہ بھی درج کر دی ہیں اور نیز اکثر اساتذہ متقدمین کے اشعار بھی موقعہ موقعہ سے جمع کر دیئے ہیں۔ جو اشعار حافظ علیہ الرحمہ کے معانی و مطالب واضح کرنے میں نہایت مفید ثابت ہوتے ہیں۔

کلام حافظ پر مختلف پہلوؤں سے بحث کی ہے۔ جو صوفیانہ۔ فلسفیانہ۔ عالمانہ۔ شاعرانہ۔ حکیمانہ ہر قسم کے اہل مذاق کے لئے نہایت قابلقدر چیز ہے۔

خدا کرے ہماری قوم اس محنت کی قدر کرے اور داد دینے میں نہ صرف تقاریظ کے دلخوش کن الفاظ کی فیاضی کو ہی پیش نظر رکھے بلکہ جہانتک ممکن ہو وہ طریقہ اختیار کرے جو ہماری قدیم مٹی ہوئی حکومتوں اور سلطنتوں اور اقوام نے عملاً دکھا دیا تھا۔ مگر افسوس کہ ہمارے ملک۔ ہماری قوم میں قدر افزائی کا مادہ گھٹتا جاتا ہے جسکی بدولت اکثر بے بہا گوہر خاک میں ملجاتے ہیں۔ یعنی وہ ہونہار طبیعتیں جو ایک وقت اسی تحریک اور امداد سے بڑے بڑے کار نمایاں کرنے کی قابلیت رکھتی ہیں سب پر پانی پھر جاتا ہے۔ جسکا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ وقت گذر جانے کے بعد کف افسوس ملنا پڑتا ہے جو تحصیل حاصل ہے۔

برخلاف دوسرے ہمسایہ اہل ملک قوم کے کہ جسکی طبیعت میں ذرا بھی ترقی کن مادہ پاتے ہیں اس کو ہر طرح کی امداد دیکر حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ جسکا نتیجہ شدہ شدہ یہ ہوتا ہے کہ وہ نہ صرف اپنے ہی لئے بلکہ اپنے اہل وطن کے لئے بھی مفید ثابت ہو جاتا ہے۔

کاش اب بھی ہم اور ہمارے برادران قومی و وطنی اسطرف اپنی توجہ کو مبذول کریں اور دیکھیں کہ یہ اصول کسقدر فائدہ بخش خاص و عام ہیں۔

ہم اسوقت مثالاً انہیں شارح صاحب کو پیش کرتے ہیں کہ اگر ہمارا ملک انکی حوصلہ افزائی کرے اور انکا دل بڑہائے تو آیندہ انکی خداداد قابلیت اور قدرتی جوش سے کیسے کیسے مفید مدعا کام ظہور میں آنے کی قوی امید ہوسکتی ہے۔

بالآخر ہم انکی کوششوں کی تحسین و آفرین صرف اس دعائیہ جملے پر ختم کرتے ہیں۔

جزاک اللہ فی الدارین خیراً

۲۲ رجمادی الاول ۱۳۳۵ھ

عالیجناب خانبہادر آنریبل مسٹر جسٹس میاں محمد شاہدین صاحب چیف جج عدالت عالیہ چیف کورٹ پنجاب لاہور

آپ کی اردو شرح دیوان حافظ کی جلد اول کے بعض مقامات میں نے سرسری طور سے دیکھے ہیں اور خواجہ صاحب کی سوانحعمری پر جو پہلا باب آپنے لکھا ہے اسکو بغور پڑھا ہے۔ فی الحقیقت یہ باب نہایت دلچسپ اور مفید ہے اور جہانتک مجھے معلوم ہے اردو زبان میں خواجہ حافظ کی زندگی کے صحیح واقعات معتبر ماخذوں سے لیکر ایسے مختصر طریقہ سے اور کسی مصنف نے آجتک نہیں لکھے۔ خواجہ صاحب کے کلام پر آپکا تبصرہ نہایت قابلقدر ہے۔ جسکے ضمن میں آپنے انکا اور شیخ سعدی کا موازنہ کیا ہے اور انکے کلام کے عالمگیر اثر کی مثالیں دی ہیں اور اس بے نظیر عزت و توقیر کا ذکر کیا ہے جو کہ انکو ہر زمانہ کے ادبی حلقوں میں حاصل ہوئی ہے میں نے اس حصہ کو بالخصوص غور سے پڑھا ہے اور اسکے مطالعہ سے میں بہت مستفید ہوا ہوں۔

خواجہ صاحب کے دیوان پر جو شرح آپنے لکھی ہے اسکی اصلی قدر تو وہی اصحاب کرسکینگے جو زبان فارسی کے عالم کہلائے جانے کے مستحق ہیں۔ میں اس بحر کا شناور نہیں اور دیوان حافظ کے قلزم میں غوطہ زنی کا دعوی کرنا میرے لئے نہایت گستاخانہ جرأت سمجھی جائیگی۔ صرف اسقدر کہنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ آپنے ان لوگوں پر جو میری طرح خواجہ حافظ کی شاعرانہ خوبیوں کو کسی حد تک سمجھ کر انکا لطف اٹھانا چاہتے ہیں۔ نہایت احسان کیا ہے کہ اردو میں انکے پاکیزہ کلام کے معانی اور علمی محاسن نہایت سلیس اور شستہ زبان میں بیان کردیئے ہیں آپ کی شرح عام فہم ہونے میں لاثانی ہے اور باوجود سلاست بیان کے جو عالمانہ بحث بعض اہم شاعرانہ نکات اور صوفیانہ مسائل پر آپنے کی ہے

اس کی داد اصحاب مذاق سلیم کیطرف سے آپ کو ضرور ملے گی۔ یہ دلچسپ اور فاضلانہ شرح لکھ کر آپنے قوم اور ملک کو زیر بار احسان کیا ہے۔ اور گو آج کل دیگر مشاغل زمانہ کی وجہ سے اس قسم کی تصنیفات کے قدردان نسبتاً کم ہیں مجھے یقین ہے کہ امتداد زمانہ کے ساتھ انکی تعداد میں اضافہ ہوگا کیونکہ ہندوستان میں بھی علمی خدمات کی قدر ضرور بڑھتی جائیگی اور پھر ایک دن آپ کا شمار بھی ہماری قوم کے علم دوست اور واجب التعظیم محققوں میں ہوگا۔

محمد شاہدین

جناب ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ بیرسٹر ایٹ لا ایڈوکیٹ چیف کورٹ پنجاب

کلام حافظ کے متعلق اپنی اس رائے کی تائید کرتے ہوئے جسکا اظہار انہوں نے مثنوی اسرار خودی میں کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

تاہم آپکا کلام ایک ادبی حیثیت رکھتا ہے۔ علاوہ اسکے جو ڈیو خواجہ حافظ کا صوفیا اور انکے اثر سے بہت سلاطین نے لیا ہے وہ ایک ایسا دیو ہے۔ جسکے حق میں بہت کچھ کہا جا سکتا ہے پھر یہ کہتے میں مجھے کیونکر تامل ہو سکتا ہے کہ آپنے لسان الغیب نہایت جانفشانی اور عرقریزی سے لکھی ہے اور آپکی تلاش ہر ادبیات سے دلچسپی رکھنے والے کے نزدیک قابل داد ہے۔ آپکا اسلوب بیان سلیس اور دلکش ہے اور بوجہ اس عبور کے جو آپکو فارسی اور عام لٹریچر پر حاصل ہے جو اشعار اور اساتذہ کے آپنے جا بجا درج کئے ہیں۔ ان سے کتاب کی دلچسپی اور اسکی ادبی قدر و قیمت بہت بڑھ گئی ہے۔

جناب شمس العلما مولوی محمد حسین صاحب منشی فاضل مولوی فاضل قاضی فاضل پروفیسر اورینٹل کالج لاہور

میں نے شرح اردو دیوان حافظ مصنفہ میر ولی الدین اے۔ ایل ایل۔ بی۔ پلیڈر ایبٹ آباد کی جلد اول

کو بغور دیکھا ہے اسکے متعلق میری رائے یہ ہے۔

کہ ایک نوجوان بیرسٹر کے قلم سے اس قسم کی شرح اور طریق ادا نہایت ہی امید افزا ہے۔ حافظ رحمۃ اللہ علیہ کی چوراسی صفحہ کی سوانحعمری بجائے خود ایک مستقل کتاب ہے۔ اور پڑھکر مصنف کے ہاتھ چوم لینے کو دل چاہتا ہے یہ سوانح علاوہ فاضلانہ تحقیق کے خود دیوان کے مضامین کو ذہنشین کرانے میں بہت ہی معاون اور مفید ہو سکتی ہے۔ طریق تشریح کہنہ مشق استادوں کیطرح دلچسپ ہے تحقیق لغات۔ نکات تصوف اور حافظ کے مافی الضمیر کے اظہار کے لحاظ سے یہ شرح یکتائی کے پایہ تک پہنچ گئی ہے۔ میر ولی اللہ صاحب دوسری جلدوں کو بھی مکمل کر کے طلبار کو ممنون منت فرمائیں۔

میرے خواجہ تاش مولینا شبلی نعمانی مرحوم کی طرح مجھے بھی ہندوستان کی مطبوعہ کتابوں کی خوشخطی۔ صحت چھپوائی۔ کاغذ کی شکایت رہتی ہے۔ مگر شکر ہے کہ میر ولی اللہ صاحب نے اس شکایت کا موقعہ نہیں دیا۔ اور یہ شرح مندرجہ بالا اوصاف سے موصوف ہے۔ جس پر میں انکو مبارکباد کا مستحق سمجھتا ہوں۔

امید ہے۔ کہ علم دوست بزرگوں کے کتب خانوں کے لئے یہ کتاب زینت کا باعث ہوگی اور نہ ہی کسی سکول کی لائبریری اس سے خالی رہیگی

محمد حسین پروفیسر فورمن کرسچن کالج لاہور

جناب ایڈیٹر صاحب رسالہ اسوہ حسنہ

اردو زبان میں حضرت خواجہ حافظ شیرازیؒ کے مشہور و معروف دیوان کی کوئی مبسوط و جامع شرح موجود نہ ہونے کی کمی عرصہ سے محسوس ہو رہی تھی خوشی کی بات ہے کہ میر ولی اللہ صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل ایبٹ آباد نے اپنی قابلقدر تصنیف لسان الغیب سے اس کمی کو پورا کر دیا ہے۔ اس لئے میر صاحب موصوف تمام قدردانان و شائقین کلام حافظ کے شکریہ کے مستحق ہیں۔ لسان الغیب کا پہلا حصہ جو تقریباً چار سو صفحات اور اڑتالیس ۴۸ غزلوں کی شرح پر مشتمل ہے۔ شایع ہو چکا ہے اور

باقی حصص غالباً زیر طبع ہیں پہلے حصہ کو دیکھکر ہمنے یہ رائے قائم کی ہے کہ لسان الغیب واقعی محنت اور قابلیت اور کوشش و کاوش سے لکھی گئی اور مجموعی اعتبار سے مروجہ اردو اور فارسی شرحوں پر یقیناً بہتر و مرجح ہے ادبی و علمی ترقی کے اس دور نے دیوان حافظ جیسی اہم کتاب کی شرح اور شارح کے لئے جن شرائط اور اوصاف کو ضروری قرار دیا ہے لسان الغیب اور اسکے قابل مصنف میں تقریباً وہ تمام باتیں موجود ہیں اس لئے دیوان حافظ کی یہ شرح " اپ ٹو ڈیٹ " یعنی آجکل کی ضروریات معلومات اور مذاق کے مطابق کہی جا سکتی ہے اور اسکے مطالعہ سے حافظ و کلام حافظ سے متعلق وہ ضروری معلومات حاصل ہو سکتی ہیں جسکو فی زماننا نظریں زیادہ اشتیاق سے ڈھونڈتی ہیں۔

یورپ کے ان قابل وسیع النظر اور محقق شارحین کی لکھی ہوئی شرحوں کو چھوڑ کر جنہوں نے اپنی گرانمایہ عمر کے بڑے بڑے حصے دیوان حافظ کے اشعار و معانی کے حل کرنے اور فلسفہ حافظ کے سمجھنے میں صرف کئے ہیں فی زماننا اردو اور فارسی میں دیوان حافظ کی جو شرحیں رائج ہیں انکے متعلق مبصران ادب اور ذائقہ چشان حکمت و فلسفہ کو یہ عام شکایت تھی کہ ان شروح میں زیادہ تر صوفیانہ مذاق کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور اس امر کی کوشش کی گئی ہے کہ ہر ایک شعر کے حقیقی معنے بھی ضرور بیان کئے جائیں یہاں تک امکنہ و اشخاص کے ناموں کی تعبیر بھی حقیقی رنگ میں کی گئی ہے اور تاریخی واقعات کو بھی کھینچ تان کر حقیقت کا لباس پہنایا گیا ہے جس سے شعر کا لطف خاک میں مل جاتا ہے علاوہ ازیں کلام حافظ کے ادبی محاسن اور شاعرانہ لطائف پر بہت ہی کم روشنی ڈالی گئی ظاہر ہے کہ جن شارحین نے ایسی افسوسناک فروگذاشتوں کو جائز رکھا ہے انہوں نے حافظؒ اور کلام حافظ کے ساتھ کچھ اچھا سلوک نہیں کیا اور ایک ایسے جامع الصفات فاضل کی نسبت جو بے ریا صوفی ہونے کے علاوہ ایک فصیح و بلیغ شاعر اور زبردست حکیم و فلسفی بھی ہے دنیا کو ایک بڑی غلط فہمی میں ڈال دیا ہے۔

میر ولی اللہ صاحب نے شارحین پیشین کی مذکورہ بالا فروگذاشتوں کا تدارک کرنے اور اپنی لکھی ہوئی شرح لسان الغیب میں ادبی، صوفیانہ اور فلسفیانہ تینوں پہلوؤں کو ملحوظ رکھنے کی کوشش کی ہے۔ اگرچہ فلسفیانہ پہلو جسقدر توضیح کا مستحق تھا اسقدر اسکو واضح نہیں کیا گیا۔ تاہم سوانحعمری کے صفحہ ۹۶ پر تحت عنوان "خواجہ حافظ کے کلام کا اثر" مجملاً ان شبہات کا جواب دیا ہے جو ناواقفوں کی طبیعت

میں "مثنوی اسرارِ خودی" کے مطالعہ سے پیدا ہو سکتی ہیں۔ ہم نے لسان الغیب کے پہلے حصہ میں اس بارہ صفحہ کے مضمون کو جس سے حافظ صاحب کی فلسفیانہ تعلیم پر روشنی پڑتی ہے بہت پسند کیا۔ اگر فلسفہ حافظ پر ایک مستقل اور بسیط و مفصل مضمون لکھدیا جاتا تو زیادہ اچھا تھا۔

لسان الغیب میں جابجا حسب ضرورت تاریخی واقعات کی توضیح ہو جانے اور دیوان میں جن اشخاص کے نام آئے ہیں انکے مختصر حالات درج ہو جانے سے ایک خاص خوبی اور دلچسپی پیدا ہو گئی ہے اشعار کے معانی و مطالب سمجھنے میں بھی ان تاریخی تشریحات سے بڑی مدد ملتی ہے مصنف نے قابل تعریف کوشش سے دوسرے شاعروں کے مختلف اشعار بھی بکثرت جابجا درج کئے ہیں جو حافظ صاحب کے اشعار کے معانی واضح کرنے میں بہت مفید ثابت ہوتے ہیں چونکہ دیوان حافظ کے اکثر اشعار میں قرآن و حدیث کے مضامین کی جانب تلمیحات ہیں اسلئے لسان الغیب میں مناسب مواقع پر آیات و احادیث نقل کر کے انکی تشریح کر دی گئی ہے اگر حافظ صاحب نے ایک ہی مضمون کو کئی شعروں میں لکھا ہے تو ان سب شعروں کا حوالہ شرح میں موجود ہے۔ لسان الغیب کے شروع میں خواجہ حافظ کی مفصل سوانحعمری دی ہے جس میں حافظ صاحب کے نام و نسب تعلیم عادات و خصائل، شہرت، وقعت، مشاغل، مشرب و مسلک پر مستند ماخذوں سے روشنی ڈالی گئی ہے اور کلام حافظ پر مختلف پہلوؤں سے بحث کی گئی ہے جو ادبی اور علمی ذوق رکھنے والوں کے لئے ایک قابل قدر چیز ہے۔ سوانحعمری میں بعض روایات ایسی دور از قیاس بھی درج ہو گئی ہیں جنکی صحت میں خود مصنف کو شبہ ہے ہمارے خیال میں اس قسم کی روایات اگر درج ہی نہ کی جاتیں تو بہتر تھا امید ہے کہ دوسری اشاعت میں انکو خارج کر دیا جائیگا۔ بہر حال لسان الغیب اپنے رنگ کی سب سے اچھی تصنیف ہے۔ جو اس زمانہ میں شایع ہوئی ہے اور میر ولی اللہ صاحب بی۔ اے کی کوشش واقعی قابل تحسین و آفرین ہے کہ آپنے مسلمان وکیلوں کے لئے جو قانونی پیشہ میں پڑ کر مفید قوم علمی مشاغل کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں عمدہ مثال قائم کی ہے۔ فجزاہ اللہ خیر الجزا

ناظرین اسوۂ حسنہ سے خصوصاً اور تمام مسلمانوں سے عموماً ہم درخواست کرتے ہیں کہ وہ دیوان حافظ کی دلچسپ شرح لسان الغیب خرید کر اسکے قابل مصنف کی حوصلہ افزائی کریں اور اپنے اس طرز عمل سے اس قسم کے مصنفوں کی تعداد بڑھانے کا باعث ہوں۔ لسان الغیب ۲۰×۲۶/۸ کی تقطیع پر خوشخط و خوشنما چھپی ہے کاغذ بھی بہت اچھا ہے ضخامت چار سو صفحات کے قریب ہے۔ قیمت ۱۲؍ ہے۔

لسان الغیب جلد دوم - میر ولی اللہ صاحب بی - اے وکیل ایبٹ آباد کی لکھی ہوئی مفید و دلچسپ شرح دیوان حافظ لسان الغیب پر کسی گزشتہ پرچہ میں ریویو کیا جاچکا ہے اس قابل قدر شرح کی دوسری جلد بھی شائع ہوگئی ہے جو کسی لحاظ سے جلد اول سے کم نہیں ہے جن شائقین نے جلد اول خریدی ہے وہ اس دوسری جلد کو بھی ضرور خریدیں قیمت دو روپیہ ہے - مصنف کو مذکورہ بالا پتہ پر خط لکھنے سے مل سکتی ہے -

جناب ایڈیٹر صاحب البرید کانپور

ہمیں مسرت ہے کہ اس ضرورت کا احساس کرکے ہمارے نادیدہ کرمفرما جناب میر ولی اللہ صاحب بی اے ایل ایل - بی - وکیل ایبٹ آباد نے خواجہ حافظ کی ایک دلچسپ سوانح عمری اور دیوان حافظ کی ایک مبسوط و مکمل شرح لکھ کر شائع کرنا شروع کی ہے - جسکی جلد اول شائع ہوگئی ہے - جو ہمارے زیر مطالعہ ہے واقعی یہ شرح نکات تصوف کا ایک بیش بہا گنجینہ ہے - جس میں ادبی پہلو بھی ملحوظ ہے اور صوفیانہ رنگ بھی موجود - جابجا آیات قرآنی و احادیث نبوی بھی درج ہیں - دوسرے نامی شعراء کے کثیر التعداد اردو فارسی اشعار اور الفاظ کی لغوی تحقیق سے معانی و مطالب اور بھی واضح اور عام فہم ہوگئے ہیں بہر حال یہ شرح تا جلد آخر قابلقدر ہے جسکی ایک ایک جلد احباب کی لائبریری میں ضرور موجود ہونی چاہئے - ٹائیٹل رنگین و دلفریب ہے اور لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ حجم ۲۰×۲۶ کے ۴۰۰ صفحات پر یہ پہلی جلد شائع کی گئی ہے -

جناب ایڈیٹر صاحب ذوالقرنین بدایوں

اردو شرح دیوان حافظ مع مفصل سوانح عمری کی ایک کاپی جو میر ولی اللہ صاحب بی - اے - ایل ایل بی وکیل ایبٹ آباد کی دماغی محنت کا نتیجہ ہے اور جسکو اس سے قبل مولوی محمد ابوالحسن صاحب صدیقی ناظرین ذوالقرنین سے متعارف کرا چکے ہیں قابل مصنف کی عنایت سے ہمارے پاس پہنچی ہے جو اس مکمل شرح کا جسکو مصنف نے چار جلدوں میں شائع کرنے کا وعدہ کیا ہے - ایک ربع ہے - اسوقت تک دو جلدیں شائع ہوچکی ہیں لیکن ہمارے پاس

صرف جلد اول پہنچی ہے جسکے شروع میں دیباچہ کے بعد ۴۰ صفحات پر خواجہ حافظ کی سوانحعمری دی گئی ہے جو بجائے خود ایک مستقل رسالہ ہے۔ قابل مصنف نے خواجہ صاحب کے حالات لکھنے میں اس امر کو بھی ملحوظ رکھا ہے کہ جو بے بنیاد روایتیں آپ کی سوانحعمری کے متعلق مشہور ہیں انکو نظرانداز کر دیا جائے اور بعض کی تشریح کر کے اپنے پیش رو شارحین کی غلط فہمیوں کو رفع کرنے کی کوشش کی ہے مثلاً چچا سعدیؒ کے مشہور قصہ کو لکھکر اس بات کو صاف کر دیا ہے کہ حضرت حافظ کے چچا سعدی دوسرے تھے اور شیخ مصلح الدین شیرازی کا زمانہ اس سے قبل گزر چکا تھا۔

ہم نے سوانحعمری پڑھنے کے بعد اکثر غزلوں کو پڑھا چونکہ اس سے قبل بعض اور شروح اور حواشی بھی ہماری نظر سے گزر چکی تھیں اسلئے ایک ہی نظر میں "لسان الغیب" کی امتیازی خصوصیت روشن ہو گئی۔ اگر یہ کہا جائے کہ ادبی حیثیت سے صرف یہی ایک شرح ہے جو اس وقت تک اردو زبان میں لکھی گئی ہے تو کچھہ مبالغہ نہ ہوگا۔

بیشک اس سے قبل بھی اردو کو بعض شارحین کی عنایت سے یہ فخر حاصل ہو چکا ہے کہ دیوان حافظ کی شرح مثل دوسری زبانوں انگریزی جرمنی وغیرہ کے ہندوستان کی اس وسیع الاثر زبان میں لکھی گئی لیکن وہ تمام شرحیں ایسی ہیں کہ ان میں ہر واقعہ اور اشعار کو خواہ وہ تاریخی ہی کیوں نہ ہوں کسی نہ کسی طرح توڑ مروڑ کر معرفت کے صیغہ میں منتقل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ لیکن لسان الغیب میں تمام تاریخی تلمیحات کو آئینہ کے مثل روشن کر دیا گیا ہے۔ شعر کی تمام ادبی خوبیاں واضح کر دی گئی ہیں۔ الفاظ کے لغوی اور اصطلاحی معنوں کو لکھکر اشعار کے معانی اور مطالب کو واضح کر دیا ہے کہ فارسی کی معمولی استعداد رکھنے والے اشخاص بھی خواجہ حافظ کے کلام سے حظ حاصل کر سکتے ہیں۔ بعض ضروری عنوانوں پر "عشق" "جبر و اختیار" "دیوان حافظ اور فالیں" وغیرہ کے متعلق نہایت قابلانہ بحث کی گئی ہے۔ طرز بیان نہایت صاف، زبان سلیس اور عام فہم ہے۔ ۔ ۔

. . . .

کلام حافظ کی لطافت اسکی تاثیر اسکی ادبی خوبیاں اسکے معانی و مطالب کی تشریح دکھانے میں قابل مصنف کہاں تک کامیاب ہوئے ہیں اسکی نسبت ہم اس سے زیادہ نہیں کہہ سکتے ہیں جو مولوی ابوالحسن صاحب صدیقی جنہیں کلام حافظ پر غیر معمولی عبور حاصل ہے اور جنہیں دیوان حافظ کا حافظ کہنا بیجا نہ ہوگا اپنے ریویو میں اس سے قبل

انہیں کالموں میں لکھ چکے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ذوالقرنین کو اس خصوص میں اپنی ناقابلیت کا اعتراف ہے اور خواجہ حافظ ہی کی زبان میں وہ کہنے کو تیار ہے۔

دیدن روئے ترا دیدہ جاں می باید	ویں کجا مرتبۂ چشم جہاں بین من است

شرح دیوان حافظ کی دوسری جلد بھی میر ولی اللہ صاحب بی۔اے ایل ایل بی وکیل ایبٹ آباد نے اپنی مہربانی سے ہمارے پاس بھیجدی ہے۔ میر صاحب نے اس جلد میں بھی کچھ کم عرق ریزی سے کام نہیں لیا۔ اس حصہ میں جسکا حجم ۴۰۰ صفحہ ہے پوری ردیف دال ہی ختم ہو سکی ہے چونکہ عین عشرہ محرم میں جلد ہمارے پاس پہنچی تھی ہم نے

بہ بیں ہلال محرم بخواہ ساغر راح	کہ ماہ امن و امان است و سال صلح و صلاح

کی شرح کو خاص طور پر دیکھا کیونکہ اس شعر کی وجہ سے بعض حلقوں میں حضرت حافظ پر اعتراض کیا جاتا ہے قابل مصنف نے اس اعتراض کو نہایت قابلیت سے رفع کیا ہے۔ بہرحال اس جلد کو دیکھکر ہماری وہ رائے جو اس شرح کی نسبت صرف پہلا حصہ دیکھکر قائم ہوئی تھی پختہ ہو گئی اور اب ہم نہایت وثوق کے ساتھ کہ سکتے ہیں کہ جسوقت یہ شرح مکمل ہو جائیگی تو آپ ہی اپنی نظیر ہو گی اور اردو زبان کو اس شرح پر بیجا ناز ہو گا کیونکہ اس پایہ کی دوسری شرح اب تک اس دیوان کی اردو میں نہیں لکھی گئی۔ اس جلد کی قیمت ۱۲؍ ہے جو مصنف سے مل سکتی ہے (ایڈیٹر)

جناب خان بہادر نواب صاحبزادہ عبدالقیوم خان صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ اسسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ خیبر

فرماتے ہیں۔ میں نے آپکی تصنیف کو عموماً اور خواجہ کی لائف والے حصہ کو خصوصاً غور سے پڑھا۔ آپکے معلومات اور تحسس قابل قدر ہیں اور آپنے انکو نہایت سلیس طرز پر ادا کیا ہے جو پڑھنے والے کو ہر طرح سے پرلطف معلوم ہوتا ہے

جناب مولوی الف دین صاحب بی۔ او۔ ایل پلیڈر کیمبل پور

میر ولی اللہ صاحب بی۔اے۔ ایل ایل۔ بی وکیل ایبٹ آباد ضلع ہزارہ نے بڑی محنت اور جانفشانی سے لسان الغیب خواجہ حافظ کے کلام پر ایک مبسوط اور نقادانہ تبصرہ اور ردیف الالف سے لیکر ردیف التا تک دیوان حافظ کی شرح لکھی ہے جسکی جلد اول ۴۰۰ صفحات پر چھپ گئی ہے۔ خواجہ صاحب کے حالات زندگی لکھنے میں معلوم ہوتا ہے کہ مولف نے

کئی ایک مختلف کتابوں کی ورق گردانی کی ہے۔ جہاں کہیں کوئی بات جو موضوع پر روشنی ڈالتی تھی لے لی گئی ہے اور اس ریزہ چینی سے ایک مسلسل مفید کارآمد اور محققانہ حیات حافظ تیار کی گئی ہے۔ جو اہل مذاق کو ہمیشہ خوش وقت کریگی۔ واقعات کو جابجا بحوالہ کتب اور اشعار حافظ سے مستند اور مدلل طور پر بیان کیا گیا ہے۔ آخر تو خواجہ صاحب کے تعلق خودداری کے مضمون کو لیا ہے اور اسے محققانہ انداز سے بحوالہ اشعار خواجہ ثابت کیا گیا ہے۔

حافظ کا کلام ایک علیم اور متبحر شخص پر نہایت ہی مفید اثر ڈالتا ہے۔ مگر مبتدیوں کے لئے مجموعی اثرات کی وجہ سے جو بادی النظر میں عامیانہ دماغ میں مرتسم ہو جاتے ہیں مضر ہے۔

شرح کی نظم و ترتیب نہایت اعلیٰ اور معلومات وسیعہ پر مشتمل ہے جا بجا متقدمین کے کلام سے استناد کیا گیا ہے۔ میری رائے میں یہ کتاب جو ہماری قوم کے ایک سعید لائق اور ہونہار نوجوان نے تالیف کی ہے۔ ہر ایک اہل مذاق کے پاس ہونی چاہیئے۔

ہمارے ہاں کام کے آدمی ناکام رہتے ہیں۔ کیونکہ انکی حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی۔ بخلاف اسکے ہمسایہ اقوام میں معمولی آدمی نامور ہو جاتے ہیں کہ قوم انکی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔

پبلک کو چاہیئے کہ اس نقادانہ تبصرہ کو جسمیں داد تحقیق دی گئی ہے اور مفید شرح کو جسمیں معلومات نادرہ کا ایک انبار لگا یا گیا ہے۔ ہاتھوں ہاتھ خرید کر نوجوان مولف کی حوصلہ افزائی کریں۔

یہ شرح اور تبصرہ اردو زبان میں ہے اور یہ ملک قوم کی ایک مزید اور اعلےٰ خدمت ہے۔

خاکسار الف دین

جناب مولانا مولوی سید محمد حنیف صاحب چشتی۔ صابری مفتی نکودر۔ ضلع جالندھر

جناب میر ولی اللہ صاحب بی۔ اے ایل ایل بی پلیڈر ایبٹ آباد (پنجاب) کہ قمر چرخ معانی و شمس برج نکتہ دانی است بشرحش پرداختہ و عنقائے معانی را بدام تحریر آوردہ بادہ شیرازی را بہ شیشہ ہندی ریختہ کام و زبان تشنہ کامان مقاصد معانی را سیراب و سرمست کردہ۔ زہے شرحے کہ ابہام را بہ توضیح و اجمال را بہ تفصیل و تفصیل را بہ تشریح با نکات و لطائف و با عجائب و غرائب بر منصہ شہود جلوہ میدہد و دیدہ نظارگیان را بانظارہ گلہائے عرفاں و با بوقلمونی مطالبہائے ایقان روشن میکند۔ جزاک اللہ عنا خیرا لجزاء۔

جناب مولوی عبدالحکیم صاحب ایم ۔ اے (علیگ)
پروفیسر راجشاہی کالج کلکتہ

فرماتے ہیں ۔ کلکتہ میں جو ایکدفعہ سرسری طور پر شرح دیکھنے کا اتفاق ہوا تو مجھے بیحد پسند آئی نہایت ہی پرمغز پرمعنی و دلچسپ اور طرز ادا بالکل نرالی ہے ۔ ادب و معانی اور تصوف و رندی میں آپنے مرج البحرین کا لطف پیدا کر دیا ہے ۔ زیادہ تشریح آئندہ

جناب ماسٹر محمد رمضان صاحب بی ۔ اے سیکنڈ ماسٹر
گورنمنٹ ہائی سکول پشاور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ اگرچہ کلام خواجہ حافظ رح ایک ایسا مجموعہ ہے کہ صوفی منش اصحاب اسکے دلدادہ ہیں ۔ مگر جس جدت طرازی سے آپنے اسکی شرح لکھی ہے ۔ وہ آپ کا ہی حصہ ہے گویا یہ کلام اب ایسا ہو گیا ہے کہ جس سے رند و صوفی ۔ زاہد و ملا معلم و متعلم یکساں مستفیض ہو سکتے ہیں جس کا تعلق تحقیق و تدقیق سے ہے آپنے حافظ رح کی سوانح لکھی ہے ۔ وہ اس کے پیشتر کبھی نہیں لکھی گئی تھی حقیقت حال یہ ہے کہ روز ازل سے ہی یہ مقرر تھا ۔ کہ ایک بیسویں صدی کا نوجوان فاضل خواجہ مرحوم کے گرد آلود چہرہ سے نقاب اٹھا کے اور اصلی معنوں میں انکے کیرکٹر کو لوگوں پر ظاہر کر کے تمام غلط فہمیوں کو دور کرے ۔ میرے خیال میں کتاب ایسی ہے کہ ٹیکسٹ بک کمیٹی نصاب تعلیم میں اسے داخل کر کے نوجوان فاضل مصنف کی حوصلہ افزائی کرے

خلاصہ ریویو جناب مولوی محمد ابو الحسن صاحب صدیقی بدایون

شگفتہ شد گل حمرا و گشت بلبل مست ۔ صلائے سرخوشی اے عاشقان بادہ پرست

گلستان عالم میں ایک نیا پھول کھلا بلبلوں کو بھی شوق آہ و فغاں پیدا ہوا ۔ یعنی عالم علمی دنیا میں ایک نئی بات یکسر پیدا ہوئی جسکی تلاش مدت سے تھی ۔ جلد اول مؤلفہ جناب میر ولی اللہ صاحب ایل ایل بی وکیل ایبٹ آباد (پنجاب) میری نظر سے گذری ۔ دیوان حافظ کی اردو شرح حال میں کسی مترجم نے ابتک بطرز شروع نہیں کی ۔ خواجہ حافظ علیہ الرحمہ کی تصانیف سو برس سے عجیب حالت میں تھی ۔ کسی نے خواجہ حافظ علیہ الرحمہ کی حقیقت نہیں کی ۔ اس باوجود عدیم الفرصتی کے بیحد شوق سے منگوائی اور اسکا بغور مطالعہ کیا اور اسی طرح یہ ہوا کہ اس لائق مؤلف کا ایسا ہوا کہ آپکی نسبت میں اپنی ناچیز رائے تحریر کروں ۔ اسکی تعریف لازم ہوئی ۔ اسمیں شک نہیں کہ دینی علم مؤلف سے زیادہ موزوں اور زیادہ اہل اس شرح کے لکھنے کیواسطے کوئی اور شخص نہ تھا علاوہ تعلیم و زبان اور وسیع معلومات کے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لسان الغیب

یعنے

اردو شرح دیوان حافظ معہ مفصل سوانح عمری

جلد چہارم

از

میر ولی اللہ بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ وکیل ایبٹ آباد

سنہ ۱۹۱۶ء

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں باہتمام حافظ مظفر الدین صاحب مینیجر طبع ہوئی

بسم الله الرحمن الرحیم

غزل (۵)

بشری اذ السلامة حلت بذی سلم	۱	لله حمد معترف غایة النعم
آن خوش خبر کجاست که این فتح مژده داد	۲	تا جان فشانمش چو زر و سیم در قدم
از بازگشت شاه چه خوش طرفه نقش بست	۳	آهنگ خصم او به سراپرده عدم
پیمان شکن هر آینه گردد شکسته دل	۴	ان العهود عند ملوک النهی ذمم
در نیل غم فتاد و سپهرش بطعنه گفت	۵	الآن قد ندمت و ما ینفع الندم
می‌جست از سحاب امل رحمتی ولی	۶	جز دیده‌اش معاینه بیرون نداد نم
ساقی بیا که دور گل است و زمان عیش	۷	پیش آر جام و هیچ مخور غم ز بیش و کم
ای دل تو جام جم بطلب ملک جم مخواه	۸	کین بود قول بلبل بستانسرای جم
چون لاله خون خصم چو صراحی بریخته	۹	با دوستان بعیش و طرب گیر جام جم
بشنو ز جام باده که این زال نو عروس	۱۰	بسیار کشته شوهر چون کیقباد و جم

(۱۱) حافظ بکنج میکده دارد قرارگاه

کالطیر فی الحدیقة و اللیث فی الاجم (۱۱)

خواجہ صاحب کے زمانہ میں سلطنت شیراز میں کئی تبدیلیاں ہوئیں۔ یہ غزل غالباً کسی بادشاہ کی فتح اور اسکے دشمن کی شکست کے موقعہ پر کہی گئی ہے۔ ممکن ہے منصور بادشاہ کے حاکم شیراز ہونے کے متعلق ہو۔

(۱) ترجمہ۔ خوشخبری ہو کہ سلامتی ذی سلم میں نازل ہوئی۔ خدا کے لئے حمد اور بے انتہا نعمتوں کا اعتراف۔

ذی سلم سے مراد مقام معشوق۔ مطلب یہ ہے کہ میرے ممدوح یا معشوق کے مقام میں سلامتی نازل ہوئی یا یہ کہ معشوق جو خود منزلہ سلامت ہے اپنے مقام میں تشریف فرما ہوا۔ خدا کا ہزار ہزار شکر۔

(۲) ترجمہ۔ وہ خوشخبری دینے والا کہاں ہے جس نے اس فتح کی خوشخبری دی۔ تاکہ اسکے قدموں پر زر و سیم کی طرح میں جان نثار کروں۔

خوشخبری لانے والے پر زر و سیم نثار کرنا عام رسم ہے۔ خواجہ صاحب جان نثار کرتے ہیں۔

(۳) ترجمہ۔ بادشاہ کے واپس آنے پر اسکے دشمن کے ارادہ نے عدم کے سراپردہ میں کیا عجیب نقش باندھا۔

یعنے دشمن کی تمام آرزوئیں بادشاہ کی واپسی پر خاک میں مل گئیں اور اسکے تمام ارادوں پر پانی پھر گیا

(۴) ترجمہ۔ وعدہ توڑنے والا ضرور شکستہ دل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وعدہ عقلمندوں کے نزدیک ذمہ واریوں کے برابر ہوتے ہیں

نہی جمع نہیہ یعنے عقل۔ **ملوک النہی**۔ یعنے عقلمند اہل خرد۔ **ذمم** جمع ذمہ۔ ذمہ داری۔

(۵) ترجمہ۔ (عہد شکن دشمن) غم کے نیل میں گرا اور آسمان نے اسکو طنزاً کہا کہ اس وقت تو نادم ہوا ہے لیکن تیری ندامت تجھے کچھ فائدہ نہیں دیتی۔

اس شعر میں ایک قرانی قصہ کی تلمیح ہے جب فرعون دریائے نیل میں غرق ہوا تو اس نے کہا کہ میں خدا کے ساتھ ایمان لاتا ہوں۔ اسے جواب ملا کہ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ (اب تو ایمان لاتا ہے اور پہلے تو نافرمان اور مفسد تھا)

(۶) ترجمہ۔ امید کے بادلوں سے وہ رحمت ڈھونڈتا تھا لیکن اسکی آنکھوں کے بغیر اور کہیں نمی ظاہر نہ ہوئی۔

مطلب یہ ہے کہ دشمن امید کے بادل سے بارش کی خواہش کرتا تھا یعنے اس امید میں تھا کہ میری مراد بر آئیگی لیکن ابر امید سے تو ایک قطرہ نہ برسا البتہ اسکی آنکھیں اشک باری کرتی ہیں یعنی وہ محروم ہو کر روتا تھا۔

(۷) ترجمہ۔ اے ساقی آ کہ بہار کا ندیم ہے اور عیش کا زمانہ ہے۔ پیالہ سامنے لا اور کسی بیشی کا غم نہ کھا۔

یعنے جام سامنے لا۔ اور دنیا کے نفع و نقصان کا فکر نہ کر۔

(۸) ترجمہ۔ اے دل جام جم کی طلب کر۔ اور ملک جم کی خواہش نہ کر۔ کیونکہ جمشید کے باغ کی بلبل کا یہی قول تھا۔

مطلب یہ ہی کہ جام مے کی طلب کر اور دنیاوی جاہ و سلطنت کی خواہش نہ کر کیونکہ جمشید کے باغ کی بلبل یہی گایا کرتی تھی کہ ملک جمشید ناپائدار ہی اسکی طلب نہ کرو۔ چنانچہ جمشید کی سلطنت کا اب نام و نشان نہیں البتہ جام جم کے نام سے اسکی یادگار باقی ہی۔

(۹) ترجمہ۔ جب تو نے دشمن کا خون صراحی کیطرح گرا دیا ہی۔ تو اب دوستوں کو ساتھ عیش و طرب میں جام شراب لے۔

(۱۰) ترجمہ۔ شراب کے پیالہ ہی سے کہ اس نو عروس بڑھیا نے۔ کیقباد اور جمشید کیطرح کئی شوہر قتل کئے ہیں۔

زالِ نو عروس۔ سے مراد دنیا۔ دیکھو شعرت سلہ

(۱۱) ترجمہ۔ حافظ شرابخانہ کے گوشہ میں اس طرح رہتا ہی جیسے باغ میں پرندہ یا نیستان میں شیر۔

غزل (۶)

بعزم توبہ سحر گفتم استخارہ کنم		بہار توبہ شکن میرسد چہ چارہ کنم
سخن درست بگویم نمی‌توانم دید	۱	کہ می خورند حریفان و من نظارہ کنم
بدور لالہ دماغ مرا علاج کنید	۲	گر از میانۂ اہل طرب کنارہ کنم
اگر شبے بزبانم حدیث توبہ رود	۳	ز بی طہارتی آن را بمی غرارہ کنم
بتخت گل بنشانم بتے چو سلطانے	۴	ز سنبل و سمنش ساز طوق و یارہ کنم
مرا کہ نیست رہ و رسم لقمہ پرہیزی	۵	ہمان بہ است کہ میخانہ را اجارہ کنم
ز روی دوست مرا چون گل مراد شگفت	۶	حوالہ سر دشمن بسنگ خارہ کنم
گدای میکدہ‌ام لیک وقت مستی بین	۷	کہ ناز بر فلک و حکم بر ستارہ کنم
اگر ز لعل لب یار بوسۂ یابم	۸	جوان شوم ز سر و زندگی دوبارہ کنم
چو غنچہ با لب خندان بیاد مجلس شاہ	۹	پیالہ گیرم و از شوق جامہ پارہ کنم
نہ قاضیم نہ مدرس نہ محتسب نہ فقیہ	۱۰	مرا چہ سود کہ منع شرابخوارہ کنم

(۱۱)

ز بادہ خوردن پنہان ملول شد حافظ
بہ بانگ بربط و نی رازش آشکارہ کنم

(۱۱)

(۱) ترجمہ ۔ صبح کے وقت توبہ کا ارادہ پر میں نے دل میں کہا کہ استخارہ کرونگا لیکن توبہ شکن بہار آرہی ہے کیا علاج کروں

یعنے صبح کے وقت میرا ارادہ تھا کہ توبہ کے لئے استخارہ کرونگا لیکن موسم بہار جو توبہ شکن ہوتا ہے آرہا ہے تو توبہ کس طرح قائم رہ سکیگی ۔ استخارہ کے لئے دیکھو شعر ت ۲ ۲

(۲) ترجمہ ۔ میں سچی بات کہتا ہوں کہ میں نہیں دیکھ سکتا ۔ کہ رقیب تو شراب پئیں اور میں دیکھتا رہوں ۔

یعنے سچ تو یہ ہے کہ میرا اس بات کی برداشت نہیں کرسکتا ۔ کہ رقیب شراب پئیں اور میں بیٹھا دیکھا کروں

(۳) ترجمہ ۔ موسم بہار میں (شراب کے دور سے) میرے دماغ کا علاج کرو ۔ اگر میں اہل طرب کی مجلس سے کنارہ کشی کروں ۔

یعنے اگر میں شراب نوشی ترک کروں تو موسم بہار میں جام مے کے دور سے میرے دماغ کا علاج کرو کیونکہ ترک سے فتور دماغ کی علامت ہے ۔

(۴) ترجمہ ۔ اگر کسی رات میری زبان سے توبہ کا لفظ نکل جائے ۔ تو اس بے طہارتی کی وجہ سے شراب کا غرارہ کرونگا ۔

قاعدہ ہے کہ اگر کوئی ناجائز لفظ منہ سے نکلجائے تو اس خیال سے کہ زبان پلید ہوگئی ہے غرارہ کیا جاتا ہے فرماتے ہیں کہ اگر میرے منہ سے توبہ (شراب سے توبہ) کا لفظ بھی نکل جائے ۔ تو میں سمجھونگا کہ میری زبان ناپاک ہوگئی ہے اور اسکو پاک کرنے کے لئے شراب سے غرارہ کرونگا ۔

(۵) ترجمہ تختہ گل پر بادشاہ کیطرح اپنے معشوق کو بٹھاؤنگا ۔ اور سنبل و سمن سے اسکے لئے طوق اور یارہ بناؤنگا

طوق ۔ گلوبند ۔ گلے کا زیور ۔ یارا کنگن کڑا ۔ ہاتھ کا زیور ۔ مطلب یہ ہے کہ معشوق کے لئے پھولونکا ہار اور کنگن بناؤنگا ۔

(۶) ترجمہ ۔ چونکہ مجھے لقمہ پرہیزی کی عادت نہیں ہے اسلئے یہی بہتر ہے کہ شرابخانہ کا ٹھیکہ لے لوں ۔

لقمہ پرہیز ۔ یعنے پرہیز کا لقمہ کھانا ۔ حلال روزی کھانا ۔ اس شعر میں دراصل اُن زاہدوں پر طعنہ ہے جو شراب کو تو برا سمجھتے ہیں لیکن مال حرام کے تصرف کو چنداں بُرا نہیں سمجھتے ۔ حالانکہ بظاہر بہت لقمہ پرہیزی کا اظہار کرتے ہیں ۔ دیکھو شعر الف ۴

عام الزام ہے اکبر پہ کہ پیتا ہے یہ کیوں	اسکی پرسش نہیں ہوتی کہ یہ کھاتا کیا ہے

(۷) ترجمہ معشوق کے چہرہ سے چونکہ میری مراد کا پھول شگفتہ ہوگیا ہے اس لئے دشمن کے سر کو سنگ سخت کے حوالہ کرتا ہوں ۔

(۸) ترجمہ میں شرابخانہ کا گدا ہوں لیکن مستی کے وقت دیکھ کہ میں آسمان سے ناز اور ستارہ پر حکومت کرتا ہوں ۔

(۹) ترجمہ ۔ اگر معشوق کے لب لعل سے مجھے ایک بوسہ مل جائے ۔ تو میں از سر نو جوان ہوجاؤں اور دوبارہ زندگی حاصل ہو ۔

(١٠) ترجمہ۔ بادشاہ کی مجلس کی یاد میں غنچہ کی طرح لب خنداں کے ساتھ۔ پیالہ لوں اور شوق سے جامہ چاک کر دوں۔ غنچہ کا لب خنداں کے ساتھ جامہ چاک کرنا یعنے شگفتہ ہو کر پھول بن جانا ظاہر۔ پھول کو جام سے بھی تشبیہ دیتے ہیں۔

(١١) ترجمہ۔ میں نہ قاضی ہوں نہ مدرس نہ محتسب ہوں اور نہ فقیہ مجھے کیا مطلب کہ شراب پینے سے لوگوں کو منع کروں۔

(١٢) ترجمہ۔ چھپ کر شراب پینے سے حافظ ملول ہو گیا ہے اب بربط اور نے کی آواز سے اسکے راز کو فاش کرتا ہوں۔ یعنے شرب الیہود سے میرا دل تنگ ہو گیا ہے۔ اب بربط و نے کی آواز کے ساتھ علانیہ اور علی رؤس الاشہاد شراب پیونگا۔

غزل (٧)

بغیر از آنکہ بشد دین و دانش از دستم	١	دگر بگو کہ ز عشقت چہ طرف بربستم
اگرچہ خرمن عمرم غم تو داد بباد	٢	بخاک پای عزیزت کہ عہد نشکستم
چو ذرہ گرچہ حقیرم ببین بدولت عشق	٣	کہ در ہوای رخت چوں بمہر پیوستم
بیار بادہ کہ عمریست تا من از سر	٤	بکنج عافیت از بہر عیش ننشستم
اگر ز مردم ہشیاری ای نصیحت گو	٥	سخن بخاک میفگن چرا کہ من مستم
چگونہ سر ز خجالت برآورم بر دوست	٦	کہ خدمتی بسزا برنیامد از دستم

(٧) بسوخت حافظ و آن یار دلنواز نگفت
کہ مرہمی بفرستم چو خاطرش خستم (٧)

(١) ترجمہ۔ بغیر اسکے کہ دین اور عقل میرے ہاتھ سے جاتا رہے۔ تو ہی بتا کہ تیرے عشق سے مجھ کو اور کیا فائدہ ہوا۔

(٢) ترجمہ۔ اگرچہ تیرے غم نے میری عمر کے خرمن کو برباد کر دیا تیرے عزیز پاؤں کی خاک کی قسم ہے کہ میں نے عہد نہ توڑا۔ یعنے باوجود خرمن عمر کے برباد ہونے کے میں نے تیرا عشق نہ چھوڑا۔

گو میں رہا رہین ستمہائے روزگار	لیکن تیرے خیال سے غافل نہیں رہا

(۳) ترجمہ۔ ذرہ کیطرح اگرچہ میں حقیر ہوں لیکن دیکھ کہ تیری عشق کی دولت سے تیرے چہرہ کی آرزو میں کسطرح سورج سے جا ملا روئے محبوب کو آفتاب اور اپنے آپ کو ذرہ سے تشبیہ دی ہے جسطرح ذرہ باوجود ایک حقیر چیز ہونے کے آفتاب کے عشق میں اڑکر اوپر جاتا ہے اسی طرح عاشق بھی باوجود ایک ناچیز ہستی ہونے کے محبوب مطلق تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔

دانم نرسد ذرہ بخورشید ولیکن		شوق طیران می کشد ارباب ہمم را (عرفی)

(۴) ترجمہ۔ شراب لا کیونکہ مدت ہوئی کہ میں عشق سے گوشۂ عافیت میں عیش کے لئے نہیں بیٹھا۔

(۵) ترجمہ۔ اے ناصح اگر تو دانا آدمی ہے تو اپنی بات کو خاک میں نہ ڈال کیونکہ میں مست ہوں۔
یعنے میں مست ہوں مجھ پر نصیحت کا کچھ اثر نہیں۔ اگر تو دانا ہے تو اپنی نصیحتوں کو مجھ پر ضائع نہ کر۔

(۶) ترجمہ۔ میں خجالت کی وجہ سے معشوق کے سامنے کس طرح سر اٹھاؤں۔ کیونکہ کوئی لائق خدمت میرے ہاتھ سے نہیں ہوئی اپنی کم بضاعتی کا اعتراف ہے مطلب یہ ہے کہ میرا سرمایہ اعمال بہت تھوڑا ہے محبوب مطلق کے سامنے بوجہ خجالت کے میں سر نہیں اٹھا سکتا۔

عذر تقصیر خدمت آوردم		کہ ندارم بطاعت استظہار

(۷) ترجمہ۔ حافظ جل گیا اور اس لنواز معشوق نے نہ کہا کہ جب میں نے اسکے دل کو زخمی کیا ہے تو مرہم بھی بھیج دوں
یعنے معشوق کے دل میں یہ خیال نہ آیا کہ جب میں نے عاشق کے دل کو زخمی کیا ہے تو اسکا علاج بھی کروں

غزل (۸)

بگذار تا بشارع میخانہ بگذریم	۱	کز بہر جرعہ ہمہ محتاج این دریم
جائیکہ تخت و مسند جم میرود بباد	۲	گر غم خوریم خوش نبود بہ کہ می خوریم
تا بو کہ دست در کمر او توان زدن	۳	در خون دل نشستہ چو یاقوت احمریم
روز نخست چون دم رندی زدیم و عشق	۴	شرط آن بود کہ جز رہ این شیوہ نسپریم
واعظ مکن نصیحت شوریدگان کہ ما	۵	با خاک کوی دوست بفردوس ننگریم
زان پیشتر کہ عمر گرانمایہ بگذرد	۶	بگذار تا قیامت روی تو بنگریم
چون صوفیان بحالت رقصند در سماع	۷	ما نیز ہم بشعبدہ دستی بر آوریم

از جرعۂ تو خاک زمین قدر لعل یافت	بیچارہ ما کہ پیش تو از خاک کمتریم

(۹) حافظ چو رہ بکنگرۂ کاخ وصل نیست
با خاک آستانہ ایں در بسر بریم (۹)

(۱) ترجمہ۔ چھوڑ کہ ہم شراب خانہ کے رستہ پر جائیں۔ کیونکہ ایک گھونٹ کیلئے ہم سب اس دروازہ کے محتاج ہیں۔

(۲) ترجمہ۔ جہاں جمشید کا تخت اور مسند برباد ہو جاتے ہیں اگر ہم غم کھائیں تو جائز نہیں۔ بہتر ہے کہ شراب پئیں۔
مطلب یہ ہے کہ جب دنیا ناپائدار ہے تو اسکا غم نہیں کھانا چاہیئے۔ شراب عشق پی کر حیات ابدی حاصل کرنی چاہئے۔

(۳) ترجمہ۔ اس امید میں کہ شاید اسکی کمر میں ہاتھ پڑ جائے۔ یاقوت سرخ کیطرح ہم خون دل میں بیٹھے ہیں۔
یاقوت سرخ اور دیگر جواہرات کا معشوق کی کمر بند میں ہونا ظاہر۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ یاقوت سرخ کی طرح ہم نے بھی دل کو خون کیا ہے تاکہ اس کی طرح ہمارا ہاتھ بھی کبھی معشوق کی کمر تک پہنچ سکے۔

(۴) ترجمہ۔ روز ازل سے ہی جب ہم نے رندی اور عشق کا دم مارا۔ تو شرط یہی ہے کہ اس شیوہ کے سوا اور کوئی رستہ اختیار نہ کریں۔

(۵) ترجمہ۔ اے واعظ ہم شوریدہ سروں کو نصیحت نہ کر کیونکہ ہم کوئے دوست کی خاک کی موجودگی میں بہشت کیطرف نظر نہیں کرتے۔
یعنے جب ہمارے نزدیک کوئے دوست کی خاک باغ جنت سے بہتر ہے تو بہشت کے وعدہ پر ہم کو ترک عشق کی نصیحت نہ کر۔

(۶) ترجمہ۔ تیرا ابرو اگر اشارہ کرے تو ہم اجازت دے کہ تیرے چہرے کی قیامت کو دیکھ لیں۔
خواجہ صاحب مرنے سے پہلے ہی قیامت کو دیکھنا چاہتے ہیں بعض لوگ قیامت کی بجائے مقابل سے۔

(۷) ترجمہ۔ جب صوفی سماع کے وقت وجد و رقص میں ہیں۔ تو ہم بھی شعبدہ کے طور پر (صرف دکھلاوے کے لئے) وجد کریں۔

(۸) ترجمہ۔ تیرے جرعہ سے زمین کی خاک نے لعل کی قدر حاصل کی۔ ہم بیچارے تیرے سامنے خاک سے بھی کمتر ہیں۔
قاعدہ ہے کہ شراب پیتے وقت تھوڑی سی شراب زمین پر گرا دیتے ہیں۔ تو نے جرعۂ شراب زمین پر گرا کر زمین کو لعل بنا دیا۔ ہم بیکس مٹی سے بھی کمتر ہیں کہ ہمیں ایک جرعہ بھی نہ دیا گیا۔

(۹) ترجمہ۔ اے حافظ جب تجھ کو اس کے وصل تک پہنچنے کا راستہ نہیں تو آستانہ کی مٹی سے ہی وقت بسر کرنا چاہیے۔

غزل (۹)

بتیغم گر زند دستش نگیرم	۱	وگر تیرم زند منت پذیرم
کمان ابروی ما را گو مزن تیر	۲	که پیش دست و بازویت بمیرم
غم گیتی چو از پایم در آورد	۳	بجز ساغر نباشد دستگیرم
برآی ای آفتاب صبح امید	۴	که در دست شب هجران اسیرم
چو طفلان تا کی ای زاهد فریبی	۵	بسیب بوستان و جوی شیرم
من آن مرغم که هر شام و سحرگاه	۶	رسد تا سدره آواز صفیرم
بفریادم رس ای پیر خرابات	۷	بیک جرعه جوانم کن که پیرم
بگیسوی تو خوردم دوش سوگند	۸	که از پای تو من سر برنگیرم

(۹) بسوز این خرقهٔ تقوی چو حافظ
که گر آتش شوم در وی نگیرم (۹)

(۱) ترجمہ۔ اگر وہ مجھے تلوار سے مارے تو میں اسکا ہاتھ نہیں پکڑونگا۔ اور اگر مجھے تیر مارے تو میں اسکا ممنون ہونگا۔

(۲) ترجمہ۔ ہمارے کمان ابرو معشوق کو کہو کہ تیر نہ مارے۔ تاکہ میں تیرے دست و بازو کے سامنے مروں۔
یعنی دور سے ہی تیر مار کر نہ مار ڈالے بلکہ اپنے سامنے اپنے دست و بازو سے مجھے قتل کرے۔ یا یہ کہ مجھ پر تیر نہ مار خود ہی اسکے دست و بازو پر قربان ہونے کو تیار ہوں۔

(۳) ترجمہ۔ دنیا کے غم نے جب مجھے پاؤں سے گرا دیا۔ تو بغیر ساغر کے میرا اور کوئی دستگیر نہیں ہوتا

تشریح کے لئے دیکھو شعر الف ۱/۱ الف ۱۳/۱ [illegible]

(۴) ترجمہ۔ اے صبح امید کے آفتاب نکل کہ میں شب ہجراں کے ہاتھ میں اسیر ہوں۔
صبح امید کی مراد صبح وصال ہے۔ دنیا شب ہجر ہے کیونکہ دنیا میں مشاہدہ ذات ممکن نہیں۔

(۵) ترجمہ۔ اے واعظ تو مجھ کو کب تک بچوں کیطرح باغ کے سیب اور دودھ کی نہر سے بہکائے گا۔

مطلب یہ ہی کہ باغ جنت کا میوہ اور شیر و شہد کی نہر یہ طفل فریبی کی باتیں ہیں۔ ہم شیفتہ مغزان عشق پر ان باتوں کا کیا اثر ہی۔ دیکھو شعر الف ۲ (کوا کف بہشت و دوزخ)

(۶) ترجمہ۔ میں وہ مرغ ہوں کہ ہر شام اور صبح کے وقت میری آواز صفیر سدرہ تک پہنچتی ہے۔

صفیر۔ پرندوں کی آواز۔ سدرہ دیکھو ت ۱ بعض دیوانوں میں دوسرا مصرع اس طرح ہے ع

ز بام عرش مے آید صفیر سرم

تشریح کے لئے دیکھو شعر ت ۱

(۷) ترجمہ۔ اے پیر خرابات میری فریاد کو پہنچ (دادرسی کر) ایک گھونٹ سے مجھے جوان کر کہ میں بوڑھا ہوں۔

(۸) ترجمہ۔ کل میں نے تیری زلف کی قسم کھائی۔ کہ میں تیرے پاؤں سے سر نہیں اٹھاؤنگا۔

(۹) ترجمہ۔ حافظ کی طرح اس خرقہ تقوی کو جلا دو۔ کہ اگر میں آگ ہی بن جاؤں تو اس پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔

مطلب یہ ہی کہ اگر میں آگ ہی بن جاؤں تو معشوق پر کچھ اثر نہیں ہوتا اور وہ میری حالت زار کیطرف متوجہ نہیں ہوتا۔ پس خرقہ تقوی کا کیا فائدہ اسے جلا دو۔ اگر وے کی ضمیر خرقہ تقوی کیطرف سمجھی جائے۔ تو مطلب یہ ہوگا کہ میری آتش دل کا اثر خرقہ تقوی پر مطلق نہیں ہوتا۔ اس لئے اسے جلا دینا چاہیئے۔

غزل (۱۰)

بمژگان سیہ کردی ہزاران رخنہ در دینم	۱	بیا کز چشم بیمارت ہزاران درد برچینم
الا ای ہمنشین دل کہ یارانت برفت از یاد	۲	مرا روزی مباد آن دم کہ بی یاد تو بنشینم
ز تاب آتش دوری شدم غرق عرق چون گل	۳	بیار ای باد شبگیری نسیمی زان عرق چینم
شب رحلت ہم از بستر روم تا قصر حورالعین	۴	اگر در وقت جان دادن تو باشی شمع بالینم
صباح الخیر زد بلبل کجائی ساقیا برخیز	۵	کہ غوغا میکند در سر خمار خمر دوشینم
اگر بر جای من غیری گزیند دوست حاکم اوست	۶	حرامم باد اگر من جان بجای دوست بگزینم
جہان پیر است بی بنیاد ازین فرہادکش فریاد	۷	کہ کرد افسون و نیرنگش ملول از جان شیرینم

جہان فانی و باقی فدای شاہد و ساقی	۸	کہ سلطانی عالم را طفیل عشق می بینم
رموز عشق و مستی ز من بشنو نہ از واعظ	۹	کہ با جام و قدح ہر شب قرین ماہ و پروینم

(۱۰) حدیث آرزومندی کہ در این نامہ ثبت افتاد
ہمانا بی غلط باشد کہ حافظ داد تلقینم (۱۰)

(۱) ترجمہ۔ تو نے اپنی سیاہ پلکوں سے میرے دین میں ہزاروں رخنے کر دیئے۔ آ کہ تیری چشم بیمار سے میں ہزاروں درد چُن لوں۔

فرماتے ہیں کہ تیری مژگان سیاہ نے مجھ کو کافر کر دیا لیکن اب تک میں تیری چشم بیمار پر قربان ہونے کو تیار ہوں دوسرے مصرعہ کا مطلب یہ ہے کہ تیری چشم بیمار کو خدا ہمیشہ سلامت رکھے اور اسے کسی درد میں مبتلا نہ کرے میں اسکی بجائے ہزاروں درد اپنے اوپر گوارا کر لونگا۔ بیمار اور درد کی رعایت ظاہر۔

(۲) ترجمہ۔ ہاں اے دل کی ہمنشیں کہ تو نے یاروں کو بھلا دیا۔ مجھ وہ دم نصیب نہ ہو کہ تیری یاد کے بغیر بیٹھوں۔

الا۔ (۱) حرف تنبیہ۔ ہوشیار ہو۔ آگاہ ہو۔ (۲) صرف خطاب۔ بطریق عرض الحاح۔ یہاں یہی دوسرے معنے ہیں
ہمنشیں دل سے مراد معشوق۔ مطلب یہ ہے کہ اے معشوق تو نے ہم کو تو بھلا دیا ہے لیکن خدا وہ وقت مجھے نصیب نہ کرے کہ میں تجھ کو بھول جاؤں۔

یادم نمی کنی وز یادم نمیروی		عمرت دراز باد فراموشکار من

(۳) ترجمہ۔ آتش ہجر کی گرمی سے پھول کی طرح میں پسینہ میں غرق ہو گیا۔ اے باد سحر اس عرق چین سے میرے پاس تھوڑی سی نسیم لا۔
عَرَق چین۔ پسینہ پونچھنے کی چیز۔ (مرکب از عرق بمعنے پسینہ و چین از مصدر چیدن) (۱) ایک قسم کی ٹوپی جو دستار کے نیچے پہنی جاتی ہے تاکہ سر کا پسینہ پگڑی کو نہ لگے۔ (۲) ایک زریں ٹوپی جو عورتیں استعمال کرتی ہیں۔ (۳) رومال پھول پر شبنم کے قطرے ہوتے ہیں جنہیں نسیم سحر آ کر خشک کر دیتی ہے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ آتش ہجر کی گرمی سے میں پسینہ پسینہ ہو رہا ہوں۔ اے باد صبا معشوق کی عرق چین (ٹوپی) سے یعنے اسکی زلف معنبر سے تھوڑی سی خوشبو دار نسیم لا جو میرے پسینہ کو سکھا دے۔

(۴) ترجمہ۔ رحلت کی رات میں بستر سے سیدھا حوران بہشتی کے محل میں پہنچ جاؤنگا۔ اگر جان دینے کے وقت تو میرا شمع بالیں ہو۔

حورالعین یکبر عین - زنانِ سفید پوست فراخ چشم - حورانِ بہشتی مطلب یہ ہے کہ اگر میری جانکنی کے وقت تو میرے سرہانے پر بیٹھا ہوگا۔ تو میں مر کر سیدھا حورانِ بہشتی کے محل پر جا پہنچونگا یعنی ایک حور کے پاس سے جا کر دوسری حوروں کے مقام پر جا ٹھہرونگا

(۵) ترجمہ - بلبل نے صباح الخیر کہا ای ساقی تو کہاں ہے اٹھ - کیونکہ میرے سر میں کل کی شراب کا خمار غوغا کر رہا ہے

صباح الخیر - صبح کا سلام - صبح کے وقت جب ایک دوست دوسرے دوست سے ملتا ہے - تو صباح الخیر کہتا ہے یعنے یہ صبح تیرے لئے مبارک ہو اچھی ہو - گڈ مارننگ (انگریزی) مطلب یہ ہے کہ صبح کا وقت ہے بلبل پھولوں کو صباح الخیر کہہ رہی ہے - ساقی اٹھ اور مجھے شرابِ صبح کا ایک پیالہ دے کیونکہ شرابِ دوشیں کا خمار سر میں غوغا کر رہا ہے

خمرِ دوشیں سے مراد شرابِ عشق کا پیالہ جو صبحِ الست کو پیا گیا - دیکھو شعر ۲ / ۱-۱۰

(۶) ترجمہ - اگر معشوق میری بجائے کسی اور کو دوست بنائے تو اسے اختیار ہے لیکن اگر میں دوست کی بجائے جان بھی اختیار کروں تو مجھ پر حرام ہو -

حاکم اوست وہ حاکم ہے اسے اختیار ہے - مالک ہے جو چاہے کرے مطلب یہ ہے کہ معشوق مجھے چھوڑ کر کسی اور کو دوست بنائے تو اسکا اختیار ہے لیکن میرا اسکے مقابلے میں جان کو بھی ہیچ سمجھتا ہوں۔

	ترا بندہ از من بیاید بسے		مرا چون تو دیگر نباشد کسے	

(۷) ترجمہ - جہان ایک بے بنیاد بوڑھا ہے اس فرہاد کش (عاشق کش) سے فریاد ہے کیونکہ اسکے افسون و نیرنگ نے مجھے جانِ عزیز سے بھی بیزار کر دیا ہے -

جہان کو بے بنیاد عاشق کش اور بوڑھا کہا ہے جسکے افسون نیرنگ سے کوئی شخص بچ نہیں سکتا - فرہاد اور شیریں میں صنعتِ ایہام ہے -

(۸) ترجمہ - فانی اور باقی جہان شاہد ساقی پر قربان ہوں - کیونکہ میں جہان کی بادشاہی کو عشق کے طفیل ہی دیکھتا ہوں

جہان فانی و باقی سے مراد دنیا اور آخرت - دونو جہان مطلب یہ ہے کہ حقیقی سلطنت عشق کے ذریعے ہی مل سکتی ہے اس لئے میں دونو جہانوں کو معشوق اور ساقی پر قربان کرتا ہوں -

(۹) ترجمہ - عشق اور مستی کے راز [illegible] جام و قدح [illegible]

جام و قدح کو ماہ و پروین کہا ہے مطلب یہ ہے کہ عام و قدح [illegible] عشق [illegible]

(۱۰) ترجمہ - آرزومندی کی باتیں [illegible]

غزل ۱۱

بیا تا گل برافشانیم و مے در ساغر اندازیم	۱	فلک را سقف بشگافیم و طرح نو در اندازیم
اگر غم لشکر انگیزد کہ خون عاشقان ریزد	۲	من و ساقی بہم سازیم و بنیادش براندازیم
چو در دست است رودی خوش بزن مطرب سرودی خوش	۳	کہ دست افشاں غزل خوانیم و پاکوباں سر اندازیم
صبا خاک وجود ما بآن عالیجناب انداز	۴	بود کان شاہ خوباں را نظر بر منظر اندازیم
یکی از عشق می لافد دگر طامات مے بافد	۵	بیا کایں داوریہا را بہ پیش داور اندازیم
بہشت عدن اگر خواہی بیا با ما بمیخانہ	۶	کہ از پای خمت یکسر بحوض کوثر اندازیم
شراب ارغوانی را گلاب اندر قدح ریزیم	۷	نسیم عطر گردان را شکر در مجمر اندازیم
بیا جانا منور کن ز رویت مجلس ما را	۸	کہ در پیشت غزل خوانیم و در پایت سر اندازیم

(۹) سخندانی و خوشخوانی نمی ورزند در شیراز
بیا حافظ کہ تا خود را بملک دیگر اندازیم (۹)

(۱) ترجمہ۔ آ تا کہ پھول بکھیریں اور شراب پیالہ میں ڈالیں۔ آسمان کی چھت کو پھاڑ دیں اور نئی بنیاد قائم کریں۔

یعنے آ کہ بزم گل و مل کو گرم کریں اور حالت مستی میں اپنی ایک نئی دنیا بنائیں۔

(۲) ترجمہ۔ اگر عاشقوں کی خونریزی کے لئے غم لشکر کشی کرے۔ تو میں اور ساقی متفق ہو کر اسکی بیخ کنی کر دیں۔

غم اور شراب کے لئے دیکھو الف $\frac{}{1}$ الف $\frac{12}{1}$ ت $\frac{22}{3}$ ت $\frac{7}{2}$ ت $\frac{25}{9}$ ت $\frac{55}{2}$ ت $\frac{23}{3}$ ت $\frac{8}{5}$ د $\frac{3}{1}$ د $\frac{29}{3}$ د $\frac{58}{1}$ د $\frac{68}{2}$ د $\frac{129}{4}$ ن $\frac{11}{2}$ م $\frac{6}{3}$ ۔

(۳) ترجمہ۔ جب تیرے ہاتھ میں چہار ساز ہو تو اے مطرب چہار سرود سنا تا کہ رقص کی حالت میں ہم غزل پڑھیں اور رقص ہی کی حالت میں سر دیدیں۔

دست افشاں اور **پاکوباں** ہر دو بمعنی رقص۔ خواجہ صاحب میں یہ کمال ہے کہ ہر ایک کیفیت کی پوری جیتی جاگتی تصویر بنا کر سامنے رکھ دیتے ہیں۔ یہ شعر پڑھکر معاً بزم رقص و سماع کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے

(۴) ترجمہ :- اے صبا ہمارے وجود کی خاک کو اس عالی درگاہ پر جا گرا۔ شاید کہ اس حسینوں کے بادشاہ کے چہرہ پر ہم نظر ڈال سکیں۔

منظر :- جائے نظر (۱) آنکھ (۲) چہرہ صورت۔ رو۔ (۳) دریچہ۔

(۵) ترجمہ :- ایک عشق کی لاف مارتا ہے دوسرا کشف و کرامات کی ڈینگیں مارتا ہے آکہ ہم ان تمام جھگڑوں کو خدا کے سامنے پیش کر دیں

طامات جمع طامہ کی۔ صوفیوں کے اظہار کشف و کرامات میں ڈینگ شیخی۔ لاف و گزاف بیہودہ باتیں۔ طامات بافی شیخی اور ڈینگ مارنا۔ لاف زنی کرنا۔ خواجہ صاحب زاہدوں کی لاف و گزاف اور صوفیوں کی طامات بافی کے ہمیشہ مخالف رہے ہیں فرماتے ہیں کہ خدا کے سامنے ان تمام باتوں کی حقیقت کھل جائیگی۔

(۶) ترجمہ :- تو اگر بہشت عدن کا طالب ہے تو ہمارے ساتھ شراب خانہ میں چل۔ کہ ہم تجھ خم کے پاؤں سے سیدھا حوض کوثر میں پہنچا دیں۔

عدن :- اقامت۔ ٹھیرنا۔ کسی جگہ ہمیشہ رہنا۔ بہشت کا باغ جس میں آدمی ہمیشہ رہیگا۔ مطلب یہ ہے کہ اگر تو بہشت اور کوثر کا خواہاں ہے تو عشق اختیار کر اور شراب عشق پی۔

(۷) ترجمہ :- شراب سرخ کے پیالے میں گلاب ڈالیں اور عطر افشاں نسیم کے مجمر میں شکر گرائیں۔

مجمر :- عود دان۔ وہ انگیٹھی جس میں عود سپند وغیرہ خوشبودار چیزیں جلائی جاتی ہیں۔ شکر در مجمر انداختن شکر میں عود برادہ ملا کر مجلس کے اندر انگیٹھی میں جلانا۔ محاورہ ہے۔

(۸) ترجمہ :- اے معشوق آ اور ہماری مجلس کو اپنے چہرہ سے منور کر۔ تاکہ تیرے سامنے ہم غزل پڑھیں اور تیرے پاؤں میں سر گرائیں

(۹) ترجمہ :- سخندانی اور [illegible] کی شیراز میں قدر نہیں ہے اے حافظ آ کہ ہم اپنے آپ کو کسی دوسرے ملک میں لیجائیں۔

باایں ہمہ خواجہ صاحب کبھی شیراز سے باہر نہیں گئے۔

غزل (۱۲)

۱ بیتو ای سرو روان با گل و گلشن چه کنم
زلف سنبل چه کشم عارض سوسن چه کنم

۲ آه کز طعنه بدخواه ندیدم رویت
نیست چون آینه ام روی ز آهن چه کنم

۳ برو ای زاهد و بر دردکشان خورده مگیر
کار فرمای قدر میکند این من چه کنم

۴ برق غیرت چو چنین میجهد از مکمن غیب
تو بفرما که من سوخته خرمن چه کنم

مددی گر بچراغی نکند آتش طور	۵	چارهٔ تیره شب وادی ایمن چه کنم
شاه ترکان چو پسندید و بچاهم انداخت	۶	دستگیر ار نشود دست تهمتن چه کنم
خون من ریختی از ناوک دلدوز فراق	۷	خود بگو با تو من ای دیدهٔ روشن چه کنم

(۸) **حافظا** خلد برین خانهٔ موروث منست
اندرین منزل ویرانه نشیمن چه کنم (۸)

(۱) ترجمہ۔ اے سرو رواں تیرے بغیر میں گل گلشن کو کیا کروں۔ زلف سنبل کو ہاتھ میں کیا لوں عارض سوسن کو کیا کروں۔

مطلب یہ ہی کہ معشوق کے بغیر باغ و بہار کا کچھ لطف نہیں۔

عہد کردیم کہ بے دوست بصحرا نرویم بوستان خانۂ عیش است و چمن کوی نشاط	بے تماشاگہ رویش بتماشا نرویم تا مہیا نشود عیش بتنہا نرویم (سعدی)

(۲) ترجمہ۔ افسوس کہ دشمنوں کے طعنوں کی وجہ سے میں تیرا چہرہ نہ دیکھ سکا آئینہ کیطرح میرا چہرہ لوہے کا نہیں ہے کیا کروں آئینہ۔ دراصل آہنینہ یعنی لوہے کا بنا ہوا۔ کیونکہ پہلے پہل سکندر اعظم نے آئینہ لوہے سے بنایا تھا اس لئے یہ نام ہوا۔ زبان گیلانی میں بھی آسنہ لوہے کو کہتے ہیں۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ میرا چہرہ آئینہ کی طرح لوہے کا بنا ہوا نہیں ہے کہ اس پر کسی چیز کا اثر نہ ہو اور ہمیشہ تیرے چہرے کے مقابل ہو۔ دشمنوں کے طعنوں کا مجھ پر یہ اثر ہوا ہے کہ تجھے دیکھنے سے محروم ہو گیا ہوں

(۳) ترجمہ۔ اے زاہد چلا جا اور دُردکشوں کی عیب جوئی نہ کر۔ یہ سب کچھ خدا اپنی قدرت سے کر رہا ہے میں کیا کرتا ہوں قدر۔ تقدیر الہی۔ حکم۔ ہر کام کی مقدار اور نہایت۔ اسی مضمون کے لئے دیکھو الف $\frac{۳}{۲}$ ت $\frac{۸}{۱۸}$ د $\frac{۱۱}{۲}$ ش $\frac{۴}{۵}$ ش $\frac{۶}{۱}$ ش $\frac{۲۲}{۵}$۔

(۴) ترجمہ۔ جب غیرت کی بجلی غیب کی کمین گاہ سے اسطرح کوندتی ہے تو تو خود ہی بتا کہ میں سوختہ خرمن کیا کروں۔
مطلب یہ ہے کہ محبوب حقیقی کی برق غیرت نے دنیا میں جب کوئی خرمن چھوڑا ہی نہیں تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ اسی غیرت کے متعلق شیخ فخر الدین عراقی نے کہا ہے "غیرت معشوق آن اقتضا کرد کہ عاشق غیر او را دوست ندارد و بغیر او محتاج نشود لاجرم خود را عین ہمہ اشیا کرد تا ہر چہ او را دوست دارد بہر چہ محتاج شود او بود

	غیرتش غیر در جہان نگذاشت		لاجرم عین جملہ اشیا شد"	(مصرع چہارم)

یا برقِ غیرت سے مراد وہ غیرت جسکا ذکر شعر د ۲ میں ہے۔ یعنے برقِ عشق جس نے خرمنِ آدم کو جلا دیا۔

(۵) ترجمہ۔ اگر طور کی آگ ایک چراغ سے میری مدد نہ کرے تو وادی ایمن کی اندھیری رات کا کیا علاج کریں۔ مطلب یہ ہے کہ اگر محبوبِ حقیقی کی عنایت بدرقۂ راہ نہ ہو اور شمع ہدایت سامنے نہ رکھی تو منازلِ عشق کا طے کرنا بہت مشکل ہے۔ آتشِ طور اور وادی ایمن کے لئے دیکھو شعر د ۳ ۴۔

(۶) ترجمہ۔ ترکوں کے بادشاہ نے جب یہی پسند کیا اور مجھ کو کنوئیں میں گرا دیا تو اگر تہمتن کا ہاتھ میری دستگیری نہ کرے تو میں خود کیا کر سکتا ہوں۔

مطلب یہ ہے کہ معشوق نے مجھ کو تکلیف اور بیکسی کی حالت میں چھوڑا ہوا ہے اگر کوئی معاون میری دستگیری نہ کرے تو رہائی مشکل ہے یا یہ کہ محبوبِ مطلق نے مجھ کو دنیا کے تاریک کنوئیں میں اسیر کیا ہوا ہے اگر مرشد میری دستگیری نہ کرے تو اس قید سے آزاد ہونا مشکل۔ اس شعر میں ایک مشہور تواریخی قصہ کی طرف اشارہ ہے۔

کے خسرو کے عہد میں بیژن نامی ایک پہلوان تھا جو کہ زال کی اولاد سے تھا اور رستم پہلوان کا بھانجا تھا۔ سرحدِ ایران پر موذی جنگلی جانور فصلوں کا نقصان کرتے تھے بادشاہ کے حکم سے بیژن انکو مارنے کے لئے گیا۔ مارتے مارتے افراسیاب کے ملک میں جا پہنچا۔ وہاں ایک باغ میں افراسیاب کی بیٹی منیژہ کو دیکھا۔ دونو ایک دوسرے پر فریفتہ ہو گئے۔ منیژہ جب گھر گئی تو بیژن کو بھی ساتھ لیگئی اور کئی روز شاہی محلوں میں اسے چھپا رکھا۔ افراسیاب کو خبر ہوئی اس نے بیژن کو سیاہ چاہ میں اسیر کر دیا ایران خبر پہنچی۔ رستم کو حکم ہوا کہ اسے کسی طرح نکال لاؤ۔ رستم نے ایک سوداگر کا قافلہ تیار کیا اور اس بہانہ سے توران جا نکلا۔ رات کو سیہ چاہ پر پہنچکر بیژن کو نکالا۔ افراسیاب کے محلوں پر حملہ کیا۔ اور مال غنیمت۔ منیژہ اور بیژن کو ساتھ لیکر ایران میں آ گیا۔

(۷) ترجمہ۔ فراق کے دلدوز تیر سے تو نے میرا خون بہایا۔ اے دیدۂ روشن! تو خود ہی کہہ کہ میں بیچارہ کیا کروں۔

(۸) ترجمہ۔ اے حافظ! بہشت بریں میرا موروثی مکان ہے۔ اس ویرانہ منزل (دنیا) میں میں اپنا قیام کس طرح کروں۔

بہشت بریں کو خانۂ موروث کہا ہے کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام جو تمام بنی نوع انسان کے مورث اعلیٰ ہیں اس مکان میں رہ چکے ہیں۔ دیکھو شعرت ۱ / ۵-۲-۶۔ مرزا غالب کی ستم ظریفی دیکھیے کسی زاہد کے اسی

دعویٰ پر ناراض ہو کر کہتے ہیں

خواجہ فردوس بمیراث تمنا دارد		وے گر در روشش نسل بہ آدم نرسد

غزل ۱۳۱

تا سایۂ مبارکت افتاد بر سرم	۱	دولت غلام من شد و اقبال چاکرم
شد سالہا کہ از سر من بخت رفتہ بود	۲	از دولت وصال تو باز آمد از درم
بیدار در زمانہ ندیدے کسے مرا	۳	در خواب اگر خیال تو گشتی مصورم
من عمر در غم تو بپایان برم ولے	۴	باور مکن کہ بے تو زمانے بسر برم
زاں شب کہ باز در دل تنگم در آمدی	۵	صد شمع در گرفت دماغ معطرم
دردم طبیب نداند دوا کہ من	۶	بی دوست خستہ خاطر و با دوست خوشترم
گفتی بیار رخت اقامت بکوی ما	۷	من خود بجان تو کہ ازیں کوے نگذرم

(۸)	ہر کس غلام شاہی و مملوک صاحبیست حافظ کمینہ بندۂ سلطان کشورم	(۸)

(۱) ترجمہ۔ جب سے تیرا مبارک سایہ میرے سر پر پڑا ہے۔ دولت میری غلام ہو گئی ہے اور اقبال میرا نوکر ہو گیا ہے۔

(۲) ترجمہ۔ کئی سال ہوئے کہ بخت مجھ سے چلا گیا تھا۔ تیرے وصال کی دولت سے پھر میرے دروازہ کے اندر آگیا۔

(۳) ترجمہ۔ زمانہ میں مجھے پھر کوئی شخص بیدار نہ دیکھتا۔ اگر خواب میں تیری تصویر کا نقشہ (میرے دل پر) منقوش ہو جاتا۔ یعنی اگر خواب میں تیری تصویر میرے دل پر منقوش ہو جاتی تو میں اس میں اسقدر محو ہو جاتا کہ جاگنے کا نام نہ لیتا اور تمام عمر خواب میں ہی تجھے دیکھتا رہتا۔ حاصل کلام یہ کہ اگر خواب میں بھی مجھے دیدار نصیب ہو جائے۔ تو تمام عمر خواب میں ہی رہوں اور تجھے دیکھتا رہوں۔ جاگنے کا نام نہ لوں۔ بعض دیوانوں میں دوسرا مصرعہ اسطرح ہے ع - در خواب گر وصال تو بخشد میسرم

(۴) ترجمہ۔ میں تیرے غم عشق میں بیشک عمر گذار رہا ہوں لیکن یقین نہ کر کہ تیرے بغیر میں تھوڑی دیر بھی زندہ رہ سکتا ہوں۔

(۵) ترجمہ۔ جس رات سے تو پھر میرے تنگ دل میں آگیا ہے۔ میرے معطر دماغ نے صد ہا شمعیں روشن کر دی ہیں۔

(۶) ترجمہ۔ طبیب میرے درد کی دوا نہیں جانتا کیونکہ میں دوست کے بغیر خستہ دل اور دوست کے ساتھ خوش رہتا ہوں۔

(۷) ترجمہ۔ تو نے مجھ کو کہا کہ رخت اقامت ہمارے کوچے میں ڈال۔ تیری جان کی قسم کہ میں خود اس کوچے سے باہر جاتا ہی نہیں۔

(۸) ترجمہ۔ ہر ایک شخص کسی بادشاہ کا غلام اور کسی صاحب کا بندہ ہوتا ہے۔ حافظ بادشاہ ملک کا ایک کمترین غلام ہے۔

ہر قوم راست راہی دینی و قبلہ گاہی		من قبلہ راست کردم در طرف کج کلاہی	

غزل (۱۴)

مرا می بینی و دردم زیادت میکنی دردم	۱	ترا می بینم و شوقم زیادت می شود ہر دم
بسامانم نمی پرسی نمیدانم چہ سر داری	۲	بدرمانم نمیکوشی نمیدانی مگر دردم
نہ راہست اینکہ بگذاری مرا با خاک و بگریزی	۳	گذاری آر و بازم پرس تا خاک رہت گردم
ندارم دست از دامن بجز در خاک آن دم ہم	۴	چو بر خاکم گذار آری بگیرد دامنت گردم
فرو رفت از غم عشقت دمم دم میدہی تا کی	۵	دمار از من برآوردی نمیگوئی برآوردم
شبی دل را بتاریکی ز زلفت باز می جستم	۶	رخت میدیدم و جامی ز لعلت باز میخوردم
کشیدم در برت ناگاہ و شد در تاب گیسویت	۷	نہادم بر لبت لب را و جان و دل فدا کردم

(۸)	تو خوش میباش با حافظ برو گو خصم جان میدہ چو گرمی از تو می بینم چہ باک از خصم دم سردم	(۸)

(۱) ترجمہ۔ تو مجھ کو دیکھتا ہے اور میرے درد کو اسی وقت زیادہ کر دیتا ہے۔ میں تجھ کو دیکھتا ہوں اور میرا شوق ہر وقت زیادہ ہوتا ہے۔
دردم اور ہر دم میں صنعت تجنیس ہے۔ دونوں مصرعوں میں مضمون کا تشابہ بہت لطیف ہے۔

(۲) ترجمہ۔ تو میرا حال نہیں پوچھتا ہوں معلوم نہیں تیرا کیا خیال ہے۔ تو میرے علاج کی کوشش نہیں کرتا شاید تجھ کو میرے درد کا علم نہیں۔ چہ سر داری (۱)
بسامانم نمی پرسی [illegible]
تیرا کیا خیال ہے۔ (۲) [illegible]

(۳) ترجمہ۔ [illegible]

(۴) ترجمہ۔ خاک میں مل جانے سے پہلے میں کبھی تیرے دامن کو نہیں چھوڑونگا اور اُسوقت بھی جب تو میری خاک پر ہو کر گذریگا تو میری گرد تیرے دامن کو پکڑے گی۔

(۵) ترجمہ۔ تیرے غم عشق سے میرا دم نکل گیا تو مجھ کو کب تک دھوکا دیتا رہیگا۔ تو نے مجھ ہلاک کر ڈالا اور تو نہیں کہتا کہ میں سانس بھی لوں۔

دم دادن۔ دھوکا دینا۔ **دمار**۔ ہلاکت۔ سانس۔ دم۔ **برآوردم**۔ دو طرح پڑھا جا سکتا ہے (۱) (دم برآور) سانس لے۔ دم سے۔ آواز کر۔ فریاد کر۔ یعنے تو نے مجھ ہلاک بھی کر دیا اور فریاد بھی نہیں کرنے دیتا (۲) برآوردم۔ میں نے نکالا۔ اس صورت میں دمار محذوف ہوگا یعنی تو نے مجھے ہلاک کر ڈالا اور یہ بھی نہیں کہتا کہ ہاں میں نے ہلاک کیا ہے (الفاظ کا باہم ربط اور مناسبت قابل داد ہے)

(۶) ترجمہ۔ ایک رات میں تیری زلف کی تاریکی میں دل کو ڈھونڈھتا تھا تیرا چہرہ دیکھتا تھا اور تیرے لب لعل سے پیالہ پیتا تھا۔

(۷) ترجمہ۔ میں نے ناگاہ تجھے بغل میں لیا اور تیرے گیسو پیچ و تاب میں ہو گئے تیرے لب پر میں نے لب رکھا اور جان و دل قربان کر دیئے

(۸) ترجمہ۔ تو حافظ پر مہربان رہ اور دشمن کو کہو کہ جا کر (حسد میں) مر جائے جبکہ میں تیری گرمی (مہربانی) دیکھتا ہوں تو مجھ سرد دم (نامہربان) دشمن کا کیا ڈر ہے۔

غزل (۱۵)

تو ہمچو صبحی و من شمع خلوت سحرم	۱	تبسمی کن و جان بین کہ چون ہمی سپرم
چنین کہ در دل من داغ زلف سرکش تست	۲	بنفشہ زار شود تربتم چو در گذرم
بر آستان امیدت کشادہ ام در چشم	۳	کہ یک نظر فکنی خود فکندی از نظرم
غلام مردم چشمم کہ با سیاہ دلی	۴	ہزار قطرہ ببارد چو درد دل شمرم
چہ شکر گویمت ای خیل غم عفاک اللہ	۵	کہ روز بیکسی آخر نمیروی ز سرم
بہر نظر بت ما جلوہ میکند لیکن	۶	کس آن کرشمہ نہ بیند کہ من ہمی نگرم

(۷) بخاک حافظ اگر یار بگذرد چو نسیم (۷)
چو غنچہ در لحد تنگ خود کفن بدرم

(۱) ترجمہ۔ تو صبح کی مثال ہے اور میں خلوت سحر کی شمع ہوں تبسم کر اور دیکھ کہ میں کس طرح جان قربان کرتا ہوں۔

ظاہر ہے کہ نسیم صبح سے شمع بجھ جاتی ہے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ تو صبح ہے اور میں شمع ہوں تیری ایک تبسم پر جان دینے کو تیار ہوں۔ رباعی ذیل میں بھی عاشق و معشوق کو شمع و صبح سے تشبیہ دی گئی ہے۔

من شمع جانگدازم تو صبح دلکشائی		سوزم گرت نہ بینم میرم چو رخ نمائی	
نزدیکت اینچنینم دور آنچنانکہ گفتم		نے تاب وصل دارم نے طاقت جدائی	

(۲) ترجمہ۔ تیری زلف سرکش کا میرے دل میں ایسا داغ ہے کہ جب میں مر جاؤنگا تو میری قبر بنفشہ زار ہو جائیگی۔

اسی مضمون کیلئے دیکھو د ۹۵۔ چونکہ دل میں زلف کا خیال تھا اس لئے قبر پر بھی بنفشہ اگا جو زلف کے مشابہ ہے۔

(۳) ترجمہ۔ میں نے تیری امید کے آستان پر آنکھ کا دروازہ کھولا ہے تاکہ تو میری طرف ایک نظر کرے جبکہ تو نے نظر سے گرا دیا۔

یعنے اگرچہ تو نے مجھے نظر سے گرا دیا ہے تاہم امید ہے کہ تو میری طرف ایک نظر کریگا۔

(۴) ترجمہ۔ میں آنکھ کی پتلی کا غلام ہوں جو باوجود سیاہ دلی کے جب میں درد دل بیان کرتا ہوں تو ہزار قطرے گراتی ہے

آنکھ کی پتلی سیاہ ہوتی ہے لہذا اسے سیاہ دل کہا۔ سیاہ دل آدمی کسی کے درد پر نہیں روتا۔ خواجہ صاحب فرماتے

ہیں کہ آنکھ کی پتلی باوجود سیاہ دل ہونیکے میرے اظہار درد پر آنسو گراتی ہے لہذا میں اسکی ہمدردی کا قائل ہوں۔

(۵) ترجمہ۔ اے غم کا شکر خدا تجھے بخشے میں تیرا شکریہ کیطرح ادا کروں۔ کہ بیکسی کے دن بھی تو میرے سر سے نہیں جاتا۔

بیکسی کے وقت کا کوئی ساتھی نہیں البتہ غم اس وقت بھی ساتھ ہوتا ہے خواجہ صاحب غم کی اس وفا شعاری کا شکریہ ادا کرتے ہیں

(۶) ترجمہ۔ ہمارا معشوق ہر ایک نظر میں جلوہ نمائی کرتا ہے لیکن کسی شخص کو وہ کرشمہ نظر نہیں آتا جو میں دیکھتا ہوں۔

مطلب یہ ہے کہ معشوق کا جلوہ ہر ایک شخص کی نظروں میں ہے لیکن اسکے جو کرشمے عاشق کو نظر آتے ہیں اور کسی کو نہیں آتے۔

(۷) ترجمہ۔ اگر معشوق نسیم کیطرح حافظ کی قبر سے گذرے۔ تو تنگ قبر میں غنچہ کیطرح میں اپنے کفن کو پھاڑ دوں۔

بادِ صبا اور نسیم سحر سے کلیاں کھل کر پھول بن جاتی ہیں گویا اپنے تنگ جامہ کو چاک کرتی ہیں۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ اگر معشوق کا

گذار میری قبر پر ہو تو میں بھی غنچہ کیطرح جامہ چاک کرکے شگفتہ ہو جاؤں۔

غزل (۱۶)

چرا نہ در پی عزم دیار خود باشم	۱	چرا نہ خاک کف پای یار خود باشم	
غم غریبی و غربت چو بر نمی تابم	۲	بشہر خود روم و شہریار خود باشم	

ز محرمان سراپردهٔ وصال شوم	۳	ز بندگان خداوندگار خود باشم
چو کار عمر نه پیداست باری آن اولیٰ	۴	کہ روز واقعہ پیش نگار خود باشم
ز دست بخت گران خواب و کار بی سامان	۵	اگر کنم گلہ رازدار خود باشم
ہمیشہ پیشۂ من عاشقی و رندی بود	۶	دگر بکوشم و مشغول کار خود باشم

(۷)	بود کہ لطف ازل رہنمون شود حافظ وگرنہ تا بابد شرمسار خود باشم	(۷)

خواجہ صاحب کبھی شیراز سے باہر تو نکلے ہی نہ تھے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ اس غزل میں دنیائے فانی کو غربت اور دارِ بقا کو اپنا وطن قرار دیا ہے اور اسی وطنِ عزیز کیطرف جانیکا عزم کرتے ہیں۔

(۱) ترجمہ۔ میں اپنے وطن کیطرف جانیکا ارادہ کیوں نہ کروں۔ اپنے معشوق کی کفِ پا کی خاک کیوں نہ بنوں۔

(۲) ترجمہ۔ مسافری اور مسافرت کے غم کی جب برداشت نہیں۔ تو (بہتر ہے کہ) اپنے شہر کو جاؤں اور اپنا بادشاہ بنوں

مرزا بیدل نے بھی خیال اسطرح ظاہر کیا ہے۔

بدر آے بیدل ازیں قفس اگر آں طرف کشدت ہوس		تو بہ غربت آنہمہ خوش نہ کہ نگویمت بہ وطن در آ

(۳) ترجمہ۔ سراپردۂ وصال کا محرم بنوں۔ اور اپنے آقا کا غلام ہو جاؤں۔

(۴) ترجمہ۔ جب زندگی کا انجام معلوم نہیں تو پھر یہی بہتر ہے کہ واقعہ کے دن اپنے معشوق کے پاس ہوں۔

روزِ واقعہ سے مراد روزِ اجل موت کا دن (یا روزِ قیامت)

(۵) ترجمہ۔ اپنے بخت خوابیدہ اور بے سروسامانی کے ہاتھ سے اگر گلہ کروں تو اپنا ہی رازدار بنوں۔

گران خواب۔ گہری نیند میں سویا ہوا۔ مطلب یہ ہے کہ اپنی بدنصیبی یا بیکسی کی اگر شکایت بھی کرتا ہوں تو اغیار سے نہیں کرتا صرف اپنے دل سے ہی کرتا ہوں اپنا رازدار اور کسی کو نہیں بناتا۔

(۶) ترجمہ۔ میرا کام ہمیشہ عاشقی اور رندی تھا۔ پھر کوشش کرونگا اور اپنے کام میں مشغول ہوں گا۔

یعنے ہمیشہ سے رند و عاشق ہوں اور آئندہ بھی اسی کام میں مشغول رہونگا۔

(۷) ترجمہ۔ اے حافظ خدا کرے کہ لطفِ ازل میرا رہنما ہو۔ وگرنہ ابد تک میں اپنے آپ سے شرمسار ہونگا۔

مطلب یہ ہے کہ اگر لطفِ ازل رہنمائی کرے تو منزلِ مقصود تک پہنچ جاؤنگا۔ ورنہ اس چراغِ ہدایت کے بغیر ہمیشہ کے لئے اپنی

ناکامیابی پر شرمندہ رہنے پڑیگا۔

	بے منزل آمد زمن تا بہ تو نشاید ترا جز بہ تو یافتن		نشاید ترا یافت الا بہ تو عناں باید از ہر درے تافتن	(نظامی)
	راہیست پر از خطر رہ عشق جز بدرقۂ عنایت تو		آنجا ہمہ رہزنان بیباک نتواں شد ازیں رہِ خطرناک۔	(جامی)

غزل (۱۷)

چل سال بیش رفت کہ من لاف میزنم	۱	کز چاکراں پیر مغان کمترین منم
ہرگز بیمن عاطفت پیر می فروش	۲	ساغر تہی نشد ز می صاف روشنم
در حق من بدردکشی ظن بد مبر	۳	کالودہ گشت خرقہ ولے پاکدامنم
شہباز دست پادشہم این چہ حالت است	۴	کز یاد بردہ اند ہوائے نشیمنم
حیف است بلبلی چو من اکنون درین قفس	۵	با ایں لسان عذب کہ خامش چو سوسنم
آب و ہوای پارس عجب سفلہ پرور است	۶	کو ہمرہے کہ خیمہ ازیں خاک برکنم
توران شہ خجستہ کہ در من مزید فضل	۷	شد منت مواہب او طوق گردنم

(۸)	حافظ بزیر خرقہ قدح تا بکے کشی در بزم خواجہ پردہ ز کارت برافگنم	(۸)

(۱) ترجمہ۔ چالیس سال سے زیادہ ہوئے کہ میں لاف مار رہا ہوں کہ میں پیرِ مغاں کے کمترین غلاموں میں سے ہوں۔

(۲) ترجمہ۔ پیر میفروش کی مہربانی کی برکت سے میرا پیالہ صاف اور روشن شراب سے کبھی خالی نہ ہوا۔

(۳) ترجمہ۔ دُردکشی کی وجہ سے میرے حق میں بُرا گمان نہ کر کیونکہ میرا خرقہ گو آلودہ ہو گیا ہے لیکن میں خود پاکدامن ہوں۔

(۴) ترجمہ۔ میں بادشاہ کے ہاتھ کا شہباز ہوں یہ کیا حالت ہے کہ نشیمن کا اشتیاق میری یاد سے بھلا دیا گیا ہے۔

	اے یار آج کیوں ذلیل کر کل تک نہ تھی پسند		گستاخی فرشتہ ہمارے تو جناب میں	

برده اند کا فاعل عاملان قضا و قدر ہے مطلب یہ ہے کہ میں عالم قدس کا مرغ ہوں کیا وجہ ہے کہ دنیا کی جال میں پھنس کر میں نے اپنے اصلی آشیانہ کو بھلا دیا ہے۔ اسی مضمون کے لئے دیکھو شعر ۱/۱۸ شعر ۱/۱۵-۱۶-۷

(۵) ترجمہ۔ حقیقت ہے کہ مجھ جیسی بلبل اب اس پنجرہ میں باوجود ایسی میٹھی زبان کے سوسن کی طرح خاموش ہے۔

سوسن کو زبان سے تشبیہ دیتے ہیں۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں افسوس ہے کہ مجھ جیسی شیریں زبان بلبل اس قفس عنصری میں یا شیراز میں پھنس کر زبان سوسن کی طرح خاموش ہو گئی۔

(۶) ترجمہ۔ پارس کی آب ہوا عجیب سفلہ پرور ہے۔ کوئی ہمراہ کہاں ہے کہ اس سرزمین سے خیمہ اکھاڑ لوں۔

یعنے پارس میں اہل ہنر کی قدر نہیں یہ لوگ سفلہ پرور ہیں۔ اگر کوئی رفیق راہ ہوں تو اس سرزمین سے قطع تعلق کر جاؤں (باوجود ان تمام باتوں کے خواجہ صاحب شیراز کو نہ چھوڑ سکے)

(۷) ترجمہ۔ مبارک توران شاہ کہ تفضل و کرم کی زیادتی میں اس کی بخششوں کا احسان میری گردن کا طوق ہے۔

توران شاہ کے لئے دیکھو لسان الغیب جلد اول صفحہ ۱۸۰ سوانحعمری نیز شعر ۱/۴

(۸) ترجمہ۔ اے حافظ خرقہ کے نیچے تو کب تک جام مے چھپائے گا (شراب پئے گا) خواجہ کی مجلس میں میں تیرے کاموں سے پردہ اٹھا دوں گا۔

یعنے خرقہ کی آڑ میں کب تک چھپ چھپ کر شراب پیئے گا میں تیرا راز فاش کردوں گا۔

غزل (۱۸)

حاشا کہ من بموسم گل ترک مے کنم	۱	من لاف عقل میزنم این کار کے کنم
مطرب کجاست تا ہمہ محصول زہد و علم	۲	در کار بانگ بربط و آواز نے کنم
از قال و قیل مدرسہ حالی دلم گرفت	۳	یک چند نیز خدمت معشوق و مے کنم
کو پیک صبح تا گلہ ہای شب فراق	۴	با آں خجستہ طالع فرخندہ پے کنم
کی بود در زمانہ وفا جام مے بیار	۵	تا من حکایت جم و کاؤس و کے کنم
از نامہ سیاہ نترسم کہ روز حشر	۶	با فیض لطف او صد ازین نامہ طے کنم
خاک مرا چو در ازل از مے سرشتہ اند	۷	با مدعی بگو کہ چرا ترک مے کنم

(۷)

این جان عاریت کہ بہ حافظ سپرد دوست
روزی رخش ببینم و تسلیم وے کنم

(۸)

(۱) ترجمہ - میں موسم بہار میں ہرگز ہرگز ترک مے نہیں کرونگا میں عقلمند ہونے کا دعویٰ کرتا ہوں یہ کام کیسے کر سکتا ہوں۔

یعنی موسم بہار میں ترکِ مے کرنا تو بیوقوفوں کا کام ہے۔

(۲) ترجمہ - مطرب کہاں ہے کہ زہد و علم کا تمام حاصل ۔ بربط اور نے کی آواز پر خرچ کر دوں۔

یعنے بزم سماع میں زہد و علم کو بالائے طاق رکھ دوں

(۳) ترجمہ - مدرسہ کی قیل و قال سے اب میں دل برداشتہ ہو گیا ہوں، چاہتا ہوں کہ کچھ دیر کے لئے معشوق و مے کی خدمت بھی کروں

مطلب یہ ہے کہ علمی مباحث سے اب دل برداشتہ ہو گیا ہوں ۔ عشق اختیار کرتا ہوں۔

باد فے دوش آں مرد عرب ایہا القوم الذی فی المدرسہ فکرکم ان کان من غیر الحبیب علم نبود غیر علم عاشقی		وہ چہ خوش میگفت از رہ طرب کلما حصلتموہا وسوسہ مالکم من نشاۃ الاخری نصیب بالقی تلبیس ابلیس شقی۔	(بہاؤ الدین آملی)

(۴) ترجمہ - قاصدِ صبح کہاں ہے کہ شبِ فراق کی شکایتیں اس مبارک طالع مبارک قدم کے سامنے بیان کروں۔

پیکِ صبح سے مراد آفتاب۔ عاشق کو شبِ فراق لمبی معلوم ہوتی ہے طلوعِ آفتاب کا انتظار ہے کہ اس سے شبِ ہجر کی مصیبتیں بیان کرے۔

(۵) ترجمہ - زمانہ میں ناکب تہی جام شراب لا ۔ تاکہ میں جم اور کاؤس اور کے کی حکایتیں بیان کروں۔

مطلب یہ ہے کہ شراب کا پیالہ لا تاکہ میں دنیا کی ناپائداری اور کے و کاؤس اور جمشید کی ناپائدار ثروت کے قصے بیان کروں۔

(۶) ترجمہ - مجھے اپنے سیاہ اعمال نامہ کا کچھ خوف نہیں کیونکہ قیامت کے روز اس کی مہربانی کے فیض سے اس قسم کے سو نامے طے ہو سکتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ میرا ایک نامۂ اعمال تو کیا صدہا ایسے اعمال نامے خدا کی مہربانی اور لطف سے طے ہو جائیں گے اور گنہگار بخشے جائیں گے۔

(۷) ترجمہ - جب میری مٹی ازل کے دن شراب سے گوندھی گئی ہے۔ تو مدعی کو کہو کہ میں شراب کیوں ترک کروں

یعنے جب شرابِ عشق میری سرشت میں ہے تو میں اس کو کیونکر ترک کر سکتا ہوں ۔ اسی مضمون کے لئے دیکھو ت ۲۴ د ۵۲

(۸) ترجمہ ۔ یہ ستعار جان جو معشوق نے حافظ کو دی ۔ ایک دن اسکا چہرہ دیکھونگا اور اسکے حوالہ کردونگا۔

یعنے یہ جانِ مستعار محبوب حقیقی کی دی ہوئی ہے۔ ایک روز اسکا مشاہدہ کرونگا اور جان اسی کے حوالہ کردونگا بعض لوگوں نے خواجہ صاحب کو معتزلہ کہا ہے لیکن معتزلہ مشاہدۂ حق کے قائل نہیں۔ خواجہ صاحب یہاں صاف لفظوں میں مشاہدۂ ذات کی امید ظاہر کرتے ہیں اس لئے ثابت ہے کہ خواجہ صاحب کو اس فرقہ سے تعلق نہیں دیکھو لسان الغیب جلد اول صفحہ ۲۳-۲۴ سوانح عمری۔

غزل (۱۹)

حالیا مصلحت وقت دران می بینم	۱	کہ کشم رخت بمیخانہ و خوش بنشینم
جز صراحی و کتابم نبود یار و ندیم	۲	تا حریفان دغا را بجہاں کم بینم
بسکہ در خرقۂ سالوس زدم لاف صلاح	۳	شرمسار از رخ ساقی و مے رنگینم
جام می گیرم و از اہل ریا دور شوم	۴	یعنی از اہل جہاں پاکدلے بگزینم
سر بآزادگی از خلق برآرم چون سرو	۵	گر دہد دست کہ دامن ز جہاں بر چینم
سینۂ تنگ من و بار غم او ہیہات	۶	مرد این بار گران نیست دل مسکینم
دل و جانم بخیال سر زلف تو بسوخت	۷	ورگوا باید ت اینک نفس مشکینم
بر دلم گرد ستمہاست خدا را مپسند	۸	کہ مکدر شود آئینۂ مہر آگینم
بندۂ آصف عہدم دلم آزردہ مکن	۹	کہ اگر دم زنم از چرخ بخواہد کینم

(۱۰)	من اگر رند خراباتم وگر حافظ شہر این متاعم کہ تو می بینی و کمتر زینم	(۱۰)

(۱) ترجمہ ۔ اب میں مصلحت وقت اسی میں دیکھتا ہوں ۔ کہ رختِ اقامت شرابخانہ میں لیجاکر وہاں خوشی سے زندگی بسر کروں۔

(۲) ترجمہ ۔ صراحی اور کتاب کے سوا میرا یار اور ندیم اور کوئی نہو تاکہ اہلِ دغا کو دنیا میں نہ دیکھوں۔

مطلب یہ ہے کہ اہلِ جہاں ارباب دغا ہیں میں انکی صحبت سے تنگ آگیا ہوں شرابخانہ میں جاکر رہونگا کیونکہ وہاں کے مقیم صاف دل ہوتے ہیں۔

(۳) ترجمہ۔ چونکہ خرقہ کہ میں پرہیزگاری کی بہت لافیں مار رہا ہوں۔ رخِ ساقی اور مئے رنگین سے شرمسار ہوں۔

یعنے بزمِ ساقی و شراب میں اپنی ریاکاری اور سالوس سے شرمندہ ہوں۔

(۴) ترجمہ۔ شراب کے پیالوں اور اہلِ ریا سے دور ہو جاؤں۔ یعنی اہلِ جہان کو چھوڑ کر پاک دلی اختیار کروں۔

(۵) ترجمہ۔ سرو کی طرح خلقت سے آزادگی کا سر نکالوں۔ اگر یہ ممکن ہو سکے کہ جہان سے دامن بچا لیجاؤں۔

ظاہر ہے کہ باغ کی تمام نباتات سے سرو نے آزادگی کا سر نکالا ہوتا ہے اور سب سے علیحدہ معلوم ہوتا ہے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ اگر میں دنیا سے قطع تعلق کر سکا تو تمام خلقت سے علیحدہ ہو کر آزاد ہو جاؤنگا۔

(۶) ترجمہ۔ میرا سینہ تنگ سینہ اور اسکے غموں کا وہ بوجھ! افسوس! میرا مسکین دل اس بارِ گراں کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

مطلب یہ ہے کہ میرے تنگ سینہ اور کمزور دل میں اسکے غموں کے برداشت کی طاقت نہیں۔

غمِ عالم فراواں است و من یک غنچہ دل دارم	چساں در شیشۂ ساعت کنم خاکِ بیاباں را

(۷) ترجمہ۔ میرا دل اور میری جان تیری زلف کے خیال میں جل گئے اور اگر تجھے کوئی گواہ چاہیئے تو یہ میرا نفسِ مشکین ہے۔

یعنے میرے دل و جان کے جل جانے کا اگر تجھے ثبوت چاہیئے۔ تو میری آہیں جو دھوئیں کی طرح ہیں میری آتشِ درون کی گواہ ہیں۔ زلف اور مشکین کی رعایت ظاہر ہے۔

(۸) ترجمہ۔ میرے دل پر ستموں کی گرد ہے خدا کے لیے یہ بات پسند نہ کر کہ میرا محبت بھرا آئینہ مکدر ہو جائے۔

آئینۂ مہر آگین۔ سے مراد دل جو عشق کا مقام ہے۔ مطلب یہ ہے کہ گردِ ستم سے میرے آئینۂ دل کو مکدر نہ ہونے دے۔ کیونکہ عشق و محبت کی تجلیات کا عکس اسی آئینہ میں ہوتا ہے۔

(۹) ترجمہ۔ میں آصفِ عہد کا غلام ہوں میرے دل کو آزردہ نہ کر کہ اگر میں (اس کے سامنے) آسمان کی بھی شکایت کروں تو وہ اس سے بدلہ لیگا

آصفِ عہد سے مراد عماد بن محمود جو سلطان قطب الدین والئے اصفہان کا وزیر تھا اور خواجہ صاحب کا مربی۔ اس وزیر کو خواجہ صاحب اکثر آصفِ عہد کہہ کر یاد کرتے ہیں۔

(۱۰) ترجمہ۔ میں خواہ رندِ خراباتی ہوں خواہ حافظِ شہر میں یہی متاع ہوں جو تو مجھ دیکھتا ہے بلکہ اس سے بھی کمتر ہوں۔

اظہارِ فروتنی ہے۔ فرماتے ہیں کہ تو مجھے حافظِ شہر سمجھ یا رندِ خرابات۔ یہی کچھ ہوں جو تجھے نظر آتا ہوں بلکہ اس سے بھی کمتر ہوں۔

بترز آنم کہ خواہی گفت آنی
کہ دانم عیب من چوں من ندانی

غزل (۲۰)

حجاب چہرۂ جان مے شود غبار تنم	۱	خوشا دمے کہ ازین چہرہ پردہ برفگنم
چنین قفس نہ سزای من خوش الحان ست	۲	روم بگلشن رضواں کہ مرغ آن چمنم
عیان نشد کہ چرا آمدم کجا بودم	۳	دریغ و درد کہ غافل ز کار خویشتنم
چگونہ طوف کنم در فضای عالم قدس	۴	چو در سراچۂ ترکیب تختہ بند تنم
اگر ز خون دلم بوی عشق مے آید	۵	عجب مدار کہ ہمدرد نافۂ ختنم
مرا کہ منظر حور ست مسکن و ماوی	۶	چرا بکوی خراباتیان بود وطنم
طراز پیرہن زرکشم مبین چون شمع	۷	کہ سوزہاست نہانی در دل پیرہنم

(۸) بیا و ہستی حافظ ز پیش او بردار
کہ با وجود تو کس نشنود ز من کہ منم (۸)

اس غزل کا مضمون مسلسل ہے۔ فرماتے ہیں کہ روح کے لئے قفسِ عنصری ایک ناگوار قید ہے۔ انسان غبارِ وجود سے آلودہ ہو کر اپنی حقیقت سے بھی ناآشنا رہتا ہے۔ نہ اپنے وطن کی خبر ہے۔ نہ سفرِ دنیا کی کیفیت سے آگاہ ہے اور نہ ہی منزلِ مقصود کا کچھ پتا ہے۔ انسان جو گلشنِ رضوان کا ایک آزاد پرندہ تھا وجود کے پنجرہ میں گرفتار ہو کر عالمِ قدس کے فضا کی سیر اور تماشا سے بھی محروم ہو گیا۔ مقطع میں جا کر موجودِ مطلق سے درخواست کرتے ہیں کہ تیری موجودگی میں ہم کو موجود تو کوئی کہتا نہیں اسلئے اس وجودِ عدم نشان کو ہم سے اٹھا دے۔

(۱) ترجمہ۔ میرے تن کا غبار جان کی چہرہ کا حجاب ہے۔ وہ وقت اچھا ہو گا کہ اس چہرہ سے پردہ اٹھا دونگا۔

یعنے وہ وقت اچھا ہو گا جب روح قفسِ عنصری سے آزاد ہو جائے گا۔

(۲) ترجمہ۔ ایسا پنجرہ مجھ جیسے خوش الحان کے لائق نہیں میں گلشنِ رضوان میں جاتا ہوں کہ اسی باغ کا پرندہ ہوں۔

اسی مضمون کے لئے دیکھو شعر م [illegible] ف [illegible]

(۳) ترجمہ۔ یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ میں کیوں آیا اور کہاں تھا۔ افسوس! افسوس!! کہ میں اپنے کام سے بھی غافل ہوں۔

یعنے مجھے انتہا اور ابتدا کی کچھ خبر نہیں ...

(۴) ترجمہ :- عالم قدس کے فضا میں میں کس طرح سیر کروں۔ جبکہ اس سراچہ ترکیب میں جسم کا تختہ بند ہوں۔

سراچہ ترکیب سے مراد دنیا۔ جو اربعہ عناصر کی ترکیب سے بنی ہے۔ تختہ بند۔ حبس۔ قید۔ محبوس۔ قیدی۔ ٹوٹے ہوئے عضو پر لکڑی کی پٹیاں اور کپڑا جو باندھا جاتا ہے اس عضو کو بھی کہتے ہیں جس پر پٹیاں اور تختہ باندھتے ہیں مطلب یہ ہے کہ جسم کی قید میں ممکن نہیں کہ فضائے عالم قدس کی سیر کیجئے

(۵) ترجمہ :- اگر میرے دل کے خون سے عشق کی بو آتی ہے تو تعجب نہ کر کیونکہ میں نافہ ختن کا ہمدرد ہوں۔

کہا جاتا ہے کہ نافہ خون کے منجمد ہونے سے بنتا ہے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ نافہ ختن کو بھی معشوق کی زلف عنبرین کا عشق ہوتا ہے اور اس لئے اس میں خوشبو ہوتی ہے اسی طرح اگر میرے دل کے خون میں بھی عشق کی خوشبو ہے تو اسکی وجہ یہ ہے کہ مجھے بھی زلف محبوب کا عشق ہے۔

(۶) ترجمہ :- جب حوروں کے محل میری جائے سکونت اور جائے قرار ہیں۔ تو خرابات کے کوچہ میں میرا وطن کیوں ہو؟

کوئے خرابات سے مراد دنیا۔ اسی مضمون کے لئے دیکھو شعر (۲) غزل ہذا

(۷) ترجمہ :- شمع کی طرح تو مجھے زرکش پیرہن کا نقش ہی نہ دیکھ کیونکہ میرے پیراہن کے نیچے پوشیدہ سوز ہیں۔

طراز :- ہر چیز کا نقش و نگار۔ چھینٹ۔ زرکش :- زرتار جس کپڑے میں زری تاریں ہوں۔ فرماتے ہیں کہ شمع کا تو صرف لباس ہی زرکش اور روشن ہے اور اسکا سوز صرف اسکے لباس زرکش میں ہی ہے بر خلاف اسکے میرے پیراہن کے نیچے سوز ہائے نہانی ہیں جنکا بظاہر کچھ پتہ نہیں لگتا۔

(۸) ترجمہ :- آ اور حافظ کی ہستی کو اسکے سامنے سے ہٹا لے۔ کیونکہ تیری موجودگی میں میرا کہنا کوئی نہیں سنتا کہ میں ہوں"۔

مطلب یہ ہے کہ موجود صرف تو ہی تو ہے تیری موجودگی میں اگر میں بآواز دل بھی کہوں کہ میں موجود ہوں تو کوئی نہیں مانتا اس لئے میری اس نمائشی ہستی کو مٹا دے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ موجود صرف ذات خدا ہے ہمارا یہ دعویٰ کہ ہم بھی ہیں غلط ہے ہم کچھ بھی نہیں ہماری ہستی بھی کچھ نہیں صرف خیال ہی خیال ہے اس صورت میں بہتر یہی ہے کہ ہماری ہستی کا طلسم بالکل ٹوٹ ہی جائے۔

غزل (۲۱)

خرم آن روز کزین منزل ویران بروم	۱	راحت جان طلبم وز پی جانان بروم
[illegible] غریب	۲	[illegible] آن زلف پریشان بروم

چوں صبا با دل بیمار و تن بیطاقت	۳	بہواداری آں سرو خرامان بروم
دلم از وحشت زندان سکندر بگرفت	۴	رخت بربندم و تا ملک سلیمان بروم
در رہ او چو قلم گر بسرم باید رفت	۵	با دل دردکش و دیدہ گریان بروم
نذر کردم کہ گر ایں غم بسر آید روزے	۶	تا در میکدہ شادان و غزلخوان بروم
بہواداری او ذرہ صفت رقص کناں	۷	تا لب چشمۂ خورشید درخشان بروم
نازکاں را چو غم حال گرفتاران نیست	۸	ساربانان مددی تا خوش و آسان بروم
(۹)	ور چو حافظ نبرم رہ ز بیابان بیروں ہمرہ کوکبۂ آصف دوراں بروم	(۹)

اس غزل میں بھی گذشتہ غزل کی طرح تسلسل مضمون موجود ہے اور سرائے فانی سے ملک جاودانی کیطرف سفر کا شوق ظاہر کیا ہے۔ خواجہ حافظ کی مشہور غزلوں میں سے ہے اور نہایت موثر ہے۔

(۱) ترجمہ۔ وہ دن اچھا ہوگا کہ میں اس ویران منزل سے چلا جاؤنگا۔ جان کی راحت طلب کرونگا اور معشوق کے پیچھے جاؤنگا۔

(۲) ترجمہ۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ (مجھ جیسا) غریب کسی مقام پر نہیں پہنچ سکتا۔ تاہم میں اس پریشان زلف کی خوشبو پر جا رہا ہوں

دانم نرسد ذرہ بخورشید ولیکن		شوق طیراں مے کشد ارباب ہمم را	(عرفی)

حاصل کلام یہ ہے کہ اگرچہ مجھ جیسا حقیر ناچیز آدمی مقامات عالیہ پر نہیں پہنچ سکتا تاہم پائے طلب منزل مقصود کے شوق میں طے منازل میں مصروف ہے۔

(۳) ترجمہ۔ صبا کی طرح باوجود بیمار دل اور بے طاقت جسم کے اس سرو خراماں کے اشتیاق میں جا رہا ہوں۔

(۴) ترجمہ۔ زندان سکندر کی وحشت سے میرا دل تنگ ہوگیا ہے۔ اسباب باندھتا ہوں اور ملک سلیمان کیطرف جاتا ہوں

زندانِ سکندر۔ شہر یزد میں ایک تہ خانہ ہے۔ جہاں کہتے ہیں کہ سکندر کا تابوت رکھا ہے۔ یہاں مراد جسم عنصری یا دنیا۔ ملک سلیمان سے عالم قدس۔

(۵) ترجمہ۔ اس کے رستہ میں اگر مجھے قلم کیطرح سر کے بل ہی چلنا پڑے۔ تو دردمند دل اور دیدہ گریاں کو ساتھ لیتا جاؤنگا۔ ظاہر ہے کہ قلم سر کے بل چلتا ہے۔ سیاہی کے قطرے چشم قلم کا گریہ ہوئے۔

(۶) ترجمہ۔ میں نے منت مانی ہے کہ اگر اس غم کا کسی دن خاتمہ ہوا تو شراب خانہ کے دروازہ تک ہنستا ہوا اور غزل کہتا ہوا جاؤنگا۔

(۷) ترجمہ۔ اسکی آرزو میں ذرہ کیطرح رقص کرتا ہوا خورشید درخشاں کے چشمہ کے کنارے تک چلا جاؤں گا۔

ذرہ کا رقص کرتا ہوا خورشید کیطرف جانا ظاہر۔ مطلب یہ ہے کہ جسطرح ذرہ رقص کرتا ہوا خورشید کیطرف جاتا ہے میں بھی محبوب مطلق کے مشاہدہ کی آرزو میں ذرہ کیطرح رقص کرتا ہوا اوپر جاؤں گا۔

(۸) ترجمہ۔ نازک بدن معشوقوں کو جب اسیروں کے حال کا فکر نہیں ہے۔ تو اے ساربانوں مدد کرو کہ میں خوشی اور آسانی سے (منزل مقصود تک) چلا جاؤں۔

(۹) ترجمہ۔ اور اگر حافظ کیطرح میں بیاباں سے باہر نہ نکل سکوں۔ تو آصف عہد کے لشکر کے ساتھ چلا جاؤنگا۔ کوکبہ۔ امرا کی سواری کے ساتھ جو جماعت ہوتی ہے۔ اس شعر میں گریز ہے مدح آصف عہد کیطرف۔ آصف الدولہ کے لئے دیکھو شعر ۱۶۔

غزل (۲۲)

خیال روی تو در کارگاه دیده کشیدم	۱	بصورت تو نگاری ندیدم و نشنیدم
امید خواجگیم بود بندگی تو کردم	۲	هوای سلطنتم بود خدمت تو گزیدم
اگرچه در طلبت همعنان باد شمالم	۳	بگرد سرو خرامان قامتت نرسیدم
امید در سر زلفت بروز عهد ببستم	۴	طمع بدور دهانت زکام دل ببریدم
گناه چشم سیاه تو بود و ناوک غمزه	۵	که من چو آهوی وحشی ز آدمی برمیدم
ز شوق چشمهٔ نوشت چه قطرها که فشاندم	۶	ز لعل روح فزایت چه عشوها که خریدم
ز غمزه بر دل ریشم چه تیرها که گشادی	۷	ز غصه بر سر کویت چه بارها که کشیدم
ز کوی یار بیار ای نسیم صبح غباری	۸	که بوی خون دل ریش از آن غبار شنیدم
چو غنچه بر سرم از کوی او گذشت نسیمی	۹	که پرده بر دل خونین بهوای او بدریدم

(۱۰) بخاک پای تو سوگند نور دیدهٔ حافظ
که بی رخ تو فروغ از چراغ دیده ندیدم (۱۰)

(۱) ترجمہ۔ آنکھوں کے کارخانہ میں تیرے چہرہ کا نقشہ کھینچا تیری صورت کا کوئی معشوق نہ دیکھا نہ سنا۔

(۲) ترجمہ۔ مجھے شاہی کی امید تھی اسلئے تیری غلامی کی مجھے سلطنت کی آرزو تھی لہذا تیری خدمت اختیار کی۔

مطلب یہ ہے کہ تیری غلامی بادشاہی کے برابر ہے۔

(۳) ترجمہ۔ اگرچہ میں تیری طلب میں بادِ شمال کا ہم عنان ہوں لیکن تیری قد کے سروِ خراماں کی گرد تک بھی نہ پہنچ سکا

(۴) ترجمہ۔ میں نے عہد کے دن تیری زلف کے ساتھ امید باندھی اور تیرے دہن کے دورسے دل کا مقصد حاصل کرنے سے امید منقطع کردی۔

روزِ عہد سے مراد وہ دن جب عہدِ محبت کیا گیا۔ روزِ میثاق۔

(۵) ترجمہ۔ یہ تیری سیاہ آنکھ اور غمزہ کے تیر کا قصور تھا کہ میں وحشی ہرن کیطرح آدمیوں سے بھاگ گیا۔

یعنے میرے وحشی و مجنوں ہونے کی وجہ تیرے غمزے اور تیری سیاہ آنکھیں ہیں۔

(۶) ترجمہ۔ تیرے چشمۂ آبحیات کے شوق میں میں نے کتنے قطرے گرائے تیرے روح افزا لب سے کتنے عشوے میں نے اٹھائے

یعنے تیرے لبِ لعل کے بوسہ کے لئے میں کتنی مدت روتا رہا اور عشوہ برداریاں کرتا رہا۔

(۷) ترجمہ۔ تو نے غمزہ سے میرے زخمی دل پر کتنے تیر لگائے تیرے کوچہ میں میں نے کسقدر رنج و غصہ برداشت کیا۔

(۸) ترجمہ۔ اے نسیمِ صبح معشوق کے کوچہ سے کچھ غبار مجھ تک اٹھا لا۔ کیونکہ میں نے اپنے زخمی دل کے خون کی خوشبو اس غبار سے سونگھی۔

یعنے چونکہ اسکے کوچہ میں میں نے اپنے دل کا خون گرایا ہے اس لئے اب اس کوچہ کے غبار سے بھی مجھے اپنے دل کے خون کی خوشبو آتی ہے۔

(۹) ترجمہ۔ غنچہ کیطرح میرے سر سے اسکے کوچہ کی نسیم گذری کہ میرے خونین دل سے اسکی آرزو نے پردہ پھاڑا۔

بدرید م۔ کا میم دلِ خونین کے ساتھ ہے اور بدرید کا فاعل ہوائے او۔ مطلب یہ ہے کہ جسطرح نسیم غنچہ کے پردہ کو پھاڑتی ہے اور اسے شگفتہ کرتی ہے اسی طرح کوچۂ محبوب کی ہوا عاشق کے خونین دل کو آکر شگفتہ کرتی ہے

(۱۰) ترجمہ۔ اے حافظ کی آنکھوں کے نور! (یعنے اے معشوق!) تیری خاکِ پا کی قسم ہے۔ کہ تیرے چہرہ کے سوا مجھے آنکھ کے چراغ میں بھی روشنی نظر نہیں آتی۔

یعنے تیرے دیدار کے بغیر میری آنکھوں میں بھی روشنی اور نور نہیں ہوتا۔ کیونکہ میری آنکھوں کا نور تو ہی ہے۔

غزل ۲۳

خیال روی تو گر بگذرد بگلشن چشم	۱	دل از پی نظر آید بسوی روزن چشم
بیا کہ لعل و گہر در نثار مقدم تو	۲	ز گنج خانۂ دل میکشم بمخزن چشم
سزای تکیہ گہت منظری نمی بینم	۳	منم بعالم و این گوشۂ معین چشم
سحر سرشک روانم سر خرابی داشت	۴	گرم نہ خون جگر میگرفت دامن چشم
نخست روز کہ دیدم رخ تو دل میگفت	۵	اگر رسد خللی خون من بگردن چشم
ببوی مژدہ وصل تو تا سحر ہمہ شب	۶	براہ باد نہادم چراغ روشن چشم

(۷) بمردمی کہ دل دردمند حافظ را
مزن بناوک دلدوز مردم افگن چشم (۷)

(۱) ترجمہ۔ اگر تیرے چہرہ کا نقشہ آنکھوں کے باغ میں آئے۔ تو دل دیدار کے لئے روزن چشم کیطرف چلا آتا ہے۔
یعنے جب آنکھوں میں تیری تصویر آجاتی ہے تو دل جو تیرے دیدار کا مشتاق ہے اس تصویر کو دیکھنے کے لئے آنکھوں میں آنا چاہتا ہے۔

(۲) ترجمہ۔ آ کہ تیرے قدموں پر نثار کرنے کے لئے دل کے خزانے سے آنکھوں کے خزانے میں لعل و گہر لا رہا ہوں
لعل سے مراد خون کے آنسو اور گہر سے مراد مطلق آنسو۔ مطلب یہ ہے کہ میں تیرے دیدار کے اشتیاق میں خون کے آنسو رو رہا ہوں کسی عزیز کے آنے پر لعل و گہر کا نثار کرنا معلوم۔

(۳) ترجمہ۔ تیری تکیہ گاہ کے لائق میں کوئی منظر نہیں دیکھتا۔ البتہ دنیا میں میں ہوں اور میری آنکھوں کا گوشۂ معین
منظر۔ جائے نظر۔ دریچہ۔ کھڑکی وغیرہ جسمیں بیٹھکر باہر دیکھا جائے۔ مطلب یہ ہے کہ میرے معشوق کی تکیہ گاہ کے لائق دنیا میں کوئی محل اور کوئی منظر نہیں ہے البتہ میرے وجود کے محل میں میری آنکھوں کا ایک دریچہ ہے جس میں بیٹھکر وہ نظارہ کر سکتا ہے۔ حاصل کلام یہ کہ خواجہ صاحب اپنے معشوق کو اپنی آنکھوں میں بٹھانا چاہتے ہیں۔

(۴) ترجمہ صبح کو وقت میری رواں آنسو خرابی کرنے لگے تھے۔ اگر خونِ جگر دامن چشم کو نہ پکڑ لیتا۔
مطلب یہ ہے کہ سیلاب اشک خانۂ چشم کو ویران کرنے لگا تھا لیکن خونِ جگر آنکھوں میں آگیا اور اس سیلاب کو روکا۔
(۵) ترجمہ پہلے ہی دن جب میں نے تیرا چہرہ دیکھا تو دل کہدیا کہ کوئی خلل واقع ہوا تو میرا خون آنکھوں کی گردن پر ہوگا
چونکہ روئے معشوق کو پہلا آنکھیں ہی دیکھتی ہیں اس لئے اگر عشق میں عاشق کا دل خون ہوتا ہے تو تمام قصور آنکھوں کا ہی ہوتا ہے۔
(۶) ترجمہ۔ تمام رات صبح تک تیرے وصل کی خوشخبری کی امید میں میں نے آنکھوں کے روشن چراغ کو ہوا کا منتظر رکھا۔
(بادِ صبا مژدۂ وصال لاتی ہے اسلئے عاشق تمام رات نسیم سحر کے لئے چشم براہ (منتظر) رہتا ہے)
(۷) ترجمہ۔ جمیت انسانی کے طفیل حافظ کے دردمند دل پر آنکھوں کا دلدوز اور مردم افگن تیر شمار۔

غزل (۲۴)

خیز تا از در میخانہ گشادی طلبیم	۱	بر در دوست نشینیم و مرادی طلبیم
زاد راہ حرم دوست نداریم مگر	۲	بگدائی ز در میکدہ زادی طلبیم
اشک آلودۂ ما گرچہ روانست ولی	۳	برسالت سوی او پاک نہادی طلبیم
لذت داغ غمت بر دل ما باد حرام	۴	اگر از جور غم عشق تو دادی طلبیم
نقطۂ خال تو بر لوح بصر نتوان زد	۵	مگر از مردمک دیدہ مدادی طلبیم
بوسہ از لب شیرین تو دل خواست بجاں	۶	بشکر خندہ لبت گفت مرادی طلبیم
تا بود نسخۂ عطری دل سودازدہ را	۷	از خط غالیہ سای تو سوادی طلبیم
چون غمت را نتوان یافت مگر در دل شاد	۸	ما بامید غمت خاطر شادی طلبیم

(۹) بر در مدرسہ تا چند نشینی حافظ
خیز تا از در میخانہ گشادی طلبیم (۹)

(۱) ترجمہ۔ اٹھ تاکہ شرابخانہ کے دروازے سے کشائش کار ڈھونڈیں معشوق کے دروازہ پر بیٹھیں اور مراد مانگیں۔
(۲) ترجمہ۔ حرم دوست تک پہنچنے کے لئے ہمارے پاس کوئی زادِ راہ نہیں لیکن گدائی کرکے شرابخانہ کے دروازے سے زادِ راہ مانگیں

یعنے حرم حریم وصال تک پہنچنے کے لئے زادِ راہ چاہئے جو ہمارے موجود نہیں۔ لہذا شرابِ نہ سوز زادِ راہ مانگنا چاہئے۔ مطلب یہ ہے کہ سرمایۂ اعمال تو ہمارے پاس ہے نہیں عشق کی بدولت شاید کامیاب ہوجائیں۔

(۳) ترجمہ۔ ہمارے آلودہ آنسو اگرچہ جاری ہیں لیکن انکی طرف قاصد بھیجنے کے لئے ہمیں کسی پاک نہاد کی ضرورت ہے۔ اشکِ آلودہ سے مراد اشکِ خون آلودہ۔ مطلب یہ ہے کہ ہمارے آلودہ آنسو تو رواں ہیں اور بطور قاصد معشوق کے پاس جا سکتے ہیں لیکن اسکے پاس آلودہ نہیں بلکہ کوئی پاک نہاد قاصد بھیجنا چاہئے۔ اس لئے ہم کسی پاکدامن قاصد کی تلاش میں ہیں۔

(۴) ترجمہ۔ تیرے غم کے داغ کی لذت ہمارے دل پر حرام ہو اگر تیرے غم عشق کے ظلم کے ہاتھ سے ہم انصاف کے طلبگار ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ جو شخص غم عشق کو برداشت نہیں کرسکتا اور اسکی شکایت کرتا ہے اسکے دل کو داغ عشق کی لذت نصیب نہیں ہوسکتی۔ (خواجہ صاحب غم عشق کے داغ کو ہی لذت بیان کرتے ہیں)

(۵) ترجمہ۔ تیرے خال کا نقطہ لوحِ بصر پر نہیں لگا سکتے۔ البتہ ہم آنکھوں کی پتلی سے سیاہی مانگتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ تیرے خالِ سیاہ کا نقشہ ہم اپنی آنکھوں میں نہیں جما سکتے۔ البتہ آنکھوں کی پتلی سے سیاہی مانگ کر اسکی تصویر بنا سکتے ہیں۔ حاصل کلام یہ کہ ہماری آنکھوں کی پتلی گویا تیرے خال سیاہ کا نقشہ ہے جو ہم نے اپنی آنکھوں میں بنایا ہوا ہے۔

(۶) ترجمہ۔ دل نے تیرے لب شیریں سے جان کے بدلے ایک بوسہ مانگا۔ تیرے لب نے ہنس کر کہا کہ فہو المراد یعنے دل نے تیرے لبوں سے ایک بوسہ مانگا اور اسکی قیمت میں جان دینی منظور کی تیرے لب لعل نے ہنس کر کہا کہ اچھا منظور ہے۔

(۷) ترجمہ۔ تاکہ ہمارے سودا زدہ دل کے لئے عطر کا ایک نسخہ ہو۔ تیرے غالیہ سا خط سے ہم سیاہی مانگتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ہم تیرے خوشبودار خط سبز سے تھوڑی سی سیاہی مانگتے ہیں تاکہ وہ سیاہی ہمارے دل کے لئے ہمیشہ عطر کا کام دے۔

(۸) ترجمہ۔ چونکہ تیرا غم سوائے خوش دل کے اور کسی جگہ نہیں رہ سکتا اس لئے ہم تیرے غم کی امید پر خوش دل کے طلبگار رہیں مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے دل کو خوش رکھنا چاہتے ہیں تاکہ تیرا غم آکر اس میں مقیم ہو کیونکہ تیرا غم صرف اسی دل میں رہتا ہے جو خوش ہو۔ حاصل کلام یہ کہ غم عشق صرف اسی دل میں رہ سکتا ہے جس میں اور کوئی غم نہ ہو۔

(۹) ترجمہ۔ اے حافظ میکدہ کے دروازے پر کب تک بیٹھے گا۔ اٹھ تاکہ شرابخانہ کے دروازہ پر جا کر کشائش کو ڈھونڈھیں۔

اسی مضمون کے لئے دیکھو شعر نمبر $\frac{18}{3}$

غزل (۲۵)

خیز تا خرقهٔ صوفی بخرابات بریم	۱	زرق وطامات ببازار خرافات بریم
تا همه خلوتیان جام صبوحی گیرند	۲	چنگ و صنجی بدر پیر مناجات بریم
ور نهد در ره ما خار ملامت زاهد	۳	از گلستانش بزندان مکافات بریم
شرم می آیدم از خرقهٔ آلودهٔ خویش	۴	که بدین فضل و هنر نام کرامات بریم
قدر وقت ار نشناسد دل و کاری نکند	۵	بس خجالت که ازین حاصل اوقات بریم
سوی رندان قلندر بره آورد سفر	۶	دلق و سجادهٔ شطاحی وطامات بریم
با تو آن عهد که در وادی ایمن بستیم	۷	همچو موسی ارنی گوی بمیقات بریم
فتنه میبارد ازین طاق مقرنس برخیز	۸	تا بمیخانه پناه از همه آفات بریم
در بیابان فنا گم شدن آخر تا چند	۹	ره بپرسیم مگر پی بمهمات بریم
باده نوشیدن پنهان نه نشان کرم است	۱۰	این میانجی بر ارباب کرامات بریم
خاک کوی تو بصحرای قیامت فردا	۱۱	همه بر فرق سر از بهر مباهات بریم

(۱۲) حافظ آب رخ خود بر در هر سفله مریز / حاجت آن بلکه بر قاضی حاجات بریم (۱۲)

(۱) ترجمہ۔ اٹھ تاکہ صوف کے خرقہ کو خرابات میں لیجائیں۔ فریب اور لاف زنی کو خرافات کے بازار میں لیجائیں۔

مطلب یہ ہے کہ چلو خرقہ صوفی کو رہن کردیں اور صوفیانہ زرق وطامات کو بیچ کر رندانہ خرافات لے لیں کیونکہ طامات سے خرافات بہتر ہے۔ خرافات یعنے لغویات۔ بیہودہ گوئیاں طامات صوفیوں کی لافزنی۔

(۲) ترجمہ۔ تاکہ تمام خلوتی شراب صبح کا پیالہ پیئیں۔ ہم پیر مناجات کے دروازہ پر چنگ و صنج لیجائیں۔

صنج معرب چنگ۔ مناجات سرگوشی کرنا مجازاً خدا کی جناب میں اسکو حاضر جان کر اسطرح عرض و نیاز کرنا جسطرح باتیں کیا کرتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ پیر مناجات کے دروازہ پر باواز بلند زور شور سے عرض حال کریں اور خرابہ

عشق کے پیالے پئیں۔ بعض دیوانوں میں جنگ صبحی ہے۔

(۳) ترجمہ۔ اگر زاہد ہمارے رستے میں ملامت کے کانٹے بچھائے۔ تو اسکو باغ سے زندانِ مکافات میں لیجائیں۔

مطلب یہ ہے کہ اگر ہماری شراب اور چنگ و صبوح پر زاہد ہمیں ملامت کرے تو اسے جہنم میں بھجوا دیں۔

(۴) ترجمہ۔ مجھے اپنے ناپاک خرقہ سے شرم آتی ہے کہ اس فضل و ہنر پر کرامات کا نام لیں۔

الفاظ فضل و ہنر طنزاً استعمال ہوئے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب ہمارے اعمال ہی اچھے نہیں۔ خرقہ بھی رنگ ریا سے آلودہ ہے تو کیا اسی فضل و ہنر پر ہم بزرگی کا دعویٰ کریں؟ حاصل کلام یہ ہے کہ سیاہ دل ریاکار زاہدوں کو دعویٰ کرامات سے شرم آنی چاہئے۔

(۵) ترجمہ۔ اگر دل وقت کی قدر نہ پہچانے اور کوئی کام نہ کرے تو ہمیں اس حاصل اوقات سے بہت شرمندگی اٹھانی پڑے گی۔

حاصلِ اوقات۔ وقت سے جو فائدہ اٹھایا جائے۔ وہ کام جو فرصت کو غنیمت جان کر کر لیا جائے۔

مطلب یہ ہے کہ اگر ہم نے وقت کی قدر نہ کی اور کوئی کام نہ کیا تو ہمیں آخر کار شرمندہ ہونا پڑیگا۔ وقت کی قدر اور ذوقِ عمل کی تعلیم ہے۔

(۶) ترجمہ۔ رندانِ قلندر کے پاس سفر کے تحفہ کے طور پر دلق۔ سجادہ شطاحی اور طامات سے جائیں۔

رہ آورد پارہ آوارہ۔ سوغات۔ تحفہ جو کسی کے واسطے سفر سے لائیں **شطاحی** شریعت کے خلاف کلام زبان پر لانا واصلینِ الہی کا بے اختیاری کی حالت میں کوئی کلمہ زبان پر لانا جو لفظاً ظاہر خلافِ شرع ہو۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے دلق۔ سجادہ شطحیات اور طامات کو رندوں کے سپرد کر دیں۔ یعنی زہد ریائی چھوڑ کر رندی اختیار کر لیں۔

(۷) ترجمہ۔ ہم نے وہ وعدہ جو تیرے ساتھ وادیٔ ایمن میں باندھا۔ موسیٰ کیطرح ارنی کہتے ہوئے میقات تک لے جائینگے۔

وادیٔ ایمن تحقیق کے لئے دیکھو شعر د ۱۲۴/۲ - **ارنی**۔ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ قَالَ لَنْ تَرٰنِیْ (الاعراف) یعنے موسےٰ نے کہا کہ اے پروردگار مجھ اپنا دیکھنے والا بنا تا کہ میں تیری طرف دیکھوں۔ خدا نے کہا کہ تو مجھ نہیں دیکھیگا۔

میقات۔ وقت ہنگام کار۔ وعدہ گاہ وغیرہ۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام کے نام کے ساتھ جب یہ لفظ آتا ہے۔ تو اس سے مراد وہ وعدہ گاہ اور وقتِ وعدہ ہوتی ہے جب کہ خدا تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو گفتگو کی اور حضرت موسےٰ کے سوال ارنی پر جواب لن ترانی دیا۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے تیرے ساتھ میثاق کے دن جو عشق و محبت کا عہد کیا تھا ہم اس عہد کو ابد الآباد تک قائم رکھینگے اور تیرے دیدار کے طالب سائل رہینگے یعنی وعدہ قالوبلیٰ کو میدانِ حشر تک پورا کرتے چلے جائینگے۔

(۸) ترجمہ۔ اس بلند گنبد سے فتنہ برستا ہے اُٹھ تاکہ شرابخانہ میں جاکر تمام آفتوں سے پناہ لیں۔

مقرنس۔ وہ عمارت جو قرناس کی شکل پر بنائی جائے قرناس بمعنے بینی کوہ۔ مقرنس سے مراد عمارتِ بلند اور بنائے عالی لیجاتی ہے۔ طاقِ مقرنس سے مراد آسمان مطلب یہ ہے کہ آسمان سے فتنے برستے ہیں۔ چلو میخانہ میں جاکر ان تمام فتنوں سے پناہ لیں۔

(۹) ترجمہ۔ بیابانِ فنا میں آخر کب تک گم رہینگے۔ چلو رستہ پوچھیں تاکہ مہموں کو سر کریں

مہمات۔ جمع مہم۔ امرِ عظیم۔ کارِ دشوار۔ مطلب یہ ہے کہ اس بیابانِ فنا میں ہم کب تک آوارہ و سرگردان رہینگے مشعلِ ہدایت کی طلب کرنی چاہیے۔ تاکہ منزلِ مقصود تک پہنچ سکیں۔

(۱۰) ترجمہ۔ پوشیدہ شراب پینا نیکی کی علامت نہیں۔ یہ پیغام کرامات والوں کے پاس لیجانا چاہیے۔

میانجی۔ قاصد۔ ایلچی۔ ایلچی گری۔ پیغام۔ یعنے صاحبانِ کرامات کو جاکر یہ کہنا چاہیے کہ چھپ کر شراب پینا کوئی بزرگی نہیں یہ ان بزرگوں پر حملہ ہے جو باوجود اظہارِ کرامات شرب الیہود میں مصروف رہتے ہیں اور ریاکار ہوتے ہیں۔

(۱۱) ترجمہ۔ کل قیامت کے میدان میں تیرے کوچہ کی مٹی کو ہم فخر کے لئے سر پر رکھینگے۔

مباہات کسی چیز پر نازاں ہونا۔ فخر کرنا۔

(۱۲) ترجمہ۔ اے حافظ ہر سفلہ کے دروازہ پر اپنی آبروریزی نہیں کرنی چاہیے۔ مناسب یہی ہے کہ اپنی حاجت قاضی الحاجات کے پاس لے جائیں۔

قاضی حاجات۔ حاجات روا کرنے والا۔ حاجتیں پوری کرنے والا۔ مراد خدا تعالےٰ۔ خواجہ صاحب نے اس شعر میں ایک نہایت قیمتی اصول کی تعلیم فرمائی ہے۔ ایک آزاد منش انسان کے لئے فی الحقیقت اربابِ دنیا کے سامنے دستِ سوال دراز کرنا اپنی آبروریزی کرنی ہے۔ انسان کو چاہیے کہ اپنی ضروریات کو قاضی الحاجات کے سامنے پیش کرے۔ خدا پر اور اپنے بازو پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔

عرضِ حاجات روا نیست مگر پیشِ کریم
از بخیلاں بطمعِ خام چہ معنی دارد (عالی)

خواجہ صاحب خود بھی تمام عمر اس اصول پر کاربند رہے۔ اگرچہ اپنے وقت کے بادشاہوں امیروں وزیروں کے ساتھ ان کے تعلقات عموماً خوشگوار رہے تاہم کبھی کسی سے صلہ و مزد کی امید نہیں رکھی۔

اقبالِ کرم می گزد اربابِ ہمم را
ہمت نخورد نیشترِ لا و نعم را (عرفی)

غزل (۲۶)

در خرابات مغان گر گذر افتد بازم	۱	حاصل خرقہ و سجادہ روان در بازم
حلقۂ توبہ گر امروز چو زہاد زنم	۲	خازن میکدہ فردا نکند در بازم
ور چو پروانہ دہد دست فراغ البالی	۳	جز بدان عارض شمعی نبود پروازم
ماجرای دل سرگشتہ نگویم با کس	۴	زانکہ جز تیغ غمت نیست کسی دمسازم
صحبت حور نخواہم کہ بود عین قصور	۵	با خیال تو اگر با دگرے پردازم
سر سودای تو در سینہ بماندی پنہاں	۶	چشم تر دامن اگر فاش نکردی رازم
مرغ ساں از قفس خاک ہوائی گشتم	۷	با امیدی کہ مگر صید کند شہبازم
ہمچو چنگم بکنار آر و بدہ کام دلم	۸	یا چو نے از لب خود یک نفسی بنوازم

(۹)

گر بہر موی سری بر تن حافظ باشد
ہمچو زلفت ہمہ را در قدمت اندازم

(۹)

(۱) ترجمہ۔ خرابات مغاں میں اگر پھر میرا گذر ہو۔ تو خرقہ و سجادہ کے حاصل کو فی الفور ہار دوں۔
یعنے اگر میخانہ تک پہنچ جاؤں تو زہد خشک کو بالکل ترک کر دوں۔

(۲) ترجمہ۔ اگر آج زاہدوں کی طرح توبہ کا دروازہ کھٹکھٹاؤں۔ تو کل شرابخانہ کا خزانچی میرے لئے دروازہ نہیں کھولے گا۔
یعنے اگر شراب سے توبہ کروں تو پیر مغاں پھر مجھے شرابخانہ کے اندر کبھی جانے نہیں دیگا۔

(۳) ترجمہ۔ اور اگر پروانہ کی طرح مجھ کو فارغ البالی نصیب ہو جائے تو اس شمع جیسی عارض کے بغیر اور کہیں پرواز نہ کروں۔
فراغ البالی۔ دل کا ہر قسم کے غم و اندیشہ سے خالی ہونا۔ بال یعنے دل مطلب یہ ہے کہ جس طرح پروانہ شمع کے گرد ہی پرواز کرتا ہے اسی میں بھی ہر جگہ تاک شمع کے گرد ہی پرواز کرتا رہوں اور کسی دوسرے کام میں مشغول نہ ہوں۔

(۴) ترجمہ۔ میں اپنے سرگردان دل کا ماجرا کسی سے بیان نہیں کرتا کیونکہ تیرے غم کی تلوار کے بغیر میرا کوئی ہمراز نہیں۔
یعنے میرا دمساز صرف تیرا غم ہے اس لئے تیرے غم کا ماجرا اور کس سے بیان کروں۔

(۵) ترجمہ ۔ میں حور کی صحبت نہیں چاہتا کیونکہ یہ عین قصور ہوگا۔ اگر میں تیرے خیال کے باوجود کسی دوسرے کیطرف مشغول ہوں

مطلب یہ ہے کہ مجھکو نعیم بہشت کی ضرورت نہیں ہے صرف مشاہدۂ محبوب درکار ہے۔ حور و قصور کی رعایت ظاہر۔ لفظ قصور میں صنعت ایہام ہے۔ خواجہ معین الدین صاحب اجمیری قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

اگر تو طالب یاری وصال دوست طلب		بہشت و حور مجو کاں قصور خواہد کرد

دیکھو شعر ۱/۵۵ اور شعر الف ۱/۱ (کوائف بہشت)

(۶) ترجمہ ۔ تیرے عشق کا خیال میرے سینہ میں ہی پوشیدہ رہتا۔ اگر تر دامن آنکھ میرے راز کو فاش نہ کرتی۔

آنکھوں اور آنسوؤں کی غمازی کے لئے دیکھو د ۱۰/۲ د ۲۶/۱ س ۹/۷ ۳ ۵/۵۔

(۷) ترجمہ ۔ پرندہ کی طرح میں جسم خاکی کے پنجرہ سے اڑ گیا۔ اس امید پر کہ شائد شہباز مجھے شکار کرے۔

مطلب یہ ہے کہ میں قفس عنصری کو توڑ کر پرواز کرتا ہوں تاکہ شہباز مجھے شکار کرے۔ یعنے مشاہدہ محبوب کیلئے جو دنیا میں ممکن نہیں دنیا کو چھوڑتا ہوں۔

(۸) ترجمہ ۔ چنگ کی طرح مجھے بغل میں لے اور میرے دل کی مراد پوری کر۔ یا نے کیطرح اپنے لب سے مجھے تھوڑی دیر کیلئے لگالے۔

(۹) ترجمہ ۔ اگر حافظ کے جسم پر ایک ایک بال کے بدلے ایک ایک سر ہو تو تمام سروں کو تیری زلف کیطرح تیرے قدموں پر گرا دونگا۔

یعنے ایک سر نہیں اگر ہزاروں سر بھی ہوں تو بھی تیرے قدموں پر نثار کرنے کو تیار ہوں۔

گر دست دہد ہزار جانم		در پاے مبارکت فشانم (سعدی)

ضمناً معشوق کی زلف کی درازی کا ذکر بھی کر گئے ہیں کہ معشوق کی زلف کے بال اس کے پاؤں تک پہنچے ہیں۔

غزل (۲۷)

در خرابات مغاں نور خدا می بینم	۱	ویں عجب بیں کہ چہ نوری ز کجا می بینم
کیست دردی کش ایں میکدہ یا رب کہ درش	۲	قبلۂ حاجت و محراب دعا می بینم
جلوہ بر من مفروش ای ملک الحاج کہ تو	۳	خانہ می بینی و من خانہ خدا می بینم
سوز دل اشک رواں آہ سحر نالہ شب	۴	ایں ہمہ از اثر لطف شما می بینم

خواہم از زلف بتان نافہ کشائی کردن	۵	فکر دور است ہمانا کہ خطا می بینم
سوزم از روی تو نقشی زندم راہ خیال	۶	با کہ گویم کہ دریں پردہ چہا می بینم
کس ندیدست ز مشک ختن و نافہ چیں	۷	آنچہ من ہر سحر از باد صبا می بینم
نیست در دائرہ یک نقطہ خلاف از کم و بیش	۸	کہ من ایں مسئلہ بی چون و چرا می بینم

(۹) دوستان عیب نظربازی حافظ مکنید (۹)

کہ من او را ز محبان خدا می بینم

(۱) ترجمہ - میں خراباتِ مغان میں نورِ خدا دیکھتا ہوں - یہ عجیب بات دیکھ کہ میں کیسا نور کس جگہ دیکھتا ہوں یعنے عجیب بات یہ ہے کہ خدا کا نور خرابات میں نظر آتا ہے - حقیقت میں خدا کا نور ہر جگہ موجود ہے کوئی مقام اسکے نور سے خالی نہیں - اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (سورہ نور) خدا تمام آسمانوں کا اور زمین کا نور ہے -

(۲) ترجمہ - یا خدا اس میکدہ کا دردی کش کون ہے کہ اسکے دروازہ کو میں قبلۂ حاجات اور محرابِ دعا دیکھتا ہوں - یعنے کیسا عجیب دردنوش ہے کہ میرا قبلۂ حاجات اور محرابِ دعا ہے

(۳) ترجمہ - اے ملک الحاج میرے سامنے فخر نہ کر کیونکہ تو گھر کو دیکھتا ہے اور میں گھر کے مالک کو دیکھتا ہوں -

ملک الحاج - حاجیوں کا سردار - خانہ خدا میں اضافت مقلوب ہے - یعنے خدا کے خانہ گھر کا مالک شعر کا مطلب یہ ہے کہ اے حاجی تو میرے سامنے حاجی ہونے کا فخر نہ کر کیونکہ تو نے صرف گھر (کعبہ) دیکھا ہے اور میں گھر کے مالک (خدا) کو دیکھتا ہے - سلمان کا شعر ہے -

غرض از کعبہ و بت خانہ توئی سلمان را	چہ کنم خانہ بے خانہ خدا باید رفت

مولانا روم فرماتے ہیں -

آنانکہ بسر در طلب کعبہ دویدند	چون عاقبت الامر بمقصود رسیدند
از سنگ یکے خانۂ اعلائے مکرم	اندر وسط وادیِ بے زرع بدیدند
رفتند درو تا کہ ببینند خدا را	بسیار بجستند خدا را نہ بدیدند
چون معتکف خانہ شدند از سر مستی	ناگاہ خطابے ہم از آن خانہ شنیدند
کاے خانہ پرستان چہ پرستید گل و سنگ	آن خانہ پرستید کہ خاصان طلبیدند

آں خانۂ دل خانۂ حق واحدِ مطلق	خوش وقت کسانیکہ دراں خانہ خزیدند

(۴) ترجمہ۔ دل کا سوز۔ رواں آنسو۔ آہِ سحر اور رات کا نالہ۔ یہ تمام چیزیں تمہاری مہربانی کا اثر سمجھ رہا ہوں
یعنے یہ سب چیزیں تیرے عشق کی بدولت ملی ہیں۔

(۵) ترجمہ۔ میں معشوقوں کی زلف سے نافہ کشائی کرنا چاہتا ہوں۔ یہ دور کا فکر ہے فی الحقیقت میں غلطی پر ہوں۔
یعنے میرے لئے زلفِ معشوق سے خوشبو حاصل کرنا امرِ محال ہے۔ نافہ اور خطا میں صنعتِ ایہام ہے۔

(۶) ترجمہ۔ ہر وقت تیرے چہرے کا ایک تازہ نقشہ میری خیال کی رہبری کرتا ہے۔ میں کس کو کہوں کہ اس پردہ میں میں کیا کچھ دیکھتا ہوں
مطلب یہ ہے کہ میرے دل کی آنکھوں کے سامنے معشوق ہر وقت جلوہ آرا رہتا ہے اور ہر بار ایک نئی شان سے ظاہر ہوتا ہے

(۷) ترجمہ۔ کسی شخص نے مشکِ ختن اور نافۂ چین میں وہ بات نہیں دیکھی۔ جو میں ہر صبح بادِ صبا میں دیکھتا ہوں۔
یعنے ہر صبح بادِ صبا زلفِ معشوق سے ایسی خوشبو لاتی ہے جس کے مقابلہ میں مشکِ ختن اور نافۂ چین کچھ چیز نہیں۔

(۸) ترجمہ۔ دائرہ میں کمی بیشی سے ایک نقطہ بھر خلاف نہیں ہے۔ میں اس مسئلہ کو بے چون وچرا سمجھتا ہوں۔
دائرہ گولائی میں مکمل ہوتا ہے اور ایک نقطہ بھر کم و بیش یا اِدھر اُدھر نہیں ہوتا اور خطِ محیط کی کجی میں بھی کسی مقام پر اختلاف نہیں ہوتا۔ کائنات بھی ایک دائرہ کی شکل ہے۔ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اپنے مقررہ وقت اور مقررہ رنگ پر ہو رہا ہے۔ کوئی شخص اور کوئی چیز خطِ محیط سے ایک قدم اِدھر اُدھر نہیں ہو سکتی۔

(۹) ترجمہ۔ اے دوستو حافظ کی نظر بازی کو معیوب نہ سمجھو۔ کیونکہ میں اس کو خدا کے محبوں سے سمجھتا ہوں۔
یعنے میں جانتا ہوں کہ حافظ خدا کا محب ہے اس لئے اسکی نظر بازی اور عاشقی کو بُرا نہ جانو۔ خواجہ صاحب نے یہاں پھر اپنی رندی اور نظر بازی کی تشریح اور توضیح کر دی ہے۔ اب بھی جو شخص اعتراض کرے وہ قابلِ رحم ہے

غزل (۲۸)

درد از یار است و درمان نیز ہم	۱	دل فدای او شد و جان نیز ہم
آنکہ میگویند آں بہتر ز حسن	۲	یار ما ایں دارد و آں نیز ہم
ہر دو عالم یک فروغِ روی اوست	۳	گفتمت پیدا و پنہاں نیز ہم
داستاں در پردہ میگویم سخن	۴	گفتہ خواہد شد بدستاں نیز ہم

۵ یار باز اکنون بقصد جان ما — عہد را بشکست و پیمان نیز ہم
۶ خون ما آن نرگس مستانہ ریخت — واں سر زلف پریشان نیز ہم
۷ عاشق از مفتی نترسد می بیار — بلکہ از یرغوی سلطان نیز ہم
۸ اعتمادے نیست بر کار جہان — بلکہ بر گردون گردان نیز ہم
۹ چون سر آمد دولت شبہای وصل — بگذرد ایام ہجران نیز ہم

(۱۰) محتسب داند کہ حافظ می خورد
وآصف ملک سلیمان نیز ہم (۱۰)

اس غزل میں لفظ نیز اور ہم کا اجتماع بغرض تاکید معنی۔ زینت کلام اور ضرورت شعری ہے۔

(۱) ترجمہ۔ درد بھی معشوق کی طرف سے ہے اور علاج بھی۔ دل بھی اسی پر فدا ہو گیا اور جان بھی۔

(۲) ترجمہ۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ آن حسن سے بہتر ہے ہمارے معشوق میں یہ بھی ہے اور وہ بھی

آن سے ناز و ادا انداز۔ مطلب یہ ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ ناز و انداز حسن سے زیادہ دلکش ہوتے ہیں۔ ہمارے معشوق میں حسن بھی ہے اور ناز و انداز بھی۔ دوسرے مصرعہ میں این و آں حروف اشارہ ہیں این کا اشارہ حسن کیطرف اور آں کا آن کی طرف۔ آن اور آں میں صنعت تجنیس ہے۔

(۳) ترجمہ۔ دو تو جہان اس کے چہرہ کا ایک پرتو ہیں۔ یہ بات میں نے تجھے صاف الفاظ میں بھی کہی ہے اور اشارتاً بھی۔
مطلب یہ ہے کہ تمام کائنات محبوب حقیقی کے حسن کا ایک پرتو ہے اور یہ بات میں نے صاف لفظوں میں بھی بیان کر دی ہے اور اشارتاً بھی۔

(۴) ترجمہ۔ تو حکایت کو پردہ میں بیان کرتا ہے لیکن یہی حکایت بطور داستان کے (علانیہ) بھی بیان ہو جائیگی۔
یعنے حکایت عشق اور اسرار معرفت کبھی ظاہر بھی ہو جائینگے۔

(۵) ترجمہ۔ معشوق نے پھر ہماری جان لینے کے ارادہ سے عہد و پیمان کو توڑ دیا ہے۔

(۶) ترجمہ اس مست آنکھ نے ہمارا خون بہایا اور اس زلف پریشان نے بھی۔

(۷) ترجمہ۔ شراب لا کیونکہ عاشق مفتی سے نہیں ڈرتا بلکہ بادشاہ کی سیاست سے بھی۔
یرغو سیاست ترکی لفظ ہے۔

(۸) ترجمہ۔ جہاں کے کام پر کچھ اعتبار نہیں بلکہ پھرنے والے آسمان پر بھی۔

(۹) ترجمہ۔ جب وصل کی راتوں کی دولت ختم ہوگئی۔ تو ہجر کے دن بھی گذر جائینگے۔

اسی مضمون کے لئے دیکھو شعر د ۹/۱۔

(۱۰) ترجمہ۔ محتسب جانتا ہی کہ حافظ شراب پیتا ہے۔ اور ملک سلیمان کا وزیر بھی۔

آصف سے مراد عماد بن محمود وزیر سلطان قطب الدین دیکھو م ۲۱/۹۔

غزل (۲۹)

از غم خویش چنان شیفته کردی بازم	۱	کز خیال تو بخود نیز نمی پردازم
هر که از نالهٔ شبگیر من آگاه شود	۲	هیچ شک نیست که چون روز بداند رازم
گفته بودی که خبر ده که ز هجرم چونی	۳	آنچنانم که به بینی وندانی بازم
بعد ازین با رخ خوب تو نظر خواهم باخت	۴	گو همه خلق بدانند که شاهد بازم
عهد کردی که بسوزی ز غم خویش مرا	۵	هیچ غم نیست تو میسوز که من میسازم
آنچنان در دل من ناز تو خوش می آید	۶	که حلالت بکنم گر بکشی از نازم
گر از دام تو خود نیز خلاصم بخشی	۷	هم بخاک سر کوی تو بود پروازم

(۸) حافظ ار جان ندهد بهر تو چون پروانه
پیش روی تو چو شمعش نفسی بگذارم (۸)

(۱) ترجمہ۔ تو نے مجھے پھر اپنے غم میں اسقدر شیفتہ کر لیا ہے کہ تیرے خیال میں مصروف ہونے کی وجہ سے مجھے اپنے آپ کی بھی خبر نہیں۔

گر من نداشتمی تو جانانه مے شدم		از خویش هم بر آنچه بیگانه میشدم (نعمت خان عالی)

(۲) ترجمہ۔ جو شخص میرے شبگیر نالوں سے واقف ہو جاتا ہے کچھ شک نہیں کہ میرا راز اس پر دن کی طرح روشن ہو جاتا ہے یعنے میری آہ وزاری کو دیکھکر لوگوں کو میرا عشق اظہر من الشمس ہو جاتا ہے۔

(۳) ترجمہ۔ تونے مجھکو کہا تھا کہ مجھے خبر دے کہ میرے ہجر میں تیرا کیا حال ہے۔ میرا یہ حال ہے کہ اگر تو مجھے دیکھے تو پہچان نہ سکے۔

(۴) ترجمہ۔ اسکے بعد میں ہمیشہ تیرے خوبصورت چہرے کو دیکھتا رہونگا۔ اگرچہ تمام خلقت کو یہ معلوم ہو جائے کہ میں شاہد باز ہوں

(۵) ترجمہ۔ تونے وعدہ کیا تھا کہ مجھے اپنے غم سے جلائیگا مجھے اس بات کا کچھ فکر نہیں تو بیشک جلا کہ میں نے (اس جلنے سے) موافقت پیدا کرلی ہے۔

یعنے میں تیرے غم سے جلنے کا عادی ہو گیا ہوں اور اس سوز کو برداشت کر سکتا ہوں۔

(۶) ترجمہ۔ میرے دل کو تیرے ناز ایسے اچھے معلوم ہوتے ہیں کہ اگر تو مجھے ناز سے قتل ہی کر دے تو میں (اپنا قتل) تیری لطف جانی سمجھونگا

(۷) ترجمہ۔ اگر تو خود بھی مجھے اپنے جال سے رہائی بخشے۔ تو بھی میں تیرے کوچہ کی خاک کی طرف ہی پرواز کرونگا۔

یعنے تو اگر مجھے رہا بھی کر دے تو بھی میں تیرے کوچہ کی خاک کو نہیں چھوڑونگا۔

(۸) ترجمہ حافظ اگر پروانہ کی طرح تجھ پر جان نہیں دیگا۔ تو تیرے چہرے کے سامنے شمع کی طرح تھوڑی دیر کے لئے میں اسے جلاؤنگا۔

غزل (۳۰)

در نہانخانۂ عشرت صنمی خوش دارم	۱	کز سر زلف و رخش نعل در آتش دارم
گر بکاشانۂ رنداں قدمے خواہی زد	۲	نقل شیر و شکرین و می بیغش دارم
ور تو زین دست مرا بی سر و ساماں داری	۳	من بہ آہ سحرت زلف مشوش دارم
عاشق و رندم و میخوارہ بآواز بلند	۴	ایں ہمہ منصب از آں شوخ پری وش دارم
ور چنیں جلوہ نماید خط زنگاری دوست	۵	من رخ زرد بخونابہ منقش دارم
ناوک غمزہ بیاور زرہ زلف کہ من	۶	جنگہا با دل مجروح بلاکش دارم
یک سر موی بدست من و یک سر با دست	۷	سالہا بر سر ایں موی کشاکش دارم

(۸)

حافظا چون غم و شادی جہان درگذر است
بہتر آنست کہ من خاطر خود خوش دارم

(۸)

یہ غزل اکثر پرانے قلمی دیوانوں میں نظر نہیں آئی۔ مروجہ مطبوعہ دیوانوں میں موجود ہے۔

(۱) ترجمہ۔ عشرت کے خلوت خانہ میں ایک ایسا معشوق رکھتا ہوں کہ اسکی زلف ورخ سے ہمیشہ بیقرار رہتا ہوں۔

نعل در آتش ۔ بیقرار۔ مضطرب۔ وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو اپنی محبت میں بیقرار کرنا چاہیں تو گھوڑے کے نعل میں اسکا نام لکھکر آگ میں رکھتے ہیں اور اس پر افسون پڑھتے ہیں۔ وہ شخص بیقرار اور مطیع ہوجاتا ہے۔

(۲) ترجمہ۔ اگر تو رندوں کے گھر میں قدم رنجہ فرمائیگا تو میں شیر وشکر کا نقل اور صاف شراب رکھونگا۔

(۳) ترجمہ۔ اور اگر تو اسی طرح مجھے بے سروسامان رکھیگا۔ تو میں آہ سحر سے تیری زلف کو ہمیشہ پریشان رکھونگا

دست ۔ طرز۔ روش۔ قاعدہ۔ زلف ذراسی ہوا سے پریشان ہوسکتی ہے۔ لہذا آہ سحر سے زلف کا پریشان ہونا ظاہر۔

(۴) ترجمہ۔ میں عاشق ہوں رند ہوں اور علانیہ شراب پینے والا ہوں۔ یہ تمام منصب مجھے اس پریرو شوخ سے حاصل ہوئے ہیں۔

(۵) ترجمہ۔ اگر معشوق کا خط سبز اسی طرح جلوہ نمائی کرتا رہے گا۔ تو میں اپنے زرد چہرہ کو خون دل سے رنگین کرتا رہونگا۔

زنگار۔ زرد۔ خون اور نقش کی رعایت ظاہر۔

(۶) ترجمہ۔ غمزہ کا تیر زلف کے رستہ سے لا کہ مجھے اپنے بلاکش مجروح دل کے ساتھہ لڑائیاں ہیں۔

ناوک غمزہ سے مراد تیر نظر۔ تیر نظر کا زلف کے رستے سے جانا گویا ترچھی نظر کرنا۔ مطلب یہ ہے کہ میری اپنے مجروح بلاکش دل کے ساتھہ لڑائی ہے اس لئے اس پر ترچھی نظر سے ایک تیر مار۔ زرہ زلف کی بجائے زرہ لطف بھی پڑھا جاسکتا ہے۔

(۷) ترجمہ۔ بال کا ایک سرا میری ہاتھہ میں ہے اور دوسرا دوست کے ہاتھہ میں۔ اس بال پر کئی سالوں سے کشمکش ہو رہی ہے۔

بال سے مراد رشتہ محبت مثلاً

کچھہ وہ کھچے کھچے رہے کچھہ ہم کھچے کھچے	اس کشمکش میں ٹوٹ گیا رشتہ چاہ کا

(۸) ترجمہ۔ اے حافظ چونکہ دنیا کی خوشی اور غم گذر جانے والی چیزیں ہیں۔ تو بہتر یہی ہے کہ میں اپنے دل کو خوش رکھوں

دیکھو شعر د ۹ ۷ / ۱-۹-۲۰ -

غزل (۴۱)

دوستان وقت گل آن بہ کہ بعشرت کوشیم	۱	سخن پیر مغان ست بجان می نوشیم
نیست در کس کرم و وقت طرب میگذرد	۲	چارہ آنست کہ سجادہ بمی بفروشیم
خوش ہوائیست فرح بخش خدایا بفرست	۳	نازنینی کہ برویش می گلگوں نوشیم
ارغوان ساز فلک رہزن اہل ہنرست	۴	چون ازین غصہ ننالیم و چرا نخروشیم
گل بجوش آمد و از می نزدیمش آبے	۵	لاجرم ز آتش حرمان و ہوس میجوشیم

(۶) حافظ این حال عجب با کہ توان گفت کہ ما
بلبلانیم کہ در موسم گل خاموشیم (۶)

(۱) ترجمہ — اے دوستو بہار کے موسم میں یہی بہتر ہے کہ ہم عیش کی کوشش کریں۔ پیر مغاں کا حکم ہے۔ دل و جان سے شراب پئیں۔

(۲) ترجمہ — کسی شخص میں بخشش و عطا نہیں اور خوشی کا وقت گذر رہا ہے۔ اب یہی علاج ہے کہ مصلی کو شراب کے عوض بیچ دیں یعنے کوئی شخص بلا عوض ہمیں شراب نہیں دیتا اب سوائے اسکے اور کیا چارہ ہے۔ کہ ہم سجادہ بیچ کر شراب پئیں۔

(۳) ترجمہ — ہوا نہایت [illegible] اور فرح بخش ہے۔ اے خدا کوئی نازنین بھیج کہ اسکے سامنے بیٹھ کر شراب سرخ پئیں۔

(۴) ترجمہ — آسمان کا ارغوان ساز اہل ہنر کا رہزن ہے۔ اس رنج سے ہم نالہ و خروش کیوں نہ کریں۔

ارغوان — یہاں بمعنے ارغنوں آیا ہے ارغوں اور ارغن بھی کہتے ہیں۔ ایک ساز کا نام ہے۔ جسے افلاطون نے ایجاد کیا تھا۔ ارغواں ساز سے مراد افلاطون اور ارغواں ساز فلک سے مراد افلاطون فلک یعنی عطارد جسے دبیر فلک بھی کہتے ہیں علم و عقل کا تعلق اس سیارہ سے ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ آسمان (یا عطارد) ہمیشہ اہل ہنر کا دشمن رہا ہے۔ خواجہ صاحب اور دوسرے ارباب کمال ہمیشہ دنیا کی نا قدر شناسی اور اہل کی بے قدری اور حرماں کی شکایت کرتے آئے ہیں۔ دیکھو شعر $\frac{۱۲۱}{۸}$ و $\frac{۱۱۲}{۴}$۔

(۵) ترجمہ — پھول جوش میں آیا ہے اور ہم نے شراب سے اس پر پانی نہیں چھڑکا۔ اس لئے ناچار حرمان و ہوس کی

آگ سے ہم جل رہے ہیں۔

یعنی موسم بہار شباب پر ہے لیکن شراب نہیں اس لیے آتش حرمان سے جل رہے ہیں۔

(۷) ترجمہ۔ اے حافظ یہ عجیب حال کس سے بیان کریں کہ ہم بلبلیں ہیں اور موسم بہار میں خاموش ہیں۔
یعنی بلبلیں تو موسم بہار میں چہچہاتی ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ ہم خاموش بیٹھے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ موسم بہار ہے اور شراب و شاہد نہیں اس لیے ہمیں موسم بہار سے کچھ لطف حاصل نہیں ہوتا۔

غزل ۳۲

دوش بیماری چشم تو ببرد از دستم	۱	لیکن از لطف لبت صورت جان می‌بستم
عشق من با خط مشکین تو امروزی نیست	۲	دیرگاہ است کزین جام ہلالی مستم
عافیت چشم مدار از من میخانہ نشین	۳	کہ دم از خدمت رنداں زدہ ام تا ہستم
در رہِ عشق از آنسوی فنا صد خطر است	۴	تا نگوئی کہ چو عمرم بسر آمد رستم
بوسہ بر درج عقیق تو حلال است مرا	۵	کہ با فسوں جفا عہد وفا نشکستم
بعد ازینم چہ غم از تیر کج انداز حسود	۶	کہ بمحبوب کماں ابرو خود پیوستم
از ثبات خودم این نکتہ خوش آمد کہ بجور	۷	بر سر کوی تو از پای طلب ننشستم
صنم لشکریم غارت دل کرد و برفت	۸	آہ اگر عاطفت شاہ نگیرد دستم

(۹)	رتبت دانش حافظ بہ فلک بر شدہ بود کرد غمخواری بالای بلندت پستم	(۹)

(۱) ترجمہ۔ کل تیری آنکھوں کی مستی نے مجھے ہلاک کر دیا تھا لیکن تیرے لبوں کے لطف سے پھر جان میں جان آ گئی۔
(۲) ترجمہ۔ میرا عشق تیرے خطِ مشکیں کے ساتھ آج سے نہیں ہے بلکہ مدتیں گذر گئیں کہ میں اس ہلالی جام سے مست ہوں۔
جام ہلالی سے مراد سبزہ خط۔ کیونکہ سبزہ گولائی میں ہلال کی شکل کا ہوتا ہے تشریح کے لئے دیکھو د $\frac{۲۵}{۸}$
ت $\frac{۱۷}{۸}$ ت $\frac{۲}{۴}$ ت $\frac{۶}{۱}$ د $\frac{۲۳}{۶}$ د $\frac{۵۴}{۱}$ ن $\frac{۵}{۹}$

(۳) ترجمہ۔ مجھ میخانہ نشین سے عافیت کی امید نہ رکھ کیونکہ میرا دعویٰ ہے کہ جب تک زندہ ہوں۔ رندوں کی خدمت کرونگا۔

(۴) ترجمہ۔ عشق کے رستے میں موت کے بعد بھی سو خطرے ہیں۔ تو یہ نہ کہہ کہ جب میری زندگی ختم ہو گئی تو میں چھوٹ جاؤنگا۔

مطلب یہ ہے کہ راہ عشق منزل فنا سے ادہر اور ادہر دونو طرف خطرناک ہے۔ عاشق کو مر کر بھی آرام نصیب نہیں ہوتا۔

رفتم اندر تہ خاک انس تنہائم باقی ست	عشق جانم بربود آنت جانم باقی ست	امیانی

اسی مضمون پر نعمت خاں عالی کا شعر ہے۔

رہائی نیست ممکن عالی از دست غم جاناں	بمردن چارہ گر دیدم من بیباک میکردم

قاسم نے بھی یہی خیال ظاہر کیا ہے۔

فنا شدیم و ندیدیم خاطر جمعے	ز تنگ تفرقہ گردند لوح تربت ما
بخواب نیستی آسودگی نبود شہید عشق را	عجب نبود کہ از صبح قیامت پیشتر خیزد
ز گردشہائے سال و ماہ شہید عشق را تیغ	بمیرد گر جواں روز قیامت پیر برخیزد

(۵) ترجمہ۔ تیری عقیق کی ڈبیہ پر بوسہ دینا میرے لئے جائز ہے کیونکہ میں نے جفا کے افسوں کے باوجود بھی وفا کا عہد نہیں توڑا۔

درج عقیق ۔ سے مراد دہن ۔

(۶) ترجمہ۔ اسکے بعد مجھ حاسدوں کے تیر انداز سے کیا ڈر ہے کیونکہ میں ابرو کمان یار و محبوب کے ساتھ مل گیا ہوں۔

ع دوست گر دوست بود ہر دو جہاں دشمن باش

(۷) ترجمہ۔ اپنی ثابت قدمی سے مجھے یہ بات بہت پسند آئی ہے کہ باوجود جور و ستم کے تیرے کوچہ میں یا طلب کو ترک کر میں بیٹھ نہیں رہا۔

مطلب یہ ہے کہ اگرچہ تیرے عشق میں اب مجھے ہزار ہا جور و ستم اور رنج و مصائب کا سامنا کرنا پڑا لیکن میری بڑی ثابت قدمی سے ان کا مقابلہ کیا اور منازل عشق کو مردانہ وار طے کرتا چلا گیا۔ مایوس ہو کر بیٹھ نہیں گیا

خواجہ صاحب اکثر سعی و عمل کی تعلیم فرماتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ گوہر مقصود کو حاصل کرنے کے لئے ہر قسم کی تکلیفوں کو برداشت کرنا چاہیئے اور کوشش کرتے جانا چاہیئے۔ خدا آخرکار تمہاری سعی کو مشکور فرمائیگا

گو میں رہا رہین ستم ہائے روزگار	لیکن تیرے خیال سے غافل نہیں رہا

(۸) ترجمہ۔ لشکری معشوق نے میرے دل کو لوٹ لیا اور چلا گیا۔ اگر بادشاہ کی مہربانی بھی میری دستگیری نہ کرے تو مقام افسوس ہوگا۔

(۹) ترجمہ۔ حافظ کی دانائی کا مرتبہ آسمان تک پہنچ گیا تھا لیکن تیرے قد بلند کے غم نے مجھے پست کر دیا۔

غزل (۳۳)

دوش سودای رخش گفتم ز سر بیروں کنم	۱	گفت کو زنجیر تا تدبیر ایں مجنوں کنم
قامتش را سرو گفتم سر کشید از من بخشم	۲	دوستاں از راست میرنجد نگارم چوں کنم
نکتہ ناسنجیدہ گفتم دلبرا [illegible]	۳	عشوہ فرمای تا من طبع را موزوں کنم
زرد روئی میکشم زاں طبع نازک بیگناہ	۴	ساقیا جامے بدہ تا چہرہ را گلگوں کنم
منکہ رہ بردم بگنج حسن بی پایاں دوست	۵	صد گدای ہمچو خود را بعد ازاں قاروں کنم
ای نسیم حضرت سلمی خدارا تا بکی	۶	ربع را برہم زنم اطلال را جیحوں کنم

(۷)	ای مہ نامہرباں از بندہ حافظ یاد کن تا دعای دولت آں حسن روز افزوں کنم	(۷)

(۱) ترجمہ۔ کل میں نے کہا کہ اسکے چہرہ کے خیال کو سر سے نکالتا ہوں اس نے کہا کہ زنجیر کہاں ہے تاکہ اس دیوانہ کی تدبیر کروں۔ یعنے کل میں نے ارادہ کیا کہ عشق ترک کرتا ہوں معشوق نے اپنی زلف کی زنجیر کو حکم دیا کہ اس دیوانہ کو گرفتار کر لو۔

ز کوشش عزم رفتن چوں کنم سودای زلف او	عالی	کند از جادہ زنجیرم گرفتار ایں چنیں باشد

(۲) ترجمہ۔ میں نے اسکے قد کو سرو کہا تو اس نے غصہ سے منہ پھیر لیا۔ اے دوستو معشوق سیدھی بات سے ناراض ہوتا ہے کیا کروں

[illegible]

سرو را قدِ یار میگویند | سرو چه میت نا تمام شیده

(۳) ترجمہ:- اے دلبر تیرے نا موزون نکتہ بیان کیا ہے۔ تو عشوہ فرمائی کر تاکہ میں طبیعت کو موزوں کر لوں

یعنے کوئی ایسا عشوہ کر کہ اسے دیکھکر میری طبیعت موزوں ہو جائے۔

(۴) ترجمہ:- میں بے گناہ اس نازک طبیعت سے شرمندگی اٹھا رہا ہوں۔ اے ساقی ایک پیالہ دے تاکہ میں چہرہ کو سرخ کر دوں۔

(۵) ترجمہ:- جب میں معشوق کے حسن بے پایاں کے خزانہ تک پہنچ گیا ہوں تو اس کے بعد اپنے جیسے سوگدا گروں کو قارون بنا دونگا۔

یعنے اسرارِ معرفت کے خزانہ سے اب میں اپنی طرح اور کئی سینوں کو پُر کر دونگا۔

(۶) ترجمہ:- اے دیارِ محبوب کی نسیم خدا کے لئے (تشریف لا) کب تک میں گھر کو ویران کرونگا اور کھنڈروں کو جیحوں بنا دونگا

سلمیٰ - عرب کی ایک معشوقہ مجازاً ہر معشوق کو کہتے ہیں۔ ربع - منزل - سرا - گھر۔ اطلال گرے ہوئے گھر کا نشان - کھنڈرات - مطلب یہ ہے کہ کب تک ہجرِ محبوب میں رو رو کر گھر ویران کرونگا اور کھنڈرات پر دریائے جیحوں بہا دونگا۔ اے دیارِ محبوب کی نسیم! معشوق کیطرف سے کوئی پیغام لا اور میرے دل کو تسکین بخش۔

(۷) ترجمہ:- اے نامہربان معشوق اپنے غلام حافظ کو یاد کر تاکہ تیرے روز افزوں حسن کی دولت کے لئے دعا کروں۔

مہ اور مہر کی رعایت ظاہر۔

غزل ۳۴

دیده دریا کنم و رخت بصحرا فکنم	واندرین کارِ دلِ خویش بدریا فکنم
از دلِ تنگ گنه گار برآرم آهی	کآتش اندر گنهِ آدم و حوا فکنم
خورده ام تیرِ فلک باده بده تا سرمست	عقده در بندِ کمرِ ترکشِ جوزا فکنم
جرعهٔ جام برین تخت روان افشانم	غلغلِ چنگ درین گنبدِ مینا فکنم
مایهٔ خوشدلی آنجاست که دلدار آنجاست	میکنم جهد که خود را مگر آنجا فکنم
بند برقع بگشا ای مه خورشید لقا	تا چو زلفت سرِ سودازده در پا فکنم

(۴) **حافظا تکیہ بر ایام چو سہوست و خطا**
من چرا عشرت امروز بفردا فگنم (۵)

(۱) ترجمہ۔ آنکھوں کو دریا بناؤں اور اسباب جنگل میں ڈال دوں اور اس کام میں اپنے دل کو دریا میں ڈال دوں۔

رخت بصحرا افگندن صحرا میں جانا۔ صحرا میں ٹھیرنا۔ سفر کرنا۔ مرنا محاورہ ہے۔ **دل بدریا افگندن** کمال ہمت کرنا۔ محاورہ ہے۔

مطلب یہ ہے کہ صحرا میں جاکر مقیم ہو جاؤں اور اسقدر اشکباری کروں کہ آنکھوں کو دریا بنادوں اور اس کام میں نہایت علو ہمت سے کام لوں۔

(۲) ترجمہ۔ اپنے گناہگار اور تنگدل سے ایک ایسی آہ نکالوں کہ آدم و حوا کے گناہ میں بھی آگ لگادوں۔

آہ۔ سے مراد آہ انفعال۔ گناہگار کی آہ اور اسکا عجز و نیاز ایک حد تک اسکے گناہوں کے لئے باعث مغفرت ہوتا ہے دیکھو شعر ت ۱۵ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں اپنے گناہوں پر اس خلوص سے انفعال ظاہر کروں اور ایسی دردناک آہ نکالوں کہ میرے گناہ تو خیر آدم و حوا کا گناہ بلکہ تمام بنی آدم کے گناہ بخشے جائیں۔

(۳) ترجمہ۔ میں نے آسمان کا تیر کھایا ہے شراب دے تاکہ مست ہوکر ترکش جوزا کے کمربند میں گرہ لگادوں۔

جوزا۔ (۱) ایک برج آسمانی کا نام ہے جسکی شکل اسطرح ہے کہ دو برہنہ لڑکے پشت بہ پشت کھڑے ہیں (۲) منطقۃ البروج کے جنوب میں ایک شکل ہے کہ ایک مرد دو کرسیوں پر کھڑا ہے۔ ایک ہاتھ میں عصا ہے کمر بستہ ہے اور شمشیر حائل کی ہوئی ہے اس شکل کو بھی جوزا کہتے ہیں۔ اس شعر میں جوزا سے مراد یہی شکل ہے نہ کہ برج جوزا۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ جوزا اپنے ترکش سے تیر نکال کر مجھے مارتا ہے۔ اے ساقی شراب دے تاکہ میں مست ہوکر جوزا کے کمربند کو گرہ لگا دوں تاکہ وہ پھر ترکش سے تیر نکال کر مجھے نہ مار سکے۔ حاصل کلام یہ کہ شراب تیر حوادث سے بچنے کے لئے سپر کا کام دیتی ہے۔

(۴) ترجمہ۔ جام سے ایک گھونٹ اس تخت رواں پر چھڑک دوں اور اس گنبد مینا میں آواز چنگ سے غلغلہ ڈالدوں

تخت رواں (۱) وہ تخت جس پر بادشاہ سوار ہوتے ہیں اور کہار کندھوں پر اٹھا کر لے جاتے ہیں (۲) آسمان (۳) خوش رفتار گھوڑے (۴) بنات النعش کے چار ستارے (۵) حضرت سلیمان کا تخت **گنبد مینا** سے مراد آسمان اگر تخت رواں سے مراد بجائے آسمان کے زمین لیجائے تو زیادہ موزوں ہوگا۔ کیونکہ میخوار جب کبھی شراب پیتے ہیں پہلے ایک گھونٹ شراب زمین پر گرا دیتے ہیں زمین کا تخت رواں ہونا بھی ظاہر ہے۔ مگر اس صورت میں یہ اعتراض وارد ہوگا کہ خواجہ صاحب کے وقت زمین کا متحرک اور تخت رواں [illegible] ہونا کہاں معلوم تھا

(۵) ترجمہ۔ خوشدلی کا سرمایہ وہاں ہے جہاں معشوق ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ اپنے آپ کو وہاں ہی لیجاؤں۔

(۶) ترجمہ۔ اے خورشید کی صورت والے چاند (یعنی معشوق) برقع کا بند کھول۔ تاکہ تیری زلف کی طرح میں اپنے سودا زدہ سر کو تیرے پاؤں پر گرا دوں۔

یعنے چہرہ دکھا تاکہ جسطرح تیری پریشان اور سودا زدہ زلف تیرے پاؤں پر پڑی ہوئی اس طرح میں اپنے سودا زدہ سر کو بھی تیرے پاؤں پر گرا دوں۔ خواجہ صاحب ضمناً زلف کی درازی کا ذکر بھی کر گئے ہیں۔

(۷) ترجمہ۔ اے حافظ جب زمانہ پر اعتبار کرنا غلطی ہے۔ تو میں آج کی عشرت کو کل پر کیوں چھوڑ دوں۔

یعنے جب زندگی کا کچھ اعتبار نہیں تو جو وقت گزرے خوشی سے گذارنا چاہیئے۔

گذشتہ خواب و آینده خیال ست	غنیمت داں ہمیں دم را کہ حال است

غزل (۳۵)

دیشب بسیل اشک ره خواب میزدم / ۱ / نقشی بیاد خط تو بر آب میزدم

روی نگار در نظرم جلوه مینمود / ۲ / وز دور بوسه بر رخ مهتاب میزدم

ابروی یار در نظر و خرقه سوخته / ۳ / جامی بیاد گوشه محراب میزدم

چشمم بروی ساقی و گوشم بقول چنگ / ۴ / فالی بچشم و گوش درین باب میزدم

نقش خیال روی تو تا وقت صبحدم / ۵ / بر کارگاه دیدهٔ بیخوا ب میزدم

هر مرغ فکر کز سر شاخ طرب بجست / ۶ / بازش ز طرهٔ تو بمضراب میزدم

ساقی بصوت این غزلم کاسه میگرفت / ۷ / میگفتم این سرود و می ناب میزدم

خوش بود وقت حافظ و فال مراد کام
بر نام عمر و دولت احباب میزدم

اس غزل میں مضمون مسلسل ہے اور گذشتہ رات کی واردات کا قصہ بیان کیا ہے۔

(۱) ترجمہ۔ گذشتہ رات میرے آنسوؤں کی سیلاب نے نیند کا رستہ روکا تھا۔ اور تیرے خط کی یاد میں پانی پر نقش بنا رہا تھا۔

یعنے میں تمام رات روتا رہا اور نیند نہ آئی۔ تیرے خط کا نقشہ آنکھوں میں بناتا تھا لیکن چونکہ آنکھیں پرآب تھیں اس لئے یہ نقشہ بھی نقش برآب کی مثال تھا۔ یعنے ناپائدار تھا۔

(۲) ترجمہ۔ معشوق کا چہرہ میری نظروں میں جلوہ نمائی کرتا تھا اور دوسرے میں چاند کے چہرہ پر بوسہ دیتا تھا۔

یعنی معشوق کے چہرہ کا نقشہ آنکھوں کے سامنے تھا اس نقشہ پر یا اس نقشہ کے خیال سے چاند کے چہرہ پر بوسہ دیتا تھا۔

(۳) ترجمہ۔ معشوق کا ابرو نظر میں تھا اور خرقۂ زہد کو جلا کر گوشۂ محراب کی یاد میں شراب کا پیالہ پیتا تھا۔

یعنے محراب ابرو کی یاد میں شراب پیتا تھا۔

(۴) ترجمہ۔ میری آنکھیں ساقی کے چہرہ پر تھیں اور میرے کان چنگ کی آواز پر۔ اس باب میں چشم و گوش پر نیک فالیں نکالتا تھا۔

چونکہ میری آنکھیں ساقی کے چہرہ پر اور کان چنگ کی آواز پر تھے اس لئے میں آئندہ کی خوشحالی کی فالیں چشم و گوش سے نکالتا تھا۔

(۵) ترجمہ۔ میں صبح تک تیرے چہرہ کی تصویر کا نقشہ بے خواب آنکھوں کے کارخانہ میں بناتا رہا۔

یعنے تمام رات تیرے چہرہ کا نقشہ آنکھوں کے سامنے رہا اور نیند نہ آئی۔

(۶) ترجمہ۔ جو مرغ فکر شاخ طرب سے اڑا۔ میں پھر اس کو تیرے طرہ کی مضراب سے مارتا رہا۔

یعنے میرے دل میں اگر کوئی خوشی کا خیال آیا۔ تو پھر تیری زلف کے سودا نے دل کو پریشان کر دیا

(۷) ترجمہ۔ ساقی میری اس غزل کی آواز پر پیالہ پکڑتا تھا میں یہ سرود کہتا تھا اور شراب خالص پیتا تھا۔

(۸) ترجمہ۔ حافظ کا وقت خوشی سے گذرتا تھا اور میں مراد و مقصد کی فال احباب کی عمر و دولت کے نام پر نکالتا تھا۔

یعنی میرا وقت خوش تھا اور احباب کی دولت و عمر کے لئے میں دعا کرتا تھا۔

غزل (۳۶)

روز عید است و من امروز در آں تدبیرم	۱	کہ دہم حاصل سی روزہ و ساغر گیرم
چند روزیست کہ دورم ز رخ ساقی و جام	۲	بس خجالت کہ پدید آید ازیں تقصیرم
من بخلوت ننشینم پس ازیں ور مثل	۳	زاہد صومعہ بر پائے نہد زنجیرم
پند پیرانہ دہد واعظ شہرم لیکن	۴	من نہ آنم کہ دگر پند کسے بپذیرم
آنکہ بر خاک در میکدہ جا داشت کجاست	۵	تا نہم بر قدم او سر و پیشش میرم

میکشیدم می وسجادۂ تقوی بردوش	۶	آہ اگر خلق شود آگہ ازیں تزویرم
(۷)	خلق گویند کہ حافظ سخن پیر بنوش سالخوردہ میم امروز بہ از صد پیرم	(۷)

(۱) ترجمہ۔ عید کا دن ہے اور آج میں اس تدبیر میں ہوں کہ تیس روزوں کا ثواب دیکر ایک پیالہ شراب کا لوں

مطلب یہ ہے کہ شراب محبت کا ایک پیالہ تیس دن کے روزوں کے ثواب کے برابر ہے۔ روزہ اور شراب کے لئے دیکھو شعر

ت ۳/۴ د ۱۳/۱ ر ۱۲/۱ ش ۳/۲

(۲) ترجمہ۔ کئی روز ہوئے کہ میں ساقی کے چہرے اور جام سے دور ہوں اس تقصیر سے مجھے بہت شرمندگی حاصل ہوئی ہے۔

وہی مضمون ہے جو شعر (۱) میں بیان ہوا۔

(۳) ترجمہ۔ میں اس کے بعد خلوت میں نہ بیٹھونگا خواہ عبادت گاہ کا زاہد میرے پاؤں میں زنجیر ہی ڈال دے۔

یعنے اگر کوئی پابند کرکے بھی مجھے صومعہ میں رکھے تو اب وہاں نہیں رہونگا۔

(۴) ترجمہ۔ شہر کا واعظ مجھے بزرگانہ نصیحت کرتا ہے لیکن میں ایسا شخص نہیں ہوں کہ اب کسی کی نصیحت مانوں۔

(۵) ترجمہ۔ وہ شخص جو میخانہ کے دروازہ کا خاک نشین تھا کہاں ہے تاکہ میں اسکے قدموں پر سر رکھوں اور اسکے سامنے جان دیدوں۔

(۶) ترجمہ۔ میں شراب پیتا تھا اور سجادۂ تقوی کندھوں پر لئے پھرتا تھا۔ اگر خلقت میری اس ریاکاری سے واقف ہوجائے تو بڑے افسوس اور شرم کی بات ہوگی۔

یعنے اگرچہ لوگوں کو دکھانے کے لئے میں سجادہ کو کندھوں پر لئے پھرتا ہوں تاکہ لوگ سمجھیں کہ میں بہت بڑا عابد و زاہد ہوں لیکن خلوت میں شراب پیتا ہوں اگر خلقت کو میری یہ ریاکاری معلوم ہوجائے۔ تو بہت ذلیل ہونا پڑیگا حقیقت میں اُن زاہدانِ ریاکار پر حملہ ہے۔ جو ع چوں بخلوت مے روند آن کار دیگر مے کنند۔

(۷) ترجمہ۔ لوگ کہتے ہیں کہ اے حافظ بوڑھوں (پیروں) کی نصیحت سن لیکن میرے نزدیک آج میری پرانی شراب سو پیروں سے بہتر ہے۔

سالخوردہ اور پیر کا مقابلہ لطیف ہے۔

غزل (۳۷)

روزگاری شد که در میخانه خدمت میکنم	۱	در لباسِ فقر کارِ اہل دولت میکنم
تا گر در دام وصل آرم تدرِو خوشخرام	۲	در کمینم انتظار وقت فرصت میکنم
واعظِ ما بوی حق نشنید بشنو این سخن	۳	در حضورش نیز میگویم نه غیبت میکنم
چون صبا افتان و خیزان میروم تا کوی دوست	۴	وز رفیق راه استمداد ہمت میکنم
خاک کویت بر نتابد زحمتِ ما بیش ازین	۵	لطفہا کردی بتا تخفیف زحمت میکنم
زلف دلبر دام راه و غمزه اش تیر بلاست	۶	یاد دار ای دل که چندینت نصیحت میکنم
دیدهٔ بدبین بپوشان ای کریم عیب پوش	۷	زین دلیریہا که من در کنج خلوت میکنم
حاش لله کز حساب روز حشرم باک نیست	۸	فال فردا میزنم امروز عشرت میکنم
از یمین عرش آمین میکند روح الامین	۹	چون دعای پادشاه ملک و ملت میکنم
خسروا امید جاه و مال دارم زین سبب	۱۰	التماس آستان بوسیِ حضرت میکنم

(۱۱) حافظم در محفلی دردی کشم در مجلسی (۱۱)
بنگر این شوخی که چون با خلق صحبت میکنم

(۱) ترجمہ - مدت ہوئی کہ میں شرابخانہ میں خدمت کرتا ہوں - فقیری کے لباس میں امیروں کا کام کرتا ہوں۔

خدمتِ میخانہ کو اہلِ دولت کا کام کہا ہے۔

(۲) ترجمہ - تاکہ اس خوش رفتار تدرو کو وصل کے جال میں لاؤں - میں گھات میں بیٹھا ہوں اور فرصت کے وقت کا انتظار کر رہا ہوں

تدرو - بمعنے کبک (از فرہنگ زلیخا) چکور - تدرِو خوشخرام سے مراد خوش رفتار معشوق - مطلب یہ ہے کہ اس مبارک وقت کا منتظر بیٹھا ہوں جب معشوق کا وصل نصیب ہوگا۔

(۳) ترجمہ - ہمارے واعظ نے حق کی خوشبو نہیں سونگھی - سن کہ یہ بات میں اس کے سامنے بھی کہتا ہوں غیبت میں نہیں کہتا۔

مطلب یہ ہے کہ واعظ اسرارِ معرفت سے بالکل بے بہرہ ہوتے ہیں۔

(۴) ترجمہ۔ صبا کی طرح گرتا اٹھتا معشوق کے کوچہ تک جاتا ہوں اور اپنے رفیق راہ سے ہمت کی مدد طلب کرتا ہوں۔

استمداد۔ طلب مدد کرنا۔ صبا کا افتان وخیزاں چلنا ظاہر۔ منازل عشق کو طے کرنے کے لئے رہبر کی ضرورت بتائی ہے۔

(۵) ترجمہ۔ تیرے کوچہ کی خاک اس سے زیادہ ہماری زحمت کی برداشت نہیں کرتی۔ اے معشوق تو نے کئی مہربانیاں کی ہیں میں تخفیف زحمت کرتا ہوں۔

یعنے تیرے کوچہ کی خاک کو یہ بھی گوارا نہیں کہ میں تیرے کوچہ میں رہوں۔ چونکہ تو میرا مہربان ہے اس لئے اب میں رخصت ہوتا ہوں۔ تاکہ میرے یہاں رہنے سے تیرے کوچہ کی خاک کو زیادہ تکلیف نہ ہو۔

(۶) ترجمہ معشوق کی زلف رہ کا جال اور اسکا غمزہ بلا کا تیر ہے۔ اے دل یاد رکھ کہ میں تجھ کو نصیحت کرتا ہوں۔

(۷) ترجمہ۔ اے عیب پوش کریم! ان کی آنکھ سے پوشیدہ کرلے ان دلیریوں کو جو میں کنج خلوت میں کرتا ہوں

یعنے اے ستار العیوب! گوشۂ خلوت میں ہزارہا بے باکیاں مجھ سے ظاہر ہوتی ہیں۔ بدبینوں کی آنکھوں سے اُن کو پوشیدہ رکھ

(۸) ترجمہ۔ حاشا للہ مجھ کو روز حشر کے حساب کا کوئی ڈر نہیں۔ آج عیش کرتا ہوں اور کل کے لئے فال نکالتا ہوں۔

یعنے عیش کی زندگی یہاں بسر کر رہا ہوں۔ انشاء اللہ تعالی اسی طرح روز حشر کو بھی آرام وعیش میں ہونگا۔ روز حساب کا مجھے بالکل کچھ ڈر نہیں۔

(۹) ترجمہ۔ جب میں ملک ملت کے بادشاہ کے لئے دعا کرتا ہوں تو عرش کی دائیں جانب سے جبریل ۴ آمین کرتے ہیں۔

بادشاہ وقت کی طرف اشارہ ہے خواجہ صاحب کے عہد میں کئی بادشاہ ہوئے معلوم نہیں ہوسکتا کہ کس خاص بادشاہ کی طرف اشارہ ہے۔

(۱۰) ترجمہ۔ اے بادشاہ مجھ کو جاہ ومال کی امید ہے اس لئے دربار کی آستاں بوسی کی التماس کرتا ہوں۔

(۱۱) ترجمہ۔ میں (بزرگوں کی) محفل میں حافظ ہوں اور (رندوں کی) مجلس میں درد نوش ہوں۔ میری شوخی دیکھ کہ خلقت کے ساتھ کیسا برتاؤ کرتا ہوں۔

ان زاہدان ریاکار پر حسد ہے۔ جو مجلس زہاد میں زاہد اور بزم رنداں میں رند بن جاتے ہیں۔

غزل (۳۸)

زدستِ کوتهٔ خود زیر بارم	۱	که از بالابلندان شرمسارم
مگر زنجیر زلفت گیردم دست	۲	وگرنه سر بشیدائی برآرم
ز چشمِ من بپرس اوضاعِ گردوں	۳	که شب تا روز اختر می‌شمارم
چه می خوردم من از میخانهٔ عشق	۴	که هشیاری و بیداری ندارم
بایں شکرانه می بوسم لبِ جام	۵	که کرد آگه ز دورِ روزگارم
من از بازوی خود دارم بسی شکر	۶	که زورِ مردم آزاری ندارم
اگر گفتم دعای میفروشاں	۷	چه باشد شکرِ نعمت میگذارم
مکن عیبم ز خوں خوردن دریں دشت	۸	که کار آموزِ آهوی تتارم
تو از خاکم نخواهی برگرفتن	۹	بجای اشک اگر گوهر ببارم

(۱۰) سری دارم چو حافظ مست لیکن
به لطفِ آں سری امیدوارم (۱۰)

یہ غزل بعض پرانے قلمی دیوانوں میں نہیں ہے۔

(۱) ترجمہ- میں اپنے کوتاہ ہاتھ سے زیر بار ہوں کہ بلند قد معشوقوں سے شرمندہ ہوں۔
یعنے معشوقانِ بالاقد تک میرا دستِ کوتاہ نہیں پہنچتا۔ اس لئے شرمندہ ہوں۔ اپنی کم بضاعتی کا اعتراف ہے۔ بالا اور کوتاہ کا مقابلہ ظاہر۔

(۲) ترجمہ- شاید تیری زلف کی زنجیر میرا ہاتھ پکڑ لے ورنہ میں مجنوں ہوا جاتا ہوں۔
یعنے میں مجنوں ہوا جاتا ہوں اپنی زلف کی زنجیر سے مجھے گرفتار کر لے۔

(۳) ترجمہ- زمانہ کے طریقے میری آنکھ سے پوچھ کہ رات بھر صبح تک تارے گنتا رہتا ہوں۔
یعنی رات بھر نیند نہیں آتی اختر شماری کرتا رہتا ہوں اور اسی لئے چرخ گردوں کے تمام اوضاع سے آشنا ہوں۔

(۴) ترجمہ - شراب خانۂ عشق ہی میں ذکیسی شراب پی - کہ مجھ کو ہشیاری اور بیداری کی خبر تک نہیں -

(۵) ترجمہ - میں اس بات کے شکریہ میں پیالہ کو لب کا بوسہ دیتا ہوں کہ اس نے مجھ کو زمانہ کے دور سے واقف کردیا -

اسی مضمون کے لئے دیکھو الف ۳/۸ اور ت ۵۶/۴ -

(۶) ترجمہ - میں اپنے بازو کا بہت شکرگذار ہوں کہ مجھ میں مردم آزاری کی طاقت نہیں -

دوسرا مصرعہ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا ہے -

من آں مورم کہ در پایم بمالند		نہ زنبورم کہ از نیشم بنالند	
چگونہ شکر ایں نعمت گذارم		کہ زور مردم آزاری ندارم	

(۷) ترجمہ - اگر میں ذمیفروشوں کے حق میں دعا کی ہو تو کیا ہو گیا نعمت کا شکر بیاد اکرتا ہوں -

یعنے میفروش مجھ کو شراب دیتے ہیں اس لئے میں ان کے حق میں دعا کرتا ہوں - یہ کوئی تعجب کی بات نہیں -

(۸) ترجمہ - اس دشت میں خون پینے پر میری عیب جوئی نہ کر - کیونکہ میں آہوئے تاتار کا شاگرد ہوں -

کہتے ہیں کہ نافۂ آہو خون کے منجمد ہونے سے بنتا ہے مطلب یہ ہے کہ جسطرح نافہ بغیر خون کے نہیں بنتا اسی طرح عشق میں بھی دل خون کرنے یا خونِ جگر (یا شراب سرخ) پینے کے بغیر وصالِ محبوب حاصل کرنا اور اسکی زلفِ معنبر بو کی نافہ کشائی مشکل ہے -

(۹) ترجمہ - تو مجھ کو زمین سے نہیں اٹھائیگا - اگرچہ میں بجائے آنسوؤں کے موتی بھی برساؤں -

یعنے اگر میں بجائے اشک باری کے گہر باری بھی کروں تو بھی میں تیری نظروں میں اسی طرح حقیر رہونگا -

(۱۰) ترجمہ - حافظ کی طرح میرے سر میں مستی ہے - لیکن اس پری کی مہربانی کا امید وار ہوں -

غزل (۳۹)

زلف بر باد مدہ تا ندہی بر بادم	۱	ناز بنیاد مکن تا نکنی بنیادم
رخ برافروز کہ فارغ کنی از برگ گلم	۲	قد برافراز کہ از سرو کنی آزادم
زلف را حلقہ مکن تا نکنی در بندم	۳	چہرہ را آب مدہ تا ندہی بر بادم
شہرۂ شہر مشو تا ننہم سر در کوہ	۴	شور شیریں منما تا نکنی فرہادم

می مخور با دگراں تا نخورم خونِ جگر ۵ سرکشی تا نکشد سر بہ فلک فریادم
سرم از دست بشد وصل تو ننمود جمال ۶ دستگیرم کہ ز زنجیر تو ز پا افتادم
یار بیگانہ مشو تا نبری از خویشم ۷ غم اغیار مخور تا نکنی ناشادم
رحم کن بر منِ مسکین و بفریادم رس ۸ تا بخاکِ درِ آصف نرسد فریادم
چوں فلک جور مکن تا نہ کُنی زار مرا ۹ رام شو تا بدمد طالعِ فرخ زادم

(۱۰) حافظ از جور تو حاشا کہ بنالد روزے
من ازاں روز کہ در بند توام آزادم (۱۰)

اس غزل کے تمام شعروں میں رعایات لفظی و معنوی اور مقابل الفاظ کی باہم بندش قابل داد ہیں۔ کوئی شعر صنعت سے خالی نہیں۔

(۱) ترجمہ۔ زلف کو پریشان نہ کر تاکہ تو مجھے برباد نہ کرے۔ ناز کی بنا نہ ڈال تاکہ تو میری بیخ کنی نہ کرے۔
برباد مدہ یعنے ہوا سے پریشان نہ کر۔ برباد خراب۔ ویراں۔ تباہ۔ صنعت تجنیس ہے۔ بکن اور بکنی کی رعایت ظاہر۔

(۲) ترجمہ۔ اپنا چہرہ دکھا تاکہ تو مجھے برگِ گل سے فارغ کردے اپنے قد کو بلند کر تاکہ تو مجھے سرو سے آزاد کردے۔
یعنے تیرے چہرے اور قد کے مقابلہ میں مجھے برگِ گل اور سرو کی آرزو نہ رہے۔ افروز اور افراز کی خوبی ظاہر۔ سرو اور آزاد میں صنعت ایہام۔

(۳) ترجمہ۔ زلف میں گرہ نہ لگا تاکہ تو مجھے گرفتار نہ کرے۔ چہرہ کو آب و تاب نہ دے تاکہ تو مجھے برباد نہ کرے۔
حلقہ اور بند کی رعایت ظاہر۔ آب اور باد کا مقابلہ لطیف۔

(۴) ترجمہ۔ تو تمام شہر میں مشہور نہ ہو تاکہ میں (دیوانہ وار) کوہ و صحرا میں نہ بھاگ جاؤں اور شیریں کی مشہوری پیدا نہ کر تاکہ تو مجھے فرہاد نہ بنادے۔
شور۔ (۱) نمک نمکینی (۲) شہرت مشہوری (۳) شور و غل۔ لفظ شور (نمکین) اور شیریں کا مقابلہ اور شہرہ و شور کی رعایت ظاہر۔ شہر اور کوہ کا مقابلہ لطیف۔ شہرہ۔ شہر۔ مشو۔ شور۔ شیریں میں حروف شین کی شرکت قابل غور ہے۔

(۵) ترجمہ۔ تو اغیار کے ساتھ شراب نہ پی تاکہ میں (اس افسوس سے) خونِ جگر نہ پیوں سرکشی نہ کر تاکہ میری فریاد آسمان تک نہ پہنچے۔

مے اور خون کا مقابلہ نیز سرکش اور بکشد سر کی رعایت ظاہر۔

(۶) ترجمہ۔ میرا آنسو ہاتھ سے چلا گیا اور تیری وصل نے جمال نہ دکھایا۔ میری دست گیری کر کہ تیرے ہجر نے مجھ پاؤں سے گرا دیا ہے۔
سر۔ دست اور پا کی رعایت۔ وصل اور ہجر کا مقابلہ ظاہر۔

(۷) ترجمہ۔ اغیار کا دوست نہ بن تاکہ تو مجھ اپنے آپ سے باہر نہ کر دے۔ اغیار کی غمخواری نہ کر تاکہ تو مجھ ناشاد نہ کرے۔
از خویش برون۔ دیوانہ کرنا۔ بیخود کرنا۔ بیگانہ و خویش۔ غم اور شاد کا مقابلہ ظاہر۔

(۸) ترجمہ۔ مجھ مسکین پر رحم کر اور میری فریاد سن تاکہ آصف عہد کے دروازہ تک میری فریاد نہ پہنچ جائے۔
آصف سے مراد وزیر عماد بن محمود۔ دیکھو م ۲۵/۱۰ م ۱۴/۹ ث ۵/۱۱ د ۱۸/۹ نیز دیکھو لسان الغیب جلد اول صفحہ ۲۲ سے آخر تک۔ اس شعر میں عاشقانہ مضامین سے مدح کی طرف گریز ہے۔

(۹) ترجمہ۔ آسمان کی طرح ظلم نہ کر کہ تو مجھ حالتِ زار میں قتل نہ کر دے۔ میرا مطیع ہو جا تاکہ میرا مبارک طالع نکل آئے۔
یعنے میرا بخت یاور ہو جائے۔ فلک اور طالع کی رعایت ظاہر۔

(۱۰) ترجمہ۔ حاشا للہ کہ حافظ کبھی بھی تیرے جور سے فریاد کرے۔ میں جس دن سے تیری قید میں ہوں آزاد ہوں۔
یعنے حافظ کبھی تیرے جور سے فریاد نہیں کرتا۔ کیونکہ تیری قید اس کے لئے بمنزلہ آزادی کے ہے فی الحقیقت بند عشق میں گرفتار ہو کر انسان باقی تمام قیود سے آزاد ہو جاتا ہے۔ دوسرا مصرعہ سلمان کا ہے۔

	من ازاں روز کہ دربند توام آزادم		بادشاہم چو بدست تو اسیر افتادم	(سلمان)

غزل (۴۰)

سالہا پیروی خدمت رندان کردم	۱	تا بفتوای خرد حرص بزندان کردم
من بسر منزل عنقا نہ بخود بُردم راہ	۲	قطع این مرحلہ با مرغ سلیمان کردم
از خلاف آمد عادت بطلب کام کہ من	۳	کسب جمعیت ازان زلف پریشان کردم
سایۂ بر دل ریشم فگن ای گنج مراد	۴	کہ من این خانہ بسودای تو ویران کردم

توبہ کردم کہ نہ بوسم لب ساقی وکنوں	۵	میگزم لب کہ چرا گوش بناداں کردم
نقش مستوری و مستی نہ بدست من وتست	۶	آنچہ استاد ازل گفت بکن آں کردم
دارم از لطف ازل منزل فردوس طمع	۷	گرچہ دربانی میخانہ فراواں کردم
اینکہ پیرانہ سرم صحبت یوسف بنواخت	۸	اجر صبریست کہ در کلبۂ احزاں کردم
گر بدیوان غزل صدر نشینم چہ عجب	۹	سالہا بندگی صاحب دیواں کردم
ہیچکس را نرسد در خم محراب فلک	۱۰	آں تنعم کہ من از ہمت سلطاں کردم

(۱۱) صبح خیزی و سلامت طلبی چوں حافظ
ہرچہ کردم ہمہ از دولت قرآں کردم (۱۱)

(۱) ترجمہ۔ میں نے کئی سال تک متواتر رندوں کی خدمت کی۔ تب کہیں عقل کی فتوٰی سے حرص کو قید کیا۔
یعنے سالہاسال تک رندوں کی خدمت کرنے کا یہ نتیجہ ہوا کہ میں حرص و آز سے پاک ہوگیا۔

(۲) ترجمہ۔ منزل عنقا تک میں خود بخود نہیں پہنچ گیا بلکہ میں نے ان مراحل کو مرغ سلیمان کے ہمراہ طے کیا
مرغ سلیمان سے مراد ہدہد۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ میں گنجینۂ اسرار معرفت تک خود بخود نہیں پہنچا۔ بلکہ ہادی سالک کی رہبری سے یہ مرتبہ نصیب ہوا۔ **منزل عنقا**۔ کے لئے دیکھو الف ۹/۴ عنقا اور مرغ کی رعایت ظاہر

(۳) ترجمہ۔ خلافِ عادت واقعات سے مدعا طلب کر کیونکہ میں نے جمعیتِ خاطر کی مشق اس زلف پریشان سے کی ہے۔
یعنے میرے دل کو اطمینان اور جمعیت جسقدر حاصل ہے معشوق کی زلفِ پریشان کی بدولت ہے۔ حالانکہ زلفِ پریشان کا کام دل کو پریشان کرنا ہے اسی طرح تو بھی اپنا مدعا اور مقصود معکوس اور برخلاف اسباب کے پیدا کر۔ حاصل کلام یہ ہے کہ نتائج ظاہری اسباب پر منحصر نہیں۔ سب کچھ مسبب الاسباب کے ہاتھ میں ہے۔ یا یہ کہ جسطرح مجھے زلفِ پریشان سے سالہاسال تک دل کو پریشان رکھنے کے بعد جمعیتِ خاطر نصیب ہوئی۔ اسی طرح تجھے بھی صدہا ناکامیوں اور ہزارہا مصیبتوں کے بعد کامیابی اور راحت نصیب ہوگی۔

(۴) ترجمہ۔ اے مراد کے خزانے! میرے زخمی دل پر سایہ ڈال کیونکہ میں نے اس گھر کو تیرے سودا میں ویران کر دیا ہے
این خانہ سے مراد خانہ دل۔

(۵) ترجمہ۔ میں نے توبہ کی تھی کہ ساقی کے لب کو نہ چومونگا اور اب میں ہونٹ کاٹتا ہوں کہ کیوں نادان کی بات سنی۔

یعنی نادان وعظ کے کہنے پر لب ساقی کے بوسہ سے توبہ کی تھی اب افسوس کرتا ہوں کہ کیوں اس بیوقوف کی بات سنی۔

لب گزیدن ۔ تاسف کرنا ۔ افسوس کرنا حسرت سے اپنے ہونٹوں کا کاٹنا۔

(۶) ترجمہ ۔ مستوری اور مستی کی حالت میرے یا تیرے اختیار میں نہیں ہے جسطرح استادِ ازل نے کہا کہ وا میں ویسا ہی کرتا ہوں یعنے تیرا زہد اور میری رندی دونو خدا کے ہاتھ میں ہیں ۔ میں جو کچھ کر رہا ہوں دستِ قدرت کے ماتحت کر رہا ہوں۔

دیکھو شعر م ۴ الف ۔

(۷) ترجمہ ۔ مجھے لطفِ ازل (خدا کی مہربانی) سے منزلِ فردوس کی امید ہے اگرچہ میں اکثر درِ میخانہ کا مقیم رہا ہوں۔

بخشش سے اسکی ہوگئے میخوار جنتی	سارے گناہ دہو دئے جامِ شراب نے

(۸) ترجمہ ۔ یہ جو پیرانہ سالی میں مجھے یوسف کی صحبت حاصل ہوئی ہے یہ اس صبر کا اجر ہے جو میں نے غمکدہ میں کیا ۔

کلبۂ احزان ۔ یا بیت الاحزان ۔ وہ گھر جس میں حضرت یعقوب علیہ السلام فراق یوسف میں رویا کرتے تھے مطلب یہ ہے کہ میں برسوں ہجرِ معشوق میں روتا رہا اسی صبر کا نتیجہ ہے کہ اب وصالِ محبوب نصیب ہوا۔

(۹) ترجمہ ۔ اگر میں دیوان غزل میں صدر نشین ہوں تو کیا عجب ۔ کیونکہ میں نے کئی سال صاحب دیوان کی بندگی کی ہے

صاحب دیوان ۔ عدالت یا دفتر کا اعلیٰ افسر یہاں مراد (۱) ممدوح مجازی یا (۲) محبوب حقیقی جو مالک یوم الحساب ہے ۔ خواجہ صاحب کی یہ پیشین گوئی پوری نکلی ۔ کیونکہ تمام دنیا کا اس بات پر اتفاق ہے کہ فارسی غزل میں خواجہ تمام شاعروں کے صدر نشین ہیں ۔

(۱۰) ترجمہ ۔ محرابِ فلک کے خم میں (یعنے آسمان کے نیچے) کسی شخص کو اسقدر عیش و عشرت نصیب نہیں ہوئی جسقدر مجھے بادشاہ کی ہمت سے نصیب ہوئی ہے ۔

یہ بھی مدحیہ شعر ہے ۔ سلطان سے مراد سلطانِ وقت ۔

(۱۱) ترجمہ ۔ حافظ کی طرح صبح خیزی اور سلامت طلبی جو کچھ میں نے کیا قرآن کی بدولت کیا ۔ فی الحقیقت خواجہ صاحب کو جو کچھ حاصل ہوا قرآن کی بدولت حاصل ہوا ۔

غزل (۱۴۱)

سرم خوش است و بیانگ بلند میگویم	۱	کہ من نسیم حیات از پیالہ میجویم

عبوس زهد بوجه خمار ننشیند ۲ مرید همت دردی کشان خوش خویم

گرم نه پیر مغان در بروی بگشاید ۳ کدام ره بزنم چاره از کجا جویم

مکن درین چمنم سرزنش بخود روئی ۴ چنانچه پرورشم میدهند میرویم

تو خانقاه و خرابات در میانه مبین ۵ خدا گواست بهر جا که هست با اویم

ز شوق نرگس مست و بلند بالائی ۶ چو لاله با قدح افتاده بر لب جویم

شدم نشانه بسر بستگی دا برو دوست ۷ کشیده در خم چوگان خویش چون گویم

غبار راه طلب کیمیای بهروزیست ۸ غلام دولت آن خاک عنبرین بویم

نصیحتم چه کنی ناصحا چه میدانی ۹ که من نه معتقد مرد عافیت جویم

(۱۰) بیار می که بفتوای حافظ از دل پاک (۱۰)

غبار زرق به فیض قدح فرو شویم

(۱) ترجمہ۔ میں سرخوش ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ میں زندگی کی نسیم شراب کے پیالے سے ڈھونڈھتا ہوں۔

سرخوش ۔ شراب سے مست۔ خوشحال۔ بہت خفیف مستی کو سرخوشی کہتے ہیں

(۲) ترجمہ۔ زہد کی ترشروئی خمار سے دور ہو جاتی ہے۔ میں خوش خو دُرد کشوں کی ہمت کا غلام ہوں۔

عبوس ۔ بفتحتین۔ ترشروئی۔ مطلب یہ ہے کہ زاہدوں کی ترشروئی سے رندوں کی خوش خلقی بدرجہا بہتر ہے

(۳) ترجمہ۔ اگر پیر مغان میرے لئے دروازہ نہ کھولے۔ تو میں کس رستے سے جاؤں اور کیا چارہ کروں۔

(۴) ترجمہ۔ اس باغ میں تو مجھے خود روئی پر سرزنش نہ کر جسطرح میری پرورش کرتے ہیں۔ میں اسی طرح اُگتا ہوں۔

مطلب یہ ہے کہ باغ دنیا میں میں کوئی خودرو پودا نہیں ہوں کہ تو میرے حسن و قبح پر اعتراض کرتا ہے جسطرح باغبان پرورش کرتا ہے اسی طرح میری نشو و نما ہوتی ہے۔ حاصل کلام یہ کہ میری رندی پر معترض نہ ہو۔ خدا نے مجھے ایسا ہی بنایا ہے۔ دیکھو شعر م ۳/۴

(۵) ترجمہ۔ تو خانقاہ اور خرابات کو درمیان نہ دیکھ۔ خدا گواہ ہے کہ جس جگہ وہ ہے میں اسکے ساتھ ہوں۔

مطلب یہ ہے کہ میں خانقاہ و خرابات کی تمیز کو فضول سمجھتا ہوں مقصود خدا ہے جو ہر جگہ موجود ہے۔ دیکھو ت ۲/۴ ت ۹/۴

تا بکی در غم تو نالۂ شبگیر کنم		ناچیم و ذوقِ سجدہ چہ مسجد چہ بتکدہ

(غالب)	در عشق نیست کفر ز ایمان شناختن

(۶) ترجمہ ۔ میں کسی چشم مست اور قدِ بلند کے شوق میں ۔ لالہ کی طرح پیالہ لے کر نہر کے کنارہ پر پڑا ہوں ۔

لالہ کے پھول کو جام سے تشبیہ دیتے ہیں ۔

(۷) ترجمہ ۔ میں گرفتاری میں نشانہ ہوں اور معشوق کے ابرو نے مجھ کو گیند کی طرح اپنے چوگان کے خم میں پکڑا ہوا ہے ۔

(۸) ترجمہ ۔ راہِ طلب کا غبار کامیابی کا نسخہ ہے ۔ میں اس عنبر کی خوشبو والی خاک کا غلام ہوں ۔

خواجہ صاحب نے نہایت لطیف اور موثر طریقہ سے سعی و طلب اور جد و جہد کی تعلیم فرمائی ہے ۔

حقیقت یہی ہے کہ راہِ طلب کا غبار خاک نہیں بلکہ اکسیر ہے ۔ کیمیا ہے راہ طلب کی دشواریوں اور تکلیفوں کا نتیجہ ایک روز کامیابی اور فتح و نصرت کی شکل میں پیدا ہوتا ہے ۔ انسان کو اپنے گوہرِ مقصود کو حاصل کرنے اور منزلِ مقصود تک پہنچنے کے لئے راہ کی تمام مصیبتوں کا مردانہ مقابلہ کرنا چاہئے ۔ مسافر کا غبار آلود چہرہ کامیابی کی دلیل ہے ۔

(۹) ترجمہ ۔ اے ناصح تو مجھ کو کیا نصیحت کرتا ہے تو کیا جانتا ہے کہ میں مردِ عافیت طلب کا معتقد نہیں ہوں ۔

یعنے میں تیری طرح آرام طلب نہیں اور نہ آرام طلب آدمی کو پسند کرتا ہوں ۔ میں عاشق ہوں اور راہِ طلب میں ہزار ہا تکلیفیں برداشت کر سکتا ہوں ۔ تو مجھے عشق سے منع نہ کر ۔

(۱۰) ترجمہ ۔ شراب لا کہ حافظ کے فتویٰ کے مطابق پاک دل سے ریا و فریب کے غبار کو جام مے کے فیض سے دھو ڈالوں مطلب یہ ہے کہ شراب دل سے زرق اور ریا کو دور کر دیتی ہے ۔ جام مے لا کہ میں بھی دل کو صاف کر لوں

غزل ۴۲

صنما با غم عشق تو چہ تدبیر کنم	۱	تا بکی در غم تو نالۂ شبگیر کنم
دل دیوانہ از آن شد کہ نپذیرد درمان	۲	مگرش ہم ز سر زلف تو زنجیر کنم
آنچہ در مدت ہجر تو کشیدم ہیہات	۳	در دو صد نامہ محال است کہ تحریر کنم
با سر زلف تو مجموع پریشانی خویش	۴	کو مجالی کہ یکایک ہمہ تقریر کنم
رند یکرنگم و با شاہد و می ہم صحبت	۵	نتوانم کہ دگر حیلہ و تزویر کنم

آں زماں کارزوئی دیدن جانم باشد	۶	در نظر نقش رخ خوب تو تصویر کنم
گر بدانم کہ وصالِ تو بدین دست دہد	۷	دل و دین را ہمہ در بازم و توفیر کنم
دور شو از برم ای واعظ و افسانہ مگو	۸	من نہ آنم کہ دگر گوش بہ تزویر کنم

(۹) نیست امکان خلاص از غم تو ای حافظ
چونکہ تقدیر چنیں بود چہ تدبیر کنم (۹)

(۱) ترجمہ :- اے معشوق میں تیرے عشق کے غم کی کیا تدبیر کروں کب تک تیرے ہجر میں رات بھر نالہ و فریاد کرتا رہوں۔

(۲) ترجمہ :- میرا دیوانہ دل اس حالت سے نکل چکا ہے کہ اسکا کچھ علاج ہو سکے۔ البتہ یہ ہو سکتا کہ تیری زلف سے اسکو زنجیر میں باندھو

یعنے دل کی دیوانگی لاعلاج ہو چکی ہے البتہ تیری زلف کی زنجیر میں اسکو گرفتار کیا جا سکتا ہے۔

(۳) ترجمہ :- افسوس تیرے ہجر کے زمانہ میں میں نے اسقدر تکلیفیں اٹھائیں کہ دو سو کتابوں میں بھی انکا لکھا جانا ناممکن ہے۔

(۴) ترجمہ :- تیری زلف کی وجہ سے اپنی تمام پریشانی کو کیا مجال ہے کہ ایک دفعہ بیان کر سکوں۔

یعنے تیری زلف پریشاں کی وجہ سے جو پریشانی دل کو ہوئی ہے۔ اسکو تمام و کمال بیان کرنا ناممکن ہے۔

مجموع کو پریشانی کی صفت لاتے ہیں۔ مقابلہ لطیف ہے اور اجتماع ضدین ہے

(۵) ترجمہ :- میں یک رنگ رند ہوں اور شراب و شاہد کا ہم صحبت ہوں۔ اب مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ حیلہ و تزویر کروں۔

یعنے یک رنگ آدمی سے دو رنگی یعنے ریا اور تزویر نہیں ہو سکتی۔

(۶) ترجمہ :- جس وقت مجھے جان کے دیکھنے کی آرزو ہوتی ہے تیرے خوبصورت چہرے کا نقشہ آنکھوں میں بنا لیتا ہوں۔

یعنے تو بمنزلہ جان کے ہے۔ تجھ کو دیکھ لیا تو جان کو دیکھ لیا۔

(۷) ترجمہ :- اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ تیرا وصال اسطرح میسر ہو سکتا ہے تو دل و دین کو قربان کردوں اور اس کام میں زیادتی کروں

یعنے اگر دل و دین دے کر تیرا وصال حاصل ہو جائے تو ایک دل و دین تو کیا کئی دل و دین قربان کردوں۔

(۸) ترجمہ :- اے واعظ میرے پاس سے دور ہو جا اور افسانے بیان نہ کر۔ میں ایسا آدمی نہیں ہوں کہ اب دھوکے کی باتیں سنوں۔

(۹) ترجمہ :- اے حافظ اسکے غم سے خلاصی ناممکن ہے۔ جب تقدیر یہی تھی تو کیا تدبیر کروں۔

غزل ۴۳

صوفی بیا کہ خرقۂ سالوس برکشیم	۱	ویں دلق زرق را خط بطلان بسر کشیم
نذر و فتوح صومعہ در وجہ مے نہیم	۲	دلق ریا بآب خرابات برکشیم
سر قضا کہ در تتق غیب منزویست	۳	مستانہ اش نقاب ز رخسار برکشیم
بیروں جہیم سرخوش و از بزم مدعی	۴	غارت کنیم بادہ و شاہد ببر کشیم
کام جہاں برآر کہ بخشد خدا گناہ	۵	روزی کہ رخت جاں بجہان دگر کشیم
گر عشوۂ ز ابرؤ تو تا چو ماہ نو	۶	گوی سپہر در خم چوگاں زر کشیم
فردا اگر نہ روضۂ رضواں بما دہند	۷	غلماں ز غرفہ حور ز جنت بدر کشیم

(۸) حافظ نہ حدتست چنیں لافہا زدن (۸)
پا از گلیم خویش چرا بیشتر کشیم

(۱) ترجمہ۔ اے صوفی آکہ فریب کے خرقہ کو اتار دیں اور اس مکر کے لباس پر خط بطلان کھینچ دیں۔

خط البطلان۔ وہ خط جو غلط عبارت پر اسکو باطل کرنے کے لئے کھینچا جاتے۔

(۲) ترجمہ۔ عبادت گاہ کی نذر اور آمدنی کو شراب کی قیمت میں دیدیں اور دلقِ ریا کو آبِ خرابات سے دھو ڈالیں۔

(۳) ترجمہ۔ قضا کا بھید جو پردہ غیب میں پوشیدہ ہے مستوں کی طرح اس کے چہرہ سے پردہ اٹھا دیں۔

تتق۔ بضمتین۔ سراپردہ۔ منزوی۔ خلقت سے کنارہ کش ہونے والا۔ گوشہ نشین۔ پوشیدہ۔ مطلب یہ ہے کہ زہد ریائی کو چھوڑ کر عشق اختیار کرنا چاہئے تاکہ اسرارِ معرفت کو جو پردہ غیب میں پوشیدہ ہیں۔ دیکھ سکیں۔

(۴) ترجمہ۔ مست ہو کر باہر نکلیں اور بزم مدعی سے شراب لوٹ لیں اور معشوق کو بغل میں لے لیں۔

مدعی سے مراد زاہدانِ ریاکار جو جھوٹے دعوے کرتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ مے و معشوق کو ان لوگوں کے ہاتھوں سے چھین لیں۔ تاکہ ان کے پاس کچھ نہ رہے

(۵) ترجمہ۔ جہان کا مقصود حاصل کر کیونکہ خدا گناہ بخشیگا جس دن کہ ہم جان کا اسباب دوسرے جہاں میں لے جائینگے۔

یعنے دنیا میں عیش وعشرت سے وقت بسر کر۔ دوسرے جہان میں جب جائینگے۔ خدا گناہوں کو بخش دیگا۔

(۶) ترجمہ۔ تیرے ابرو کا عشوہ کہاں ہے تاکہ ہم ہلال کی طرح آسمان کی گنبد کو زریں چوگان کے خم میں لے لیں۔

ہلال کو زریں چوگان کہا ہے۔ ابروئے معشوق کو ہلال سے تشبیہ دی ہے مطلب یہ ہے کہ معشوق کی ہلال جیسے ابرو کے عشوہ سے تمام جہان کو اپنا مطیع اور فرمانبردار کرلیں۔

(۷) ترجمہ۔ کل (قیامت کے دن) اگر روضۂ رضوان ہم کو نہیں دینگے۔ تو غلمان کو غرفہ سے اور حور کو جنت سے باہر کھینچ لینگے۔

غرفہ۔ دریچہ۔ جھروکہ۔ مطلب یہ ہے کہ اگر ہم کو بہشت میں نہیں جانے دینگے تو ہم بہشت کی تمام نعمتوں کو بہشت سے باہر نکال لینگے۔

بہت بڑا دعوےٰ ہے۔ لیکن خواجہ صاحب نے دوسرے شعر میں اسکی معذرت بھی کردی ہے۔

(۸) ترجمہ۔ اے حافظ ایسی لاف زنی تیرے لئے جائز نہیں۔ اپنی چادر سے زیادہ پاؤں کیوں پھیلائیں۔

گذشتہ شعر میں جو دعویٰ کیا ہے اسکی معذرت ہے۔

غزل (۴۴)

عاشق روی جوانی خوش نوخاسته ام	۱	وز خدا صحبت او را بدعا خواسته ام
عاشق و رند و نظربازم و میگویم فاش	۲	تا بدانی که بچندین هنر آراسته ام
شرمم از خرقهٔ آلودهٔ خود می آید	۳	که بهر پاره دو صد شعبده آراسته ام
خوش بسوز از غمش ای شمع که امشب من نیز	۴	هم بدین کار کمر بسته و برخاسته ام
با چنین حیرتم از دست بشد صرفهٔ کار	۵	بر غم افزوده ام آنچه از دل و جان کاسته ام
پاسبان حرم دل شده ام شب همه شب	۶	بو که سیری بکند آن مه ناکاسته ام

(۷) همچو حافظ بخرابات روم جامه قبا
بو که در بر کشد آن دلبر نوخاسته ام (۷)

(۱) ترجمہ۔ میں ایک حسین اور نوخیز جوان کے چہرے کا عاشق ہوں اور خدا سے دعا کرکے اس کی صحبت مانگی ہے۔

(۲) ترجمہ۔ میں عاشق ہوں۔ رند اور نظرباز ہوں اور علانیہ کہتا ہوں تاکہ تجھے معلوم ہوجائے کہ میں اتنے ہنروں سے آراستہ ہوں۔

	رندی و عاشقی و قلاشی		ہیچ شک نیست کہ در ما ہمہ ہست	(سلمان)

(۳) ترجمہ۔ مجھ اپنے آلودہ خرقہ سے شرم آتی ہے کیونکہ اسکے ہر ایک ٹکڑے میں صدہا شعبدے پیوند آراستہ کئے ہیں۔

یعنے میرے دلق ریائی میں ہزاروں مکر اور فریب ہیں۔ مجھ اس سے شرم آتی ہے۔ زاہدان ریاکار پر حملہ ہے۔

(۴) ترجمہ۔ اے شمع اس کے غم سے خوب جل کہ آج رات میں نے بھی اسی کام پر کمر باندھی ہے اور کھڑا ہوں

یعنے دونوں کر ہجر محبوب پر جلیں۔

(۵) ترجمہ۔ میرے ہاتھ سے اس حیرت کے ساتھ مدعا گم ہوا۔ کہ جسقدر دل جان سے کم ہوا ہے وہ غم پر بڑھ گیا۔

یعنے دل اور جان جسقدر نقصان میں ہیں غم اتنی ہی افزونی پر ہے۔

(۶) ترجمہ۔ میں تمام رات حرم دل کی پاسبانی کرتا ہوں تاکہ میرا مکمل چاند کبھی ادھر سے گذرے۔

ماہ ناکاستہ۔ چاند جو ابھی کم تم ہوا ہو۔ چودھویں رات کا چاند۔ بدر۔

معشوق کی منزل چونکہ حرم دل ہے۔ اس لئے حرم دل کی پاسبانی کرتے ہیں کہ کبھی تو یہ چاند اس منزل میں آئیگا۔

(۷) ترجمہ۔ جامہ چاک کر کے حافظ کیطرح خرابات میں جاؤنگا۔ شاید کہ وہ نوخیز دلبر مجھے بغل میں لے لے۔

غزل ۵۴

عشقبازی و جوانی و شراب لعل فام	۱	مجلس انس و حریف ہمدم و شرب مدام
ساقی شکر دہان و مطرب شیرین سخن	۲	ہمنشین نیک کردار و حریف نیکنام
شاہدی در لطف و پاکی رشک آب زندگی	۳	دلبری در حسن و خوبی غیرت ماہ تمام
بادۂ گلرنگ و تلخ و عذب خوشخوار و سبک	۴	نقلے از لعل نگار و نقلی از یاقوت خام
بزمگاہی دلنشین چون قصر فردوس برین	۵	گلشنے پیرامنش چون روضۂ دار السلام
صف نشینان نیکخواہ و پیشکاران با ادب	۶	دوستداران صاحب و حریفان دوستکام
غمزۂ ساقی بیغمای خرد آہختہ تیغ	۷	زلف دلبر از برای صید دل گسترده دام
ہر کہ این صحبت بجوید خوشدلی بر وی حلال	۸	وانکہ این عشرت نخواہد زندگی بر وی حرام

(۹)	نکتہ دانی بذلہ گو چوں حافظ شیریں سخن بخشش آموزی جہاں افروز چوں حاجی قوام	(۹)

اس غزل کا مضمون مسلسل ہے۔ بزم طرب کا نقشہ کھینچا ہے۔ اور غالباً حاجی قوام کی آراستہ کی ہوئی کسی مجلس کا ذکر ہے۔

(۱) ترجمہ۔ عشقبازی۔ جوانی اور سرخ رنگ شراب۔ بزم محبت۔ ہمراز دوست اور شراب کا متواتر دور

(۲) ترجمہ۔ شیریں دہن ساقی اور شیریں سخن مطرب۔ نیک کردار ہمنشیں اور نیکنام دوست

(۳) ترجمہ۔ ایک ایسا معشوق جو لطف و پاکیزگی میں آب حیات کا رشک ہو۔ ایک ایسا دلبر جو حسن و خوبی میں غیرت بدر ہو۔

(۴) ترجمہ۔ سرخ۔ تلخ و شیریں۔ خوش ذائقہ اور ہلکی شراب ہو۔ کچھ نقل معشوق کے لبوں سے اور کچھ پیالہ کی شراب سے۔

تلخ و عذب میں اجتماع ضدین ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایک حد تک تلخ بھی ہو اور شیریں بھی ہو۔ لعل و یاقوت کی رعایت ظاہر۔ یاقوت سے مراد شراب۔ نقل شراب پینے کے بعد جو چیز منہ کا مزا درست کرنے کے لئے کھائی جائے مثلاً کباب میوہ یا کوئی ترش چیز۔

(۵) ترجمہ۔ بزمگاہ ایسی دلکش جو فردوس بریں کے محل جیسی ہو۔ اس کے گردا گرد باغ جو روضہ دارالسلام کی طرح ہو۔

(۶) ترجمہ۔ صف نشیں خیرخواہ اور ملازم مودب۔ دوست دار اہل راز ہوں اور حریف دوستوں کے خیرخواہ

(۷) ترجمہ۔ ساقی کے غمزہ نے عقل کو غارت کرنے کے لئے تلوار کھینچی ہو۔ معشوق کی زلف نے دل کے شکار کے لئے جال پھیلایا ہو۔

(۸) ترجمہ۔ جو شخص ایسی صحبت کا خواہاں ہو اس پر خوشدلی حلال ہے۔ اور جو شخص یہ عشرت نہیں چاہتا اس پر زندگی حرام ہے۔

خواجہ صاحب نے بزم طرب کا نقشہ کھینچا ہے تمام ضروریات کو شمار کیا ہے اور پھر فرمایا ہے کہ جو شخص ایسی بزم کا خواہاں نہ ہو فی الحقیقت اس پر زندگی حرام ہے۔ ایسے شخص کا مرنا ہی بہتر ہے اور جو شخص اس مجلس کا طلبگار ہو وہ ہمیشہ خوشحال رہے۔

(۹) ترجمہ۔ نکتہ دان اور لطیفہ گو ایسا ہونا چاہیے جیسا شیریں سخن حافظ۔ اور بخشش آموز جہاں افروز ایسا جیسے حاجی قوام
حاجی قوام کے لئے دیکھو لسان الغیب صفحہ ۱۴ اسوہ حضری

غزل (۴۶)

عمریست تا براہ غمت رو نہادہ ایم	۱	روئے ریای خلق بیکسو نہادہ ایم

۲ هم جان بدان دو نرگس جادو سپرده ایم | هم دل بدان دو سنبل هندو نهاده ایم

۳ ما ملک عافیت نه بلشکر گرفته ایم | ما تخت سلطنت نه ببازو نهاده ایم

۴ در گوشهٔ امید چو نظارگان ماه | چشم طلب بران خم ابرو نهاده ایم

۵ بی بوی زلف تو سر سودای از ملال | همچون بنفشه بر سر زانو نهاده ایم

۶ ننهاده ایم بار جهان بر دل ضعیف | وین کار بار بستهٔ یکسو نهاده ایم

۷ تا سحر چشم یار چه بازی کند که باز | بنیاد بر کرشمهٔ جادو نهاده ایم

۸ طاق و رواق مدرسه و قیل و قال فضل | زینها بخاک کوی تو ما رو نهاده ایم

۹ عمرے گذشت و ما با امید اشارتے | چشمے بران دو نرگس جادو نهاده ایم

۱۰ ناموس چندساله اجداد نیکنام | در راه جام و ساقی مهرو نهاده ایم

۱۱ هشیار و عاقلیم که بر دست و پا یدل | زنجیر و بند از آن خم گیسو نهاده ایم

۱۲ ای دل بعقل کوش که ما نقد عقل و هوش | در راه یار سلسلهٔ گیسو نهاده ایم

۱۳ فرما اشارتی که دو چشم امیدوار | پیوسته بر دو گوشهٔ ابرو نهاده ایم

(۱۴) گفتی که حافظا دل سرگشته ات کجاست | در حلقه های آن خم گیسو نهاده ایم (۱۴)

(۱) ترجمہ۔ مدت گذری کہ ہم نے تیرے غم کی راہ میں سر رکھا ہوا ہے اور خلقت کی روئی دریا کو یکطرف کر دیا ہے۔

(۲) ترجمہ۔ جان کو بھی ان دو جادوگر آنکھوں کے حوالہ کر دیا ہے۔ دل کو بھی ان دو سیاہ زلفوں میں رکھدیا ہے۔

(۳) ترجمہ۔ ہم نے عافیت کا ملک لشکر سے فتح نہیں کیا ہم (سلطنت کا تخت بازو کے زور) سے قائم نہیں کیا

ملک آزادگی و کنج قناعت گنجے ست | کہ بشمشیر میسر نشود سلطان را | (سعدی)

(۴) ترجمہ۔ امید کے گوشہ میں چاند دیکھنے والوں کی طرح ہم نے اس خم ابرو پر طلب کی آنکھ لگائی ہوئی ہے۔

معشوق کے ابرو کو ہلال سے تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح لوگ ہلال عید کو بڑے شوق سے ڈھونڈتے ہیں میں بھی اسی طرح تیرے ابرو کے ہلال کو دیکھنے کے لئے گوشہ امید میں منتظر بیٹھا ہوں۔

(۵) ترجمہ۔ تیری زلف کی خوشبو کے بغیر ملال کی وجہ سے سر سودا زدہ کو بنفشہ کی طرح زانو پر رکھا ہوا ہے۔

(۶) ترجمہ۔ ہم نے جہان کے بوجھ کو اپنے ضعیف دل پر نہیں رکھا اور اس بیہاری کام کو ہم نے علیحدہ رکھا ہوا ہے۔
یعنے ہم دنیا کے تفکرات سے آزاد ہیں۔

(۷) ترجمہ۔ معشوق کی آنکھ کا جادو دیکھیے کیا بازی کرتا ہے کیونکہ ہم نے پھر اس جادوگر کے کرشمہ پر بنیاد رکھی ہے۔
یعنی ہمارا دارومدار چشم محبوب پر ہے۔ دیکھیے اس کا سحر اب کیا کرشمے ظاہر کرتا ہے۔

(۸) ترجمہ۔ مدرسہ کے طاق اور رواق اور عالمانہ قیل وقال کو چھوڑ کر ہم نے تیرے کوچہ کی خاک پر سر رکھ دیا ہے۔
طاق ۔ محراب ۔ محراب دار عالیشان عمارت ۔ **رواق** ۔ چھت ۔

(۹) ترجمہ۔ مدت ہوئی کہ ہم نے ایک اشارہ کی امید پر ان دو جادوگر آنکھوں پر آنکھ لگائی ہے۔
یعنے مدتوں سے چشم محبوب کے ایک اشارہ کے منتظر بیٹھے ہیں۔

(۱۰) ترجمہ۔ نیک نام آباؤ اجداد کے کئی سالوں کے نام وناموس کو۔ جام اور راہ رو ساقی کی راہ میں ڈال دیا ہے۔

(۱۱) ترجمہ۔ ہم ہشیار اور عقلمند ہیں کہ اپنے ہاتھ پاؤں کو اپنی خوشی سے اُس خم گیسو کی زنجیر اور بند میں اسیر کیا ہے۔
یعنے زلف محبوب کی زنجیر میں اسیر ہو جانا ہماری عقلمندی کی دلیل ہے

(۱۲) ترجمہ۔ اے دل عاقل ہونے کی کوشش کر کیونکہ ہم نے عقل وہوش کے نقد کو پُرخم زلف والے معشوق کی راہ میں ڈال دیا۔
ظاہر ہے کہ اب عاقل بننے کی کوشش بے سود ہے۔

(۱۳) ترجمہ۔ کوئی اشارہ کر کہ ہم نے دو امیدوار آنکھوں کو ہمیشہ سے تیری گوشۂ ابرو پر لگایا ہوا ہے۔
وہی مضمون ہے جو شعر نمبر (۹) میں ہے۔

(۱۴) ترجمہ۔ تو نے پوچھا کہ اے حافظ تیرا سرگشتہ دل کہاں ہے؟ ہم نے اپنے دل کو تیری زلف کے خم کے حلقوں میں رکھا ہے۔
دوسرے مصرعہ میں معشوق کے سوال کا جواب ہے۔

غزل ۴

غم زمانہ کہ ہیچش کراں نمی بینم	۱	دواش جز می چوں ارغواں نمی بینم
نشان مرد خدا عاشقی ست با خود آی	۲	کہ در مشایخ شہر ایں نشاں نمی بینم
دریں خمار کسم جرعہ نمی بخشد	۳	ببیں کہ اہل دلی در جہاں نمی بینم

۴ زآفتاب قدح ارتفاع عیش بگیر — چرا کہ طالع وقت آں چناں نمی بینم
۵ نشان موی میانش کہ دل درو بستم — زمن مپرس کہ خود در میاں نمی بینم
۶ بریں دو دیدۂ حیران من ہزار افسوس — کہ با دو آئنہ رویش عیاں نمی بینم
۷ قدِ تو تا بشد از جویبارِ دیدۂ من — بجای سرو جز آبِ رواں نمی بینم

(۸) من و سفینۂ حافظ کہ اندریں دریا — بضاعتِ سخنِ دُر فشاں نمی بینم (۸)

(۱) ترجمہ۔ زمانہ کا غم کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ اسکی دوا سوائے شراب سرخ کے میں اور کوئی نہیں دیکھتا۔

شرح کے لئے دیکھو شعر الف 1/1 الف 1/12 ت 1/12 ت 1/14 ت 6/15 ت 11/25 ت 2/15 ت 4/22 ت 5/24

د 1/3 د 3/29 د 1/58 د 2/68 د 9/87 د 4/14 م 4/11 م 3/4 م 4/4

(۲) ترجمہ۔ مردِ خدا کی نشانی عاشقی ہی ہے ہوش میں آ۔ کیونکہ میں شہر کے مشائخ میں یہ بات نہیں دیکھتا۔

یعنے زاہدانِ شہر عشق سے خالی ہیں۔ اور مردِ خدا کے لئے عشق ضروری ہے۔

(۳) ترجمہ۔ اِس خمار کی حالت میں کوئی شخص مجھے ایک گھونٹ شراب بھی نہیں دیتا۔ دیکھ کہ مجھے تمام جہان میں کوئی اہلِ دل نظر نہیں آتا

یعنے کوئی ایسا اہلِ دل نظر نہیں آتا جو میرے خمار کا علاج شراب سے کرے۔ دیکھو شعر ت 2/25

(۴) ترجمہ۔ پیالہ کے آفتاب سے عیش کی بلندی حاصل کر۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ طالع وقت ایسا نہیں ہے۔

یعنے اپنے طالع سے تو اب چنداں عیش کی امید نہیں جام شراب سے عیش طلب کر۔

(۵) ترجمہ۔ اسکی کمر کے بال کا نشان جسمیں میں نے اپنا دل باندھا۔ مجھ سے نہ پوچھ کیونکہ مجھ کو تو وہ نظر ہی نہیں آتا۔

(۶) ترجمہ۔ مجھے اپنی دو حیران آنکھوں پر افسوس ہے کہ ان دو آئینوں کے باوجود اسکو چہرہ کو میں ظاہر نہیں دیکھ سکتا۔

فی الحقیقت یہ آنکھیں روئے محبوب کو نہیں دیکھ سکتیں۔

(۷) ترجمہ۔ جب سے تیرا قد میری آنکھوں کی نہر سے دور ہوا۔ سرو کی بجائے سوائے آب رواں پانی کے میں کچھ نہیں دیکھتا۔

اشکبار آنکھوں کو جویبار اور قد معشوق کو سرو کہا ہے مطلب یہ ہے کہ جب سے تو میری آنکھوں کو پوشیدہ ہوا ہے میرا کام سوائے رونے کے اور کوئی نہیں۔

(۸) ترجمہ۔ میں ہوں اور حافظ کی غزلوں کا دیوان کیونکہ اس دریا میں دُر فشاں سخن کا سرمایہ میں نہیں دیکھتا۔

یعنے اب دنیا میں کوئی آبدار شعر نہیں کہہ سکتا اس لئے میں حافظ کے دیوان غزلیات کا ہی مطالعہ کرتا ہوں۔ دریا
گوہر اور سفینہ کی رعایت ظاہر۔

غزل (۴۸)

فاش میگویم و از گفتهٔ خود دلشادم	۱	بندهٔ عشقم و از هر دو جهان آزادم
طایر گلشن قدسم چه دهم شرح فراق	۲	که درین دامگه حادثه چون افتادم
من ملک بودم و فردوس برین جایم بود	۳	آدم آورد درین دیر خراب آبادم
سایهٔ طوبی و دلجوئے حور و لب حوض	۴	بهوای سر کوی تو برفت از یادم
نیست بر لوح دلم جز الف قامت یار	۵	چه کنم حرف دگر یاد نداد استادم
کوکب بخت مرا هیچ منجم نشناخت	۶	یارب از مادر گیتی بچه طالع زادم
تا شدم حلقه بگوش در میخانهٔ عشق	۷	هر دم آید غمے از نو بمبارکبادم
گر خورد خون دلم مردمک دیده رواست	۸	که چرا دل بجگر گوشهٔ مردم دادم

(۹) پاک کن چهرهٔ حافظ بسر زلف ز اشک
ورنه این سیل دمادم بکند بنیادم (۹)

(۱) ترجمہ- میں علانیہ کہتا ہوں اور اس کہنے پر خوش ہوں کہ میں عشق کا غلام ہوں اور دونو جہانوں سے آزاد ہوں
عشق کا غلام بے شک دونو جہانوں کے غم سے آزاد ہوتا ہے۔

من ازاں روز کہ دربند توام آزادم		پادشاہم چو بدست تو اسیر افتادم	(سلمان)

(۲) ترجمہ- میں گلشن قدس کا پرندہ ہوں فراق کا بیان کسطرح کروں۔ کہ میں اس حادثہ کے جال میں کسطرح پھنس گیا۔
دامگہ حادثہ سے مراد دنیا۔ تشریح کے لئے دیکھو شرح ۱/۲، م ۲/۲ م ۱۲/۸ م ۱۴/۴۔
(۳) ترجمہ- میں فرشتہ تھا اور فردوس بریں میرا مقام تھا۔ آدم مجھے اس دیر خراب آباد میں لے آیا۔
حضرت آدم علیہ السلام کے قصہ کیطرف اشارہ ہے۔ انسان کا اصلی اور ابتدائی مسکن فی الحقیقت بہشت بریں ہے

حضرت آدم ؑ کی ذراسی لغزش پر انسان کو بہشت چھوڑ کر اس دوزخ میں آنا پڑا۔ وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ ۖ وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۖ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ۝ (بقرہ)

اور ہم نے کہا کہ اے آدم تو بمعہ اپنی زوجہ کے بہشت میں رہ اور بہشت میں سے ہر مقام سے جو چاہو کھاؤ لیکن اس درخت کے نزدیک نہ جاؤ ورنہ گنہگار ہو جاؤ گے۔ پس شیطان نے ان دونوں کو اس سے پھسلایا اور انکو ان نعمتوں سے نکالا جن میں وہ تھے اور ہم نے انکو کہا کہ نیچے اتر جاؤ ایک دوسرے کے دشمن۔ تمہارے لئے مدت تک زمین میں آرام گاہ اور بہرہ مندی ہے۔

(۴) ترجمہ۔ طوبیٰ کا سایہ حور کی دلجوئی اور حوضِ کوثر کا کنارہ۔ یہ سب چیزیں تیرے کوچے کی آرزو میں مجھ کو بھول گئیں۔

(۵) ترجمہ۔ میرے دل کی تختی پر قدِ یار کے الف کے سوا اور کچھ نہیں۔ میں کیا کروں کہ استاد نے کوئی دوسرا حرف مجھ کو نہیں سکھایا!

(۶) ترجمہ۔ میرے بخت کے ستارے کو کسی نجومی نے نہ پہچانا۔ یا خدا میں اور زمانہ سے کون سا طالع لیکر پیدا ہوا۔

(۷) ترجمہ۔ جب سے میں شراب خانہ عشق کے دروازہ کا حلقہ بگوش ہوا ہوں ہر دم ایک نیا غم مجھ کو مبارک باد کہنے کو آتا ہے

(۸) ترجمہ۔ اگر آنکھ کی پتلی میرے دل کا خون پیتی ہے تو جائز ہے۔ کہ میں نے کیوں فرزندِ انسان کو دل دیا یعنی معشوق کو دل دینے کا لازمی نتیجہ ہے کہ دل خون ہو کر آنکھوں سے بہہ جائے۔

(۹) ترجمہ۔ حافظ کے چہرہ سے آنسوؤں کو زلف سے پونچھ دے۔ ورنہ یہ متواتر سیلاب میری بنیاد اکھیڑ ڈالیگا۔ سیلاب کا بنیادیں اکھیڑنا ظاہر مطلب یہ ہے کہ میری اشکباری کا نتیجہ یہ ہوگا کہ میں برباد ہو جاؤنگا اپنی زلفوں سے میرے آنسو پونچھ دے۔

یونہی گر روتا رہا غالب تو اے اہلِ جہاں		دیکھنا ان بستیوں کو تم کہ ویراں ہو گئیں

غزل (۴۹)

فتویٰ پیر مغاں دارم و عہدیست قدیم	۱	کہ حرام ست مَی آں را کہ نہ یارست ندیم
چاک خواہم زدن ایں دلق ریائی چہ کنم	۲	روح را صحبت ناجنس عذابیست الیم

تا مگر جرعہ فشاند لبِ جانان برمن	۳	سالہا زان شدہ ام بر درِ میخانہ مقیم
مگرش صحبتِ دیرینِ من از یاد برفت	۴	ای نسیم سحری یاد دہش عہد قدیم
بعد صد سال اگر بر سرِ خاکم گذری	۵	سر برآرد ز گلم رقص کنان عظمِ رمیم
فکرِ بہبودِ خود ای دل ز درِ دیگر کن	۶	دردِ عاشق نشود بہ بمداوای حکیم
گوہری معرفت اندوز کہ با خود ببری	۷	کہ نصیبِ دگرانست نصابِ زر و سیم
دام سخت ست مگر یار شود لطفِ خدا	۸	ورنہ آدم نبرد صرفہ ز شیطانِ رجیم
غنچہ گو تنگدل از کار فروبستہ مباش	۹	کز دمِ صبح مدد یابی و انفاسِ نسیم
دلبر از ما بصد امید گرفت اول دل	۱۰	ظاہرا عہد فرامش نکند خلق کریم

(۱۱)	حافظ ار سیم و زرت نیست برو شاکرباش چہ بہ از دولت لطفِ سخن و طبعِ سلیم	(۱۱)

(۱) ترجمہ۔ یہ پیرِ مغاں کا فتویٰ ہے اور پرانی بات ہے کہ شراب اس شخص پر حرام ہے۔ جس کا نہ یار ہو نہ ندیم۔

فی الحقیقت یار و ندیم کے بغیر شراب چہ معنے دارد۔

(۲) ترجمہ۔ میں اس خرقہ ریائی کو چاک کر دونگا کیا کروں کہ روح کے لئے ناجنس کی صحبت ایک سخت عذاب ہے۔

دلقِ ریائی سے مراد یہاں غالباً جسمِ عنصری ہے۔

(۳) ترجمہ۔ اس امید میں کہ کبھی معشوق کے لب ایک گھونٹ شراب مجھ پر چھڑکیں گے۔ کئی سال ہوئے کہ میں شرابخانہ کے دروازہ پر مقیم ہوں۔

(۴) ترجمہ۔ شاید میری دیرینہ صحبت اسے بھول گئی ہے۔ اے نسیم سحر اسے عہدِ قدیم (پرانا وعدہ) یاد دلا۔

(۵) ترجمہ۔ سو سال کے بعد بھی اگر تو میری قبر سے گذریگا۔ تو میری خاک سے گلی ہوئی ہڈیاں رقص کرتی ہوئی اُٹھ کھڑی ہونگی۔

یعنے تیری تشریف آوری کی خوشی میں میری بوسیدہ ہڈیاں بھی رقص کرنے لگیں گی۔

	ذرہ ذرہ ہمہ جمع آئم وصورت بندم		اگر آں شوخ کند بعد فنا یاد مرا	(قائم)

(۶) ترجمہ۔ اے دل اپنی بہبودی کا فکر کسی اور دروازہ سے کر۔ عاشق کا درد طبیب کے علاج سے اچھا نہیں ہوتا۔

	از سرِ بالینِ من برخیز اے نادان طبیب		دردمندِ عشق را دارو بجز دیدار نیست	

(۷) ترجمہ۔ گوہرِ معرفت حاصل کر جسے تو اپنے ساتھ لیجائے۔ کیونکہ زر و سیم کا نصاب دوسروں کے نصیب میں ہے۔

نصاب زر۔ سرمایہ۔ پونجی۔ اتنا مال جس پر زکوۃ لازم ہو۔ مطلب یہ ہے کہ زر و سیم یہاں ہی رہ جانے والی چیزیں ہیں۔ گوہرِ معرفت حاصل کر جو ہمیشہ تیرے ساتھ رہے گا۔

(۸) ترجمہ۔ یہ جال سخت ہے البتہ لطفِ خدا مددگار ہو (تو بچاؤ کی صورت ہو سکتی ہے) ورنہ انسان ملعون شیطان پر غالب نہیں آسکتا۔

(۹) ترجمہ۔ غنچہ کو کہو کہ اپنے بند کام سے تنگدل نہ ہو۔ کیونکہ دمِ صبح اور بادِ نسیم کے انفاس سے تجھے مدد ملیگی۔

یعنے غنچہ کو اپنی فرو بستگی پر مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ بادِ صبا اور نسیم آکر اسے شگفتہ کردیگی اسی طرح عاشق کو بھی اپنی ناکامیوں پر بیدل نہیں ہونا چاہیے۔ آخر کار گوہرِ مقصود ہاتھ آجائے گا۔

(۱۰) ترجمہ۔ معشوق نے پہلے سو امیدیں دلاکر ہم سے دل لیا۔ ظاہر ہے کہ اس کا خلقِ کریم وعدہ کو فراموش نہیں کریگا۔

یعنے معشوق کی مہربانی اور حسنِ اخلاق سے امید ہے کہ جس وعدہ پر ہمارا دل لیا تھا۔ اسکو نہیں بھولے گا۔

(۱۱) ترجمہ۔ اے حافظ اگر تیرے پاس سونا چاندی نہیں ہے۔ تو شاکر رہ۔ کیونکہ لطفِ سخن اور طبعِ سلیم سے بہتر اور کیا چیز ہو سکتی ہے۔

یعنے تیری موزوں طبیعت اور لطیف سخن سنجی سب سے بڑی نعمت ہے اور کسی دولت کی کیا ضرورت ہے۔

غزل (۵۰)

گر ازین منزلِ غربت بسوی خانہ روم	۱	نذر کردم کہ ہم از راہ بمیخانہ روم
زین سفر گر بسلامت بوطن باز رسم	۲	دگر آنجا کہ روم عاقل و فرزانہ روم
تا بگویم کہ چہ کشفم شد ازین سیر و سلوک	۳	بر درِ صومعہ با بربط و پیمانہ روم
آشنایانِ رہِ عشق گرم خون بخورند	۴	ناکسم گر بشکایت بر بیگانہ روم
بعد ازین دستِ من و زلف چو زنجیرِ نگار	۵	تا بکی از پی کامِ دلِ دیوانہ روم
گر ببینم خمِ ابروی چو محرابش باز	۶	سجدۂ شکر کنم وز پی شکرانہ روم

(۷)	خرم آن دم کہ چو حافظ بتولای وزیر سرخوش از میکدہ با دوست بکاشانہ روم	(۷)

(۱) ترجمہ۔ اگر میں اس منزلِ غربت سے گھر کو واپس جاؤں تو یہ منت مانی ہے کہ رستے میں ہی شراب خانہ کی طرف جاؤنگا۔

منزلِ غربت سے مراد دنیا یا عارضی غفلت کی حالت۔

(۲) ترجمہ۔ اس سفر سے اگر بخیریت وطن میں پہنچ جاؤں۔ تو پہر جہاں کہیں جاؤنگا عاقل اور دانا ہو کر جاونگا۔

یعنے اس سفر سے کافی عبرت حاصل ہوئی ہے پہر اگر کہیں جاؤنگا تو سوچ سمجھ کر جاؤنگا۔

(۳) ترجمہ۔ تاکہ تجھے بتادوں کہ اس سیر سلوک سے مجھ پر کیا کچھ کشف ہوا شراب خانہ کے دروازہ پر بربط اور جام لیکر جاؤنگا۔

یعنے سیر سلوک کے معارف اور حقائق شراب خانہ میں بیٹھکر بربط و چنگ کے ساتھ بیان کرونگا سیر سلوک سے مراد روحانی مدارج کا سفر

(۴) ترجمہ۔ راہِ عشق کی آشنا اگر میرا خون بھی پئیں۔ تو بھی میں اگر کسی بیگانہ کے پاس شکایت کروں تو کافر ہوں۔

یعنے راہِ عشق کے رفیقوں سے جور و ستم کی شکایت اغیار کے پاس جاکر نہیں کرنی چاہیے

(۵) ترجمہ۔ بعد ازیں میں ہوں اور معشوق کی زنجیر جیسی زلف۔ اس دیوانہ دل کے مقصد کے پیچھے کب تک پہروں

یعنے اسکے بعد اپنے دیوانہ دل کو زنجیرِ زلف میں اسیر کردونگا۔ اس دیوانہ کے پیچھے پیچھے مجھ سے نہیں پہرا جاتا۔

(۶) ترجمہ۔ اگر میں اسکے محراب جیسے خم ابرو کو پہر دیکھ لوں تو سجدۂ شکر بجا لاؤنگا اور شکرانہ ادا کرونگا۔

محراب اور سجدہ کی رعایت ظاہر۔

(۷) ترجمہ۔ وہ دن مبارک ہوگا کہ حافظ کیطرح وزیر کی محبت میں میخانہ سے مست ہو کر معشوق کے ساتھ گھر کو جاؤنگا۔

بعض دیوانوں میں "بتولائے وزیر" کی بجائے "بتمنائے وصال" لکھا ہے۔ وزیر سے مراد وزیرِ عہد جمیع خواجہ صاحب۔

غزل (۵۱)

گرچہ از آتش دل چون خم می در جوشم	۱	مہر بر لب زدہ خون می خورم و خاموشم
قصد جانست طمع در لب جانان کردن	۲	تو مرا بنگر کہ درین کار بجان می کوشم

من کی آزاد شوم از غم دل چوں ہر دم	۳	ہندوی زلف بتے حلقہ کند در گوشم
حاش للہ کہ نیم معتقد طاعت خویش	۴	ایں قدر ہست کہ گہ گہ قدحی مینوشم
ہست امیدم کہ علی الرغم عدو روز جزا	۵	فیض عفوش ننہد بار گنہ بر دوشم
پدرم روضۂ رضواں بدو گندم بفروخت	۶	ناخلف باشم اگر من بجوی نفروشم
خرقہ پوشی من از غایت دینداری نیست	۷	پردہ بر سر صد عیب نہاں می پوشم
می نخواہم کہ بنوشم بجز از راوق می	۸	چہ کنم گر سخن پیر مغاں ننیوشم

(۹)

گر ازیں دست زند مطرب مجلس رہ عشق
شعر حافظ ببرد وقت سماع از ہوشم

(۹)

(۱) ترجمہ۔ اگرچہ دل کی آگ سے خم کی طرح جوش میں ہوں۔ لیکن لبوں پر مہر لگائی ہے خون پیتا ہوں اور خاموش ہوں مطلب یہ ہے کہ اگرچہ آتش عشق سے جل رہا ہوں لیکن خاموش ہوں فریاد و شکایت نہیں کرتا۔ خم میں سرخ آتشیں شراب کو آتش و خون سے تشبیہ دی ہے خم کا مہر بلب اور خاموش ہونا بھی ظاہر۔

(۲) ترجمہ۔ لب معشوق (کے بوسہ) کی آرزو کرنا اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ تو مجھ کو دیکھ کہ میں اس کام میں دل و جان سے کوشش کر رہا ہوں۔

یعنے ایسے خطرناک کام میں کوشش کر رہا ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ جان کے بدلے بھی اگر ایک بوسہ مل جائے تو لے لونگا۔

(۳) ترجمہ۔ میں غم دل سے کسطرح آزاد ہو سکتا ہوں جب ہر دم کسی معشوق کی سیاہ زلف مجھ کو حلقہ بگوش کرتی ہے۔

(۴) ترجمہ۔ مجھ کو ہرگز ہرگز اپنی عبادت پر بھروسہ نہیں ہے۔ البتہ اتنا ہے کہ کبھی کبھی شراب پی لیتا ہوں۔

قدح نوشی کو بھی یک گونہ طاعت میں شمار کیا ہے مطلب یہ ہے کہ مجھ کو اپنی طاعت و عبادت پر تو کچھ غرور نہیں ہے۔ البتہ میرے دل میں درد عشق موجود ہے اور امید ہے کہ اس سے کچھ مدد مل جائیگی۔

(۵) ترجمہ۔ مجھ کو امید ہے کہ علی الرغم دشمناں قیامت کے دن اسکی عفو کا فیض گناہوں کا بوجھ میرے کندھے پر نہیں رکھیگا۔ علی الرغم تحقیق لغوی کے لئے دیکھو شعر [illegible] مطلب یہ ہے کہ دشمن کی مرضی اور امید کے خلاف خدا قیامت کے روز میرے گناہ بخشدے گا۔

(۶) ترجمہ۔ میرے باپ نے روضۂ رضواں کو دو گندم کے بدلے بیچدیا۔ میں ناخلف ہونگا اگر اسے ایک جَو کے بدلے نہ دے ڈالوں۔

حضرت آدم م کا دانہ گندم پر بہشت سے نکلنا معلوم۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ میرے باپ آدم نے تو بہشت کی قیمت گندم کے دو دانے مقرر کی تھی لیکن میں چونکہ خلف الرشید ہوں اس لئے باپ سے بھی دو قدم بڑھ گیا اور بہشت کو ایک جو کے دانے کے برابر بھی نہیں سمجھتا۔

خواجہ صاحب نے اس شعر میں کمال استغنا ظاہر کیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ میں بہشت کو ایک دانہ جو کے برابر بھی نہیں سمجھتا چونکہ جو سے شراب بھی بنتی ہے۔ اس لئے جو کی قیمت بھی فی الحقیقت کچھ کم نہیں۔ دیکھو ت ۱۲

	اضافہ ہوی مجھ سے گندم پہ سے		یہ بیٹے سے بھی اک خطا ہو گئی۔

ایک پرانے قلمی دیوان میں دوسرا مصرعہ اس طرح ہے۔ ع من چرا باغِ جہاں را بجوے نفروشم

(۷) ترجمہ۔ میری خرقہ پوشی زیادہ دینداری کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ صدہا پوشیدہ عیبوں کی پردہ پوشی کر رہا ہوں۔

حقیقت بھی یہی ہے کہ عموماً خرقہ پوش لوگ دینداری کی وجہ سے خرقہ استعمال نہیں کرتے۔ بلکہ خلقت پر اپنی پرہیزگاری ظاہر کرنے اور اپنے عیبوں کو پوشیدہ کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

	جامہ ہیئے حرف خلق کردہ اند	ازپیئے پوشیدنِ حق کردہ اند	(امیر خسرو)

(۸) ترجمہ۔ میں تو نہیں چاہتا کہ سوائے صاف شراب کے کوئی اور شراب پیوں۔ (لیکن) اگر پیر مغان کی بات نہ سنوں تو کیا کروں۔

رواق۔ معرب راوک (۱) وہ کپڑا جس سے شراب صاف کرتے ہیں۔ (۲) مجازاً صاف کی ہوئی شراب مطلب یہ ہے کہ میں تو صاف شراب پینا چاہتا ہوں لیکن اگر پیرِ مغاں دُرد نوشی کا حکم دے تو بھی حکم عدولی نہیں ہو سکتی۔

(۹) ترجمہ۔ اگر مجلس کا مطرب اسی طرح سے عشقیہ نغمہ سرائی کریگا۔ تو حافظ کے شعر سماع کے وقت مجھے بے ہوش کر دینگے۔

دست۔ قاعدہ۔ طریقہ۔ آئین۔ روش۔ طرز۔ **رہ زدن**۔ نغمہ سرائی کرنا۔ گانا۔

غزل (۵۲)

گرچہ افتاد ز زلفش گرہی در کارم	۱	ہمچناں چشم کشاد از کرمش میدارم
بطرب حمل مکن سرخی رویم کہ چو جام	۲	خون دل عکس بروں میدہد از رخسارم
پردہ مطرب ام از دست بروں خواہد برد	۳	آہ اگر ز آنکہ دراں پردہ نباشد بارم

منم آن شاعر ساحر کہ بافسون سخن	۴	از نی کلک ہمہ شہد و شکر میبارم
بصد امید نہادیم درین بادیہ پای	۵	ای دلیل دل گم گشتہ فرو مگذارم
چون نشد در گذر باد سے یارم دید	۶	با کہ گویم کہ بگوید سخنے با یارم
دیدۂ بخت بافسانۂ او شد در خواب	۷	کو نسیمے ز عنایت کہ کند بیدارم

(۸)

دوش میگفت کہ حافظ ہمہ رویست و ریا

بجز از خاک درت با کہ بگو رو آرم

(۸)

(۱) ترجمہ :- اگرچہ اسکی زلف نے میرے کام میں گرہ پڑ گئی ہے۔ تو بھی مجھے اسکے کرم سے کشائش کار کی امید ہے
مطلب یہ ہے کہ ہرچند میں ابھی تک ناکام ہوں۔ لیکن اسکے کرم سے کشائش کا امیدوار ہوں۔

(۲) ترجمہ :- میرے چہرہ کی سرخی کو خوشی پر محمول نہ کر کیونکہ جام مے کی طرح میرے دل کے خون کا عکس میرے رخسار سے ظاہر ہو رہا ہے۔
جس طرح جام مے خود سرخ نہیں ہوتا بلکہ شراب کی سرخی کا عکس ہوتا ہے۔ اسی طرح میرے چہرہ کی سرخی بھی میری خوشحالی کی دلیل نہیں اور نہ میرا چہرہ حقیقت میں سرخ ہے۔ بلکہ خونِ دل کا عکس ہے۔

(۳) ترجمہ :- مطرب کا پردہ مجھے بے خود کر دیگا۔ افسوس اگر اس پردہ میں بھی مجھے باریابی نصیب نہ ہوئی۔
پردہ مطرب سے مراد سرود۔ پردہ ساز۔ مطلب یہ ہے کہ مطرب کا سرود تو مجھے بے خود کر دیگا۔ لیکن افسوس گا اگر پردۂ اسرار معرفت میں مجھے باریابی حاصل نہ ہوئی۔

(۴) ترجمہ :- میں وہ جادو نگار شاعر ہوں کہ میرے سخن کے افسوں سے میرے قلم کے نے سے شہد اور شکر نکلتے ہیں۔
اپنی شیریں کلامی اور سحر نگاری کی تعریف ہے۔

(۵) ترجمہ :- ہم نے اس جنگل میں سو امیدوں کے ساتھ قدم رکھا ہے۔ اے دلِ گمشدہ کے رہنما مجھے چھوڑ نہ دینا۔

(۶) ترجمہ :- جب میں اس کو ہوا کی راہ میں بھی نہیں دیکھ سکتا۔ تو میں کس کو کہوں کہ میرے معشوق کو جاکر کوئی بات کہے۔

مطلب یہ ہے کہ جہاں میرا معشوق ہے وہاں ہوا ہی نہیں پہنچ سکتی۔ پھر ایسا قاصد کون ہے جو میرا پیغام جاکر اس پہنچائے

(۷) ترجمہ۔ اسکے افسانہ سے بخت کی آنکھہ سوگئی ہے نسیم عنایت کہاں ہے کہ مجھے آکر بیدار کرے۔

یعنے اسکی عنایت کی نسیم آکر میرے بختِ خوابیدہ کو بیدار کرے۔

(۸) ترجمہ۔ کل وہ کہتا تھا کہ اے حافظ یہ تمام روی وریا ہے۔ کہو کہ میں تیرے دروازہ کی خاک کے سوا اور کہاں جاؤں

دوسرا مصرعہ جواب ہے پہلے مصرعہ کے اعتراض کا۔

غزل (۵۳)

گرچہ ما بندگان پادشہیم	۱	پادشاہان ملک صبحگہیم
گنج در آستین و کیسہ تہی	۲	جام گیتی نما و خاک رہیم
ہوشیار حضور و مست غرور	۳	بحر توحید و غرقہ گنہیم
شاہد بخت چوں کرشمہ کند	۴	ماش آئینۂ رخ چو مہیم
شاہ بیدار بخت را ہر شب	۵	ما نگہبان افسر و کلہیم
گو غنیمت شمار صحبت ما	۶	کہ تو در خواب و ما بدیدہ گہیم
شاہ منصور واقف ست کہ ما	ق ۷	روی ہمت بہر کجا کہ نہیم
دشمناں را ز خون کفن سازیم	۸	دوستاں را قبای فتح دہیم
رنگ تزویر پیش ما نبود	۹	شیر سرخیم و افعی سیہیم

(۱۰) وام حافظ بگو کہ باز دہند
کردۂ اعتراف و ما گوہیم (۱۰)

(۱) ترجمہ۔ اگرچہ ہم بادشاہ کے غلام ہیں۔ لیکن ہم ملکِ صبحگاہ کے بادشاہ ہیں

خواجہ صاحب سحرخیز تھے اور حقیقت بھی ہے کہ سحرخیزی ایک بڑی سلطنت ہے۔ دعائے صبح کی مقبولیت مشہور

(۲) ترجمہ۔ خزانہ آستین میں ہے اور جیب خالی ہے۔ ہم جام جہاں نما ہیں اور خاکِ راہ ہیں۔

یعنی ہم اگرچہ بظاہر فقیر ہیں لیکن بلحاظِ گنجِ اسرار کے ہم امیر ہیں ۔ اسی طرح باوجود خاکسار ہونے کے ہمارا دل جامِ جہاں نما ہے۔

(۳) ترجمہ ۔ ہم ہوشیارِ حضور ہیں اور مستِ غرور ۔ بحرِ توحید میں اور گناہوں میں غرق ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ اگرچہ ہم دنیا میں جو متاعِ غرور ہے ۔ غافل ہیں ۔ لیکن محبوبِ حقیقی کے حضور میں ہشیار ہیں ۔ کیونکہ باوجود گناہگار ہونے کے ہمارے اندر توحید کا سمندر ہے اور ہمارے دل میں توحید کی امانت موجود ہے۔

ان تینوں شعروں میں انسانی دل کی متضاد کیفیتوں کا ذکر ہے ۔ ایک ہی تصویر کے دو مختلف رخ دکھائے گئے ہیں ۔

(۴) ترجمہ ۔ بخت کا معشوق جب جلوہ دکھائے ۔ تو ہم اسکے چاند جیسے چہرے کا آئینہ ہیں ۔

شاہدِ بخت کی جلوہ نمائی کی آرزو ہے ۔

(۵) ترجمہ ۔ بیدار بخت بادشاہ کے لئے ہر رات ۔ ہم تاج و کلاہ کے نگہبان ہیں ۔

یعنے شاہ بیدار بخت (شاہ منصور) کے تاج و کلاہ کی سلامتی کے لئے رات بھر ہم دعا کرتے ہیں ۔

(۶) ترجمہ ۔ اسے کہو کہ ہماری صحبت کو غنیمت سمجھے ۔ کہ تو سویا ہے اور ہم (دیدگاہ میں رہیں) پاسبانی کر رہے ہیں ۔

دیدگاہ یا دیدگاہ ۔ دیدبان یا پاسبان کے بیٹھنے کی جگہ ۔

(۷) و (۸) ترجمہ ۔ منصور جانتا ہے کہ ہم جس جگہ روئے ہمت رکھتے ہیں ۔ دشمنوں کے لئے خون کا کفن تیار کرتے ہیں اور دوستوں کو فتح کی قبا دیتے ہیں ۔

یہ دونو شعر قطعہ بند ہیں ۔ **شاہ منصور** کے لئے دیکھو لسان الغیب جلد اول صفحہ ۹ سوانحمری مطلب یہ ہے کہ ہماری دعا سے بادشاہ کے دشمن تباہ اور دوست ظفریاب ہوتے ہیں ۔

(۹) ترجمہ ۔ دھوکے کا رنگ ہمارے پاس نہیں ہے ۔ ہم سرخ شیر اور سیاہ سانپ ہیں ۔

(۱۰) ترجمہ ۔ کہو کہ حافظ کا قرض ادا کر دیں ۔ تو نے خود اعتراف کیا ہے اور ہم گواہ ہیں ۔

شاہ منصور سے صلہ کا ایک سا تقاضا ہے ۔ فرماتے ہیں کہ ہمارا قرض ادا کر دو ۔ ہم خود گواہ ہیں کہ آپنے یہ قرض اپنے ذمہ تسلیم کیا تھا خواجہ صاحب خود ہی مدعی ہیں اور خود ہی گواہ ۔ منصور بادشاہ مدعا علیہ ہو جو دعوے کا اقبال کرتا ہے ۔ غالباً ڈگری ہو گئی ہوگی ۔

غزل (۵۴)

گر دست دہد خاک کفِ پای نگارم	۱	بر لوحِ بصر خطِ غباری بنگارم

پروانهٔ او گر برسد در طلب جاں	۲	چوں شمع ہماں دم بدمی جان بسپارم
گر قلب دلم را ننہد دوست عیاری	۳	من نقد رواں در رہش از دیدہ بیارم
دامن مفشاں بر من خاکی کہ پس از مرگ	۴	زیں در نتواند کہ برد باد غبارم
از بوی کنار تو شدم غرقۂ امید	۵	از موج سرشکم کہ رساند بکنارم
زلفین سیاہ تو بدلداری عشاق	۶	دادند قرارے و ببردند قرارم
امروز مکش سر ز وفای من و اندیش	۷	زاں شب کہ من از غم بدعا دست برآرم
ای ساقی ازاں بادہ یکے جرعہ بیاور	۸	کاں بوی شفا میدہد از رنج خمارم

(۹) **حافظ لب لعلش چہ مرا جان عزیزست**

عمری بود آں لحظہ کہ جاں را لب آرم۔ (۹)

(۱) ترجمہ۔ اگر معشوق کے کفِ پا کی خاک میرے ہاتھ لگ جائے۔ تو لوحِ چشم پر خطِ غباری تحریر کرونگا۔

خطِ غبار جلی حروف کی تحریر جو غبار کی مانند نظر آتی ہے۔ اسکی دو قسمیں ہیں۔ اول یہ کہ حروف کی حدود قائم کر کے حروف کو سیاہ کرنے کی بجائے حدود کے اندر نہایت باریک قلم سے کچھہ تحریر کر کے ان حدود کو پر کر دیا جاتا ہے۔ دوم یہ کہ حروف کی حدود کے اندر بجائے سیاہی کے باریک باریک نقطے بہر دیتے ہیں اس تحریر کے حروف بالکل غبار کی طرح نظر آتے ہیں۔ (ار ڈنگ میں)

شعر کا مطلب یہ ہے کہ اگر پائے معشوق کی خاک مل جائے۔ تو اس کو سرمہ کی بجائے آنکھوں میں لگاؤں خاک اور غبار خطِ غبار اور لوحِ نگار۔ اور نگار کی رعایت ظاہر۔

(۲) ترجمہ۔ اگر اس کا حکم جان کی طلبی کے لئے پہنچے۔ تو شمع کی طرح اسی وقت ایکدم میں جان قربان کر دوں۔

پروانہ اور شمع میں صنعت ایہام۔ شمع کا دم سے بجھ جانا ظاہر۔

(۳) ترجمہ۔ اگر معشوق میرے دل کے کھوٹے نقد کو کسی قیمت کا نہ سمجھے۔ تو میں اسکی راہ میں آنکھوں سے نقدِ رواں بہا دونگا۔

قلب ۔ (۱) کھوٹا سکہ (۲) دل۔ لہذا قلب اور دل کی رعایت ظاہر۔ **عیار** ۔ دھاتوں اور سکوں کا خالص ہونا قیمتی ہونا۔ **نقد رواں** جاری اور خالص سکہ۔ یہاں مراد (۱) آنسو یا (۲) جان۔ مطلب یہ ہے۔ کہ اگر معشوق میرے نقدِ دل کو کسی قیمت کا نہ سمجھے۔ تو میں نقدِ جان ہی اسکی راہ میں قربان کرنے کو تیار ہوں یا اس کے رستہ پر آنکھیں بچھا دوں گا۔

کرونگا۔ قلب۔ دل۔ عیار۔ نقد رواں کا مقابلہ ظاہر اور رعایت ظاہر۔

(۴) ترجمہ۔ مجھ خاکسار کو چھوڑ کر نہ جا کہ مرنے کے بعد بھی میرے غبار کو ہوا تیرے دروازہ سے اڑا کر نہ لے جا سکیگی۔

دامن افشاندن۔ الگ ہو جانا۔ چھوڑ دینا۔ سفر کرنا۔ ترک کرنا۔ منہ پھیر لینا۔ مطلب یہ ہے کہ مر کر میری خاک بھی تیرے دروازہ سے نہیں اٹھے گی تو مجھے کس لئے چھوڑ کر جاتا ہے۔

(۵) ترجمہ۔ تجھ سے ہمکنار ہونے کی آرزو سے میں (بحر) امید میں غرق ہو گیا۔ میرے آنسوؤں کی موج سے مجھ کو کون کنارے پر پہنچائے۔ یعنی تیرے وصل کی امید میں اشکباری کر رہا ہوں کون ہے جو مجھ آنسوؤں کے اس سیلاب سے کنارے پر پہنچائے۔ کنار اور غرقہ میں صنعت ایہام ہے اور کنار و کنار میں صنعت تجنیس تام۔

(۶) ترجمہ۔ تیری دو سیاہ زلفوں نے عاشقوں کی دلداری کا وعدہ کیا اور میرا صبر و قرار لے گئیں۔

قرار و قرار میں صنعت تجنیس۔ دادند و بردند کا مقابلہ لطیف۔

(۷) ترجمہ۔ آج میرے ساتھ وفاداری کرنے سے انکار نہ کر اور اس رات سے ڈر کہ میں غم کی وجہ سے دعا کے لئے ہاتھ اٹھاؤں۔

	بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن		اجابت از در حق بہر استقبال مے آید۔	

(۸) ترجمہ۔ اے ساقی اس شراب کا ایک گھونٹ لا جو مجھے رنج خمار سے شفا کی امید دلاتی ہے۔

(۹) ترجمہ۔ اے حافظ جب اس کا لب لعل تیرے لئے جان عزیز کے برابر ہے تو میں اس لحظہ کو عمر شمار کرونگا جب جان کو لب پر لاؤنگا۔ پہلے مصرعہ کے بیان کے مطابق دوسرے مصرعہ میں لفظ جان سے مراد لب لعل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب معشوق کا لب لعل میرے لب کے ساتھ ملے گا میں اس ایک لحظہ کو تمام عمر کے برابر سمجھونگا۔ عام محاورہ میں جان بلب آمدن سے مراد قریب المرگ ہونا۔ مرنا۔ لہذا عمر اور جان بلب آمدن کا مقابلہ لطیف۔

غزل (۵۵)

گر دست رسد در خم زلفین تو بازم	۱	چوں گوی چہ سرہا کہ بچوگان تو بازم
زلف تو مرا عمر عزیز است ولے نیست	۲	در دست سر موی ازاں زلف درازم
پروانہ راحت بدہ ای شمع کہ امشب	۳	از آتش دل پیش تو چوں شمع گدازم
چوں نیست وجود من آلودہ نمازی	۴	در میکدہ زاں کم نشود سوز و گدازم

درمسجد و میخانہ خیالت اگر آید	۵	محراب کمانخانہ ابروے تو سازم
گر خلوت ما را شبی از رخ بفروزی	۶	چوں صبح در آفاق جہاں سر بفرازم
آن دم کہ بیک خندہ دہم جاں چو صراحی	۷	مستاں تو خواہم کہ گذارند نمازم
محمود بود عاقبت کار دریں راہ	۸	در سر برود در سر سودای ایازم
(۹)	**حافظ** غم دل با کہ بگویم کہ دریں دور جز جام نشاید کہ بود محرم رازم	(۹)

(۱) ترجمہ ۔ اگر تیری زلفوں کے خم میں پھر میرا ہاتھ پہنچ جائے۔ تو گیند کی طرح کتنے ہی سر میں تیری چوگاں سے اڑاؤں گا۔

(۲) ترجمہ ۔ تیری زلف میرے لئے عمر عزیز ہے۔ لیکن اس زلفِ دراز سے میرے ہاتھ میں ایک بال بھی نہیں۔

(۳) ترجمہ ۔ اے شمع (معشوق) ! راحت کا حکم بھیج کہ آج رات دل کی آگ سے شمع کی طرح تیرے سامنے گھلتا ہوں۔

شمع اور پروانہ میں صنعت ایہام۔ پہلے مصرعہ میں شمع سے مراد معشوق۔

(۴) ترجمہ ۔ چونکہ مجھ آلودہ کا وجود پاک نہیں ہے۔ اس لئے میکدہ میں میرا سوز و گداز کم نہیں ہوتا

نمازی ۔ پاک ۔ صاف ۔

(۵) ترجمہ ۔ اگر مسجد اور میخانہ میں تیرا خیال آجائے۔ تو تیرے ابرو کے کمان خانہ کو محراب بنا دوں۔

(۶) ترجمہ ۔ اگر تو کسی رات ہماری خلوت کو اپنے چہرہ سے روشن کرے۔ تو میں صبح کی طرح آفاقِ جہاں میں سر بلند کرونگا۔

شب اور صبح ۔ بفروزی ۔ اور بفرازم کا مقابلہ لطیف ۔

(۷) ترجمہ ۔ جس وقت صراحی کی طرح ایک ہنسی میں جان دے دونگا۔ میں چاہتا ہوں کہ تیرے مست میری نمازِ جنازہ پڑھیں۔

صراحی سے شراب نکلنے کی آواز کو خندہ کہا ہے اور شراب کو صراحی کی جان۔ لہذا تشبیہ ظاہر۔

(۸) ترجمہ ۔ اس راہ میں انجام کار نیک ہو۔ خواہ ایاز کے سودا میں میرا سر بھی چلا جائے۔

مطلب یہ ہے کہ راہِ عشق میں انجام بخیر ہونا چاہیئے۔ اس بات کی کچھ پرواہ نہیں۔ کہ معشوق کے سودا میں عاشق کی جان چلی جائے۔ ایاز ۔ سلطان محمود غزنوی کا غلام اور معشوق تھا۔ یہاں مراد مطلق معشوق۔

محمود اور ایاز میں صنعت ایہام ہے

(۹) ترجمہ ۔ اے حافظ دل کا غم کس سے کہوں کہ اس زمانہ میں جام مے کے سوا اور کوئی میرا محرم راز نہیں ہونا چاہیئے۔

غزل (۵۶)

گر من از سرزنش مدعیان اندیشم	۱	شیوهٔ مستی و رندی نرود از پیشم
زہد رنداں نوآموختہ راہے بدنیست	۲	منکہ بدنام جہانم چہ صلاح اندیشم
شاہ شوریدہ سراں خوان من بیساماں را	۳	زانکہ در کم خردی از ہمہ عالم بیشم
بر جبیں نقش کن از خون دل من خالے	۴	تا بدانند کہ قربان تو کافر کیشم
اعتقادے بنما و بگذر بہر خدا	۵	تا ندانی کہ دریں خرقہ چہ نادرویشم
شعر خونبار من ای دوست بر یار بخواں	۶	کہ ز مژگان سیہ بر رگ جاں زد نیشم
دامن از رشحہ خون دل ما در ہم چین	۷	کہ اثر در تو کند گر بخراشی ریشم

(۸) من اگر رندم و گر شیخ چہ کارم باکس
حافظ راز خود و عارف وقت خویشم (۸)

(۱) ترجمہ :- اگر میں مدعیوں کی سرزنش سے ڈروں تو مستی اور رندی کا شیوہ مجھ سے پورا نہ ہو سکے گا۔
مطلب یہ ہے کہ جو شخص لوگوں کے طعنوں اور دشمنوں کی سرزنش سے ڈرے وہ کامل رند نہیں ہو سکتا۔ پروردگار نے بھی اپنے خاص بندوں کی تعریف میں فرمایا ہے کہ لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ (مائدہ) اور وہ نہیں ڈرتے ملامت کرنے والوں کی ملامت سے۔

(۲) ترجمہ۔ نوآموختہ رندوں کا زہد کوئی بری بات نہیں ہے لیکن میں جو تمام جہاں میں بدنام ہو چکا ہوں۔ صلاحیت کا کیا خیال کروں۔
مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ جو ابھی نئے رند بنے ہیں اور اس سلسلہ میں تھوڑی مدت سے قدم رکھا ہے۔ وہ اگر رندی چھوڑ کر زاہد بن جائیں تو کچھ مضائقہ کی بات نہیں لیکن میں پرانا رند ہوں۔ تمام جہاں میں بدنام ہو چکا ہوں میں اب رندی کو کس طرح چھوڑ سکتا ہوں اور زہد و صلاح کیسے اختیار کر سکتا ہوں (حقیقت میں نوآموز رندوں پہ طنز ہے)

(۳) ترجمہ۔ بے ساماں کو شوریدہ سروں کا بادشاہ کہو کیونکہ بے عقلی میں تمام جہاں سے میں بڑھ کر ہوں۔
یعنی میں دیوانگان عشق کا بادشاہ ہوں۔ کیونکہ سب سے زیادہ بے عقل ہوں۔

(۴) ترجمہ ۔ میرے دل کے خون سے اپنی جبین پر خال بنا۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ میں تجھ کافر مذہب پر قربان ہوں۔

خال سے یہاں مراد وہ تلک یا ٹیکا جو ہندو لوگ ماتھے پر لگاتے ہیں قشقہ بھی کہتے ہیں۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ اے بتِ کافر تو اپنی پیشانی پر قشقہ کسی رنگ سے نہیں بلکہ میرے دل کے خون سے لگا۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ میں تجھ کافر پر قربان ہو گیا ہوں۔

عشقِ یا ہندو بچہ کرد مرا زار و ضعیف		صندلی قشقہ شدم رشتۂ زنار شدم	(نعمت خان عالی)

(۵) ترجمہ ۔ اعتقاد ظاہر کر اور خدا کے لئے در گذر کر تاکہ تو نہ جانے کہ اس خرقہ میں میں کیسا نا درویش ہوں۔

مطلب یہ ہے کہ اگرچہ میں خرقہ پوش ہوں اور درویش نظر آتا ہوں لیکن حقیقت میں میں بالکل درویش نہیں۔ درویشی کے خلاف اوصاف مجھ میں موجود ہیں۔ اس لئے خدارا مجھ سے درگذر کر اور میری ظاہری درویشی پر ہی اعتقاد رکھ تاکہ تجھے معلوم نہ ہو جائے کہ میں خرقۂ درویشی میں نا درویش ہوں۔ اسی مضمون کے لئے دیکھو م ۲۲

(۶) ترجمہ ۔ اے دوست میرے خونبار شعر اس معشوق کو جا کر سنا جس نے سیاہ پلکوں سے میری جان کی رگ پر زخم لگایا ہے

(۷) ترجمہ ۔ ہمارے دل کے خون کے قطروں سے دامن بچا کر رکھ۔ کیونکہ اگر تو میرے زخم کو چھیڑے گا تو تجھ پر بھی اثر ہوگا۔

یعنے تیرا دامن بھی خون سے آلودہ ہو جائے گا۔

(۸) ترجمہ ۔ میں خواہ رند ہوں خواہ شیخ۔ مجھ کو کسی سے کیا کام۔ اپنے راز کی حفاظت کرنے والا اور اپنے وقت کو پہچاننے والا ہوں

مطلب یہ ہے کہ میں اپنے راز اور وقت کو بخوبی جانتا ہوں اور اپنی نیکی بدی پہچانتا ہوں۔ خواہ رند ہوں۔ خواہ شیخ مجھے کسی سے کیا کام اور کسی کو مجھ سے کیا غرض۔

غزل (۵۷)

ما بر آریم شبے دست و دعائی بکنیم	۱	غمِ ہجران ترا چارہ ز جائی بکنیم
دل بیمار شد از دست رفیقان مددے	۲	تا طبیبش بسر آریم و دوائی بکنیم
خشک شد بیخ طرب راہ خرابات کجاست	۳	تا دران آب و ہوا نشو و نمائی بکنیم
آنکہ بیجرم برنجید و بہ تیغم زد و رفت	۴	بازش آرید خدا را کہ صفائی بکنیم
در رہ نفس کزو سینۂ ما بتکدہ شد	۵	تیر آہے بکشائیم و غزائی بکنیم

مدد از خاطر رندان طلب ای دل ورنہ	۶	کار صعب ست مبادا کہ خطائی بکنیم
سایۂ طائر کم حوصلہ کارے نکند	۷	طلب از سایۂ میمون ہمائی بکنیم
(۸)	دلم از پردہ بشد حافظ خوش لہجہ کجاست تا بقول و غزلش ساز و نوائی بکنیم	(۸)

(۱) ترجمہ ہم ایک رات ہاتھ اٹھائیں اور دعا کریں تیرے ہجر کے غم کا علاج کسی جگہ سے کریں۔
کسی جگہ یعنی دعا کے ذریعہ سے۔

(۲) ترجمہ ۔ آؤ دستو مدد کرو کہ میرا بیمار دل ہاتھ سے جاتا رہا ہے تاکہ طبیب کو اس کے پاس لے آئیں اور کوئی دوا کریں۔
اس مضمون کے لیے دیکھو شعر الف ۳/۱

(۳) ترجمہ ۔ خوشی کی جڑ خشک ہو گئی ہے۔ خرابات کا رستہ کدھر ہے ؟ تاکہ اس آب و ہوا میں اسکی نشو و نما کریں۔
یعنے درختِ طرب کی جڑ خشک ہو گئی ہے۔ شرابِ خانہ کے پانی سے اسے سرسبز کریں۔ حاصل کلام یہ کہ ہم مئے خانہ میں شراب سے غم غلط کریں۔

(۴) ترجمہ ۔ وہ جو بغیر جرم کے مجھ سے ناراض ہو گیا مجھے تلوار سے مارا اور چلا گیا۔ خدا کے لئے اُسے واپس لاؤ کہ صفائی کریں۔
یعنے معشوق مجھ سے بےگناہ ناراض ہوا اور تلوار سے مار کر چلا گیا اسے واپس لاؤ کہ باہم صلح و صفائی کریں۔

(۵) ترجمہ ۔ نفس کی راہ میں جس سے ہمارا سینہ بتکدہ بن گیا ہے۔ آہ کا تیر چلائیں اور غزا کریں۔
نَفْس بفتح اول و سکون ثانی۔ نفس تین قسم کا ہے۔ (۱) نفس امارہ (۲) نفس لوامہ (۳) نفس مطمئنہ۔ یہاں نفس امارہ مراد ہے۔ جو لذت و حظوظ فانی ممنوعہ کیطرف حکم کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم میں ہے ۔ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ (یوسف) غزا۔ دشمن دین کے ساتھ جنگ کرنا مذہبی اغراض کے لئے لڑائی۔ شعر کا مطلب یہ ہے نفس امارہ کو جو دشمن دین ہے مارنے کے لئے غزا کریں اور اسے آہوں کے تیروں سے قتل کریں (یعنے آہ و انفعال سے اپنے گناہوں کو بخشوائیں) نفس امارہ فی الحقیقت بمنزلہ ایک بت کے ہے اور اسکا مطیع بت پرست ہوتا ہے ۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

مادر بتہا بت نفس شماست	زانکہ آن بت مار و این بت اژدہاست
آہن و سنگ است نفس و بت شرار	وآن شرار از آب می گردد قرار
سنگ و آہن ز آب کے ساکن شود	آدمی با این دو کے ایمن شود

بت سیہ آب ست در کوزہ نہاں — نفس مر آب سیاہ را چشمہ داں
بت شکستن سہل باشد نیک سہل — سہل دیدن نفس را جہل ست جہل

خواجہ صاحب نے نفس امارہ کو مارنے کا نام غزا رکھا ہے مولانا روم اس کو جہاد الاکبر کہتے ہیں۔

اے شہاں کشتیم ما خصم برون — ماند خصمے زو بتر در اندرون
خصم بیروں قصد جاں ما کند — نفس قصد بردن ایمان کند
چونکہ واگشتم ز پیکار بروں — روی آوردم بہ پیکار درون
قد رجعنا من جہاد الاصغریم — با عدو اندر جہاد الاکبریم
سہل شیرے دانکہ صفہا بشکند — شیر آنست آنکہ خود را بشکند

خواجہ صاحب نفس کے بت کو توڑنے کے لئے تیر آہ استعمال کرتے ہیں شیخ محمد ابراہیم ذوق کا شعر ہے۔

بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا — نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا

(۶) ترجمہ — اے دل رندوں کے دل سے مدد طلب کر ورنہ یہ کام مشکل ہے ایسا نہ ہو کہ ہم کوئی غلطی کر جائیں۔

مطلب یہ ہے کہ راہ عشق میں سالک کی امداد اور رہنمائی ضروری ہے ورنہ گمراہی کا اندیشہ ہے۔

(۷) ترجمہ — کم حوصلہ پرندے کا سایہ کچھ فائدہ نہیں پہنچاتا ہم کسی ہما کے مبارک سایہ کی طلب کرتے ہیں۔

ہما۔ ایک پرندے کا نام جو ہڈیاں کھاتا ہے اور جس کی نسبت مشہور ہے کہ جس شخص کے سر پر اسکا سایہ پڑ جائے وہ بادشاہ بن جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ ہر کس و ناکس سے فائدہ کی امید نہ رکھ کسی کامل رہبر کی تلاش کر۔

(۸) ترجمہ — میرا دل پردہ سے باہر ہو گیا خوش لہجہ حافظ کہاں ہے۔ تا کہ اس کے قول و غزل سے ساز و نوا کا انتظام کریں۔

مطلب یہ ہے کہ میرا دل پریشان ہو گیا ہے اور طبیعت ناموزوں۔ حافظ کہاں ہے کہ اس کی غزلوں سے ساز و نوا کا کچھ انتظام کریں

غزل (۵۸)

ما سر خوشان مست دل از دست دادہ ایم — ۱ — ہمراز عشق و ہمنفس جام بادہ ایم
بر ما بسی کمان ملامت کشیدہ اند — ۲ — تا کار خود ز ابروے جاناں کشادہ ایم
اے گل تو دوش جام صبوحی کشیدہ — ۳ — ما آں شقایقیم کہ با داغ زادہ ایم

پیر مغاں ز توبۂ ما گر ملول شد	۴	گو بادہ صاف کن کہ بعذر ایستادہ ایم
کار از تو میرود مددی اے دلیل راہ	۵	انصاف میدہیم کہ از رہ فتادہ ایم
چوں لالہ می مبین و قدح در میاں کار	۶	ایں داغ بیں کہ بر دل خونیں نہادہ ایم

(۷) گفتی کہ حافظ ایں ہمہ رنگ و خیال چیست
نقشے غلط مخواں کہ ہماں لوح سادہ ایم (۷)

(۱) ترجمہ - ہم سرخوش مستوں نے دل ہاتھ سے دیدیا ہے - ہم عشق کے ہمراز اور جام بادہ کے ہم نفس ہیں -

سرخوش اور مست کے لئے دیکھو شعر ت ۲۴

(۲) ترجمہ - لوگوں نے ہم پر ملامت کی بہت کمانیں کھینچی ہیں - جب سے کہ ہم نے معشوق کے ابرو سے کشایش کار حاصل کی ہے -

کمان اور ابرو کی رعایت ظاہر -

(۳) ترجمہ - اے پھول تو نے کل شراب صبح پی ہے - ہم وہ گل لالہ ہیں کہ داغ کے ساتھ پیدا ہوئے ہیں -

شقائق - گل لالہ - یہ لفظ بمعنے جمع و مفرد ہر دو استعمال ہوتا ہے - مجازاً بمعنے مطلق گل - شقایق نعمان لالہ کی ایک قسم ہے جسکا پھول نہایت سرخ ہوتا ہے - مطلب یہ ہے کہ پھول تو ابھی عشق میں نو آموز ہے اور خوش و خرم ہے - اس نے تو ابھی کل شراب پی ہے - لیکن ہم روز ازل سے عاشق ہیں اور لالہ کی طرح داغ عشق لے کر پیدا ہوئے ہیں - نو آموز اور ازلی عاشقوں کا مقابلہ کیا ہے -

(۴) ترجمہ - پیر مغاں ہماری توبہ سے اگر ملول ہو گیا ہے تو اسے کہو کہ پیالہ (یا شراب) صاف کرے کہ ہم عذر کے لئے تیار ہیں یعنے اگر ہماری توبہ سے پیر مغان ناراض ہے تو ہم توبہ کو توڑنے پر تیار ہیں اور شراب پینے پر رضامند

(۵) ترجمہ - اے رہنما مدد کر کہ تجھ ہی سے کام چلے گا - ہمارا انصاف کر کہ ہم رستہ سے بھٹک گئے ہیں -

میدہیم یعنے میدہی مرا -

(۶) ترجمہ لالہ کی طرح شراب اور پیالہ کو درمیان نہ دیکھ - یہ داغ دیکھ جو ہمارے خونیں دل پر لگا ہے -

گل لالہ شکل میں پیالہ سے مشابہ ہوتا ہے اور اسکے اندر ایک داغ ہوتا ہے - مطلب یہ ہے کہ گل لالہ کی طرح میرے دل پر بھی ایک داغ ہے اسے دیکھ - شراب اور پیالہ کو کیا دیکھتا ہے - حاصل کلام یہ کہ میری شراب نوشی پر اعتراض نہ کر میرے دل کی طرف دیکھ کہ اسکی کیا حالت ہے -

(۷) ترجمہ۔ تو نے کہا ہے کہ اے حافظ یہ تمام رنگ و خیال کیا ہے۔ غلط نقش نہ پڑھ کہ ہم وہی سادہ تختی ہیں
دوسرا مصرعہ پہلے مصرعہ کا جواب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ تمام رنگ و خیال جو تجھے نظر آتے ہیں نقشِ غلط ہیں۔ وہی تصویریں
ہیں حقیقت میں ہم وہی لوحِ سادہ ہیں جیسے کہ تھے۔ اور یہ تمام نقش و رنگ وجودِ مطلق کے انوار کے پرتو اور عکس ہیں

حقیقت کر تعین شد معین من و تو عارضِ ذاتِ وجودیم		تو او را در عبادت گفتہ من مشبکہائے مشکاتِ وجودیم

غزل (۵۹)

ما ورد سحر بر در میخانہ نہادیم	۱	اوقات دعا در رہ جانانہ نہادیم
سلطان ازل گنج غم عشق بما داد	۲	تا روی درین منزل ویرانہ نہادیم
در خرقہ قصد عاقل و زاہد زند آتش	۳	این داغ کہ ما بر دل دیوانہ نہادیم
در دل ندہم رہ پس ازین مہر بتان را	۴	مہر لب او بر در این خانہ نہادیم
چوں میرود این کشتی سرگشتہ باآخر	۵	جان در سر آن گوہر یکدانہ نہادیم
المنۃ للہ کہ چو ما بیدل و دین بود	۶	آن را کہ خرد پرور و فرزانہ نہادیم
در خرقہ ازین بیش منافق نتوان بود	۷	بنیاد ازین شیوہ رندانہ نہادیم

(۸)	قانع بخیالے ز تو بودیم چو حافظ یارب چہ گدا ہمت و شاہانہ نہادیم	(۸)

(۱) ترجمہ۔ ہم نے صبح کے ورد کو میخانہ کے دروازہ پر رکھدیا۔ دعا کے اوقات کو معشوق کی راہ میں ڈال دیا۔
مطلب یہ ہے کہ ہم نے وردِ صبح اور دعا کے حاصل کو شراب اور شاہد پر نثار کر دیا۔
(۲) ترجمہ۔ سلطانِ ازل نے غمِ عشق کا خزانہ ہم کو دیا جب کہ ہم نے اس منزلِ ویران کی طرف رخ کیا۔
یعنے دنیا میں آتے وقت سلطانِ ازل نے ہم کو غمِ عشق کا خزانہ دیا۔
(۳) ترجمہ۔ سوزاہدوں اور عقلمندوں کے خرقہ کو آگ لگا دیگا۔ یہ داغ جو ہم نے اپنے دیوانہ دل پر لگایا ہے۔

مطلب یہ ہی کہ داغ عشق جو ہمارے مجنون دل پر ہے۔ عقل اور زہد سے بدرجہا افضل ہے۔

(۴) ترجمہ۔ اسکے بعد معشوقوں کی محبت کو دل میں رستہ نہیں دونگا۔ ہم نے اِس گھر کے دروازہ پر اسکے لب کی مہر لگادی ہے

مطلب یہ ہے کہ اب ہمارے دل پر ہمارے معشوق کی مہر لگ چکی ہے۔ اسکے بغیر اب کسی اور معشوق کی محبت ہمارے دل میں اثر نہیں کرسکتی۔

(۵) ترجمہ۔ دیکھیے یہ سرگشتہ کشتی آخر کسطرح جاتی ہی۔ ہم نے تو اس گوہر یکدانہ کے خیال میں جان رکھدی ہے۔

مطلب یہ ہی کہ ہم بحر عشق میں اس دُر یتیم کی جستجو میں جان دینے کو تیار ہیں۔ دیکھیے ہمارے وجود کی سرگشتہ کشتی کا انجام کیا ہو

(۶) ترجمہ۔ خدا کا احسان ہی کہ وہ شخص بھی ہماری طرح ہی بیدل و دین ثابت ہوا جسکو ہم نے خردمند اور دانا سمجھا۔

مطلب یہ ہی کہ نہ صرف دیوانے بلکہ فرزانے بھی اسکے عشق میں دل و دین ہار دیتے ہیں۔

(۷) ترجمہ۔ خرقہ میں اس سے زیادہ منافق نہیں ہوا جاتا۔ ہم نے اسکی بنیاد اس رندانہ شیوہ سے رکھی ہے

مطلب یہ ہے کہ خرقہ پوش ہو کر منافق بننا ہمارے لئے تو بہت مشکل ہے۔ اس لئے ہم نے شیوۂ رندی اختیار کیا ہے۔ زاہد خرقہ پوش اگر منافق رہ سکتا ہے تو رہے۔

(۸) ترجمہ۔ ہم حافظ کی طرح تیرے ایک خیال پر قانع تھے۔ یارب ہم کیسے گدا ہمت اور شاہانہ طبیعت کے آدمی ہیں

مطلب یہ ہی کہ جو شخص اپنے محبوب کے خیال میں مست رہتا ہے۔ وہ باوجود گدا ہونے کے بادشاہ ہے۔

غزل (۶۰)

ما بدین در نہ پی حشمت و جاہ آمدہ ایم	۱	از بد حادثہ اینجا بہ پناہ آمدہ ایم
رہرو منزل عشقیم و ز سرحد عدم	۲	تا باقلیم وجود این ہمہ راہ آمدہ ایم
سبزۂ خط تو دیدیم و ز بستان بہشت	۳	بطلبگاری این مہر گیاہ آمدہ ایم
با چنین گنج کہ شد خازن او روح امین	۴	بگدائی بدر خانۂ شاہ آمدہ ایم
لنگر حلم تو ای کشتی توفیق کجاست	۵	کہ درین بحر کرم غرق گناہ آمدہ ایم
آبرو میرود ای ابر خطاپوش ببار	۶	کہ بدیوان عمل نامہ سیاہ آمدہ ایم

(۸)	حافظ این خرقۂ پشمینہ بینداز کہ ما از پی قافلہ با آتش و آہ آمدہ ایم	(۸)

(۱) ترجمہ - ہم اس دروازہ پر حشمت وجاہ کے لئے نہیں آئے - حادثہ کے ہاتھ سے اس جگہ پناہ کے لئے آئے ہیں -

اس در سے مراد در میخانہ - مطلب یہ ہو کہ حوادث زمانہ سے بچنے کے لئے ہم شرابخانہ میں آئے ہیں کیونکہ شراب غم ربا ہے یہ شعر خواجہ صاحب کے مشہور ترین اشعار میں سے ہے اور اکثر تحریر و تقریر میں استعمال ہوتا ہے -

(۲) ترجمہ - ہم منزل عشق کے مسافر ہیں اور ملک عدم کی سرحد سے وجود کی ولایت تک یہ تمام رستہ طے کر کے آئے ہیں -

بمصداق "کنت کنزاً مخفیاً الخ" آفرینش عالم کا باعث عشق ہوا ہے - شاہد حقیقی نے انسان کو سرحد عدم سے ملک وجود کیطرف اسی لئے راہی کیا کہ وہ اسے پہچانے اور اس کا عاشق ہو - گویا دنیا ہی منازل عشق میں سے ایک منزل ہے اس لئے عدم سے ہستی تک یہ دور کا رستہ عاشق کو طے کرنا پڑا - عارف جامی نے نہایت تفصیل و توضیح کے ساتھ اس مضمون کو ادا کیا ہے -

در آن خلوت کہ ہستی بے نشاں بود — بکنج بیخودی عالم نہاں بود
وجودے بود از نقش دوئی دور — ز گفت و گوئے مائی و توئی دور
جمال مطلق از قید مظاہر — بنور خویش ہم بر خویش ظاہر
صبا از طرہ اش نگسستہ تارے — ندیدہ چشمش از سرمہ غبارے
نوائے دلبری با خویش میساخت — قمار عاشقی با خویش مے باخت
ولے زانجا کہ حکم خوبروئیست — ز پردہ خوبرو در تنگ خوئیست
نکورو تاب مستوری ندارد — چو در بندی سر از روزن برآرد
چو ہر جا ہست حسن اینش تقاضاست — نخست این جنبش از حسن ازل خاست
برون زد خیمہ ز اقلیم تقدس — تجلے کرد بر آفاق و انفس
از و یک لمعہ بر ملک و ملک تافت — ملک سرگشتہ خود را چون فلک یافت
از آن لمعہ فروغے بر گل افتاد — ز گل شورے بجان بلبل افتاد
جمال اوست ہر جا جلوہ کردہ — ز معشوقان عالم بستہ پردہ

بہر پردہ کہ بینی پردگی اوست　　قضا جنبانِ ہر دل بردگی اوست

اسی مضمون پر ہے۔

عدم سے جانبِ ہستی تلاشِ یار میں آئے　　امیدِ بوئے گل پروانہ پُرخار میں آئے

(۳) ترجمہ۔ تیرے سبزۂ خط کو ہم نے دیکھا اور باغ بہشت سے ہم اس مہر گیاہ کی طلب میں یہاں آئے۔

مہر گیاہ۔ یا مردم گیاہ۔ ایک گھاس ہے۔ اسکی جڑ انسانی صورت کی ہوتی ہے کہتے ہیں کہ جو شخص اسے اپنے پاس رکھے تمام دنیا اس پر مہربان ہوتی ہے۔ خواجہ صاحب نے معشوق کے سبزۂ خط کو مہر گیاہ سے تشبیہ دی ہے اور فرماتے ہیں کہ ہم نے باغ بہشت میں تیرے سبزۂ خط کو روئے زمین پر دیکھا اس لئے ہم بہشت کو چھوڑ کر زمین پر آ گئے۔ دیکھو ت ۱۳

(۴) ترجمہ۔ باوجود ایسا خزانہ پاس ہونے کے جسکا خزانچی روح الامین ہے۔ ہم بادشاہ کے گھر کے دروازہ پر گدائی کرنے آئے ہیں۔

روح امین۔ روح الامین۔ روح مکرم۔ روح الاعظم خطاب جبریل علیہ السلام۔ گنج سے مراد خزانہ اسرارِ معرفت و حقیقت۔

(۵) ترجمہ۔ اے توفیق کی کشتی تیرے حلم کا لنگر کہاں ہے۔ کہ ہم اس بحرِ کرم میں گناہوں میں غرق ہیں۔

خواجہ صاحب کشتی توفیق کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ ہم اس دریائے معاصی میں غرق ہوئے جا رہے ہیں ہم کو ساحل پر پہنچا۔ مطلب یہ ہے کہ اے کریم خطا پوش! تجھے توفیق حاصل ہے۔ ہم کو گناہوں سے بچا۔ اور ساحلِ نجات پر لے جا۔

(۶) ترجمہ۔ اے ابرِ خطا پوش! برس کہ میری آبرو جاتی ہے۔ کیونکہ ہم دیوانِ عمل میں سیاہ اعمال نامہ لیکر آئے ہیں

دیوانِ عمل سے مراد وہ مقام جہاں قاضی روزِ حساب بند ونگر اعمال کا حساب لے گا مطلب یہ ہے کہ ہم گنہگار ہیں ہمارے اعمال نامے سیاہ ہیں۔ اے کریم خطا پوش تو اپنے ابرِ عفو و مغفرت سے ہمارے سیاہ اعمال ناموں کو دھو دے اور ہمیں پاک و صاف کر دے۔

آبرو اور ابر کی رعایت ظاہر۔

(۷) ترجمہ۔ اے حافظ اس خرقۂ پشمینہ کو اتار کر پھینک دے۔ کیونکہ ہم قافلہ کے پیچھے آتش و آہ لے کر آئے ہیں

مطلب یہ ہے کہ ہم آتشِ عشق اور آہ و انفعال رکھتے ہیں۔ ہمیں زہدِ ظاہری کی ضرورت نہیں۔

غزل (۶۱)

ما زیاراں چشم یاری داشتیم	۱	خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم
تا درخت دوستی کی بر دہد	۲	حالیا رفتیم و تخمی کاشتیم
گفتگو آئیں درویشی نبود	۳	ورنہ با تو ماجراہا داشتیم
شیوہ چشمت فریب جنگ داشت	۴	ما غلط کردیم و صلح انگاشتیم
نکتہ ہا رفت و شکایت کس نکرد	۵	جانب حرمت فرو نگذاشتیم
گلبن حسنت نہ خود شد دلفریب	۶	ما دم ہمت برو بگماشتیم
چوں نہادی دل بہر دیگراں	۷	ما امید از وصل تو برداشتیم

(۸) گفت خود دادی بما دل حافظا
ما محصل بر کسے نگماشتیم (۸)

(۱) ترجمہ ہم کو دوستوں سے دوستی کی امید تہی۔ لیکن جو کچھہ ہم نے سمجھا غلط تہا۔
یعنے دوستوں سے دوستی کی امید رکہنا غلط خیال ہے۔

وقت بد میں نہ ہوا کوئی امیر کے شریک	یار سمجہا تہا میں جسکو وہ مرا یار نہ تہا

اسی مضمون پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں

اَخِلَّاءٌ اِذَا اسْتَغْنَیْتُ عَنْھُمْ	وَاَعْدَاءٌ اِذَا نَزَلَ الْبَلَاءُ

یعنے جب، تو ان لوگوں کو مستغنی ہوتا ہے تو یہ تیرے دوست ہوتے ہیں اور جب مصیبت کا وقت آتا ہے تو دشمن بن جاتے ہیں۔

تا جہانست از جہاں اہل وفا برنخاست	نیک عہدے بر نیامد آشنائے بر نخاست
گوئی اندر کشور ما برنخیزد وفا	یا خود اندر ہفت کشور ہیچ جا بر نخاست

(۲) ترجمہ دیکھیں دوستی کا درخت کب پہل لاتا ہے۔ فی الحال ہم گئے ہیں اور بیج بو آئے ہیں۔

یعنے ہم نے دوستی کا بیج بویا ہے۔ دیکھیے یہ درخت پھل کب لاتا ہے۔ خاقانی کی رائے میں تو دوستی کا بیج کبھی اُگتا ہی نہیں بار آور ہونا تو بہت دور کی بات ہے۔

بادرم کن کز نخستیں تخم آدم تا کنوں　　در زمین مردمی مردم گیاے بر نخاست

(۳) ترجمہ۔ گفتگو کرنا آئین درویشی کے خلاف ہے۔ ورنہ تیرے ساتھ ہماری کئی باتیں تھیں۔

مطلب یہ ہے کہ شکوہ و شکایت درویشوں کے مناسبِ حال نہیں ہے۔ ورنہ کہنے کو بہت باتیں تھیں۔ بارگاہِ محبوب مطلق میں پابندیِ آئین ایسی ہی ہونی چاہیئے لیکن ظاہر ہے کہ بعض اوقات عاشق بولنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر اقبال کا مشہور و معروف **شکوہ** اس مجبوری کی ایک نہایت عمدہ مثال ہے۔

رات میخانہ میں اک گوشہ سے آتی تھی صدا　　دل میں سب کچھ ہے مگر رخصت گفتار نہیں

اسی مضمون پر مرزا غالب کا شعر ہے

ہے کچھ ایسی ہی بات جو چپ ہوں　　ورنہ کیا بات کر نہیں آتی۔

(۴) ترجمہ۔ تیری آنکھ کا شیوہ جنگ کا فریب رکھتا تھا۔ ہم نے غلط سمجھا اور اسے صلح خیال کیا۔

(۵) ترجمہ۔ کئی نکتے بیان ہوئے لیکن شکایت کسی نے نہ دیکھی کیونکہ ہم نے حرمت کے پہلو کو نہ چھوڑا۔

مطلب یہ ہے کہ ہمارے اور ہمارے محبوب کے درمیان کئی نکتے اور لطیفے ہوئے لیکن ہماری گفتگو میں کسی کو شکایت نظر نہ آئی۔ وجہ یہ تھی کہ محبوب کے ساتھ گفتگو کے دوران میں ہم نے حرمت اور ادب کے قواعد کو ملحوظ رکھا۔ پہلا مصرعہ کا ترجمہ اس طرح بھی ہو سکتا ہے کہ کئی نکتے بیان ہوئے اور شکایتیں ہوئیں لیکن کسی کو معلوم نہ ہو سکا کیونکہ ہم نے شکایت کے وقت بھی حرمت کے پہلو کو نظر انداز نہ کیا۔ بعض پرانے قلمی دیوانوں میں پہلا مصرعہ اس طرح ہے۔ ع نکتہ ہا رفت و شکایت کس نہ کرد۔

(۶) ترجمہ۔ تیرے حسن کا باغ خود بخود ہی دلفریب نہیں ہوا۔ بلکہ ہم نے اس پر دم ہمت کیا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ یہ دلفریبی جو معشوق کے حسن میں ہے۔ عاشقوں کے یمن و برکت سے ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ پیر اگرچہ پرند مریداں ہے پرانند معشوق بھی ایک حد تک عاشقوں کے بنائے ہوئے ہوتے ہیں۔

(۷) ترجمہ۔ جب تو نے دوسروں کی محبت میں دل لگایا۔ تو ہم نے تیرے وصل کی امید منقطع کر دی۔

(۸) ترجمہ۔ معشوق نے کہا کہ اے حافظ تو نے خود ہمیں دل دیا ہے۔ ہم نے کسی پر محصل مقرر نہیں کیا تھا۔

محصل۔ وہ اہلکار جو سرکاری حاصلات ٹیکس وغیرہ جمع کرتا ہے۔ کلکٹر۔ مطلب یہ ہے کہ ہم نے تم سے دل چھین کر نہیں لیا اور نہ کوئی محصل مقرر کیا تھا جو تم سے دل چھین لاتا۔ تم نے خود برضا و رغبت ہم کو دل دیا۔ اب شکایت فضول ہے۔

غزل (۶۲)

ما نگوئیم بد و میل بناحق نکنیم	۱	جامۂ کس سیہ و دلق خود ازرق نکنیم
رقم مغلطہ بر دفتر دانش نکشیم	۲	سرِ حق با ورق شعبدہ ملحق نکنیم
عیب درویش و توانگر بکم و بیش بدست	۳	کار بد مصلحت آنست کہ مطلق نکنیم
خوش برانیم جہاں در نظر راہ رواں	۴	فکر اسپ سیہ و زین مغرق نکنیم
آسماں کشتی ارباب ہنر می شکند	۵	تکیہ آں بہ کہ بریں بحر معلق نکنیم
شاہ اگر جرعہ رنداں نہ بحرمت نوشد	۶	التفاتش بمی صاف مروق نکنیم
گر بدی گفت حسودی و رفیقی رنجید	۷	گو تو خوش باش کہ ما گوش با حمق نکنیم

(۸) حافظ ار خصم خطا گفت نگیریم برو
ور بحق گفت جدل با سخن حق نکنیم (۸)

(۱) ترجمہ۔ ہم کسی کو برا نہیں کہتے اور ناحق کی طرف رغبت نہیں کرتے۔ کسی کے جامہ کو سیاہ نہیں کرتے۔ اور اپنی گدڑی کو ریائی نہیں بناتے۔

(۲) ترجمہ۔ دانائی کی کتاب پر غلطی کا خط نہیں کھینچتے۔ حقیقت کے بھید کو شعبدہ کے ورق کے ساتھ نہیں ملاتے۔
مغلطہ۔ بالفتح۔ وہ جگہ جہاں آدمی غلطی یا شبہ میں پڑ جائیں۔ مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے دفتر دانش کو مغلطہ نہیں بناتے اور حقیقت کو شعبدہ کے ساتھ نہیں ملاتے۔

(۳) ترجمہ۔ درویش اور توانگر کی عیب جوئی کم و بیش دونوں برے کام ہیں۔ مصلحت یہی ہے کہ برا کام ہم مطلق نہ کریں۔
مطلب یہ ہے کہ کسی کی عیب لئے عیب جوئی نہیں کرنی چاہئے۔ خواہ وہ توانگر ہو خواہ درویش۔

(۴) ترجمہ۔ رہروں کی نظر میں ہم جہاں کو اچھی طرح چلاتے ہیں۔ نہ مشکیں گھوڑے کی فکر ہے اور نہ مغرق زین کی۔
مغرق۔ غرق ہو گیا ہوا۔ زر و سیم مغرق۔ جواہرات سے آراستہ۔ مطلب یہ ہے کہ ہم دنیا میں آزادانہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ سیاہ اسپ و زین کی فکر نہیں کرتے۔

نه خداوند رعیت نه غلام شهریارم		نه بر اشتر سوارم نه چو اشتر زیر بارم

(۵) ترجمہ۔ آسمان ارباب ہنر کی کشتی کو توڑ دیتا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ ہم اس معلق سمندر پر بھروسہ نہ کریں۔
آسمان کو معلق سمندر کہا ہے کیونکہ یہ سمندر کی طرح نیلگوں ہے اور معلق ہے کشتی و بحر کی رعایت ظاہر ہے مطلب یہ ہے
کہ آسمان ہمیشہ ارباب ہنر کا دشمن رہا ہے اس لئے اس آسمان پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے۔ مزید شرح کے لئے دیکھو شعر
د ۱۲/۱۱ د ۱۲/۴ ذ ۱۱/۸ م ۲/۴
(۶) ترجمہ۔ اگر بادشاہ ہم رندوں کی ایک گھونٹ شراب کی درخواست نہیں کرے تو ہم اس کی صاف و چھنی ہوئی شراب کی طرف توجہ ہی نہ کرینگے۔
مطلب یہ ہے کہ اگر بادشاہ ہم رندوں کی تلچھٹ کو عزت کی نگاہ سے نہ دیکھے اور ذلیل سمجھے تو ہم بھی اس کی صاف شراب کی پروا نہ کرینگے
یعنی خودداری کی تعلیم ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اگر امرا ہم غربا کو عزت کی نگاہ سے نہ دیکھینگے تو ہم بھی انکو اسی طرح ذلیل سمجھینگے
(۷) ترجمہ۔ اگر کسی حاسد نے برا کہا ہو اور اس سے کوئی دوست رنجیدہ ہوا ہو تو اس سے کہو کہ خوش ہو کیونکہ ہم احمق کی باتیں نہیں سنتے۔
مطلب یہ ہے کہ اگر میرے کسی حاسد نے مجھ کو برا بھلا کہا ہے اور میرے دوست یہ سن کر ناراض ہوئے ہیں تو ان دوستوں کو کہو کہ رنجیدہ
خاطر نہ ہوں ایسے احمقوں (حاسدوں) کی بات سننی ہی نہ چاہیے۔
(۸) ترجمہ۔ اے حافظ اگر دشمن نے غلط کہا ہو تو ہم اس کی گرفت نہیں کرتے اور اگر سچ کہا ہو تو سچی بات پر ہم جھگڑا نہیں کرتے۔
مطلب یہ ہے کہ دشمن کی بات پر رنجیدہ نہیں ہونا چاہیے اگر اس نے جھوٹ کہا ہے تو وہ قابل رحم ہے۔ قابل گرفت
نہیں اگر سچ کہا ہے۔ تو سچی بات پر ناراض نہیں ہونا چاہیے۔

ہے برا وہی کہ جو تجھ کو برا جانتا ہے		تو بھلا ہے تو برا ہو نہیں سکتا اے ذوق
کیوں برا کہنے سے تو اس کے برا مانتا ہے		اور اگر تو ہی برا ہے تو وہ سچ کہتا ہے

غزل ۹۳

مرا عہدیست با جانان کہ تا جان در بدن دارم	۱	ہواداران کویش را چو جان خویشتن دارم
صفای خلوت خاطر از آن شمع چگل جویم	۲	فروغ چشم و نور دل از آن ماہ ختن دارم
بکام و آرزوی دل چو دارم خلوتی حاصل	۳	چہ فکر از خبث بدگویان میان انجمن دارم
شراب خوشگوار ہست و یار مہربان ساقی	۴	ندارد ہیچکس یاری چنین یاری کہ من دارم
مرا در خانہ سروی ہست کاندر سایۂ قدش	۵	فراغ از سرو بستانی و شمشاد چمن دارم

سزد کز خاتم لعلش زنم لاف سلیمانی	۶	چو اسم اعظمم باشد چه باک از اہرمن دارم
خدا را ای رقیب امشب زمانی دیده بر ہم نہ	۷	کہ من با لعل خاموشش نہانی صد سخن دارم
گرم صد لشکر از خوبان بقصد دل کمین سازند	۸	بحمد اللہ و المنۃ بتی لشکر شکن دارم
الا ای پیر فرزانہ مکن عیبم ز میخانہ	۹	کہ من در ترک پیمانہ دلی پیمان شکن دارم
چو در گلزار اقبالش خرامانم بحمد اللہ	۱۰	نہ میل لالہ و نسرین نہ برگ یاسمن دارم

(۱۱)	برندی شہره شد حافظ پس از چندین ورع اما چہ غم دارم چو در عالم امین الدین حسن دارم	(۱۱)

(۱) ترجمہ۔ میرا معشوق کے ساتھ وعدہ ہے کہ جب تک جان بدن میں ہے اس کے کوچہ کی آرزو کو اپنی جان کی طرح عزیز رکھونگا۔

(۲) ترجمہ۔ خلوت دل کی صفائی اس شمع چگل سے ڈھونڈھتا ہوں۔ آنکھ کی روشنی اور دل کا نور اس ماہ ختن سے حاصل کرتا ہوں
چگل بکسر تین۔ ترکستان میں ایک حسن خیز شہر کا نام ہے۔ ختن بضم اول و فتح ثانی حدود چین میں ایک شہر کا نام حسینوں کے لئے مشہور ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میری طبیعت کی صفائی دل کا نور اور آنکھوں کی روشنی یہ تمام چیزیں معشوقہ کی برکت سے ہیں۔

(۳) ترجمہ۔ دل کی آرزو اور مقصد کے مطابق جب مجھے خلوت حاصل ہے تو انجمن میں بدگو لوگوں کی خباثت سے مجھے کیا ڈر ہے۔
مطلب یہ ہے کہ جب دل کو اطمینان آزادگی اور خلوت حاصل ہو۔ تو محفل میں دشمنوں کی بدگوئی سے کچھ ڈر نہیں ہوتا

(۴) ترجمہ۔ میرے پاس خوشگوار شراب بھی ہے۔ یار مہربان ساقی بھی کوئی شخص ایسا یار نہیں رکھتا جیسا کہ میں رکھتا ہوں۔

(۵) ترجمہ۔ میرے گھر میں ایک ایسا سرو ہے کہ اسکے قد کے سایہ میں سرو بستانی اور شمشاد چمن سے مجھے فراغت حاصل ہے
مطلب یہ ہے کہ باغ و بستان میں جاکر مجھے سرو و شمشاد کے دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ میرا معشوق ان سے زیادہ موزوں قد اور سہی قامت ہے۔

شود انگشت حسرت سرو در کام چمن پیرا	چو در گلشن نمائی جلوه گر آں قد رعنا را	(قاسمی)

(۶) ترجمہ۔ اس کے خاتم لعل سے اگر میں سلیمانی کا دم ماروں تو بجا ہے۔ جب میرے پاس اسم اعظم ہے۔ تو دیو سے کیا ڈر
اسم اعظم۔ خدا تعالے کے تمام ناموں سے بڑا نام۔ اسکی تعیین میں بڑا اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک اللہ۔ بعض کے نزدیک یسین ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ کہتے ہیں کہ جسکو اسم اعظم یاد ہو شیطان اور دیو اسکے نزدیک نہیں آسکتے حضرت سلیمان

کی انگشتری میں اسم اعظم منقوش تھا جسکی برکت سے وہ جن و انس پر حکومت کرتے ہیں خواجہ صاحب اپنے معشوق کے لعل لب کو خاتم سلیمانی کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس خاتم کی موجودگی میں میں اگر سلیمان ہونے کا دعویٰ کروں تو بیجا نہ ہوگا۔ میرے پاس اسم اعظم ہے۔ مجھے شیطان اور جن و دیو سے کیا ڈر۔

(۷) ترجمہ۔ اے پاسبان خدا کیلئے آج رات تھوڑی دیر کیلئے سو جا۔ کیونکہ مجھ کو اسکے لعل خاموش کے ساتھ کئی پوشیدہ باتیں ہیں۔

لعل خاموش سے مراد لب لعل۔ مطلب یہ ہے کہ اے معشوق کے دربان یا پاسبان آج رات خدارا سو جا کیونکہ معشوق کے لب لعل سے میری کئی پوشیدہ باتیں ہیں یعنی لب لعل کے بوسے لینے ہیں۔

(۸) ترجمہ۔ اگر حسینوں کے سو لشکر میرے دل پر گھات لگائیں (تو کچھ نہیں کر سکتے) کیونکہ خدا کا شکر ہے کہ میرا اسٹ۔ ب۔ قلب ہی لشکر شکن ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میرے معشوق کی موجودگی میں کوئی اور حسین میرے دل پر قبضہ نہیں کر سکتا۔

سعدیا لشکر خوباں بشکار دل ما	گو میائید کہ ما صید فلاں گردیدیم

(۹) ترجمہ۔ ہاں اے دانا پیر میخانہ میں جا کر میری عیب جوئی نہ کر کیونکہ ترک شراب میں میرا دل عہد شکن ہے۔
یعنے اگر میں شراب سے توبہ بھی کروں تو یہ توبہ قائم نہ رہے گی میں اپنے توبہ کے عہد کو توڑ دونگا لہذا شراب نوشی پر میری عیب جوئی اور شراب پینے سے مجھے منع کرنا فضول اور بے سود ہے۔ پیمان و پیمانہ کی رعایت ظاہر

(۱۰) ترجمہ۔ خدا کا شکر ہے کہ میں اسکے اقبال کے باغ میں ٹہل رہا ہوں۔ لالہ و نسرین اور برگ یاسمن کیطرف مجھے رغبت نہیں۔

یعنے میرے لئے میرے محبوب کا حسن ایک باغ ہے۔

نرگس آنکھیں سرو قد غنچہ دہن رخسار گل	ایک مشت خاک پر کیا گلشن آرائی ہوئی۔

اسی مضمون پر نعمت خاں عالی کا شعر ہے۔

گل رخش سرو قدش غنچہ لبش نرگس چشم	از بہار آنچہ بجا ماند تنے ساختہ اند

اس لئے مجھے لالہ و نسرین اور یاسمن کی کیا ضرورت ہے۔

(۱۱) ترجمہ۔ حافظ اتنی پرہیزگاری کے بعد رندی میں مشہور ہو گیا لیکن مجھ کو کیا غم ہے۔ جبکہ میں دنیا میں امین الدین حسن رکھتا ہوں

امین الدین حسن۔ شاہ ابو اسحاق کے عہد میں ایک مشہور بزرگ تھے۔ خواجہ صاحب کو ان سے عقیدت تھی۔

غزل (۴۴)

مرحبا طایر فرخ رخ فرخنده پیام	۱	خیر مقدم چه خبر یار کجا راه کدام
یا رب این قافله را لطف ازل بدرقه باد	۲	که از و خصم بدام آید و معشوق بکام
ماجرای من و معشوق مرا پایان نیست	۳	هرچه آغاز ندارد نپذیرد انجام
چشم خونبار مرا خواب نه در خور باشد	۴	من له یقتل داء دنف کیف ینام
تو ترحم نکنی بر من بیدل دانم	۵	ذاک دعوای دها انت و تلک الایام
گل ز حد برد تنعم ز کرم رخ بنما	۶	سرو مینازد و خوش نیست خدا را بخرام
مرغ روحم که همی زد ز سر سدره صفیر	۷	عاقبت دانه خال تو فگندش در دام
زلف دلدار چو زنار همی فرماید	۸	برو ای شیخ که شد بر تن ما خرقه حرام

(۹)	حافظ ار میل بابروی تو دارد شاید جای در گوشه محراب کنند اهل کلام	(۹)

(۱) ترجمہ ۔ مرحبا! آ فرخ رو اور مبارک پیغام والے پرندے ۔ خوش آمدی! کیا خبر ہے یار کہاں ہے کونسی راہ ہے ؟

(۲) ترجمہ ۔ اے خدا لطفِ ازلی کو اس قافلہ کا رہنما بنا تا کہ دشمن جال میں پھنس جائے اور معشوق حسبِ مراد ہو جائے ۔

از منزلِ مقصود کسی آگاه نمی بود	اگر بدرقۂ لطفِ تو همراه نمی بود		نعمت خان عالی

(۳) ترجمہ ۔ میرا اور معشوق کے درمیان جو ماجرا ہے اسکی کوئی حد نہیں جس چیز کا آغاز نہ ہو اسکا انجام بھی نہیں ہوتا ۔

مطلب یہ ہے کہ قصۂ عشق بے پایاں ہے ۔ ہمارا عشق ازلی اور ابدی ہے نہ اسکی کوئی ابتدا ہے نہ انتہا ۔ دیکھو شعر $\frac{۲۵}{د}$

کس بادیۂ عشق بپایاں نرسانده است		هرچند بنظر کار کند یک رم آهو است	(قاسم)

ذوق کا شعر ہے ۔

سب یہ کہتے ہیں بحرِ عشق اسکے دو کنارے ہیں		ازل نام اس کنارے کا ابد نام اس کنارے کا

(۴) ترجمہ ۔ نیند میری خونبار آنکھ کے لائق نہیں جسکا علاج قتل ہو وہ کیسے سو سکتا ہے ۔

مطلب یہ ہے کہ میری آنکھ خونباری کرتی ہو اس نے مستو جب تبل ہو لیں اُسے کیسے نیند آسکتی ہے ۔

(۵) ترجمہ ۔ میں جانتا ہوں کہ مجھ بیدل پر تو رحم نہیں کریگا ۔ یہ میرا دعویٰ ہے اور یہ تو ہے اور یہ زمانہ

مطلب یہ ہو کہ میرا دعوے ہو کہ تو مجھ پر کبھی رحم نہیں کریگا ۔ اور میرے دعوے کی تصدیق بھی ہو جائیگی یہ تو ہو اور یہ زمانہ

بیچ میں گو کی نہیں میدان ۔ دیکھیں گے کہ میرا دعویٰ سچا ہوتا ہے یا نہیں ۔

(۶) ترجمہ ۔ پھول حد سے زیادہ فخر کرنے لگا ہو مہربانی سے چہرہ دکھا ۔ سرو ناز کرتا ہے اور یہ اچھی بات نہیں ۔ خدا کے لئے خراماں ہو ۔

ظاہر ہے کہ معشوق کے رخسار کے مقابلہ میں پھول بے رونق ہو جائیگا اور اسکے قد خراماں کے سامنے سرو کی کچھ قدر نہیں رہے گی ۔

با رخش لالہ ندانم بچہ رونق بشگفت		با قدش سرو ندانم بچہ یارا برخاست	(سعدیؒ)

(۷) ترجمہ ۔ میری روح کا پرندہ جو سدرہ پر چہچہاتا تھا تیرے خال کے دانہ نے آخر کار اسے جال میں پھنسایا ۔

تشریح کے لئے دیکھو شعرم ۲۶/۴ ف ۴/۳ ۔

(۸) ترجمہ معشوق کی زلف جب زنار باندھنے کا حکم دیتی ہو ۔ تو اے شیخ چلا جا کہ میرے تن پر خرقہ حرام ہو گیا ہے ۔

مطلب یہ ہو کہ جب معشوق زنار بندی کا حکم دیتا ہو تو پھر خرقہ پوشی حرام ہے ۔ مذہب عشق میں محبوب کی حکم عدولی کفر ہے ۔

ہر چہ از راہ دا مانی چہ کفر آں حرف و چہ ایماں		ہر چہ از دوست دور افتی چہ زشت آں نقش و چہ زیبا

نعمت خان عالی اس زنار بندی کو عین اسلام کہتے ہیں ۔

بستم از عشق خطش از سر نو زنارے		دل کافر شدہ را باز مسلمان کردم	

(۹) ترجمہ ۔ حافظ اگر تیرے ابرو کیطرف رغبت رکھتا ہو تو ایسا ہی چاہئے ۔ کیونکہ اہل کلام گوشہ محراب میں ہی مقیم ہوتے ہیں

مطلب یہ ہو کہ ماہران علوم دین اور عارف لوگ ہمیشہ گوشہ محراب میں ہی بیٹھا کرتے ہیں اسلئے حافظ بھی اگر تیرے محراب ابرو کیطرف مائل ہو تو بجا ہے ۔ اہل کلام سے مراد ماہران علم کلام یا شاعر ۔ لہذا حافظ اور اہل کلام کی رغبت بجا ہے

غزل ۶۵

مرو کہ در غم ہجر تو از جہاں بریم	۱	بیا کہ پیش تو از خویش ہر زمان بریم

سخن بگوی کہ پیش لب تو جان بدہیم	۲	رہا مکن کہ دریں حسرت از جہاں بریم
روا مدار کہ جاں بر لب است و ما ز جہاں	۳	ندیدہ کام دل از آن لب و دہاں بریم
خوش آن زمان کہ بہ سنیم بر دہاں لب تو	۴	تو خود بگوی کہ ما از برت چساں بریم
گدای کوی شماییم و حاجتے داریم	۵	روا مدار کہ محروم از آستاں بریم
نشان وصل بما دہ بہر طریق کہ ہست	۶	کہ باری از پی وصل تو با نشاں بریم

(۷) مگو کہ حافظ ازیں در برو برای خدا (۷)
کہ ہر چہ رای تو باشد جز ایں براں بریم

(۱) ترجمہ ۔ تو نہ جا تا کہ ہم تیرے ہجر کے غم سے جہاں سے نہ چلے جائیں ۔ آ تا کہ تیرے سامنے ہر وقت بیخود رہیں ۔

(۲) ترجمہ ۔ بات کر تا کہ تیری لب کے سامنے ہم جان دیدیں ۔ ایسا نہ ہونے دے کہ اسی حسرت میں ہم جہان سے چلے جائیں ۔ مطلب یہ ہے کہ ہمارے ساتھ ہمکلام ہو تا کہ تیرے ایک لفظ پر ہم جان قربان کر دیں ایسا نہ ہو کہ ہم تیری باتیں سننے کی آرزو میں ہی مر جائیں ۔

(۳) ترجمہ ۔ ہماری جان لبوں پر ہے ایسا نہ ہونے دے کہ ہم جہان سے تیرے لب و دہن سے دل کا مقصد حاصل کرنے کے بغیر ہی چلے جائیں ۔

یعنے ہم جان بلب ہیں لب لعل کا ایک بوسہ عطا کر تا کہ ہم اسی حسرت میں دنیا سے نہ چلے جائیں ۔

(۴) ترجمہ ۔ وہ وقت کیا اچھا ہوگا کہ ہم اپنے منہ پر تیرے لبوں کو رکھینگے ۔ تو خود ہی کہہ کہ ہم تیرے پاس سے کسطرح چلے جائیں

(۵) ترجمہ ۔ ہم تیرے کوچہ کے گدا ہیں اور حاجت رکھتے ہیں ۔ یہ بات روا نہ رکھ کہ ہم تیری آستان سے محروم چلے جائیں ۔

(۶) ترجمہ ۔ جس طریقہ سے بھی ہو اپنے وصل کا ہم کو نشان دے تا کہ تیرے وصل کے پیچھے ہم نشان کے ساتھ جائیں

یعنے ہمیں نشان راہ بتا تا کہ تیرے وصل کی منزل مقصود تک ہم پہنچ جائیں ۔

(۷) ترجمہ ۔ برائے خدا یہ نہ کہو کہ اے حافظ اس دروازہ سے چلا جا ۔ کیونکہ اسکے سوا اور جو کچھ تیری رائے ہوگی ہم اسی پر چلیں گے

مطلب یہ ہے کہ ہم یہ بات تسلیم نہیں کریں گے کہ تیرے دروازہ سے چلے جائیں ۔ اسکے سوا اور جو حکم تو کریگا ۔ بسر و چشم قبول کریں گے ۔ برائے خدا کو بہرو کے ساتھ بھی پڑھ سکتے ہیں ۔

غزل ۶۶

مزن بر دل ز نوک غمزہ تیرم ۱	کہ پیش چشم بیمارت بمیرم
نصاب حسن در حد کمال است ۲	زکاتم دہ کہ مسکینم فقیرم
قدح پر کن کہ من از دولت عشق ۳	جوان بخت جہانم گرچہ پیرم
چناں پر شد فضای سینہ از دوست ۴	کہ فکر خویش گم شد از ضمیرم
مبادا جز حساب مطرب و مے ۵	اگر حرفے کشد کلک دبیرم
دراں غوغا کہ کس کس را نپرسد ۶	من از پیر مغاں منت پذیرم
قراری کردہ ام با میفروشاں ۷	کہ روز غم بجز ساغر نگیرم
خوشا آں دم کز استغنای مستی ۸	فراغت بخشد از شاہ و وزیرم
فراواں گنج غم در سینہ دارم ۹	اگرچہ مدعی بیند فقیرم

(۱۰) من آں دم برگرفتم دل ز حافظ
کہ ساقی گشت یار ناگزیرم (۱۱)

(۱) ترجمہ — میرے دل پر غمزہ کی نوک سے تیر نہ مار۔ کیونکہ میں تیری بیمار آنکھ کے سامنے مرنے پر تیار ہوں۔

مطلب یہ ہے کہ تجھے ضرورت نہیں ہے کہ مجھے قتل کرنے کے لیے میرے دل پر تیر غمزہ مارے۔ کیونکہ میں خود ہی تیری چشم بیمار کے سامنے مرنے پر تیار ہوں۔ یا یہ کہ مجھے دور سے تیرِ غمزہ مار کر قتل نہ کر کیونکہ میں تیری چشم بیمار کے پاس مرنا چاہتا ہوں۔

(۲) ترجمہ — تیرے حُسن کا نصاب حد کمال میں ہے۔ مجھے زکوٰۃ دے کہ میں مسکین ہوں فقیر ہوں۔ نصاب — مال کی اتنی مقدار جس پر زکوٰۃ لازم آئے۔

(۳) ترجمہ۔ پیالہ بھر دے کیونکہ میں عشق کی بدولت جہاں کا جوان بخت ہوں اگرچہ بوڑھا ہوں۔

(۴) ترجمہ۔ سینہ کا میدان دوست سے اسطرح بھر گیا ہے کہ اپنا خیال بھی دل سے دور ہو گیا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ میں دوست میں اسقدر محو ہو گیا ہوں کہ اپنے آپ کی خبر بھی نہیں رہی۔ اصطلاحِ تصوف میں اسی حالت کو فنا فی المعشوق کہتے ہیں۔

•	خیال دوست در دل آن چنان است اگر خواہم کہ بینم خویشتن را	کہ عالم جملہ از چشمم نہان است ہمیں بینم کہ جانانم عیان است

(۵) ترجمہ۔ اگر میرے محاسب کا قلم کوئی حرف لکھے تو خدا کرے کہ وہ مطرب و مے کے حساب کے بغیر کچھ نہ ہو۔

یعنی خدا کرے کہ محاسبانِ قضا و قدر میرے حساب میں سوائے مطرب و مے کے اور کچھ نہ لکھیں

(۶) ترجمہ۔ جس غوغا میں کوئی کسی کو نہیں پوچھیگا۔ میں پیر مغاں کا منت پذیر ہونگا۔

مطلب یہ ہی کہ میں غوغائے قیامت میں ساقی کوثر کا ممنونِ احسان ہونگا۔

(۷) ترجمہ۔ میں نے میفروشوں سے قرار کیا ہے کہ غم کے دن سوائے پیالے کے اور کچھ نہ لونگا۔

(۸) ترجمہ۔ وہ وقت اچھا ہوگا کہ مستی کی بے نیازی مجھے بادشاہ اور وزیر سے مستغنی کر دے۔

یعنے مست ہو کر دنیا سے مستغنی ہو جاؤں۔

(۹) ترجمہ۔ میرے سینہ میں غم کا بہت بڑا خزانہ ہے۔ اگرچہ مدعی مجھے فقیر سمجھتا ہے۔

عاشقوں کے نزدیک غم عشق بھی ایک بیش بہا خزانہ ہے۔

(۱۰) ترجمہ۔ میں نے حافظ سے اسوقت سے دل ہٹا لیا ہے جب سے کہ ساقی میرا ضروری دوست ہو گیا ہے

یعنی ساقی کی دوستی میں میں نے اپنے آپ کو چھوڑ دیا ہے دیکھو شعر (۴) غزل ہذا۔

غزل ۴۰۲

مژدۂ وصل تو کو کز سر جان برخیزم	۱	طایر قدسم و از دام جہان برخیزم
یارب از ابر ہدایت برسان بارانی	۲	پیشتر زانکہ چو گردی ز میان برخیزم

بولای تو کہ گر بندۂ خویشم خوانی	۳	از سر خواجگی کون و مکان برخیزم
بر سر تربت من با می و مطرب بنشیں	۴	تا ببویت ز لحد رقص کناں برخیزم
گرچہ پیرم تو شبی تنگ در آغوشم گیر	۵	تا سحر گہ ز کنار تو جواں برخیزم
تو مپندار کہ از خاک سر کوی تو من	۶	بجفای فلک و جور زماں برخیزم

(۷) سروبالا بنما ای بت شیریں حرکات
کہ چو حافظ ز سر جان و جہان برخیزم (۷)

یہ غزل خواجہ صاحب کی تربت پر سنگ مرمر کے ایک تختہ پر کندہ ہے۔ دیکھو لسان الغیب جلد اول صفحہ ۲۸ سوانحعمری۔

(۱) ترجمہ۔ تیری وصل کا مژدہ کہاں ہے کہ میں جان سے گذر جاؤں۔ میں عالم قدس کا پرندہ ہوں دنیا کے جال سے نکل جاؤں۔

وصل سے مراد مشاہدۂ محبوب حقیقی۔

شمع من منتظر قتل خودم زود بیا	کہ پروبال فشاں از سر جاں برخیزم	(آزاد بلگرامی)

اسی مضمون اور اسی زمین میں امیر خسرو دہلوی فرماتے ہیں۔

یکزماں پیش من ای جان جہانم بنشیں	تا بداں خوشدلی از جان جہاں برخیزم

(۲) ترجمہ۔ اے خدا ہدایت کے بادل سے پانی برسا پیشتر اسکے کہ گرد کی طرح میں درمیان سے اٹھ جاؤں۔

گرد اور باراں کی رعایت ظاہر

مطلب یہ ہے کہ مرنے سے پہلے مجھے سیدھی راہ دکہا دے۔

(۳) ترجمہ۔ تیری محبت کی قسم ہے کہ اگر تو مجھے اپنا غلام کہے۔ تو میں کون و مکان کی بادشاہی کا خیال چھوڑ دوں۔

مطلب یہ ہے کہ دونو جہانوں کی بادشاہی سے تیری غلامی بہتر ہے۔

(۴) ترجمہ۔ میری قبر پر شراب اور مطرب کے ساتھ بیٹھ تاکہ تیری خوشبو پاکے میں رقص کرتا ہوا اٹھ کھڑا ہوں۔

اسی مضمون اور اسی زمین میں خواجہ سلمان ساوجی کا شعر ہے۔ دوسرا مصرعہ سلمان کا ہے

چوں شوم خاک بخاکم گذرے کن چو صبا	تا ببویت ز لحد رقص کناں برخیزم

امیر خسرو دہلوی فرماتے ہیں۔

	از پس مرگ اگر بر سر خاکم گذری		بانگ پایت شنوم نعرہ زناں برخیزم	

مولانا آزاد بلگرامی نے اسی غزل پر ایک غزل لکھی ہے یہ شعر انکا ہے۔

	بر سر تربت من شورِ قیامت افگن		کہ من پیر ز فیض تو جواں برخیزم	

(۵) ترجمہ۔ اگرچہ میں بوڑھا ہوں تو ایک رات مجھے بغل میں سخت دبا۔ تاکہ صبح کے وقت تیری بغل سے میں جوان اٹھوں۔

	ناتوان گشتم ازاں گونہ کہ نتوانم خاست		ور مرا دست بگیری تو رواں برخیزم	(امیر خسرو)

(۶) ترجمہ۔ تو یہ خیال نہ کر کہ تیرے کوچہ کی خاک سے میں آسمان کے ظلم اور زمانہ کے جور کی وجہ سے اٹھ کھڑا ہونگا۔ مطلب یہ ہے کہ خواہ کچھ ہی ہو میں تجھے نہیں چھوڑ سکتا۔

	گرچہ از عقل و دل و دیدہ و جاں برخیزم		حاش للہ کہ من از عشق فلاں برخیزم	(امیر خسرو)

(۷) ترجمہ۔ اے شیریں حرکات معشوق! اپنا بلند قد دکھا۔ تاکہ میں حافظ کی طرح جان اور جہان کا خیال چھوڑ دوں۔

	کیستم گرد سر راہ اگر او بگذرد		مضطرب از پئے آں سرو رواں برخیزم	(آزاد)

مرزا صائب نے بھی اسی زمین میں کہا ہے۔

	مہلت عمر کم و فرصت خدمت تنگ است		مگر از خاک چو نے بستہ میاں برخیزم	

غزل ۶۸

من ترک عشقبازی و ساغر نمے کنم	۱	صد بار توبہ کردم و دیگر نمے کنم
باغ بہشت و سایہ طوبیٰ و قصر حور	۲	با خاک کوی دوست برابر نمے کنم
تلقین و درس اہل نظر یک اشارت است	۳	کردم اشارتے و مکرر نمے کنم
ہرگز نمے شود ز سر خود خبر مرا	۴	تا در میان میکدہ سر بر نمے کنم
ناصح بطنز گفت حرام است مے مخور	۵ ق	گفتم بگو کہ گوش بہر خر نمے کنم
پیر مغاں حکایت معقول میکند	۶	معذورم ار محال تو باور نمے کنم
این تقویم بس است کہ چون اہل شہر	۷	ناز و کرشمہ بر سر منبر نمے کنم
زاہد بطعنہ گفت برو ترک عشق کن	۸	محتاج جنگ نیست برادر نمے کنم

(۹)	حافظ جناب پیر مغاں جای من و فاست من ترک خاک بوسی این در نمے کنم	(۹)

(۱) ترجمہ ۔ میں عشق بازی اور شراب کو ترک نہیں کرتا ۔ سو بار توبہ کر چکا ہوں اب نہیں کرتا ۔
یعنے پہلے ہی شاہد و شراب سے کئی دفعہ توبہ کر چکا ہوں اور توبہ کو توڑ چکا ہوں اب توبہ نہیں کرونگا ۔

(۲) ترجمہ ۔ میں باغ بہشت سایہ طوبیٰ اور حور کے محل کو معشوق کے کوچہ کی خاک کے برابر بھی نہیں سمجھتا ۔

(۳) ترجمہ ۔ اہل نظر کے سبق کی تعلیم بس ایک اشارہ ہی ہے ۔ میں ایک اشارہ کر چکا ہوں دوبارہ نہیں کرتا ۔
مطلب یہ ہے کہ اہل نظر کی تعلیم ایک اشارہ ہی ہو جاتی ہے اور "عاقل را اشارہ بس است" ۔ بس میں ایک اشارہ کر چکا ہوں اور جو کچھ بتانا تھا بتا چکا ہوں ۔ اب بار بار وہی اشارہ نہیں کرونگا ۔

(۴) ترجمہ ۔ مجھے اپنے سر کی ہی بالکل خبر نہیں ہوتی ۔ جب تک کہ میں شراب خانہ میں سر نہیں اٹھاتا
مطلب یہ ہے کہ مجھے مست ہو کر ہوش آتا ہے ۔

(۵) ترجمہ ۔ شیخ نے مجھے طنزاً کہا کہ شراب حرام ہے نہ پی ۔ میں نے جواب دیا کہ چپ رہ میں ہر ایک گدھے کی بات نہیں سنتا ۔

(۶) ترجمہ ۔ پیر مغاں معقول بات کہتا ہے ۔ اگر میں تیری نامکمل باتوں کو نہیں مانتا تو معذور ہوں ۔
یہ شعر پچھلے شعر سے قطعہ بند ہے

(۷) ترجمہ ۔ مجھے اتنی ہی پرہیزگاری کافی ہے کہ شہر کے زاہدوں کی طرح منبر پر ناز و کرشمہ نہیں دکھاتا
مطلب یہ ہے کہ میرے لئے یہی تقویٰ کافی ہے کہ زاہدانِ شہر کی طرح منبر پر بیٹھکر اپنی بزرگی کا اظہار نہیں کرتا ۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ترکِ خود نمائی اور خود ستائی بہت بڑی پرہیزگاری ہے ۔

(۸) ترجمہ ۔ زاہد نے مجھے طنزاً کہا کہ جا عشق چھوڑ دے ۔ (میں نے جواب دیا) اے بھائی کوئی لڑائی کی بات نہیں ہے ۔ میں نہیں چھوڑتا ۔

(۹) ترجمہ ۔ اے حافظ پیر مغاں کی جناب وفا کا مقام ہے ۔ میں اس دروازہ کی خاکبوسی کو نہیں چھوڑ سکتا ۔

غزل (۶۹)

من دوستدار روی خوش و موی دلکشم	۱	مدهوش چشم مست و می صاف بیغشم
در عاشقی گزیر نباشد ز سوز و ساز	۲	استاده ام چو شمع مترسان ز آتشم
من آدم بهشتیم اما درین سفر	۳	حالی اسیر عشق جوانان مهوشم
بخت ار مدد کند که کشم رخت سوی دوست	۴	گیسوی حور گرد فشاند ز مفرشم
شیراز معدن لب لعل ست و کان حسن	۵	من جوهری مفلسم ازان رو مشوشم
از بسکه چشم مست درین شهر دیده ام	۶	حقا که می نمیخورم اکنون و سرخوشم
شهریست پر کرشمهٔ خوبان ز شش جهت	۷	چیزیم نیست ورنه خریدار هر ششم
گفتی ز سر عهد ازل نکتهٔ بگوی	۸	انگه بگویمت که دو پیمانه درکشم
حسن عروس طبع مرا جلوه آرزوست	۹	آیینه ندارم ازان آه می کشم

(۱۰) حافظ ز تاب فکرت بیحاصلی بسوخت
ساقی کجاست تا زند آبی بر آتشم (۱۰)

(۱) ترجمہ میں خوبصورت چہرے اور دلکش بالوں کو دوست رکھتا ہوں مست آنکھ اور صاف بےغش شراب کا مست ہوں

(۲) ترجمہ ۔ عاشقی میں سوز و ساز ضروری ہیں ۔ میں شمع کیطرح کھڑا ہوں مجھے آگ سے نہ ڈرا ۔

مطلب یہ ہے کہ عشق میں جلنا ضروری ہے ۔ جلنے کے لئے تیار ہوں ۔ ڈرتا نہیں ہوں ۔

(۳) ترجمہ میں بہشتی انسان ہوں لیکن اس سفر میں فی الحال مہوش جوانوں کی عشق میں گرفتار ہوں ۔

اسی مضمون کے لئے دیکھو ت [illegible] م ۲/۲ م ۱۲/۸ م ۵۱/۴ م ۴۸/۲

(۴) ترجمہ ۔ اگر بخت یاوری کرے اور میں دوست کے پاس پہنچ جاؤں تو حوریں اپنے گیسوے میرے فرش سے گرد جھاڑینگی

مفرش ۔ بچھونا ۔ بساط ۔ بستر ۔ وہ چیز جس میں بستر رکھیں ۔ چمڑے کا صندوق جسمیں کپڑے

رکھتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ منزلِ محبوب میں جاروبی کا کام بھی حوریں کرتی ہیں۔

(۵) ترجمہ۔ شیراز لبِ لعل اور کانِ حسن کا معدن ہے۔ میں مفلس جوہری ہوں اسلئے تشویش میں ہوں۔

گویند کہ بادستِ تہی عشق وبال است		افتاد دبریں قاعدہ اجماع امم را	(غالب)

(۶) ترجمہ۔ چونکہ میں نے اس شہر میں بہت مست آنکھیں دیکھی ہیں قسم ہے کہ اب شراب نہیں پیتا اور پھر بھی مست ہوں

مے حاجت نیست مستیم را		در چشمِ تو تا خمار باشد	

(۷) ترجمہ۔ شیراز ایک پرکرشمہ شہر ہے اور ہر طرف معشوق ہیں۔ میرے پاس کچھ نہیں ورنہ تمام کا خریدار ہوں

یہ شعر بعض قلمی دیوانوں میں نہیں ہے۔

(۸) ترجمہ۔ تو نے مجھ کہا ہی کہ عہدِ ازل کے بھید سے کوئی نکتہ بیان کر۔ میں اسوقت نکتہ بیان کرونگا جب دو پیالے شراب پی لونگا۔

(۹) ترجمہ۔ میری طبیعت کی عروس کے حسن کو جلوہ نمائی کی خواہش ہے۔ کوئی آئینہ نہیں ہے اسلئے افسوس کرتا ہوں

مطلب یہ ہے کہ میری طبع موزوں حسن جلوہ نمائی کرنا چاہتی ہے لیکن یہاں شعر و سخن کا کوئی قدردان اور نکتہ فہم نہیں اسلئے افسوس کے بغیر اور کیا ہو سکتا ہے۔

(۱۰) ترجمہ۔ حافظ بے حاصلی کے فکر کی آگ سے جل گیا۔ ساقی کہاں ہے جو میری آگ پر پانی ڈالے۔

حاصل کلام یہ کہ بضاعتِ اعمال کی کمی سے شرمندہ ہوں شراب عشق سے اس کی تلافی کرنا چاہتا ہوں

غزل (۷۰)

من کہ باشم کہ بران خاطر عاطر گذرم	۱	لطفہا میکنی ای خاک درت تاج سرم
دلبرا بندہ نوازیت کہ آموخت بگو	۲	کہ من این ظن برقیبان تو ہرگز نبرم
ہمتم بدرقہ راہ کن ای طائر قدس	۳	کہ درازست رہ مقصد و من نو سفرم
ای نسیم سحری بندگی ما برسان	۴	کہ فراموش مکن وقت دعای سحرم
خرم آں روز کزیں مرحلہ بربندم رخت	۵	ور سر کوی تو پرسند رفیقاں خبرم

پایۂ نظم بلند است و جہانگیر بگو	۶	تا کند پادشہ بحر دہان پر گہرم	
راہ خلوتگہ خاصم بنما تا پس ازیں	۷	می خورم با تو و دیگر غم دنیا نخورم	

(۸) حافظا شاید اگر در طلب گوہر وصل (۸)
دیدہ دریا کنم از اشک و درو غوطہ خورم

(۱) ترجمہ - میں کیا چیز ہوں کہ تیری خاطر عاطر میں میرا خیال ہو - آگہ تیری دروازہ کی خاک میرے سر کا تاج ہے - تو بہت لطف کرتا ہے -

عاطر - خوشبودار - مجازاً پاکیزہ نفیس -

(۲) ترجمہ - اے معشوق کہو کہ تجھے بندہ نوازی کس نے سکھائی ہے کیونکہ مجھے تیرے رقیبوں پر تو ہرگز یہ ظن نہیں ہے - یعنے رقیب تو کبھی تجھے بندہ نوازی نہیں سکھاتے - خواجہ صاحب کو یہ خطرہ ہے کہ معشوق نے کہیں بندہ نوازی کی مشق رقیبوں پر ہی تو نہیں کی -

(۳) ترجمہ - اے قدسی پرندہ ہمت کر میرا رہنما بنا کیونکہ منزل مقصود بہت دور ہے اور میرا ابھی نیا نیا سفر کرنے لگا ہوں

از منزل مقصود کسے آگاہ نمیبود		گر بدرقۂ لطف تو ہمراہ نے بود	

(۴) ترجمہ - اے نسیم سحری اسنے ہمارا سلام پہنچا اور کہہ کہ دعا سحر کے وقت بھی مجھے نہ بھول -

(۵) ترجمہ - وہ دن اچھا ہوگا جب میں اس مرحلہ سے روانہ ہونگا اور تیری کوچہ میں رفیق مجھ سے حال احوال پوچھیں گے -

یعنے وہ دن اچھا ہوگا جب میں اس دار فانی سے دار بقا کو جاؤنگا اور کوئے محبوب میں پہنچونگا دوست پوچھینگے کہ کیا حال ہے کسطرح آئے -

(۶) ترجمہ نظم کا مرتبہ بلند ہے اور عالمگیر ہے کہہ تاکہ سمندر کا بادشاہ میرا منہ موتیوں سے بھر دے -
صلہ کی درخواست ہے -

(۷) ترجمہ - مجھے اپنی خلوت گاہ خاص کی راہ دکھا تاکہ اسکے بعد تیری ساتھ شراب پیئوں اور پھر دنیا کا غم نہ کھاؤں

(۸) ترجمہ - اے حافظ اگر گوہر وصل کی طلب میں میں آنکھوں کو اشکباری سے دریا بنا دوں اور اس میں غوطہ زنی کروں تو بجا ہے -

یعنے بجا ہے اگر وصل کی آرزو میں آنکھوں سے سیلاب اشک جاری کروں۔

گوہر و دریا کی رعایت ظاہر

غزل (۱۰۷)

۱	من نہ آن رندم کہ ترک شاہد و ساغر کنم	محتسب داند کہ من این کارہا کمتر کنم
۲	چون صبا مجموعۂ گل را بآب لطف شست	کج دلم خوان گر نظر بر صفحۂ دفتر کنم
۳	لالہ ساغر گیر و نرگس مست و بر ما نام فسق	داوری دارم بسے یارب کرا داور کنم
۴	عشق دردانہ است و من غواص و دریا میکدہ	سر فرو بردم در انجا تا کجا سر بر کنم
۵	گرچہ گرد آلود فقرم شرم باد از ہمتم	گر بآب چشمۂ خورشید دامن تر کنم
۶	من کہ دارم در گدائی گنج سلطانی بدست	کی طمع در گردش گردون دون پرور کنم
۷	عاشقان را گر در آتش می پسندد لطف دوست	تنگ چشمم گر نظر بر چشمۂ کوثر کنم
۸	عہد و پیمان فلک را نیست چندان اعتبار	عہد با پیمانہ بندم شرط با ساغر کنم
۹	باز کش یکدم عنان ای ترک شہر آشوب من	تا ز اشک و چہرہ راہت پر زر و گوہر کنم
۱۰	باوجود بینوائی روسیہ بادم چو ماہ	گر قبول فیض خورشید بلند اختر کنم
۱۱	من کہ امروزم بہشت نقد حاصل میشود	وعدۂ فردای زاہد را چرا باور کنم
۱۲	شیوۂ رندی نہ لایق بود وضعم را ولی	چون در افتادم چرا اندیشۂ دیگر کنم
۱۳	دوش لعلت عشوہ میداد عاشق را ولی	من نہ آنم کز وی این افسانہا باور کنم
۱۴	گوشۂ محراب ابروی تو میخواہم ز بخت	تا در آنجا ہمچو مجنون درس عشق از بر کنم
۱۵	وقت گل گوئی کہ زاہد شو بچشم و جان و دل	میروم تا مشورت با شاہد و ساغر کنم

(۱۶) زاہد وقت گل چہ سودائیست حافظ گوش دار (۱۶)
تا اعوذی خوانم و اندیشۂ دیگر کنم

(۱) ترجمہ: میں وہ رند نہیں ہوں کہ شاہد و ساغر کو ترک کر دوں محتسب جانتا ہے کہ میں ایسے کام نہیں کیا کرتا۔

(۲) ترجمہ: جب صبا نے مجموعۂ گل کو لطف کے پانی سے دھویا ہے۔ تو اگر میں کتاب کے صفحہ پر نظر کروں تو مجھے کج دل کہو۔

مطلب یہ ہے کہ موسم بہار میں ورقِ گل کے مقابلہ میں اگر میں ورقِ کتاب کی طرف نظر کروں تو مجھے کج دل سمجھو۔ حاصل کلام یہ کہ بہار میں صحیفۂ قدرت کا مطالعہ کرنا چاہیئے یہ دن مدرسہ نشینی کے نہیں ہوتے۔

بامدادان کہ تفاوت نکند لیل و نہار
خوش بود دامن صحرا و تماشائے بہار
صوفی از صومعہ گو خیمہ بزن در گلزار
وقت آن نیست کہ در خانہ نشینی بیکار

(۳) ترجمہ: لالہ نے پیالہ پکڑا ہے۔ نرگس مست ہے اور ہم پر فسق کا الزام ہے۔ اے خدا یہ انصاف کی باتیں ہیں کس کو منصف کروں۔

مطلب یہ ہے کہ موسم بہار ہے لالہ نشہ میں سرشار ہے نرگس مست ہے گلشن کی ہوا توبہ شکن ہے۔ ان حالات میں ہم شراب پیتے ہیں تو یہی لوگ ہم پر فسق و فجور کا الزام لگاتے ہیں یہ کیا انصاف ہے کون انصاف کرے۔

(۴) ترجمہ: عشق موتی کا دانہ ہے میں غوطہ زن ہوں اور میکدہ سمندر ہے۔ اس میں میں نے غوطہ لگایا ہے دیکھیے کہاں جا کر سر نکالتا ہوں۔

مطلب یہ ہے کہ میں نے بحر عشق میں غوطہ لگایا ہے۔ دیکھیے گوہر مقصود ہاتھ آتا ہے یا نہیں اور کیا انجام ہوتا ہے۔

(۵) ترجمہ: اگرچہ میں فقر سے گرد آلود ہوں تاہم اگر چشمۂ خورشید کے پانی سے بھی دامن تر کروں تو ہمت سے شرم آنی چاہیئے۔

مطلب یہ ہے کہ باوجود فقر کے بھی میں اتنا عالی ہمت اور دل کا امیر ہوں کہ کسی چشمۂ فیض سے بھی دامن تر کرنا نہیں چاہتا۔

اقبال کرم می گزد ارباب ہمم را
ہمت نہ خورد نیشتر لا و نعم را
از غیبت دنیا الم آشوب نگردم
زین باد پریشان نکنم زلف علم را
فقرم بسیاست کشد از مسند ہمت
در چشم وجود ارند ہم جائے عدم را
(عرفی)

(۶) ترجمہ: گدائی کی حالت میں بھی بادشاہی خزانہ میسر ہے میں کمینہ پرور آسمان کی گردش پر کیا امید رکھتا ہوں

چہ آزادند درویشان ز آسیب گرانباری
چہ محتاجند سلطانان باسباب جہانبانی

بہ اہل طبیعا کورا بود رنج دل آشوبی	خوشا درویشیا کورا بود گنج تن آسانی	(خاقانی)

(۷) ترجمہ - اگر معشوق کی مہربانی عاشقوں کو آگ میں رکھنا پسند کرے - تو میں تنگ چشم ہونگا اگر چشمۂ کوثر پر بھی نظر کروں -
مطلب یہ ہے - کہ ہم معشوق کی رضا پر راضی ہیں - دوزخ میں رکھے تو چشمۂ کوثر کی آرزو نہیں -

چناں خوش است جفائت کہ گر تو تیر زنی	قبول گر نکنم من بدیدہ نامردم	(امیر خسرو)

(۸) ترجمہ - آسمان کے عہد پیمان کا کچھ اعتبار نہیں - میں نے پیالے سے عہد باندھا ہے اور ساغر سے شرط لگائی ہے -
مطلب یہ ہے کہ گردشِ گردوں کا کچھ اعتبار نہیں اس لئے جام سے ہی عہد وفا باندھا ہے -
(۹) ترجمہ - آ میرے شہر آشوب ترک! تھوڑی دیر کے لئے باگ تھام لے - تا کہ تیری راہ کو آنسوؤں سے اور چہرے
پر زر اور پر گوہر کردوں -
اشک سے پر گوہر اور چہرۂ زرد سے پُر زر -
(۱۰) ترجمہ - باوجود بینوائی کے اگر بلند اقبال آفتاب کے فیض کو بھی قبول کروں تو چاند کی طرح رو سیاہ ہوں -
ظاہر ہے کہ چاند بذاتہ روشن نہیں بلکہ سیاہ ہے خورشید کی روشنی کا عکس اس پر پڑتا ہے اور وہ
روشن نظر آتا ہے - خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ باوجود بے سر و سامان ہونے کے میں کسی کے فیض کو
قبول نہیں کرتا - اگر کروں تو چاند کی طرح رو سیاہ ہوں جو خورشید کا فیض قبول کرتا ہے -
(۱۱) ترجمہ - جب آج مجھ کو بہشت نقد حاصل ہوتی ہے - تو زاہد کے وعدۂ فردا کو کیوں مانوں -
یعنے جب بہشتِ نقد حاصل ہوتی ہے تو بہشت نسیہ کو کیا کروں - فردا سے مراد فردائے قیامت
نقد و نسیہ کے لئے دیکھو الف ۹/۲ ت ۱۴/۹ ت ۹/۲

بہ نقد و نسیہ جہاں شاد شد کہ داد خدا	بہ من شراب بہ زاہد مژدۂ تسنیم	(غالب)

(۱۲) ترجمہ - رندی کا شیوہ میری وضع کے لائق نہیں تھا لیکن جب رندی میں پڑ گیا ہوں تو پھر دوسرا خیال کیوں کروں -
یعنے اگرچہ شیوۂ رندی میری وضع کے خلاف تھا لیکن جب رندی شروع کردی تو پھر زہد و ورع کا خیال فضول
(۱۳) ترجمہ - کل اسکا لب لعل عاشق کو فریب دیتا تھا لیکن میں ایسا آدمی نہیں ہوں جو اسکی باتوں میں آجاؤں -
(۱۴) ترجمہ - میں اپنے بخت سے تیری ابرو کے محراب کا گوشہ مانگتا ہوں - تا کہ اس جگہ مجنوں کی طرح عشق کا سبق یاد کروں
(۱۵) ترجمہ - موسم بہار میں تو مجھے کہتا ہے کہ زاہد بن جا بسر و چشم میں جاتا ہوں اور شاہد و ساغر سے مشورہ کرتا ہوں -
خواجہ صاحب ناصح کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ موسم بہار میں تو مجھے زاہد بننے کے لئے کہتا ہے

تیری نصیحت دل وجان سے قبول ہے بسر وچشم ۔ میں جاتا ہوں اور شاہد وساغر سے مشورہ کرتا ہوں اگر انہوں نے مشورہ دیا تو زاہد بن جاؤنگا ظاہر ہے کہ موسم بہار میں شاہد وساغر سے زہد کا مشورہ کرنا کیا معنی رکھتا ہے ۔ حاصل کلام یہ کہ کجا موسم بہار اور کجا زہد وورع ۔

(۹) ترجمہ ۔ اے حافظ موسم بہار میں زہد کا خیال کرنا عجیب دیوانگی ہے ۔ سن کہ میں اعوذ پڑھتا ہوں اور کسی دوسرے خیال میں مصروف ہوتا ہوں ۔

اعوذ سے مراد اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم یا قل اعوذ برب الناس ہے شیطانی وسوسوں اور باطل خیالات کو دل سے دور کرنے کے لئے پڑھتے ہیں مطلب یہ ہے کہ موسم بہار میں زہد کا خیال ایک باطل وسوسہ ہے اس سے بچنے کے لئے اعوذ پڑھنا چاہیئے اور شاہد وساغر کا خیال کرنا چاہیئے ۔

غزل (۲۷)

نماز شام غریبان چو گریہ آغازم	۱	بمویہ ہای غریبانہ قصہ پردازم
بیاد یار و دیار آنچنان بگریم زار	۲	کہ از جہان رہ و رسم سفر براندازم
من از دیار حبیبم نہ از بلاد غریب	۳	مہیمنا برفیقان خود رسان بازم
خدای را مددی ای دلیل راہ کہ من	۴	بکوی میکدہ دیگر علم برافرازم
خرد ز پیری من کی حساب برگیرد	۵	کہ باز با صنمی طفل عشق می بازم
بجز صبا و شمالم نمی شناسد کس	۶	عزیز من کہ بجز باد نیست ہمرازم
ہوای منزل یار آب زندگانی ماست	۷	صبا بیار نسیمی ز خاک شیرازم
سرشکم آمد و عیبم بگفت روی بروی	۸	شکایت از کہ کنم خانگیست غمازم

(۹) ز چنگ زہرہ شنیدم کہ صبحدم میگفت (۹)

مرید حافظ خوش لہجہ خوش آوازم

(۱) ترجمہ ۔ مسافری میں نماز شام کے وقت جب میں رونا شروع کرتا ہوں ۔ تو مسافرانہ ہائے وہو سے اپنی حالت بیان

کرتا ہوں۔

آغازم از مصدر آغازیدن۔ شروع کرنا۔

(۲) ترجمہ۔ وطن اور دوست کی یاد میں ایسا زار زار روؤں۔ کہ جہاں کے سفر کی راہ اور رسم کو اٹھا دوں
یعنی میری آہ و زاری سن کر لوگ سفر کرنا چھوڑ دیں۔

(۳) ترجمہ۔ میں معشوق کے وطن کا ہوں دشمن کی ولایت کا نہیں۔ اے خدا مجھے میرے دوستوں کے پاس لے جا۔

(۴) ترجمہ۔ اے راستہ کے رہنما خدارا مدد کر تاکہ میں جا کر [illegible] بلند کروں۔

(۵) ترجمہ۔ عقل کی پیرانہ [illegible] مجھے کب خیال میں لاتی ہے جب کہ میرا کم سن معشوق نے [illegible] عشق کا
یعنی جب کم سن معشوق [illegible] ہے تو عقل [illegible] کیا [illegible] ہے۔

(۶) ترجمہ۔ باد صبا اور باد شمال کے سوا مجھے کوئی نہیں پہچانتا [illegible] کوئی
ہمراز نہیں۔

(۷) ترجمہ۔ منزل محبوب کی آرزو میں [illegible] آب دیدہ [illegible] اے صبا [illegible] [illegible] میرے
پاس لا۔

آب دیدہ اور خاک کی رعایت لفظی ہے۔

(۸) ترجمہ۔ آنسو [illegible] اور انہوں نے میرے عیب [illegible] [illegible] کی شکایت کروں غماز
ٹھہرے گا ہے۔

سرشک اور [illegible] کی رعایت لفظی ہے۔ اشک کی [illegible] دیکھو [illegible] [illegible]
ع [illegible] [illegible]

(۹) ترجمہ۔ زہرہ [illegible] فلک ہے کے [illegible] کے وقت [illegible] [illegible] میں خوش آواز اور
خوش لہجہ حافظ کا مرید ہوں۔

گویا حافظ کی نظر آسمان پر بھی مقبول ہے [illegible] شاعرانہ فخریہ ہے۔

غزل ۳

هر چند پیر و خسته دل و ناتوان شدم	۱	هر گه که یاد روی تو کردم جوان شدم
شکر خدا که هر چه طلب کردم از خدا	۲	بر منتهای مطلب خود کامران شدم
در شاهراه دولت سرمد بتخت بخت	۳	با جام می بکام دل دوستان شدم
از آن زمان که فتنهٔ چشمت بمن رسید	۴	ایمن ز شر فتنهٔ آخر زمان شدم
ای گلبن جوان بر دولت بخور که من	۵	در سایهٔ تو بلبل باغ جهان شدم
اول ز حرف لوح وجودم خبر نبود	۶	در مکتب غم تو چنین نکته دان شدم
قسمت حوالتم بخرابات می کند	۷	هر چند اینچنین شدم و آنچنان شدم
من پیر سال و ماه نیم یار بیوفاست	۸	بر من چو عمر میگذرد پیر از آن شدم
آن روز بر دلم در معنی گشاده شد	۹	کز ساکنان درگه پیر مغان شدم

(۱۰) دوشم نوید داد بشارت که حافظا
باز آ که من بعفو گناهت ضمان شدم (۱۰)

(۱) ترجمہ۔ ہر چند میں بوڑھا خستہ دل اور ناتواں ہوگیا ہوں لیکن جسوقت تیرے چہرہ کو یاد کرتا ہوں۔ جوان ہوجاتا ہوں۔

(۲) ترجمہ۔ خدا کا شکر ہے کہ میں نے جو کچھ خدا سے مانگا۔ اپنے منتہا مقصود کے مطابق میں کامیاب ہوگیا۔

(۳) ترجمہ۔ دولت ابدی کی راہ میں خوش نصیبی کے تخت پر میں جام شراب کے ساتھ دوستوں کی دلی مراد کے مطابق بیٹھا

(۴) ترجمہ۔ جب سے تیری آنکھوں کا فتنہ ہم تک پہنچا ہے۔ فتنہ آخر زمان سے میں محفوظ ہوگیا۔

فتنہ آخر زمان سے مراد فتنہ دجال یا فتنہ قیامت۔ مطلب یہ ہے کہ تیرے عشق کے فتنہ میں مبتلا ہوکر تمام باقی فتنوں سے محفوظ ہوگیا ہوں

(۵) ترجمہ۔ اے پھول کے جوان پیڑ دولت کا پھل کھا کیونکہ میں تیرے سایہ کے نیچے باغ بہشت کی بلبل ہوگیا

محبوب کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ تیرا سایہ میرے لئے طوبیٰ ہے

(۶) ترجمہ پہلے تو مجھ کو اپنی لوح وجود کے حرف کی بھی خبر نہ تھی۔ تیرے غم کے مکتب میں میں ایسا نکتہ دان ہو گیا ہوں

یعنے پہلے تو مجھے اپنے وجود کی بھی خبر نہ تھی۔ تیرے عشق کی برکت نے تمام رموز و اسرار سے واقف کر دیا۔

(۷) ترجمہ قسمت مجھے خرابات کے حوالہ کرتی ہے۔ ہر چند میں یہ ہوا اور وہ ہوا۔

یعنے ہر چند زاہد و پارسا بننے کی کوشش کرتا ہوں لیکن قسمت میں رندی لکھی ہے کیا کروں۔

دیکھو شعر الف ۳/۲ ت ۸/۱ د ۵/۲ ش ۹/۵ ض ۱/۲ ظ ۱۲/۵ م ۲/۳

(۸) ترجمہ میں سال و ماہ سے بوڑھا نہیں ہوں بلکہ یار بے وفا ہے جو عمر کی طرح میرے پاس سے جلدی چلا جاتا ہے اسی سے بوڑھا ہو گیا ہوں۔

عمر کا جلدی اور محبوب کا تمام گذرنا ظاہر ہے

(۹) ترجمہ - اس روز میرے دل پر معانی کا دروازہ کھل گیا جب سے میں پیر مغاں کی درگاہ کا مقیم ہوا ہوں

(۱۰) ترجمہ کل رات مجھے خوشخبری اور بشارت دی کہ اے حافظ واپس آ کیونکہ میں تیرے گناہوں کی معافی کا ضامن ہوں

غالباً اس شعر میں شفیع قیامت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اشارہ ہے۔

غزل ۴۷

اگر برخیزد از دستم کہ با دلدار بنشینم	۱	ز جام وصل می نوشم ز باغ عیش گل چینم
شراب تلخ صوفی سوز بنیادم بخواہد برد	۲	لبم بر لب نہ ای ساقی و بستان جان شیرینم
لبت شکر بمستان داد و چشمت می بمیخواران	۳	منم کز غایت حرمان نہ با آنم نہ با اینم
مگر دیوانہ خواہم شد درین سودا کہ شب تا روز	۴	سخن با ماہ میگویم پری در خواب می بینم
چو ہر خاکی کہ باد آورد فیضی برد و انعامی	۵	ز حال بندہ یاد آور کہ خدمتگار دیرینم
نہ ہر کو نقش نظمی زد کلامش دلپذیر آید	۶	تذرو طرفہ میگیرم کہ چالاک است شاہینم
اگر باور نمیداری رو از صورتگر چین پرس	ق ۷	کہ مانی نسخہ میخواہد ز نوک کلک مشکینم

وفاداری و حق گوئی نہ کار ہر کسی باشد ۸ غلام آصف دوران جلال الحق والدینم

(۹) رموزِ عشق و مستی را نمی شنود از حافظ (۹)
کہ با جام و قدح ہر شب ندیم ماہ و پروینم

(۱) ترجمہ۔ اگر مجھ سے یہ ہو سکا کہ دلدار کے ساتھ بیٹھوں۔ تو جامِ وصل سے شراب پیونگا اور باغِ بہشت سے پھول چُنوں گا۔

(۲) ترجمہ۔ صوفی سوز تلخ شراب میری بنیاد اکھاڑ دے گی۔ ساقی میرے لب پر لب رکھ اور میری جانِ شیریں لے لے۔

(۳) ترجمہ۔ تیرے لب نے مستوں کو شکر دی اور تیری آنکھ نے شراب خواروں کو شراب دی ہیں ہوں کہ غایت درجہ کی محرومی سے نہ یہ ملے سکا نہ وہ

یعنے نہ تیرے لبِ شیریں کا بوسہ اور نہ تیری مست آنکھوں کی مستی نصیب ہوئی۔

(۴) ترجمہ۔ شاید میں اس سودا میں دیوانہ ہو جاؤنگا کہ تمام رات صبح تک چاند سے باتیں کرتا ہوں اور خواب میں پریاں دیکھتا ہوں۔

یعنے تمام رات جاگتا اور تارے گنتا رہتا ہوں اور اگر سو بھی جاتا ہوں تو تیرے خیال میں پریاں نظر آتی رہتی ہیں۔ اگر یہی حالت رہی تو دیوانہ ہو جاؤنگا۔

(۵) ترجمہ۔ ہوا جو خاک (تیرے کوچہ کی) لاتی ہے لے میں فیض اور انعام سمجھتا ہوں۔ میرے حال کو یاد کر کہ میں پرانا خدمتگار ہوں۔

(۶) ترجمہ۔ ہر ایک شخص جو نظم لکھے اسکا کلام دلچسپ نہیں ہو جاتا ہے عجیب کبک اس لئے پکڑ لیتا ہوں کہ میرا باز چالاک ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ہر ایک شاعر کا کلام دلپذیر نہیں ہو سکتا میری طبیعت کا باز بہت چالاک ہے اس لئے ایسے اعلےٰ خیالات کا شکار کرتا ہوں۔

نے ہر ترانہ سنج بہ یکسان نوا بود گیرم کہ ہر گیاہ برد از ابر و باد فیض	نے ہر سخن سرا بہ سحبان برابر است خرزہرہ کے بہ سنبل و ریحان برابر است

در عرصۂ قلمروِ فکر از محیط نطق		جوئے بریدہ ام کہ بہ عمان برابر است	(غالب)

اسی مضمون پر ہے

نہ ہر بیجا صلیے با خود خیالے کرد و مضمون شد		نہ ہر کس مصرعے چوں سرو موزوں کرد موزوں شد

اسی مضمون پر حکیم سنائی نے کہا ہے۔

نہ ہر آنکس کہ یکد و بیت بخواند		زاثر خائیدو ذنب و ریش افشاند
باشد آنکس سخنور و شاعر		بر معانی بود شدہ ماہر

(۷) ترجمہ۔ اور اگر تجھے یقین نہیں تو جا چین کے نقاش سے پوچھ۔ کہ مانی بھی میرے مشکین قلم کی نوک سے نسخہ مانگتا ہے۔

یہ شعر پچھلے شعر کے ساتھ قطعہ بند ہے مطلب یہ ہے کہ میرے قلم کی سحر نگاری کا اگر تجھے یقین نہیں تو جا کر مانی سے پوچھ لے کہ وہ بھی باوجود مشہور نقاش ہونے کے میرے قلم کو استاد مانتا ہے مانی چین کا ایک مشہور نقاش گذرا ہے۔

(۸) ترجمہ۔ وفاداری اور حق گوئی ہر ایک شخص کا کام نہیں۔ میں آصف زمانہ (وزیر) جلال الدین کا غلام ہوں۔

اسلئے ایسا وفادار اور حق گو ہوں۔

(۹) ترجمہ۔ عشق اور مستی کے اسرار مجھ سے سن نہ کہ حافظ سے۔ کیونکہ میں ہر رات جام و قدح کے ساتھ ماہ و پروین کا حریف رہتا ہوں۔

یعنے تمام رات جاگتا رہتا ہوں اور شراب عشق پیتا رہتا ہوں مجھ سے اسرارِ عشق سن نہ کہ زاہد شہر سے۔

غزل (۷۵)

اینچہ شوریست کہ در دور قمر مے بینم	۱	ہمہ آفاق پر از فتنہ و شر می بینم
ہر کسے روز بہی میطلبد از ایام	۲	مشکل اینست کہ ہر روز بتر می بینم

ابلہاں را ہمہ شربت زگلاب و قندست ۳ قوت دانا ہمہ از خونِ جگر می بینم

اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان ۴ طوق زریں ہمہ در گردن خر می بینم

دختراں را ہمہ جنگست و جدل با مادر ۵ پسراں را ہمہ بد خواہ پدر می بینم

ہیچ رحمے نہ برادر بہ برادر دارد ۶ ہیچ شفقت نہ پدر را بہ پسر می بینم

(۷) پند حافظ بشنو خواجہ برو نیکی کن زانکہ ایں پند بہ از دُر و گہر می بینم (۷)

غزل کا مضمون مسلسل ہے۔ دنیا کے بدلے ہوئے حالات۔ اربابِ زمانہ کی بیوفائی۔ لوگوں کی بے حمیتی اور بے مروتی اور ناقدر شناسی کی شکایت ہے۔ یہ غزل موجودہ زمانہ کے حالات کے عین مطابق ہے۔

(۱) ترجمہ۔ زمانہ کے دور میں یہ کیا شور ہے جو میں دیکھتا ہوں۔ تمام جہان کو فتنہ اور شر سے بھرا ہوا دیکھتا ہوں۔

ابنائے زمانہ در پئے شور و شر اند ابنا شدہ نفاق و جبیں ضرر اند

مانندِ قطار شتر ایں فرقہ دوں با یکدگر اند و در پئے یکدگر اند

(۲) ترجمہ۔ ہر ایک شخص زمانہ سے بہتری کے دن کی طلب کرتا ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ روز بروز حالت بدتر ہوتی جاتی ہے۔ موجودہ زمانہ بیشک خواجہ صاحب کے زمانہ سے بھی بدتر ہے۔

دریں عہد زاں ہم بتر کن قیاس وزیں پس بتر کل یوم شناس

(۳) ترجمہ۔ بیوقوفوں کے لئے پینے کو گلاب و قند ہے اور دیکھتا ہوں کہ دانا کی خوراک خونِ جگر ہے۔

حاصلِ دانا ز عالم رنج بسیار است و بس گر رسد چیزے بصد خونِ دل آزار است و بس

(۴) ترجمہ۔ عربی گھوڑا پالان کے نیچے زخمی ہو گیا اور زریں طوق تمام گدھوں کی گردنوں میں دیکھتا ہوں۔ یہ دونو شعر اربابِ زمانہ کی ناقدر شناسی اور اہلِ کمال کی حرمان نصیبی پر ہیں۔ دیکھو شعر د ۱۲۶/۷ د ۱۲۱/۳ د ۱۲۱/۸ م ۳۱/۴ م ۶۲/۵ ت ۱۴/۳ د ۱۲۰/۹

نگیر و بختِ دانا دامنِ صبح فراغت را اثر چو روز و شب حضوری نیست با ہم عقل و دولت را

(۵) ترجمہ۔ لڑکیوں کو ماں کے ساتھ جنگ و جدل ہے۔ اور لڑکے تمام باپ کے دشمن نظر آتے ہیں۔ بیشک والدین کی شفقت اور اولاد کی محبت اور پابندیٔ آداب اب تقریباً مفقود ہے۔

چناں ناسازگاری عام شد در روزگار ما	(صائب)	کہ طفل از شیر مادر استخوان اندر گلو دارد

(۹) ترجمہ :- بھائی کو بھائی پر بالکل رحم نہیں ۔ اور باپ کی لڑکے کے ساتھ بالکل شفقت نہیں ۔

اخوت کا سبق اسلام نے جن کو سکھایا تھا		وہ بھائی بھائی سے آزردہ و بیزار بیٹھے ہیں

(۷) ترجمہ :- اے صاحب من ! حافظ کی نصیحت سن جا اور نیکی کر ۔ کیونکہ میں اس نصیحت کو موتیوں اور جواہرات سے زیادہ قیمتی سمجھتا ہوں ۔

غزل ۴۶

دیدار شد میسر و بوس و کنار هم	۱	از بخت شکر دارم و از روزگار هم
زاهد برو که طالع اگر طالع من است	۲	جامم بدست باشد و زلف نگار هم
ما عیب کس بہ رندی و مستی نمی کنیم	۳	لعل بتاں خوش است و می خوشگوار هم
ای دل بشارتی دهمت محتسب نماند	۴	وز می جهاں پر است و بت میگسار هم
آن شد که چشم بدنگراں بود از کمیں	۵	خصم از میاں برفت و سرشک از کنار هم
خاطر بدست تفرقه دادن نه زیرکیست	۶	مجموعۂ بخواه و صراحی بیار هم
بر خاکیاں عشق فشاں جرعۂ لبش	۷	تا خاک لعل گوں شود و مشکبار هم
چوں آبروی لاله و گل فیض حسن تست	۸	ای ابر لطف بر من خاکی ببار هم
چوں کائنات جمله ببوی تو زنده اند	۹	ای آفتاب سایه ز من برمدار هم
اهل نظر اسیر تو اند از خدا بترس	۱۰	وز انتصاف آصف جم اقتدار هم
بریاد رای انور او آفتاب صبح	۱۱	جان میکند فدا و کواکب نثار هم
گوی زمیں ربوده چوگاں عدل تست	۱۲	ویں برکشیده گنبد نیلی حصار هم
تا از نتیجۂ فلک و طور دور اوست	۱۳	تبدیل سال و ماه و خزان و بهار هم
	ق	
خالی مباد کاخ جلالت ز سروراں	۱۴	وز ساقیاں سرو قد گلعذار هم
برهان ملک و دین که ز دست سخاوتش	۱۵	ایام کان یمیں شد و دریا یسار هم

عزم سبک عنان تو در جنبش آورد	۱۶	این پایدار مرکز عالی مدار هم	
(۱۷	حافظ که در ثنای تو چندین گهر فشاند پیش کف تو شد خجل و شرمسار هم	(۱۷)	

(۱) ترجمہ۔ دیدار میسر ہوگیا اور بوس و کنار بھی۔ بخت کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور زمانہ کا بھی۔

(۲) ترجمہ۔ اے زاہد چلا جا کیونکہ اگر نصیب میرا نصیب ہے، تو میرے ہاتھ میں پیالہ ہوگا اور زلفِ معشوق بھی۔

(۳) ترجمہ۔ ہم رندی و مستی پر کسی کی عیب جوئی نہیں کرتے معشوقوں کا لبِ لعل اچھا ہے اور خوشگوار شراب بھی

(۴) ترجمہ۔ اے دل میں تجھے خوشخبری دیتا ہوں کہ محتسب نہیں رہا، شراب سے جہاں بھرا ہوا ہے اور شرابِ نوشِ معشوق بھی

غالباً شاہ شجاع کا وقت ہوگا جس نے شراب خانوں کے بند ہونے کے حکم کو منسوخ کر دیا تھا۔

(۵) ترجمہ۔ وہ وقت گیا کہ چشم بدگھات سے دیکھتی تھی۔ دشمن درمیان سے چلا گیا ہے اور آنسو دامن سے بھی۔

(۶) ترجمہ۔ دل کو تفرقہ کے ہاتھ میں دینا دانائی نہیں۔ کتاب مانگ اور صراحی بھی لا۔

مطلب یہ ہے کہ دل کو مختلف پریشان اور متفرق خیالات سے ہٹا کر کتاب کا مطالعہ کر اور شراب پی

تفرقہ اور مجموعہ کی رعایت ظاہر۔

(۷) ترجمہ۔ عشق کے خاکیوں پر اسکے لب سے ایک جرعہ گرا۔ تاکہ خاک لعل کی طرح ہو جائے اور خوشبودار بھی۔

خاکیانِ عشق سے مراد انسان۔

شاہ چوں خورد جامِ صفا بر خاک ریزد جرعہ ہا	انجمن ایران	زاں حق شرابِ عشق را بر خاکِ آدم ریختہ

(۸) ترجمہ۔ جب لالہ و گل کی آبرو تیرے حسن کے فیض سے ہے۔ تو اے لطف کی بادل مجھ خاکی پر بھی برس۔

مطلب یہ ہے کہ گل و لالہ کا تمام حسن حسنِ مطلق سے فیضیاب ہوا ہے۔ ہم خاکی بھی ابرِ لطف کے امیدوار بیٹھے ہیں۔ تاکہ ہماری خاک بھی بہار پیدا کرے۔

	اے خانہ بر اندازِ چمن کچھ تو ادھر بھی		گل پھینکے ہیں اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی

(۹) ترجمہ۔ جب تمام کائنات تیری خوشبو سے زندہ ہے۔ تو اے آفتاب مجھ سے بھی سایہ نہ ہٹا۔

وہی مضمون ہے جو پچھلے شعر میں ہے۔ محبوب حقیقی سے خطاب ہے۔

(۱۰) ترجمہ۔ اے [illegible]

عاشقانہ طرز سے مدح کیطرف گریز ہے۔ وزیر وقت کی مدح ہے۔ معشوق کو مخاطب کرکے کہتے ہیں کہ لوگوں کو تو نے اسیر کیا ہوا ہے۔ کیا تجھے خدا اور وزیر عہد کی انصاف پسندی اور معدلت گستری کا خیال بھی نہیں۔ اس غزل کے باقی تمام اشعار اسی وزیر کی مدح میں ہیں اور اشعار (۱۳) و (۱۴) دعائیہ ہیں۔

(۱۱) ترجمہ۔ صبح کا آفتاب اسکی روشن رائے کی یاد میں جان کو فدا کرتا ہے اور ستاروں کو قربان کرتا ہے۔

یعنی وزیر ممدوح کی رائے آفتاب سے بھی زیادہ روشن اور روشنی بخش ہے۔

(۱۲) ترجمہ۔ زمین کی گیند تیرے عدل کے چوگان کی مطیع ہے اور یہ نیلگوں اونچا گنبد بھی۔

یعنے زمین و آسمان تیرے چوگان عدل و انصاف کے زیر فرمان ہیں۔

(۱۳) ترجمہ۔ جب تک آسمان اور اسکے طور و دور کا نتیجہ سال و ماہ اور خزاں و بہار کی تبدیلی پیدا کرتا رہے۔

(۱۴) ترجمہ۔ اسوقت تک تیرے جلال کا محل ہزاروں سے خالی نہ ہو۔ اور سرو قد گل عذار ساقیوں سے بھی۔

یہ دونو شعر قطعہ بند ہیں مطلب یہ ہے کہ جب تک زمانہ قائم ہے۔ تیری مجلس امرا و وزرا اور ساقیان گلعذار و دلربا سے خالی نہ ہو۔

(۱۵) ترجمہ۔ برہان الدین والملک کہ جسکے دست سخاوت سے زمانہ باشوکت ہو گیا ہے اور دریا بخیل۔

برہان الدین والملک۔ وزیر کا نام۔ یمین (۱) دست راست (۲) شوکت۔ منزلت طاقت۔ یسار۔ (۱) طرف چپ مقابل یمین (۲) استعمال فارسی میں بمعنے شوم و بخیل استعمال ہوتا ہے مثلاً ظہوری کا شعر ہے۔

نشستہ مدعیان لنداز یمین و یسار | خدا ترا کہ بہ پرہیز از یسار چند

محمد قلی سجاد و سے نے کہا ہے۔

عبرتے گیر از زنان عرب | مالداری مجو کہ ہست یسار

مطلب یہ ہے کہ میرے ممدوح کے دست سخاوت نے زمانہ کو باشوکت بنا دیا ہے اور اسکے مقابلہ میں دریا جو مشہور فیاض ہے۔ وہ بھی ایک بخیل اور شوم کی حیثیت رکھتا ہے۔ کان یعنے کہ آن۔ دست۔ یمین و یسار۔ کان اور دریا کی رعایت ظاہر۔

(۱۶) ترجمہ۔ تیرا تیر و ارادہ جنبش میں لاتا ہے اس پائدار اور عالی مدار مرکز کو بھی۔

مرکز عالی مدار اور پائدار سے مراد زمین۔ جو عقیدہ قدیم کے   متحرک نہ تھی بلکہ ساکن۔ یا آسمان

مطلب یہ ہے کہ تیرا ارادہ اسقدر قوی اور تیز ہے کہ زمین کو بھی ہلا سکتا ہے یا آسمان کو ہلا سکتا ہے

(۱۷) ترجمہ - حافظ جسنے تیری ثنا میں اتنی گہر افشانی کی ہے تیری ہتھیلی کے سامنے خجل و شرمسار ہو گیا ہے -

مطلب یہ ہے کہ میں نے بھی تیری مدح بہت در افشانی کی لیکن تو نے عطائے صلہ میں اس سے بھی بڑھ کر دُر و گوہر مجھے عطا کئے - گویا میری گوہر افشانی تیری گہر افشانی کے سامنے شرمندہ ہے - یہ بھی صلہ کی درخواست ہی ہے - بعض پُرانے قلمی دیوانوں میں یہ شعر نہیں ہے - شعر (۱۰) کو ضروری ترمیم کے ساتھ غزل کا مقطع لکھا ہے -

غزل (۶۶)

صلاح از ما چہ می‌جوئی کہ مستان را صلا گفتیم	۱	بدور نرگس مستت سلامت را دعا گفتیم
در میخانہ ام بکشا کہ ہیچ از خانقہ نکشود	۲	گرت باور بود ورنہ سخن این بود و ما گفتیم
من از چشم خوش ساقی خراب افتادہ ام لیکن	۳	بلائی کز حبیب آید ہزارش مرحبا گفتیم
قدت گفتم کہ شمشاد است بس خجلت ببار آورد	۴	کہ این نسبت چرا کردیم و این بہتان چرا گفتیم
اگر بر من نبخشائی پشیمانی خوری آخر	۵	بخاطر دار این معنی کہ در خدمت کجا گفتیم
جگر چون نافہ ام خون گشت کم زینم نمی باشد	۶	جزای آنکہ با زلفش سخن از چین خطا گفتیم

(۷) تو آتش گشتی ای حافظ ولی با یار درنگرفت
ز بدعہدی گل گوئی حکایت با صبا گفتیم (۷)

(۱) ترجمہ - ہم سے تو صلاحیت کیا ڈھونڈھتا ہے کہ ہم نے مستوں کو صلا دی ہے - تیری نرگس مست کے زمانہ میں ہم نے سلامتی کو الوداع کہدیا ہے -

مطلب یہ ہے کہ تیری مست آنکھ کے دور میں دل و دین کی سلامتی ممکن نہیں - ہم رند ہیں مستوں اور رندوں کے ہم مجلس ہیں - ہم سے صلاح کار کی امید فضول ہے -

(۲) ترجمہ میخانہ کے دروازہ کو کھول کہ خانقاہ سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا اگر تجھے ہماری بات پر یقین ہے

(تو بہتر) ورنہ سچی بات یہی تھی اور ہم نے کہدی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ زہد خشک سے کچھ حاصل نہیں ہوسکتا۔ شراب عشق پی۔ ہم نے سچی بات کہدی ہے مان یا نہ مان

دیکھو شعر د ۱۰۶/۹

	من از کنج خرابات تحمایے دیدہ ام واللہ		کہ چنین سال جسیتم بہ محراب مناجاتش	(امین الدین)

(۳) ترجمہ۔ میں ساقی کی خوبصورت آنکھ سے مست و خراب ہوکر گرا ہوا ہوں لیکن جو مصیبت معشوق کیطرف سے آئی۔ ہم نے اسے ہزار دفعہ مرحبا۔ خوش آمدید کہا۔

(۴) ترجمہ۔ میں نے تیرے قد کو شمشاد کہا اور بہت شرمندگی حاصل ہوئی۔ کہ ہم نے یہ نسبت کیوں کی ہے اور یہ بہتان کیوں باندھا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ تیرے قد سے شمشاد کو کیا نسبت ہے۔

	سرو را قدِ یار میگویند		سرو چو بیت نارا شید	
	قد موزون ترا با سرو نسبت چون کنم		اینقدر خود فرق در موزون و ناموزون کنم	

(۵) ترجمہ۔ اگر تو مجھ پر بخشش نہیں کرتا تو آخر پشیمانی اٹھائے گا اس بات کو یاد رکھ کہ تیری خدمت میں کب کہی تھی یعنے میری اسوقت کی بات یاد رکھ کہ اگر تو مجھ پر مہربانی نہیں کریگا تو پشیمان ہوگا۔

(۶) ترجمہ۔ نافہ کیطرح میرا جگر خون ہوگیا اور اس جرم کی سزا اس سے بہتر ہو ہی کوئی نہیں سکتی کہ میں نے تیری زلف کے سامنے غلطی سے چین کا ذکر کیا۔

مطلب یہ ہے کہ میں نے تیری زلف عنبرین کے سامنے نافہ چین کا غلطی سے ذکر کردیا یا غلطی سے تیری زلفِ معنبر کو نافہ چین سے تشبیہ دیدی اس غلطی کی سزا میں میرا جگر تیرے عشق میں نافہ کیطرح خون ہوگیا ہے۔ کہتے ہیں کہ نافہ منجمد خون ہوتا ہے۔

خطا۔ ایک مقام کا نام بھی ہے جسکے نافے مشہور ہوتے ہیں۔ نافہ۔ چین اور خطا کی رعایت ظاہر

	از خطا کے رود ہم سوے ختن		چین زلفت نگار خانہ ماست	

(۷) ترجمہ۔ اے حافظ تو آگ ہو گیا لیکن معشوق پر کچھ اثر نہ ہوا۔ گویا ہم نے پھول کی بیوفائی کی حکایت بادِ صبا سے بیان کی۔

	تنہ تسیمہ وسد نثر بارے کسہ ظاہر نشد		جوں حراغان اتش مہتاب سحا سوختیم	

غزل (۷۸)

عمریست تا من در طلب ہر روز گامی میزنم — ۱ — دست شفاعت ہر دمی در نیکنامی میزنم

بی ماہ مہرافروز خود تا کے گذارم روز خود — ۲ — دامی براہی می نہم مرغی بدامی میزنم

تا بو کہ یابم آگہی زان سایہ سرو سہی — ۳ — گلبانگ عشق از ہر طرف بر خوشخرامی میزنم

ہر چند آن آرام دل دانم نبخشد کام دل — ۴ — نقش خیالی میکشم فالی دوامی میزنم

اورنگ کو گلچہر کو نقش وفا و مہر کو — ۵ — حالی من اندر عاشقی داو تمامی میزنم

دانم سر آید قصہ ام چنداں نماند غصہ ام — ۶ — زیں آہ خون افشان کہ من صبح و شامی میزنم

(۷)

با آنکہ از خود غایبم و ز می چو حافظ تائبم
در مجلس روحانیان گہ گا جامی میزنم

(۸)

(۱) ترجمہ ۔ مدت ہوئی کہ ہر روز میں راہِ طلب میں ایک قدم بڑھاتا ہوں ۔ ہر وقت شفاعت کا ہاتھ کسی نیک نام تک پہنچاتا ہوں ۔

یعنے شفاعت کے لیے ہاتھ لمبا کرتا ہوں مطلب یہ ہے کہ پائے طلب اور دست شفاعت کی برکت سے ترقی کرتا ہوں ۔

(۲) ترجمہ ۔ اپنے مہرافروز معشوق کے بغیر کب تک وقت بسر کروں ۔ راہ میں جال لگاتا ہوں اور پرندہ جال میں پھنساتا ہوں ۔

اس شعر میں بھی سعی و طلب کا ہی ذکر ہے ۔

(۳) ترجمہ ۔ تاکہ شاید اس سرو سہی کے سایہ کا کچھ پتہ لگاؤں عشق کی آواز ہر طرف ہر خوش رفتار پر لگاتا ہوں یعنے ہر ایک خوشخرام کو دیکھتا پھرتا ہوں تاکہ میرا خوشخرام سرو کہیں نظر آجائے ۔ یہاں بھی سعی و طلب کا ہی بیان ہے

(۴) ترجمہ ۔ ہر چند میں جانتا ہوں کہ وہ دلآرام مقصدِ دلی عطا نہیں کریگا ۔ تاہم خیالی نقش بناتا ہوں اور ہمیشہ فالیں نکالتا ہوں ۔

یعنی گوہرِ مقصود حاصل ہونا تو مشکل نظر آتا ہے لیکن کوشش کئے جاتا ہوں۔

(۵) ترجمہ۔ عاشقِ ایمانِ معشوق کہاں اور نقشِ مہرِ وفا کہاں۔ فی الحال میں عاشقی میں پوری دنیا سب کی) داد دیتا ہوں
اورنگ۔ ایک عاشق کا نام۔ گلچہر۔ اسکی معشوقہ کا نام۔ مطلب یہ ہے کہ اورنگ و گلچہر کے عشق و عاشقی کا اب نام و نشان کہاں اب تو میرے ہی عشق کا چرچا ہے۔ داد رون کی بجائے داد ربون بھی ہو سکتا ہے۔

(۶) ترجمہ۔ میں جانتا ہوں کہ یہ قصہ ختم ہو جائیگا اور یہ غصہ کی حالت باقی نہیں رہیگی بوجہ اس خون افشان آہ کے جو میں ہر صبح و شام کرتا ہوں۔
مطلب یہ ہے کہ میری دردناک آہیں آخر کار مجھے اس غم و غصہ کی حالت سے نکالینگی۔

(۷) ترجمہ۔ باوجود اسکے کہ میں اپنے آپ سے غائب ہوں اور حافظ کیطرح شراب سے توبہ کی ہوئی ہے تاہم روحانیوں کی مجلس میں گاہ بگاہ ایک پیالہ پی لیا کرتا ہوں۔
ظاہر ہے کہ یہ شراب عشق و معرفتِ الٰہی ہے جسکا نتیجہ بیخودی ہے۔

غزل ۹۰

بروای طبیب از سرم که خبر ز سر ندارم	۱	بگذار تا کنم جان که ز جان خبر ندارم
بیفتادم قدم تو که ز بیخودی شوم به	۲	می ناب نوش و هم ده که غم دگر ندارم
غمم ار خوری ازین پس بکنم ز غمخوری بس	۳	نظری بجز تو با کس بکسی دگر ندارم
ز زرت کنند زیور برت کشند در بر	۴	من بینوای مضطر چه کنم که زر ندارم
دگرم مگو که خواهم که ز درگهت برانم	۵	تو برین من برآیم که دل از تو بر ندارم
من اگرچه می پرستم نه بپیدی می پرستم	۶	مبرید دل ز دستم که دل دگر ندارم

(۷) دل حافظ ار بجوئی غم دل به تند خوئی
چه بگویمت بگوئی سر دردسر ندارم (۷)

یہ غزل اکثر پرانے قلمی دیوانوں میں نہیں دیکھی گئی۔ ممکن ہے الحاقی ہو۔

(۱) ترجمہ۔ اے طبیب میرے سر سے چلا جا کہ مجھے سر کی بھی خبر نہیں۔ خدا کے لئے میری جان چھوڑ کہ مجھے جان کی بھی خبر نہیں۔

از سر بالین من برخیز اے نادان طبیب	دردمند عشق را دارو بجز دیدار نیست

شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا شعر ہے۔

بجا اگر بمیرم کہ دل از تو برنگیرم	برو اے طبیب از سر کہ دوا نمے پذیرم

(۲) ترجمہ۔ میری بیمار پرسی کے لئے قدم رنجہ فرما تاکہ میں بیخودی سے اچھا ہو جاؤں۔ خالص شراب پی اور مجھے بھی دے کہ اسکے بغیر مجھے اور کوئی غم نہیں۔

(۳) ترجمہ۔ اگر تو اس کے بعد میرا غم کھائے تو پھر میری غمخواری چھوڑ نہ دینا کیونکہ میری تیرے بغیر اور کسی پر نظر نہیں۔

اس شعر کی ترکیب مشتبہ ہے۔ صحیح نسخہ معلوم نہیں ہوتا۔ باکس اور بکسے میں ظاہرا تکرار ہے۔ جو نازیبا ہے۔ صحیح شعر کا پتہ نہیں لگ سکا۔

نکتہ میں تم فاعلی نہیں۔

(۴) ترجمہ۔ زر سے ہی تیرا زیور بناتے ہیں اور زر سے ہی تجھے بغل میں لیتے ہیں۔ میں بینوا پریشان حال کیا کروں کہ میرے پاس زر نہیں ہے۔

آمد بر من چو بر کنم زر بنداشت	چوں دید کہ زر ندا شتم رہ بگذاشت	(کمال اسمٰعیل)

(۵) ترجمہ۔ پھر مجھے یہ نہ کہو کہ میں تجھے دروازہ سے ہٹانا چاہتا ہوں۔ تیرا یہ خیال ہے اور میرا خیال یہ ہے کہ تجھ سے کبھی دل نہ ہٹاؤں۔

(۶) ترجمہ۔ میں اگرچہ شراب پرست ہوں تاہم میرے ہاتھ میں شراب نہ دے میرے دل کو قابو سے باہر نہ کر کہ دوسرا دل نہیں رکھتا ہوں۔

(۷) ترجمہ۔ اگرچہ تو حافظ کی دلجوئی کرتا ہے لیکن تجھ سے غم دل کیا بیان کروں کیونکہ تو تند خوئی سے کہتا ہے کہ مجھ سے یہ دردِ سر نہیں ہو سکتا۔

یعنے تو خود حال پرسی کرتا ہے۔ اور جب میں دل کا حال بیان کرتا ہوں تو تو جواب دیتا ہے کہ ہم سے یہ نہیں

نہیں سُنے جاتے سرور دی نہیں ہوسکتی۔

ردیف ن

غزل (۱)

ای نور چشم من سخنی ہست گوش کن	۱	تا ساغرت پرست بنوشان و نوش کن
پیران سخن بتجربہ گفتند گفتمت	۲	ہان ای پسر کہ پیر شوی پند گوش کن
بر ہوشمند سلسلہ ننہادہ است عشق	۳	خواہی کہ زلف یار کشی ترک ہوش کن
تسبیح و خرقہ لذت مستی نبخشدت	۴	ہمت درین عمل طلب از میفروش کن
با دوستان مضائقہ در عمر و مال نیست	۵	صد جان فدای یار نصیحت نیوش کن
در راہ عشق وسوسۂ اہرمن بسیست	۶	ہشدار و گوش دل بہ پیام سروش کن
برگ نوا تبہ شد و ساز طرب نماند	۷	ای چنگ نالہ برکش و ای دف خروش کن
ساقی کہ جامت از می صافی تہی مباد	۸	چشم عنایتی بمن دُردنوش کن

(۹)	سرمست در قبای زرافشان چو بگذری یک بوسہ نذر حافظ پشمینہ پوش کن	(۹)

(۱) ترجمہ:- اے میری آنکھوں کے نور! ایک بات ہے ذرا غور سے سن جب تک تیرا ساغر بھرا ہوا ہے پی اور پلا۔
مطلب یہ ہے کہ جب تک تجھ میں استطاعت ہے۔ پی اور پلا۔ کھا اور کھلا۔

اے کہ دستت میرسد کارے بکن		پیش ازاں کز تو نیاید ہیچ کار	

(۲) ترجمہ۔ بوڑھے تجربہ کی بات کہتے ہیں۔ میں نے تجھے کہہ دیا ہے ہاں اے لڑکے خدا تجھے بڑی عمر دے نصیحت سن۔
مطلب یہ ہے کہ بوڑھوں کی نصیحت تجربہ پر مبنی ہوتی ہے اس لئے میری نصیحت سن اور اس پر عمل کر۔
پیر شوی سے مراد یہ کہ خدا تجھے عمر طویل عطا کرے۔

(۳) ترجمہ۔ ہوشمند پر عشق اپنا سلسلہ نہیں رکھتا۔ اگر تو چاہتا ہے کہ معشوق کی زلف کو پکڑے تو ہوش ترک کر دے
مطلب یہ ہے عاقل و دانا عشق کے اسرار و رموز سے ہرگز واقف نہیں ہو سکتا۔ اگر عشق میں کامیاب ہونا چاہتا ہے۔ تو ہوش کو ترک کر دے۔ تشریح کے لئے دیکھو شعر الف ۱ ت ۲/۶ د ۵/۹ د ۱۵/۱ ل ۸/۵
ر ۱/۴ س ۲/۲ ص ۱/۵ ل ۸/۵

	عشق مستغنی ست از تدبیرِ عقل حیلہ گر!	شیر کے سازد عصا خود دُم روباہ را	(رضا ب ۲)

(۴) ترجمہ۔ تسبیح اور خرقہ تجھے مستی کی لذت نہیں بخشیں گے۔ اس عمل میں میفروش سے ہمت طلب کر۔
مطلب یہ ہے کہ زہدِ خشک سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ شرابِ عشق سے مستی مانگ تاکہ گوہرِ مقصود ہاتھ آئے۔

(۵) ترجمہ۔ دوستوں کے ساتھ عمر و مال سے دریغ نہیں کرنا چاہئے نصیحت سننے والے دوست پر سو جان قربان کی جا سکتی ہے۔

(۶) ترجمہ۔ راہِ عشق میں شیطانی وسوسے بہت ہوتے ہیں۔ ہوشیار رہ اور سروشِ غیبی کے پیغام کو دل کے کانوں سے سن
مطلب یہ ہے کہ راہِ عشق میں غولِ بیابان کا بہت خطرہ ہے۔ لغزش کے بہت موقعے ہیں۔ قدم قدم پر بہک جانے کا ڈر ہے۔ رہبرِ غیب کی نصیحت پر عمل کر اور اسکے پیچھے چل۔ شر الوسواس الخناس سے اسی لئے پناہ مانگا کرتے ہیں۔

(۷) ترجمہ۔ ساز و سامان تباہ ہو گئے۔ اور سامانِ طرب نہیں رہا۔ اے چنگ نالہ و فریاد کر اور اے دف شور کر۔
آواز دف و چنگ سے پھر سازِ طرب مہیا کرنا چاہتے ہیں۔

(۸) ترجمہ۔ اے ساقی تیرا پیالہ شرابِ صاف سے کبھی خالی نہ ہو۔ مجھ دُرد نوش پر بھی عنایت کی ایک نظر ڈال۔

(۹) ترجمہ۔ زر افشاں قبا پہن کر جب تو سرمست ہو کر گذرے تو پشمینہ پوش حافظ کو بھی ایک بوسہ نذر کرتا جا۔
زر افشاں اور پشمینہ پوش کا مقابلہ ظاہر۔

غزل (۲)

افسر سلطان گل پیدا شد از طرف چمن	۱	مقدمش یا رب مبارک باد بر سرو و سمن
خوش بجای خویشتن بود این نشست خسروی	۲	تا نشیند ہر کسے اکنون بجای خویشتن
تا ابد معمور باد این خانہ کز خاک درش	۳	ہر نفس با بوی رحمن می وزد باد یمن
خاتم جم را بشارت دہ بحسن خاتمہ	۴	کاسم اعظم کرد ازو کوتاہ دست اہرمن
خنگ چوگانی چرخت رام شد در زیر زین	۵	شہسوارا خوش بمیدان آمدی گوئی بزن
جویبار ملک را آب از سر شمشیر تست	۶	تو درخت عدل بنشان بیخ بدخواہان بکن
شوکت پور پشنگ و تیغ عالمگیر تو	۷	در ہمہ شہنامہ ہا شد داستان انجمن
بعد ازین نشگفت اگر با نکہت خلق خوشت	۸	خیزد از صحرای ایران نافہ مشک ختن
گوشہ گیران انتظار جلوہ خوش می کشند	۹	بر شکن طرف کلاہ و برقع از رخ برفکن
ای صبا بر ساقی بزم اتابک عرضہ دار	۱۰	تا ازان جام زرافشان جرعہ بخشد بمن

(۱۱) مشورت با عقل کردم گفت حافظ می بنوش (۱۱)
ساقیا می دہ بقول مستشار مؤتمن

یہ غزل مدحیہ ہے۔ تمہیدی بہاریہ اشعار کے بعد بادشاہِ وقت کی تعریف میں غزل تمام کی ہے مگر حسبِ معمول خواجہ صاحب عاشقانہ طرز کو نہیں چھوڑتے۔ خواہ ہو یا مدح خواجہ اپنی طرز کو کسی جگہ نہیں بھولتے۔ اور یہی وجہ ہے کہ انکا کلام اس درجہ مقبول و دلکش ہے۔

(۱) ترجمہ۔ باغ کی جانب سے سلطانِ گل کا تاج نمودار ہوا۔ اے خدا سرو و سمن کے ساتھ اسکی تشریف آوری مبارک ہو۔

یعنے موسمِ بہار ہے۔ گل و ریحان اور سرو و سمن عالمِ شباب میں ہیں۔ خواجہ صاحب انکا خیر مقدم کہتے ہیں۔ افسر اور طرف کی رعایت ظاہر۔

(۲) ترجمہ۔ بادشاہی نشست اپنی جگہ پر اچھی ہوتی ہے۔ تاکہ ہر کوئی اب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ جائے۔
یعنے میر مجلس کا ہونا ضروری ہے۔ تاکہ ہر کس و ناکس کو اپنی اپنی جگہ معلوم ہو جائے۔ ورنہ ہر شخص اپنے اپنے زعم میں صدر نشین ہوتا ہے۔

چنداں بود کرشمہ و نازِ سہی قداں	کاید بجلوہ سرو صنوبر خرام ما

(۳) ترجمہ۔ یہ گھر ابدالآباد تک آباد رہے کیونکہ اسکے دروازہ کی خاک سے ہر دم بادِ یمن نفس الرحمن کے ساتھ چلتی ہے۔
یعنے اس دروازہ کی خاک سے ہی نفس الرحمن کی خوشبو آتی ہے۔ بادِ یمن اور نفس الرحمن کے لئے دیکھو ت ۳۱۸ ب
(۴) ترجمہ۔ خاتم سلیمان کو حسنِ انجام کی خوشخبری دی کیونکہ اسم اعظم نے شیطان کے ہاتھ کو اس سے دور کر دیا ہے۔
کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری ایکدفعہ صخرہ نام ایک دیو کے ہاتھ لگ گئی اور وہ کچھ دنوں تک اسکی برکت سے سلطنت کرتا رہا۔ لیکن آخرکار پھر وہ انگشتری آنحضرت کو مل گئی اور صخرہ سلطنت سے معزول ہوا۔ خواجہ صاحب نے یہ غزل کسی بادشاہ کی تخت نشینی پر لکھی ہے۔ انکے عہد میں شیراز میں یکے بعد دیگرے کئی بادشاہ ہوئے۔ کسی بادشاہ کے چند روزہ سلطنت کرنے کے بعد پھر اصلی بادشاہ کے تخت و تاج پر قابض ہونے کے موقعہ پر یہ غزل کہی گئی ہے۔ ممکن ہے منصور بادشاہ کے متعلق ہو۔
(۵) ترجمہ۔ آسمان کا چوگانی گھوڑا زین کے نیچے مطیع ہو گیا ہے۔ اے شاہسوار تو میدان میں اچھا آیا ہے گیند مار
خنگ۔ بکسر۔ (۱) سفید (۲) خصوصاً سفید گھوڑا جو سبزی اور سیاہی مائل ہو۔
آسمان کو پولو کا گھوڑا کہا ہے۔ ممدوح کو سوار اور زمین کو گیند سے تشبیہ دی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ چوگانِ اقبال سے گوئے زمین کو اپنے زیر فرمان رکھ۔
(۶) ترجمہ۔ ملک کی نہر کو تیری تلوار سے پانی ملتا ہے۔ عدل کا پودا لگا اور دشمنوں کی جڑ اکھیڑ دے۔
مطلب یہ ہے کہ ملک کی سرسبزی اور آبادی تیری تلوار کی برکت سے ہے۔ تلوار کے زور سے دشمنوں کی بیخ کنی کر دے اور عدل و انصاف کو ملک پر مسلط کر دے۔
(۷) ترجمہ۔ تیری افراسیابی شوکت اور تیری عالمگیر تلوار کا ہر انجمن اور ہر شاہنامہ میں چرچا ہے۔

پور پشنگ ۔ پشنگ کا بیٹا ۔ پشنگ بضم اول و فتح ثانی و یا بفتحتین ۔ نام افراسیاب کے باپ کا لہذا پور پشنگ یعنے افراسیاب ۔ مطلب یہ ہے کہ آج کل تمام مجلسوں میں اور تمام بادشاہی تواریخوں میں تیرا ہی چرچا ہے ۔ پور پشنگ لانے میں شاہنامہ کی رعایت ظاہر کیونکہ شہنامہ فردوسی میں افراسیاب کا مفصل قصہ درج ہے ۔

(۸) ترجمہ ۔ تیرے اخلاقِ حمیدہ کی خوشبو سے بھی اگر شگفتہ نہ ہوا ۔ تو پھر صحرائے ایران سے نافہ مشک ختن اُٹھ جائے گا ۔

یعنے اگر باوجود تیرے اخلاقِ حمیدہ کے بھی ایران خوش و خرم اور شگفتہ نہ ہوا تو پھر نافہ مشک ختن کیا کریگا ۔

(۹) ترجمہ ۔ گوشہ نشین تیرے خوش نما جلوہ کا انتظار کر رہے ہیں ۔ ٹوپی کو ٹیڑھا رکھ اور چہرہ سے پردہ ہٹا ۔

یعنے تشریف لے آ اور بزم آرا ہو ۔ ہم تیرے منتظر بیٹھے ہیں ۔

(۱۰) ترجمہ ۔ اے بادِ صبا مجلس بادشاہ کے ساقی سے جا کر عرض کر ۔ کہ اس زر افشاں پیالہ سے ایک گھونٹ مجھے بھی بخشے ۔

اتابک ۔ ترکی لفظ ہے ۔ بمعنے استاد ۔ امیر ۔ بادشاہ ۔ سعد زنگی بادشاہ ایران کا لقب ۔ پہلے سلطان سنجر کا استاد تھا سلطان سنجر نے ایک رات مستی کی حالت میں اسے بادشاہی دیدی چنانچہ سلطان سنجر کے بعد وہ بادشاہ ہوا ۔

(۱۱) ترجمہ ۔ میں نے عقل سے مشورہ کیا اس نے کہا کہ اے حافظ شراب پی ۔ اے ساقی اس مستشارِ مؤتمن کے فتویٰ کے مطابق شراب دے ۔

مستشار ۔ اسم مفعول بمعنے مشورت کردہ شدہ ۔ یا وہ شخص جس سے مشورہ کیا جائے جس سے صلاح پوچھی جائے ۔ مؤتمن ۔ اسم فاعل ۔ امانت دار ۔ امین ۔ مستشارِ مؤتمن سے یہاں مراد عقل مطلب یہ ہے کہ عقل نے شراب کا فتویٰ دیا ہے ۔ اُسکا مشورہ درست ہے ۔ لہذا شراب دے ۔

غزل (۳)

ای خسرو خوباں نظری سوی گدا کن	رحمی بمن خستۂ بی سر و پا کن

دارد دل درویش تمنای نگاهی ۲ زان چشم سیه مست بیک غمزه روا کن

گر لاف زند ماه که ماند بجمالت ۳ بنمای رخ خویش و مہ انگشت نما کن

ای سرو چمان از چمن و باغ زمانے ۴ بخرام درین بزم و دو صد جامه قبا کن

شمع و گل و پروانه و بلبل همه جمع اند ۵ ای دوست بیا رحم به تنهائی ما کن

با دل شدگان جور و جفا تابکی آخر ۶ آهنگ وفا ترک جفا بهر خدا کن

(۷) مشنو سخن دشمن بدگوے خدارا (۷)
باحافظ مسکین خود ای دوست وفا کن

(۱) ترجمہ ـ اے حسینوں کے بادشاہ مجھ مسکین کیطرف نظر کر۔ مجھ جلے ہوئے بے سرو پا پر رحم کر

(۲) ترجمہ ـ درویش کے دل کو ایک نگاہ کی تمنا ہے۔ اس مست سیاہ آنکھ کے ایک غمزہ سے اسکی تمنا پوری کر۔
مطلب یہ ہے کہ مجھے صرف تیری ایک نگاہ کی تمنا ہے۔ نگاہ کر اور میری آرزو پوری ہوجائیگی۔

بیامد بر در مکتب خروشم بگفت قیمتش گفتم نگاہے		کہ من سیپارۂ دل میفروشم بگفتا کمتر کن گفتم کہ گاہے	(نغمیہ)	

(۳) ترجمہ ـ اگر چاند یہ لاف مارے کہ وہ تیرے جمال کے مشابہ ہے تو اسکو اپنا چہرہ دکھا اور چاند کو انگشت نما کردے۔

انگشت نما کرنا یعنے بدنام کرنا۔ رسوا کرنا۔

بمیزانِ نظر حسنِ ترا با ماہ سنجیدم	(شعر)	میانِ این و آن فرق زمین و آسمان دیدم

(۴) ترجمہ ـ اے سرو خرامان! باغ و چمن سے تھوڑی دیر کے لئے چل اور صدہا جامے چاک کر
یعنے تاکہ عاشق تیرے خرام ناز کو دیکھکر جامہ چاک کریں۔

(۵) ترجمہ ـ شمع پھول۔ پروانہ اور بلبل تمام جمع ہیں۔ اے معشوق آ اور میری تنہائی پر رحم کر۔
مطلب یہ ہے کہ شمع و پروانہ اور گل و بلبل جمع ہیں۔ یعنے عاشق و معشوق یکجا ہیں صرف میں ہوں۔ کہ اکیلا بیٹھا ہوں میری تنہائی پر رحم کر اور تشریف لا۔

(۶) ترجمہ ـ بیدلوں پر کب تک جور و جفا کریگا۔ وفا کا وقت ہے خدا کے لئے جفا چھوڑ۔

(۷) ترجمہ۔ خدا کے لیئے بدگو دشمن کی بات نہ سن۔ اور مسکین حافظ کے ساتھ اے دوست خود وفا کر۔

غزل (۴)

ای روی ماہ منظر تو نوبہار حسن	۱	خال و خط تو مرکز لطف و مدار حسن
در چشم پرخمار تو پنہان فسون سحر	۲	در زلف بیقرار تو پیدا قرار حسن
ماہی نتافت چون رخت از برج خسروے	۳	سروی نخاست چون قدت از جویبار حسن
خرم شد از ملاحت تو عہد دلبرے	۴	فرخ شد از لطافت تو روزگار حسن
از دام زلف و دانۂ خال تو در جہان	۵	یک مرغ دل نماند نگشتہ شکار حسن
دائم بہ لطف دایۂ طبع از میان جان	۶	می پرورد بناز ترا در کنار حسن
گرد لبت بنفشہ از ان تازہ و ترست	۷	کاب حیات میخورد از جویبار حسن

(۸) حافظ طمع برید کہ بیند نظیر دوست (۸)
دیار نیست غیر تو اندر دیار حسن

(۱) ترجمہ۔ اے معشوق کہ تیرا چاند جیسا چہرہ حسن کی نوبہار ہے۔ تیرا خال لطف کا مرکز اور تیرا خط حسن کا دائرہ ہے۔

خال کو نقطۂ مرکزِ لطافت اور خط کو محیطِ دائرۂ حسن کہا ہے

(۲) ترجمہ۔ تیری پُرخمار آنکھ میں جادو کا افسون پوشیدہ ہے۔ تیری پریشان زلف میں حسن کا قرار موجود ہے۔

(۳) ترجمہ۔ بادشاہی کے برج سے تیرے چہرے کے برابر اور کوئی چاند روشن نہ ہوا۔ اور حسن کی نہر سے تیرے قد کے برابر اور کوئی سرو پیدا نہ ہوا۔

(۴) ترجمہ۔ تیری ملاحت سے دلبری کا زمانہ خوش و خرم ہوگیا۔ اور حسن کا وقت تیری لطافت سے مبارک اور فرخندہ ہوگیا۔

ملاحت۔ حسنِ سبز۔ مطلب یہ ہی کہ تیری لطافت اور ملاحت سی بازارِ حسن و دلبری کو رونق ہی

(۵) ترجمہ۔ تیری زلف کی جال اور خال کے دانہ کی وجہ سی دنیا میں ایک مرغِ دل بہی ایسا باقی نہیں رہا جو حسن کا شکار نہ ہو گیا ہو۔

زلف کو دام۔ خال کو دانہ اور دل کو مرغ قرار دیا ہے۔ نتیجہ ظاہر

خال تو دانہ دانہ و زلفِ تو دام دام	مرغیکہ دانہ چید گرفتار دام شد

مرزا صائب زلف کو مار اور خال کو مہرۂ مار کہتے ہیں۔

زخالِ عنبرین افزون ز زلفِ یار مے ترسم	ہمہ از مار و من از مہرۂ این مار مے ترسم

(۶) ترجمہ۔ طبیعت (قدرت) کی دایہ ہمیشہ جان سی تجھے حسن کی گود میں ناز سی اور لطف سے پالتی ہی۔

(۷) ترجمہ۔ تیرے لبوں کے گرد بنفشہ اسلئے تر و تازہ ہی کہ حسن کی نہر سے آبِ حیات پیتا ہے۔

بنفشہ سے مراد سبزہ خط۔ مطلب یہ ہی کہ تیرے لب چشمۂ آبِ حیات ہیں اسلئے سبزہ خط جو اس آبِ حیات کے کنارہ پر اُگا ہے۔ تازہ اور سرسبز ہے۔

خطِ مشکیں سر زد از رویش باندک فرصتے	(صائب)	تخمِ قابل زود گردد در زمین پاک سبز

جہانگیر بادشاہ کے اس شعر میں بہی قریباً یہی مضمون ہی۔

ترا تا سبزہ بر گردِ لبِ جان بخش پیدا شد	مسیحا بود تنہا خضر ہمراہ مسیحا شد

اسی مضمون پر کسی استاد نے کہا ہے۔

خط سبزے کہ بگرد لب جاناں گشتہ است	پی خضر است کہ بر چشمہ حیواں گشتہ است

(۸) ترجمہ۔ حافظ یہ امید منقطع کر چکا ہی کہ اسے معشوق کا نظیر کوئی نظر آئیگا حسن کی ولایت میں تیرے سوا اور کوئی رہنے والا نہیں

مطلب یہ ہی کہ دیارِ حسن میں صرف تو ہی تو ہے۔ اسلئے تیرا نظیر اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

غزل (۵)

بالا بلند عشوہ گر سرو ناز من	۱	کوتاہ کرد قصۂ زہد دراز من

دیدی دلا کہ آخر پیری و زہد و علم	۲	با من چہ کرد دیدۂ معشوقہ باز من
از آب دیدہ بر سر آتش نشستہ ام	۳	کو فاش کرد در ہمہ آفاق راز من
می ترسم از خرابی ایمان کہ می برد	۴	محراب ابرو تو حضور از نماز من
مست است یار و یاد حریفان نمیکند	۵	یادش بخیر ساقی مسکین نواز من
یارب کی آن صبا بوزد کز نسیم او	۶	گردد شمامۂ کرمش کارساز من
بر خود چو شمع خندہ زنان گریہ میکنم	۷	تا با تو سنگدل چہ کند سوز و ساز من
نقشی بر آب میزنم از گریہ حالیا	۸	تا کی شود قرین حقیقت مجاز من
محمود رادمی کہ با آخر رسید عمر	۹	میبد ادجان بزاری و مگفت یاز من
گفتم بدلق زرق بپوشم نشان عشق	۱۰	غماز بود اشک و عیان کرد راز من
زاہد چو از نماز تو کاری نمی رود	۱۱	ہم مستی شبانہ و راز و نیاز من

(۱۲)	حافظ ز غصہ سوخت بگو حالش ای صبا با شاہ دوست پرور دشمن گداز من	(۱۲)

(۱) ترجمہ – میرے بلند قد اور عشوہ گر سروِ ناز نے میرے قدیمی زہد کے قصہ کو کوتاہ کر دیا۔

یعنے میرے معشوق نے میری اتنی مدت کی پرہیزگاری اور زہد و ورع کو برباد کر دیا

(۲) ترجمہ – اے دل تو نے دیکھا کہ اس بڑھاپے زہد اور علم کی حالت میں میری معشوق باز آنکھوں نے مجھ سے کیا سلوک کیا۔

یعنے آنکھوں نے بڑھاپے میں مجھے شاہد باز بنا کر تمام عمر کے زہد اور علم کو برباد کر دیا۔

(۳) ترجمہ – میں آنسوؤں کے ہاتھ سے بہت تنگ ہوں۔ کہ انہوں نے تمام جہان میں میرے راز کو فاش کر دیا

بر سر آتش نشستن مضطرب اور بیقرار ہونا۔ آب آتش کا مقابلہ ظاہر اشک کی غمازی کے لئے

دیکھو د ۱۲۶/۲ د ۲۹/۱ ش ۱/۲ ع ۲/۵ م ۲۶/۴ ام ۲۷/۸ مندرجہ ذیل اشعار بھی اشک کی غمازی پر ہیں

اشکم برون می افگند رازِ درونِ پردہ را		آری شکایت ہا بود از خانہ بیرون کردہ را	(امیر خسرو)
راز دل فاش کرد طفل سرشک		چہ تواں کرد پارۂ جگر است	(گرامی)
حیرتی اشکم اگر شد بر سر مژگاں گرہ		خورشید غماز را بر دار مے باید کشید	(حیرتی)

(۴) ترجمہ۔ مجھے اپنے ایمان کی خرابی کا خطرہ ہے کیونکہ تیرے ابرو کا محراب میری نماز سے حضوری لے جاتا ہے۔ یعنے عین نماز کی حالت میں تیرے ابرو کا محراب یاد آجاتا ہے اور نماز میں حضورِ قلب نہیں رہتا جس سے ایمان کا خطرہ ہے۔

در نماز م خمِ ابروے تو چوں یاد آمد		حالتے رفت کہ محراب بفریاد آمد	

(۵) ترجمہ۔ معشوق مست ہے اور حریفوں کو یاد نہیں کرتا میرے مسکین نواز ساقی کی یاد بخیر ہو۔

(۶) ترجمہ۔ اے خدا وہ بادِ صبا کب چلیگی جسکی نسیم سے اُسکے کرم کی خوشبو میری کارسازی کرے گی۔

(۷) ترجمہ۔ شمع کیطرح میں اپنے آپ پر ہنستا بھی ہوں اور روتا بھی۔ دیکھئے تجھ سنگدل پر میرا سوز و ساز کیا اثر کرتا ہے
شمع کا گریہ اور خندہ مشہور اور ظاہر

(۸) ترجمہ۔ فی الحال تو لاحاصل اور بیفائدہ رو رہا ہوں۔ دیکھیے ہمارا مجاز حقیقت کے نزدیک کب ہوتا ہے۔
نقش بر آب زدن ۔ بے فائدہ اور لاحاصل کام کرنا۔ ناپائدار کام کرنا مطلب یہ ہے کہ فی الحال تو عشق میں ہماری گریہ و زاری لاحاصل معلوم ہوتی ہے۔ دیکھیے گوہر مقصودِ حقیقی کب ہاتھ لگتا ہے۔

(۹) ترجمہ۔ جب محمود کی زندگی کا خاتمہ ہونے لگا۔ تو حالتِ زار میں جان دیتا تھا اور کہتا تھا کہ اے میرے ایاز۔

(۱۰) ترجمہ۔ میں نے خیال کیا کہ غمزہ فریب سے نشانِ عشق کو چھپا رکھونگا لیکن آنسوؤں نے غمازی کی اور میرے راز کو ظاہر کر دیا
اشک کی غمازی کے لئے دیکھو شعر (۳) غزل ہذا۔

(۱۱) ترجمہ۔ اے زاہد جب تیری نماز سے بھی کچھ حاصل نہیں ہوتا اور میری رات کی مستی اور راز و نیاز سے بھی کچھ حاصل نہیں ہوتا تو بتا کہ تیری نماز اور میری مستی میں کیا فرق ہے۔

(۱۲) ترجمہ۔ حافظ غم و غصہ سے جل گیا اے بادِ صبا اسکا حال میرے دوست پرور اور دشمن سوز بادشاہ سے جا کر بیان کر۔

غزل (۶)

بہار گل طرب انگیز گشت و توبہ شکن	۱	بشادیِ رخِ گل بیخ غم ز دل بر کن
طریقِ صدق بیاموز از آب صافی دل	۲	براستی طلب آزادگی ز سرو چمن

ز خود برون شد و بر تن درید پیراہن		۳		رسید باد صبا غنچہ از ہواداری
شکنج گیسوی سنبل نگر بروی سمن		۴		ز روی تیرہ صبا گرد گل کلالہ ببین
معاینہ دل و دین می برد بوجہ حسن		۵		عروس غنچہ بدین زیور و تبسم خوش
برای وصل گل آمد برون ز قلب حزن		۶		صفیر بلبل شوریدہ و نفیر ہزار
(۷)		حدیث قصہ دوران ز جام جو حافظ بقول مطرب و فتوی پیر صاحب فن		(۷)

(۱) ترجمہ۔ پھول کی بہار طرب انگیز اور توبہ شکن ہو گئی ہے۔ پھول کے چہرہ کی خوشی کے طفیل غم کا بیج دل سے اکھیڑ دے
یعنی توبہ شکن بہار آ گئی ہے شراب خوشگوار پی تاکہ دل کا غم دور ہو۔

(۲) ترجمہ۔ اے دل صدق کا طریقہ شراب صاف سے سیکھ اور بیچ چمن سرو چمن سے آزادگی طلب کر۔
یعنی باغ میں جا کر سرو آزاد سے آزادگی کا سبق حاصل کر اور شراب صاف سے صدق و اخلاص پیدا کر

(۳) ترجمہ۔ باد صبا پہنچی ہے اور غنچہ اس آرزو میں اپنے آپ سے باہر ہو گیا ہے اور جسم پر پیراہن چاک کر دیا ہے۔
ظاہر ہے کہ بادِ بہاری کی آمد پر غنچہ پیراہن چاک کر کے شگفتہ ہو کر پھول بن جاتا ہے۔

(۴) ترجمہ۔ بادِ صبا کی دستبرد سے پھول کے گرد زلف دیکھ۔ سمن کے چہرہ پر سنبل کے گیسو کا شکن دیکھ۔
مطلب یہ ہے کہ بادِ صبا کے چلنے سے پھول اور سنبل لہراتے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ مل جاتے ہیں اور سنبل پھول کے ساتھ اسطرح معلوم ہوتا ہے جسطرح معشوق گلعذار کے چہرہ پر زلف۔ دوسرا مصرعہ پہلے مصرعہ کی تمثیل اور تصریح ہے۔

(۵) ترجمہ۔ غنچہ کی عروس اس زیور اور دلپذیر تبسم کے ساتھ علانیہ دل و دین کو عمدہ طریقہ سے لے جا رہی ہے۔
یعنی غنچہ اپنی خوبصورتی اور تبسم کی وجہ سے غارتگر دل و دین بن رہا ہے۔

(۶) ترجمہ۔ بلبل شوریدہ کی آواز اور ہزار داستاں کی فریاد وصل گل کے لئے غمگین دل سے نکلی۔
ہزار یا ہزار داستاں یعنے بلبل۔
مطلب یہ ہے کہ بلبل پھول کے وصال کے شوق میں اپنے دل حزیں سے نالے نکال رہی ہے۔

(۷) ترجمہ۔ اے حافظ زمانہ کے قصہ کی بات جام سے سن مطرب اور صاحب فن پیر کے فتوی کے مطابق۔

مطلب یہ ہے کہ مطرب اور پیر مغان کا فتوی ہے کہ شراب پی تاکہ تو زمانہ کی حقیقت سے آگاہ ہو جائے۔

غزل (۷)

چندانکہ گفتند غم با طبیبان	۱	درمان نکردند مسکین غریبان
آن گل کہ ہردم در دست خارست	۲	گو شرم بادت از عندلیبان
ما درد پنہان با یار گفتیم	۳	نتوان نہفتن درد از طبیبان
یارب امان دہ تا باز بیند	۴	چشم محبان روی حبیبان
درج محبت بر مہر خود نیست	۵	یارب مبادا کام رقیبان
ای منعم آخر بر خوان وصلت	۶	تا چند باشم از بی نصیبان

(۷) حافظ نگشتی رسوای گیتی
گر می شنیدی پند غریبان (۷)

(۱) ترجمہ۔ ہرچند طبیبوں سے غم بیان کیا لیکن وہ مسکین غریب علاج نہ کر سکے۔

(۲) ترجمہ۔ وہ پھول جو ہر وقت کانٹے کے ہاتھ میں ہے۔ اُسے کہو کہ بلبلوں سے شرم کر۔

گل سے مراد معشوق۔ خار سے مراد رقیب۔ عندلیب سے مراد عاشق صادق۔

(۳) ترجمہ۔ ہم نے اپنا پوشیدہ درد معشوق سے بیان کر دیا۔ کیونکہ طبیبوں سے بیماری نہیں چھپا سکتے۔

(۴) ترجمہ۔ اے خدا اتنی مہلت دے کہ عاشق کی آنکھ معشوق کے چہرہ کو دیکھ سکے۔

(۵) ترجمہ۔ محبت کی ڈبیا پر اپنی مہر نہیں ہے۔ اے خدا ایسا نہ ہو کہ رقیب کامیاب ہو گئے ہوں۔ ڈبیا سے مہر ہٹی تو جانو کہ جواہرات چرائے گئے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ معشوق کی دُرج محبت پر پہلے ہماری مہر تھی۔ یعنے ہمارے بغیر وہاں کسی کی رسائی نہ تھی اب وہ بات نہیں۔ رقیب بھی آتے جاتے ہیں خدا نہ کرے کہ اسکی محبت ان سے بھی ہو گئی ہو۔

(۶) ترجمہ۔ اے دولتمند آخر تیرے وصل کے خوان سے میں کب تک محروم رہوں گا۔

منعم سے مراد معشوق جو دولتِ حسن سے مالا مال ہے

(۷) ترجمہ - حافظ تمام جہان میں رسوا نہ ہوتا اگر غریبوں کی نصیحت سنتا -

غزل (۸)

چو گل ہر دم ببویت جامہ بر تن	۱	کنم چاک از گریبان تا بدامن
تنت را دید گل گوئی کہ در باغ	۲	چو مستان جامہ را بدرید بر تن
من از دست غمت مشکل برم جان	۳	ولی دل را تو آسان بردی از من
بقول دشمنان برگشتی از دوست	۴	نگردد ہیچکس با دوست دشمن
تنت در جامہ چون در جام بادہ	۵	دلت در سینہ چوں در سیم آہن
ببار ای شمع اشک از دیدہ چون میغ	۶	کہ سوز دل شود بر خلق روشن
مرو کز سینہ ام آہ جگر سوز	۷	بر آید ہمچو دود از راہ روزن
دلم را مشکن و در پا میفگن	۸	کہ دارد در سر زلف تو مسکن
(۹)	چو دل در زلف تو بستست حافظ بدینسان کار او در پا میفگن	(۹)

(۱) ترجمہ - پھول کیطرح ہر وقت تیری خوشبو سے جسم پر جامہ کو گریبان سے دامن تک چاک کرتا ہوں -

پھول کا باد صبا سے جامہ چاک کرنا یعنی غنچہ کی حالت سے شگفتہ ہوکر پھول بن جانا ظاہر - عاشق بھی زلفِ محبوب کی خوشبو سے جامہ چاک کرتا ہے -

(۲) ترجمہ - پھول نے تیرے جسم کو باغ میں دیکھا گویا کہ باغ میں مستوں کی طرح جسم پر جامہ کو چاک کر دیا -

پھول کا جامہ چاک کرنا ظاہر - خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ پھول نے باغ میں میرے محبوب کو دیکھا ہے اور اسکے عشق میں مست ہو کر جامہ چاک کر رہا ہے -

(۳) ترجمہ - میں تو تیرے غم کے ہاتھ سے مشکل ہی جان بچاؤنگا لیکن تو مجھ سے دل بڑی آسانی سے لے گیا -

(۴) ترجمہ ۔ دشمنوں کے کہنے پر تو دوست سے پھر گیا۔ کوئی شخص بھی دوستوں کا دشمن نہیں بنتا۔

(۵) ترجمہ ۔ تیرا جسم کپڑوں میں اسطرح ہے جسطرح پیالہ میں شراب۔ اور تیرا دل سینہ میں اسطرح ہے جسطرح چاندی میں لوہا۔

یعنے تو سیمین بدن اور آہن دل ہے۔

(۶) ترجمہ ۔ اے شمع بادل کیطرح آنکھوں سے آنسو برسا۔ تاکہ تیرا سوزِ دل خلقت پر ظاہر ہو جائے۔

شمع کا رونا مشہور اور ظاہر ہے۔ روشن بمعنے ظاہر شمع کی رعایت سے لاتے ہیں۔

(۷) ترجمہ ۔ تو نہ جا ورنہ میرے سینہ سے جگر سوز آہ اسطرح نکلے گی جسطرح روزن سے دھواں۔

(۸) ترجمہ ۔ میرے دل کو نہ توڑ اور اسے پاؤں میں نہ گرا۔ کیونکہ وہ تیری زلف میں رہنے والا ہے۔

در پا انداختن ۔ ذلیل کرنا۔ خوار و رسوا کرنا۔ پامال کرنا۔

(۹) ترجمہ ۔ جب حافظ نے دل کو تیری زلف میں باندھ دیا ہے۔ تو اس طرح اس کے کام کو نظر انداز نہ کر۔

غزل (۹)

چون شوم خاک رہش دامن بیفشاند ز من	۱	ور بگویم دل بگردان رو بگرداند ز من
گر چو شمعش پیش میرم بر غمم خندد چو صبح	۲	ور برنجم خاطر نازک برنجاند ز من
عارض رنگین بہر کس مینماید ہمچو گل	۳	ور بگویم باز پوشان باز پوشاند ز من
دوستان جان دادہ ام از بہر دہانش بنگرید	۴	کو بچیزی مختصر چون باز می ماند ز من
او بخونم تشنہ و من بر لبش تا چون شود	۵	کام بستانم ازو یا داد بستاند ز من
چشم خود را گفتم آخر یک نظر سیرش ببین	۶	گفت میخواہی مگر تا جوی خون راند ز من
گر چو فرہادم بہ تلخی جان برآید حیف نیست	۷	بس حکایتہای شیرین باز می ماند ز من

(۸)

ختم کن حافظ کہ گر زینگونہ خوانی درس عشق

خلق در ہر گوشۂ افسانہ خواند ز من

(۸)

(۱) ترجمہ۔ جب میں اسکے رستہ کی خاک ہوجاتا ہوں تو مجھ سے دامن جھاڑ دیتا ہے۔ اور اگر میں کہتا ہوں کہ مجھ سے دل نہ پھیر تو مجھ سے منہ پھیر لیتا ہے۔

دامن افشاندن - از چیزے۔ اپنے آپ کو کسی چیز سے دور رکھنا مطلب یہ ہے کہ میں خاکساری کرتا ہوں اور مجھ سے دور دور رہتا ہے۔ خاک اور افشاندن کی رعایت ظاہر۔

(۲) ترجمہ۔ اگر میں شمع کیطرح اسکے سامنے مرتا ہوں تو وہ میرے غم پر صبح کیطرح ہنستا ہے۔ اور اگر میں رنجیدہ ہوتا ہوں تو اپنے نازک دل کو مجھ سے ناراض کر لیتا ہے۔

شمع عموماً صبح کے وقت بجھائی جاتی ہے اور صبح ہونے کو خندہ صبح کہتے ہیں لہذا امردن شمع اور خندہ صبح کی رعایت ظاہر۔

(۳) ترجمہ۔ اپنا نازنین چہرہ پھول کیطرح ہر کسی کو دکھاتا ہے اور اگر میں کہتا ہوں کہ چہرہ کو (اغیار سے) چھپا تو (الٹا) مجھ سے چھپا لیتا ہے۔

(۴) ترجمہ۔ اے دوستو میں نے اسکے دہن کی آرزو میں جان دے دی دیکھو کہ اتنی مختصر سی چیز کے لئے بھی مجھ سے دریغ کرتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ میری آرزو صرف اسکے دہن کا ایک بوسہ ہے اور اس تھوڑی سی آرزو پر میں نے جان دیدی دیکھو کہ وہ میری مختصر سی آرزو بھی پوری نہیں کرتا۔ دہن معشوق کو تنگ کہتے ہیں لہذا دہن اور چیز مختصر کی رعایت ظاہر۔

(۵) ترجمہ۔ وہ میرے خون کا پیاسا ہے اور میں اُسکے لب کا پیاسا ہوں۔ دیکھئے میں اس سے مدعا حاصل کرتا ہوں یا وہ مجھ سے مقصد حاصل کرتا ہے۔

(۶) ترجمہ۔ میں نے اپنی آنکھ کو کہا کہ ایک نظر سیر ہو کر اُسے دیکھ لے۔ آنکھ نے جواب دیا کہ کیا تو چاہتا ہے کہ وہ مجھ سے خون کی ندی جاری کرے۔

یعنے آنکھ نے جواب دیا کہ ایکدفعہ دیکھ تو لونگی لیکن پھر اُسکے فراق میں مجھے لہو کے آنسو رونے پڑیں گے بعض نسخوں میں سیر شُس کی بجائے شیریں ہے۔ اس صورت میں شیریں اور جوئی کی رعایت ظاہر۔

(۷) ترجمہ۔ اگر فرہاد کیطرح تلخی سے میری جان نکل جائے تو کوئی افسوس نہیں (داستان تو ہوگا) کہ کئی دلچسپ حکایتیں میری یادگار رہ جائیں گی۔

مطلب یہ ہے کہ فرہاد نے عشق میں جان تو دے دی لیکن اب تک اسکے قصے تو باقی ہیں اسی طرح میں بھی اگر عشق میں مرگیا تو کچھ مضائقہ نہیں میرے عشق کے افسانے تو دنیا میں باقی رہیں گے۔

فرہاد اور شیریں میں صنعت ایہام۔

(۹) ترجمہ۔ اے حافظ بس کر کیونکہ اگر اسی طرح تو عشق کا سبق پڑھتا رہے گا۔ تو لوگ ہر گوشہ میں میرے ہی افسانے پڑھتے پھرینگے۔

ظاہر ہے کہ عاشقوں کا بہت چرچا عام ہوتا ہے۔ اور خواجہ کے کلام کا چرچا تو فی الحقیقت بہت ہی عام ہے۔

غزل (۱۰)

خدارا کم نشین با خرقہ پوشاں	۱	رخ از رنداں بی ساماں مپوشاں
دریں خرقہ بسی آلودگی ہست	۲	خوشا وقت قبای میفروشاں
چو مستم کردۂ مستور منشیں	۳	چو نوشم دادۂ زہرم منوشاں
تو نازک طبعی و طاقت نیاری	۴	گرانیہای مشتی دلق پوشاں
دریں صوفی وشاں دردی ندیدم	۵	کہ صافی باد عیش دردنوشاں
لب میگون و چشم مست بکشای	۶	کہ از شوقت مئی لعل ست جوشاں
بیا و زرق ایں سالوسیان بین	۷	صراحی خون دل بربط خروشاں

(۸) ز دلگرمی حافظ بر حذر باش
کہ دارد سینہ چوں دیگ جوشاں (۸)

(۱) ترجمہ۔ خدا کے لئے خرقہ پوشوں کے پاس نہ بیٹھ۔ اور بے سروساماں رندوں سے چہرہ نہ چھپا۔
خرقہ پوش سے مراد زاہدان ریاکار۔ کم۔ عموماً بمعنی نفی مطلق استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً۔

از عزیزی داں سخن گر تلخ میگویم ترا	چوں تو میدانی کہ ما ایں حرفہا کم میزنم (اقوام)

(۲) ترجمہ۔ اس خرقہ میں بہت آلودگیاں ہیں۔ شراب فروشوں کے قبا کا وقت خوش ہو۔

خرقہ۔ سے مراد خرقۂ زاہدانِ ریاکار۔ مطلب یہ ہے کہ قبائے میفروش خرقۂ زاہدِ ریاکار سے بدرجہا بہتر ہے۔

(۳) ترجمہ۔ جب تو نے مجھے مست کیا ہے تو خود مستور ہو کر نہ بیٹھ۔ جب تو نے مجھے آبِ حیات دیا ہے تو اب زہر نہ پلا

مستور۔ مقابلِ مست۔ حیادار۔ پردہ نشین۔ (از ستر)

(۴) ترجمہ۔ تو نازک مزاج ہے اور ان چند دلق پوشوں کی ناگوار حرکات کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

گرانی۔ ناگوار اور مکروہ بات (از بہارِ عجم)

دلق پوش سے مراد وہی زاہدانِ ریاکار ہیں یعنے معدودے چند۔ یہ لفظ حقارتاً دلق پوشوں کے لئے استعمال ہوا ہے۔

(۵) ترجمہ۔ میں ان صوفی نما لوگوں میں درد نہیں دیکھتا۔ خدا کرے کہ دُرد نوشوں کی عیش صاف ہو۔

مطلب یہ ہے کہ ان ریاکار صوفیوں کے دل میں درد نہیں ہے۔ ان سے تو دُرد نوش بدرجہا بہتر ہیں کیونکہ اُن کے دل میں درد ہے خدا انہیں خوش رکھے۔ درد اور دُرد میں صنعت تجنیس۔

(۶) ترجمہ۔ میگوں لب و مست آنکھ کھول کیونکہ تیرے شوق سے شرابِ سرخ جوش میں ہے۔

یعنے شراب اس شوق میں جوش زن ہے کہ تو اپنے لبِ میگون کو کھولے اور اُسے پیئے اور نیز اُسے تیری مست آنکھوں کا اشتیاق ہے کیونکہ تیری آنکھوں میں شراب سے بھی زیادہ مستی ہے۔

(۷) ترجمہ۔ آ اور ان ریاکاروں کے مکر و فریب کو دیکھ۔ کہ صراحی کا دل خون ہے اور بربط شور و خروش میں ہے۔

یعنے یہ ریاکار لوگ جو بظاہر متقی اور پرہیزگار بنے بیٹھے ہیں خلوت میں شراب پیتے ہیں اور سماع و سرود میں مشغول ہوتے ہیں۔ ان کی اس ریاکاری سے صراحی کا دل بھی خون ہو گیا ہے۔ اور بربط بھی فریاد کر رہی ہے

(صراحی کے اندر چونکہ شراب سرخ ہوتی ہے لہذا خونِ دل کہا اور بربط کا خروش ظاہر)

(۸) ترجمہ۔ حافظ کے دل کے سوز سے ڈر تا رہ کیونکہ اسکا سینہ دیگ کیطرح جوش میں ہے۔

یعنے آتشِ عشق سے حافظ کا سینہ جل رہا ہے اور دیگ کیطرح جوش میں ہے اسکی آہوں سے ڈرتا رہ۔

آتشِ سوزاں نہ کند با سپند
آنچہ کند دودِ دلِ دردمند

غزل (۱۱۱)

دانی کہ چیست دولت دیدار یار دیدن ۱ در کوی او گدائی بر خسروی گزیدن

از جان طمع بریدن آسان بود ولیکن ۲ از دوستان جانی مشکل بود بریدن

خواہم شدن ببستان چون غنچہ با دل تنگ ۳ وانجا بہ نیکنامی پیراہنی دریدن

گہ چون نسیم با گل راز نہفتہ گفتن ۴ گہ سر عشقبازی از بلبلان شنیدن

بوسیدن لب یار اول ز دست مگذار ۵ کاخر ملول گردی از دست لب گزیدن

فرصت شمار صحبت کز این دو راہ منزل ۶ چون بگذریم نتوان دیگر بہم رسیدن

(۷) گوئی برفت حافظ از یاد شاہ منصور
یا رب بیادش آور درویش پروریدن (۷)

(۱) ترجمہ۔ کیا تو جانتا ہے کہ معشوق کے دیدار دیکھنے کی دولت کیا ہے۔ اسکی کوچہ میں گداگری کو بادشاہی پر ترجیح دینا ہے۔

یعنے دولتِ دیدار ایسی بیش بہا دولت ہے کہ اسکے لئے کوئی جانان کی گدائی تمام دنیا کی بادشاہی سے بہتر ہے۔

(۲) ترجمہ۔ جان سے ہاتھ دھو دینا آسان ہے لیکن جانی دوستوں سے جدا ہونا بہت مشکل ہے۔

ع وقتِ جانکنی کنی خیال سہلے با محبوب وقتِ الوداعی مشکل

(۳) ترجمہ۔ غنچہ کی طرح تنگدل کے ساتھ باغ میں جاونگا۔ اور اس جگہ نیکنامی سے پیراہن چاک کرونگا
غنچہ کا تنگدل ہونا اور بعدہٗ پیراہن چاک کرنا یعنے شگفتہ ہوکر پھول بننا ظاہر۔ خواجہ صاحب کے نزدیک بھی تنگیٔ دل کا علاج باغ میں جاکر سیر گلشن سے شگفتہ ہونا ہے۔ نیکنامی کے لفظ میں بدنامی کی بو بھی ہے کیونکہ عشق میں جامہ چاک کرنا چنداں موجب نیک نامی نہیں ہوتا۔

(۴) ترجمہ۔ کبھی نسیم کیطرح پھول کے سامنے پوشیدہ اسرار بیان کرونگا اور کبھی عشقبازی کا بھید بلبلوں سے سنونگا

اس شعر کا مضمون پچھلے شعر سے مسلسل ہے۔

(۵) ترجمہ۔ شروع میں ہی لب یار کے بوسہ کو ہاتھ سے نہ دے۔ تاکہ آخر کار ہونٹ کاٹنے کی نوبت نہ ہو **زدست مگذار**۔ ہاتھ سے نہ جانے دے۔ یعنے ضرور حاصل کر **لب گزیدن** حسرت سے ہونٹ کاٹنا حسرت کرنا۔ افسوس کرنا۔ ہونٹ کاٹنا حسرت کا نشان ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اگر تو لب یار کے بوسہ سے محروم رہیگا تو آخر کار حسرت سے ہونٹ کاٹنے پڑینگے اس شعر میں خواجہ صاحب کا انتخاب الفاظ قابل داد ہے۔ الفاظ کا باہم مقابلہ اور رعایت خواجہ حافظ کی قادر الکلامی پر دال ہیں۔ بوسیدن لب اور گزیدن لب۔ اول و آخر۔ دست اور دست کا مقابلہ لطیف ہے۔

(۶) ترجمہ۔ صحبت کو غنیمت جان کیونکہ اس دو رستہ والے مکان سے جب ایک دفعہ ہم گزر جائینگے تو دوبارہ ملنا ناممکن ہے۔

دنیا کو **منزل دوراہ** کہا ہے کیونکہ دنیا ایک سرائے ہے جسکے دو راستے ہیں ایک رستے سے ہم آتے ہیں اور دوسری راہ سے چلے جاتے ہیں مطلب یہ ہے کہ دنیا میں صرف چند روزہ قیام ہے۔ احباب کی صحبت کو غنیمت سمجھنا چاہیئے۔ پھر یہ وقت ہاتھ نہیں آئیگا۔

شب عیشم ندارد فرصت خندیدن برقے	نفس تا میکشم صبح است شام زندگانی را

اسی مضمون پر ہے۔

اتفاق بلبل و گل بارہا خواہد شدن	بعد ازیں ما و شما و سیر بستان یا نصیب

(۷) ترجمہ۔ گویا کہ حافظ منصور بادشاہ سے چلا گیا۔ یا خدا اسے درویش پروری یاد دلا۔

منصور بادشاہ کے لئے دیکھو لسان الغیب جلد اول صـ۱۹-۲۰ سوانح عمری۔

مطلب یہ ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ حافظ کو منصور بادشاہ نے فراموش کر دیا ہے۔ اے خدا اسے درویش پروری یاد دلا تاکہ وہ حافظ کو دل سے دور نہ کرے۔

غزل (۱۴۱)

دلم را در سرِ زلفِ تو مسکن	۱	بدینسانش فرو مگذار و مشکن
وگر دل سرکشد چون زلف از خط	۲	بدست آرش ولی در پاش مفگن
چو شمع ار پیشم آئی در شبِ تار	۳	شود چشمم بدیدارِ تو روشن
بگلزارم چہ کار اکنون کہ گشتہ است	۴	جہان در چشمم از رویت چو گلشن
ز سروِ قامتت ننشینم آزاد	۵	ہمہ تن گر زبان باشم چو سوسن
ز حسرت گر نتابم ذرہ رو می	۶	چو خورشیدم فرود آید ز روزن
کجا بر تنگِ شکر دست یابد	۷	مگس گر اندیشد از باد بیزن

(۸)	چو حافظ با جراے عشقبازی نمی گوید کسے بر وجہ احسن	(۸)

(۱) ترجمہ۔ میرے دل کا مسکن تیری زلف میں ہے۔ لہذا اسطرح اُسے نہ چھوڑ اور اُسے نہ توڑ

(۲) ترجمہ۔ اور اگر میرا دل زلف کیطرح تیرے خطِ (فرمان) سے سرکشی کرے۔ تو اس کو قابو کرلے لیکن اسی پاؤں کے نیچے نہ مسل۔

بدست آور۔ دل بدست آوردن سے مراد دلداری کرنا ہے۔ یہاں بدست آور سے مراد اگرچہ گرفتار کرنا اور قابو کرنا ہے لیکن کنایتاً دلداری بھی مراد ہے۔

(۳) ترجمہ۔ شمع کیطرح اگر اندھیری رات میں تو میرے سامنے آئے۔ تو میری آنکھ تیرے دیدار سے روشن ہو جاتی ہے

چو در نقاب شوی ماہ در نقاب شود	فگن نقاب کہ ہر ذرہ آفتاب شود

(۴) ترجمہ۔ مجھے گلزار سے اب کیا کام ہے کہ تیرے چہرے نے تمام جہان کو میری آنکھوں میں باغ بنا دیا ہے۔

(۵) ترجمہ۔ تیرے سرو قد (کی تعریف) سے میں کبھی آزاد نہیں بیٹھونگا۔ اگر سوسن کیطرح میں ہمہ تن زبان ہو جاؤں

برگِ گلِ سوسن کو زبان سے تشبیہ دیتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اگر میں گلِ سوسن کیطرح ہمہ تن زبان

بھی ہوجاؤں تو بھی تیرے سرو قد کی تعریف کما حقہٗ بیان نہیں کرسکتا۔

(۶) ترجمہ۔ تیری محبت سے اگر میں اپنے ذرہ روی کو نہ چھپاؤں تو خورشید کیطرح تیری محبت روزن سے میرے اندر آجائیگی

مہر۔ (۱) آفتاب (۲) محبت۔ لہذا مہر اور ذرہ میں صنعت ایہام ہے۔

خورشید کی روشنی کا روزن سے مکان کے اندر آنا ظاہر۔ مطلب یہ ہے کہ اگر میں ذرہ صفت تیری محبت کو ترک نہ کروں۔ تو تیری محبت کا نور آنکھوں کے روزن سے میرے دل کے اندر جاکر اُسے روشن اور منور کرے گا۔

(۷) ترجمہ۔ شکر کی گون تک کب پہنچ سکتی ہے اگر مکھی پنکھے سے ڈرے۔

باد بیزن۔ پنکھا۔ مروحہ۔ مطلب یہ ہے کہ طالب اپنے مطلوب کی تلاش میں یا عاشق اپنے معشوق کی طلب میں اگر راہِ طلب اور منازلِ عشق کی تکلیفوں اور مصیبتوں سے ڈر جائے اور انہیں برداشت کرنے میں ہمت مردانہ سے کام نہ لے تو ہرگز کامیاب نہیں ہوسکتا۔

لگن ہیں تیری نکل گئے جو نہ جھجکے دریائے پُرخطر سے	گئے وہ کود آنکھ بند کرکے نہ وار دیکھا نہ پار دیکھا

(۸) ترجمہ۔ حافظ کیطرح عشقبازی کا ماجرا اور کوئی شخص بوجہ احسن بیان نہیں کرسکتا۔

غزل (۱۳۱)

زدر درآ و شبستان ما منور کن	۱	دماغ مجلس روحانیان معطر کن
بچشم و ابرو جانان سپردہ ام دل و جاں	۲	بیا بیا و تماشائے طاق و منظر کن
ازاں شمائل الطاف و حسن خلق کہ تراست	۳	میان بزم حریفاں چو شمع سر بر کن
بگو بخازن جنت کہ خاک ایں مجلس	۴	بتحفہ بر سو فردوس و عود مجمر کن
طمع بقند وصال تو حد ما نبود	۵	حوالتم بدان لعل ہمچو شکر کن
چو شاہدان چمن زیر دست حسن تواند	۶	کرشمہ بر سمن و ناز بر صنوبر کن
ستارہ شب ہجراں نمے فشاند نور	۷	ببام قصر برآ و چراغ مہ بر کن
ازیں مرقع پشمینہ تنگ در تنگم	۸	بیک کرشمہ صوفی وشم قلندر کن

فضول نفس حکایت بسی کند ساقی ۹ تو کار خود مده از دست و می بساغر کن

لب پیالہ ببوس آنگہاں بمستاں ده ۱۰ بایں لطیفہ دماغ خرد معطر کن

وگر فقیہ نصیحت کند کہ مے مخورید ۱۱ پیالہ بدہش گو دماغ را تر کن

حجاب دیدۂ ادراک شد شعاع جمال ۱۲ بیا و خرگہ خورشید را منور کن

(۱۳) پس از ملازمت عیش و عشق مہرویان
زکارہا کہ کنی شعر حافظ از بر کن (۱۳)

(۱) ترجمہ ۔ دروازہ سے اندر آ اور ہمارے شبستان کو روشن کر۔ روحانیوں کی مجلس کے دماغ کو معطر کر۔

شبستان ۔ خلوت خانہ۔ سونے کا مکان۔ گھر۔ حرم سرا۔ مسجد کا وہ حصہ جہاں رات کو عبادت کرتے ہیں۔

(۲) ترجمہ ۔ میں نے دل اور جان معشوق کی چشم و ابرو کے حوالہ کر دئے ہیں۔ آ آ اور طاق و منظر کا تماشا دیکھ۔

طاق کا اشارہ ابرو کیطرف اور منظر کا اشارہ چشم کیطرف ہے ۔

(۳) ترجمہ ۔ اس اعلے خوش اخلاقی اور خوبصورتی سے جو تجھے حاصل ہے۔ حریفوں کی مجلس میں شمع کی طرح سر بلند کر۔

(۴) ترجمہ ۔ بہشت کے موکل کو کہو کہ اس مجلس کی خاک تحفہ کے طور پر فردوس کے پاس لے جائو اور عود مجمر بنائے۔

خازن جنت ۔ وہ فرشتہ جو بہشت کا دربان ہے۔ رضوان اسکا نام ہے **فردوس** میوہ دار باغ۔ بہشت۔ فارسی لفظ پردوس کا معرب ہے۔ سنسکرت میں پردیشیا اور یونانی میں پیراڈائز ہے۔

شعر کا مطلب یہ ہے کہ اس مجلس کی خاک اس قابل ہے۔ کہ اہل بہشت اُسے بطور عود کے خوشبو کے لئے جلائیں۔

(۵) ترجمہ ۔ تیرے نقد وصال کی امید رکھنا ہماری حد سے باہر ہے ہمیں صرف اپنے شیریں لب لعل کے حوالہ کر یعنے صرف بوسہ کے طالب ہیں۔

(۶) ترجمہ ۔ حبیب شاہدان چمن تیرے حسن کے ماتحت ہیں۔ تو سمن اور صنوبر کے ساتھ کرشمہ اور ناز کر۔

شاہدان چمن سے مراد گل ہائے رنگ رنگ اور سرو و صنوبر وغیرہ جو باغ میں ہوتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ باغ میں کوئی درخت اور کوئی پھول تیرے حسن کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے تجھے زیبا ہے۔ کہ سمن اور صنوبر کو کرشمہ و ناز دکھائے۔

(۷) ترجمہ۔ ہجر کی رات کا ستارہ روشنی نہیں دیتا۔ محل کے چھت پر آ اور چاند کے چراغ کو روشن کر

مطلب یہ ہے کہ شب ہجر عاشق کی نگاہ میں تاریک ہوتی ہے اور ستارے بھی روشنی نہیں دیتے اس لئے اگر تو ہی اپنے چہرہ کے چاند کو سامنے کرے تو روشنی ہو سکتی ہے ورنہ نہیں۔

(۸) ترجمہ۔ میں اس پشمینہ کی گدڑی ہی سے بہت تنگ ہوں۔ ایک صوفی وش کرشمہ سے مجھے قلندر بنا دے

مرقع پشمینہ سے زاہدوں اور صوفیوں کا لباس مراد ہے۔ کرشمۂ صوفی وش سے مراد صوفیوں کا وہ کرشمہ جس سے وہ اپنے ہمنشینوں یا مریدوں کو موثر کرتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ میں زہد و تصوف سے تنگ آ گیا ہوں۔ مجھے قلندر بنا دے۔ یعنی زاہدان ریاکار کے زمرہ سے نکال کر عاشق صادق بنا دے۔

(۹) ترجمہ۔ اے ساقی بیہودہ نفس بہت فضول باتیں کرتا ہے۔ تو اپنا کام نہ چھوڑ اور شراب پیالے میں ڈال۔

مطلب یہ ہے کہ نفس کی فضولیات یا فضول نفس آدمی کی واہیات باتوں کے اثر کو دور کرنے کے لئے شراب پیالہ میں ڈال۔

(۱۰) ترجمہ۔ پیالہ کے لب چوم اور پھر وہ پیالہ مستوں کو دے اس لطیفہ سے عقل کے دماغ کو معطر کر۔

خوب کہا ہے اس لطیفہ سے عقل کا دماغ بہت معطر ہو گا۔

(۱۱) ترجمہ۔ اور اگر فقیہ نصیحت کرے کہ شراب نہ پیو۔ تو اسے پیالہ دو اور کہو کہ دماغ کو تازہ کرے

(۱۲) ترجمہ۔ جمال کی شعاع عقل کی آنکھ کے لئے پردہ بن گئی ہے آ اور منزل خورشید کو منور کر۔

شعاع جمال سے عقل کا زائل ہونا ظاہر۔ عرفی کا شعر ہے۔

نور حیرت در شب اندیشۂ اوصاف تو	لبوے ہمایوں مرغ عقل از آشیاں انداختہ

مطلب یہ ہے کہ شعاع جمال نے عقل کو زائل کر دیا ہے آ اور خانہ دل کو روشن کر۔

(۱۳) ترجمہ۔ عیش اور حسینوں کے عشق کے مشاغل کے بعد اگر تو کوئی کام کرنا چاہے تو حافظ کے شعروں کو یاد کیا کر۔

کیونکہ حافظ کے شعر بھی عیش و عشق کا ایک سفینہ ہے۔

غزل (۱۴)

ق ۱ شاہ شمشاد قدان خسرو شیرین دہنان
کہ بمژگان شکند قلب ہمہ صف شکنان

ق ۲ مست بگذشت و نظر بر من درویش انداخت
گفت کای چشم و چراغ ہمہ شیرین سخنان

ق ۳ تا کی از سیم و زرت کیسہ تہی خواہد بود
بندہ ما شو و برخور ز ہمہ سیمتنان

۴ کمتر از ذرہ نہ ای پست مشو مہر بورز
تا بخلوتگہ خورشید رسی چرخ زنان

ق ۵ پیر پیمانہ کش ما کہ روانش خوش باد
گفت پرہیز کن از صحبت پیمان شکنان

ق ۶ دامن دوست بدست آر و ز دشمن بگسل
مرد یزدان شو و ایمن گذر از اہرمنان

۷ بر جہان تکیہ مکن گر قدحی مے داری
شادی زہرہ جبینان خور و نازک بدنان

۸ با صبا در چمن لالہ سحر مے گفتم
کہ شہیدان کہ اند این ہمہ خونین کفنان

(۹) گفت حافظ من و تو محرم این راز نہ ایم
از مے لعل حکایت کن و سیمین ذقنان (۹)

(۱) ترجمہ۔ شمشاد قدوں کا بادشاہ اور شیریں دہن والوں کا بادشاہ جو تمام صف توڑنے والوں کے دل کو تیر مژگاں سے توڑتا ہے۔

(۲) ترجمہ۔ مست ہو کر گذرا اور مجھ درویش پر نظر ڈال کر کہا کہ اے تمام خوش گفتاروں کے چشم و چراغ!

(۳) ترجمہ۔ کب تک تیری جیب چاندی سونے سے خالی رہیگی ہماری نصیحت سن لے اور تمام سیمتن بدن معشوقوں سے بہرہ اندوز ہو۔

(۴) ترجمہ۔ تو ذرہ سے تو کم نہیں ہے پست ہمت نہ بن محبت اختیار کر تا کہ خورشید کی خلوت گاہ تک چکر لگاتا ہوا پہنچ جائے۔

یہ چاروں شعر قطعہ بند ہیں تیسرا اور چوتھا شعر معشوق کا مقولہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میرا معشوق جو تمام

یہی قد اور شیریں دہن حسینوں کا بادشاہ ہے اور جو تمام صف شکن بہادروں کے قلب کو تیر مژگان سے زخمی کر سکتا ہے میرے پاس سے مست ہو کر گزرا اور مجھے مخاطب کر کے کہا کہ اے خوش کلام شاعروں کے سرتاج تو کب تک محروم بیٹھا رہے گا۔ سیمین بدن معشوقوں کے وصال سے مستفیض ہو۔ پست ہمت نہ بن یہ نہ سمجھ کہ تو کچھ نہیں کر سکتا۔ کیا تو ایک ذرہ سے بھی کم ہے؟۔ جو باوجود ایک حقیر اور ناچیز ہستی ہونے کے خورشید کی طلب میں اڑتا ہوا اور چکر کھاتا ہوا اوپر اٹھتا ہے۔ تو بھی ہمت بلند کر عشق اختیار کرتا کہ بزم وصال تک پہنچ سکے۔ خواجہ صاحب نے یہ غزل کسی خاص شرح صدر کی حالت میں لکھی ہے۔ جب کہ انکے دل کو پرواز کا شوق دلایا گیا۔

قلب۔ (۱) دل (۲) لشکر کا درمیانی حصہ۔ لہذا قلب اور صف شکن کی رعایت ظاہر۔

(۵) ترجمہ۔ ہمارے پیالہ کش پیر نے کہ خدا اس کی جان کو خوش رکھے۔ کہا کہ وعدہ شکن لوگوں کی صحبت سے پرہیز کرو۔

(۶) ترجمہ۔ دوست کے دامن کو پکڑو اور دشمن سے قطع تعلق کر لو۔ مرد خدا بن جاؤ اور شیطانوں سے بچکر نکل جاؤ

(۷) ترجمہ۔ جہان پر اعتبار نہ کرو اور اگر شراب کا ایک پیالہ پاس ہو تو زہرہ جبین اور نازک بدن معشوقوں کی خوشی کے شکریہ میں اسے پیو۔

یہ تین شعر بھی قطعہ بند ہیں اور شعر (۵) کا دوسرا مصرعہ شعر (۶) اور شعر (۷) پیر کا مقولہ ہے۔

(۸) ترجمہ۔ صبح کے وقت لالہ زار میں باد صبا سے میں پوچھتا تھا کہ یہ تمام خونین کفن کس کے شہیدوں میں سے ہیں۔

(۹) ترجمہ۔ اس نے جواب دیا کہ اے حافظ میں اور تو اس راز کے محرم نہیں شراب سرخ اور شیریں ذقن معشوقوں کی بات کر

یہ دونوں شعر بھی قطعہ بند ہیں۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ صبح کے وقت میں نے باغ میں جا کر باد صبا سے پوچھا کہ یہ تمام خونین کفن والے یعنے گل لالہ اور دیگر تمام اقسام کے سرخ پھول کس کے شہیدوں میں سے ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ اس راز سے نہ تو واقف ہے نہ میں۔ ان باتوں کو چھوڑ اور مے و معشوق کی باتیں کر۔ قاعدہ ہے کہ شہیدوں کو اسی خون آلود لباس میں جسمیں وہ شہید ہوتے ہیں دفن کیا جاتا ہے۔ اس لئے خونین کفن کہا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ شاہدان چمن خود بھی معشوق حقیقی کے عاشقوں اور شہیدوں میں سے ہیں۔

غزل (۱۵)

شراب لعل کش و روی مہ جبینان بین	۱	خلاف مذہب آنان جمال اینان بین
بزیر دلق ملمع کمند ہا دارند	۲	درازدستی این کوتہ آستینان بین
بخرمن دو جہاں سر فرو نمی آرند	۳	دماغ کبر گدایان خوشہ چینان بین
گرہ زابرو و پرچین نمی کشاید یار	۴	نیاز اہل دل و ناز نازنینان بین
حدیث عہد محبت زکس نمی شنوم	۵	وفای صحبت یاران ہمنشینان بین
اسیر عشق شدن چارۂ خلاص من ست	۶	ضمیر عاقبت اندیش پیش بینان بین

(۷) غبار خاطر حافظ ببرد صیقل عشق
صفای نیت پاکان و پاکدینان بین (۷)

(۱) ترجمہ۔ شراب سرخ پی اور ماہ جبینوں کے چہرہ کو دیکھ۔ اُن کے مذہب کے خلاف اِن کے جمال کو دیکھ۔
آنان کا اشارہ زاہدں اور پرہیزگاروں کیطرف ہے۔ مطلب یہ ہے کہ زاہدوں کے مشرب اور طریقہ کی کچھ پرواہ نہ کر اور علی الرغم زہاد مہ جبین معشوقوں کے جمال کا نظارہ کر اور شراب پی۔

(۲) ترجمہ۔ اِس ملمع کی گدڑی کے نیچے یہ لوگ کئی کمند رکھتے ہیں۔ ان کوتاہ آستینوں کی درازدستی دیکھ۔
ملمع۔ ناقص دھات جس پر سونے یا چاندی کا پانی چڑھا ہو۔ (گلٹ) دلق ملمع سے مراد ان زاہدان ریاکار کا لباس جو بظاہر پرہیزگار ہوتے ہیں۔ اور حقیقت میں دھوکہ باز اور فریبی۔ **درازدستی**۔ تعدی ظلم۔ ناجائز حرکات **کوتہ آستین** وہ لوگ جو شرعی لباس پہنتے ہیں۔ قواعد شرع کے مطابق قمیص اور جبہ کی آستین چھوٹی ہوتی ہیں۔ درازدستی اور کوتہ آستین کا مقابلہ لفظی و معنوی نہایت لطیف ہے۔ یہ شعر خواجہ صاحب کے مشہور ترین شعروں میں سے ہے اور اکثر بطور ضرب المثل کے استعمال ہوتا ہے۔
مطلب یہ ہے کہ زاہد لوگ جو بظاہر پارسا نظر آتے ہیں حقیقت میں بڑے مکار اور فریبی ہیں۔ ان کے خرقے صرف ان کی بداعمالیوں اور بدعنوانیوں کو چھپانے کا ذریعہ ہیں۔ باوجود کوتہ آستینی کے بڑے

دراز دست ہیں۔

(۳) ترجمہ۔ دو نوجہانوں کے خوشہ کے لئے بھی سر نہیں جھکاتے۔ خوشہ چین گداگروں کی عالی دماغی دیکھ۔

مطلب یہ ہے کہ کوے معشوق کے گداگر اتنے عالی ہمت ہیں کہ دو نوجہانوں کی پرواہ نہیں کرتے۔

(۴) ترجمہ معشوق اپنی چین ابرو سے گرہ نہیں کھولتا۔ اہل دل کا نیاز اور نازنینوں کا ناز دیکھ۔

(۵) ترجمہ۔ عہد محبت کی باتیں کسی نے نہیں سنتا۔ ہمنشین دوستوں کی وفا۔ صحبت دیکھ۔

مطلب یہ ہے کہ ہمنشینوں اور دوستوں میں محبت اور وفا باقی نہیں رہی۔

(۶) ترجمہ۔ عشق میں گرفتار ہونا میری خلاصی کی تدبیر ہے۔ دور اندیشوں کے عاقبت بین دل کو دیکھ۔

مطلب یہ ہے کہ دور اندیش عاشقوں کی عاقبت بینی یہی ہے کہ وہ اسیر عشق ہونے کو اپنی رہائی خیال کرے حقیقت بھی یہی ہے کہ اسیر عشق باقی تمام قیود سے آزاد ہوتا ہے اور حقیقی آزادی یہی ہے۔

بندِ معشوق چو بیست بہ پا		از ہمہ بندہا رہا بودن

مرزا غالب علیہ الرحمہ عشق کو پیوند نشاط کہتے ہیں۔

حاشا کہ زغم نالم اگر غم غم عشق است		پیوند نشاط است بایں زمزمہ دم را

(۷) ترجمہ۔ عشق کی صیقل نے حافظ کے دل کے غبار کو دور کر دیا۔ پاک اور پاکدین لوگوں کی نیت کی صفائی دیکھ۔

غزل (۱۶)

صبح است ساقیا قدحی پر شراب کن	۱	دور فلک درنگ ندارد شتاب کن
زان پیشتر کہ عالم فانی شود خراب	۲	ما را ز جام بادہ گلگون خراب کن
خورشید می ز مشرق ساغر طلوع کرد	۳	گر برگ عیش می طلبی ترک خواب کن
روزی کہ چرخ از گل ما کوزہا کند	۴	زنہار کاسہ سر ما پر شراب کن
ما مرد زہد و توبہ و طامات نیستیم	۵	با ما بجام بادہ صافی خطاب کن
[illegible] قدح کشی	۶	وین خانہ را قیاس اساس از حباب کن

ایام گل چو عمر برفتن شتاب کرد	۷	ساقی بدور بادهٔ گلگوں شتاب کن
(۸)	کار صواب بادہ پرستی ست حافظا برخیز و روی عزم بکار ثواب کن	(۸)

(۱) ترجمہ: اے ساقی صبح کا وقت ہے شراب کا ایک پیالہ بھر دے۔ آسمان کی گردش دیر نہیں کرتی جلدی کر یعنے عمر بسرعت تمام گزر رہی ہے۔ جلد شراب کا پیالہ بھر دے۔

(۲) ترجمہ۔ پیشتر اسکے کہ فانی جہان ویران ہو جائے۔ ہم کو سرخ شراب کے پیالہ سے مست کر دے۔

خراب۔(۱) ویران (۲) مست

(۳) ترجمہ۔ شراب کا آفتاب پیالہ کے مشرق سے نکلا ہے۔ اگر تجھے سرمایہ عیش کی ضرورت ہے تو نیند کو ترک کر دے طلوع آفتاب کے وقت یعنی صبح سویرے نیند سے بیدار ہونا صحت اور خوشحالی کا موجب ہے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ شراب سرخ پیالہ میں اس طرح نظر آرہی ہے جسطرح مطلع مشرق میں آفتاب۔ اس لئے تجھے چاہئے کہ غفلت کو چھوڑ کر جام مے پیئے تاکہ عیش اور خوشحالی نصیب ہو۔ شراب کو خورشید سے تشبیہ دی ہے لفظ آفتاب سے مجازاً اکثر شراب مراد ہوتی ہے۔

(۴) ترجمہ: جس دن آسمان ہماری خاک سے کوزے بنائے گا ضرور ہمارے سر کے کاسہ کو شراب سے بھرنا۔ مطلب یہ ہے کہ ہمارے مرنے کے بعد جب ہماری خاک سے کوزہ گر کوزے بنائینگے۔ ہمارے سر کے پیالہ کو شراب کا پیالہ بنا کر اسے شراب سے بھر دو۔ تاکہ بعد مرگ بھی ہم مست رہیں اور ہمارا نشہ نہ اترے۔

(۵) ترجمہ۔ ہم زہد توبہ اور صوفیانہ لاف و گزاف والے آدمی نہیں۔ شراب صاف کے پیالہ سے ہمیں خطاب کرو۔ مطلب یہ ہے کہ ہم نہ زاہد ہیں اور نہ صوفیانہ لاف و گزاف اور غرور ہمیں پسند ہے۔ ہم رند شراب نوش ہیں۔ ہم سے شراب کی باتیں کرو۔

(۶) ترجمہ۔ حباب کیطرح پیالہ کے چہرہ پر آنکھ کھول۔ اور اس گھر کی بنیاد کو حباب کیطرح سمجھ۔

حباب۔ بلبلہ۔ آنکھ اور پیالہ کا ہم شکل ہوتا ہے۔ نیز پُر آب یا پُر شراب پیالے میں اکثر بلبلے ہوتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جسطرح حباب کی آنکھ پیالہ پر لگی ہوتی ہے اسی طرح تو بھی جام مے پر آنکھ لگائے رکھ اور دنیا کو یا اپنی ہستی کو حباب کیطرح ناپائدار سمجھ۔

آنکھ کھلنے پر یہ عقدہ وا ہوا مثلِ حباب	ہستئ موہوم نے باندھی ہوا ہی میں نہ تھا

(۷) ترجمہ۔ موسم بہار زندگانی کی طرح جلد گذر گیا۔ اے ساقی جلد شراب سرخ کا دور جاری کر۔

(۸) ترجمہ۔ اے حافظ بادہ پرستی صواب کا کام ہے۔ اُٹھ اور ثواب کے کام کا ارادہ کر۔ یعنے شراب پی۔

غزل (۱۷)

فاتحۂ چو آمدے بر سر خستۂ بخواں	۱	لب بگشا کہ میدہد لعل لبت بمردہ جاں
آنکہ بپرسش آمد و فاتحہ خواند میرود	۲	گو نفسے کہ روح را میکنم از پیش رواں
ایکہ طبیب خستۂ روی زبان من ببین	۳	کین دم و دود سینہ ام بار دلست بر زباں
گرچہ تب استخوان من کرد ز مہر گرم و رفت	۴	ہمچو تبم نمیرود آتش مہر از استخواں
باز نشان حرارتم ز آب دو دیدہ و ببیں	۵	نبض مرا کہ میدہد ہیچ ز زندگی نشاں
حال دلم چو خال تو ہست در آتشش وطن	۶	جسمم از آن دو چشم تو خستہ شدست و ناتواں
آنکہ مدام شیشہ ام از می لعل دادہ است	۷	شیشہ ام از چہ می برد پیش طبیب ہر زماں

(۸)	حافظ از آب زندگی شعر تو داد شربتم ترک طبیب کن بیا نسخۂ شربتم بخواں	(۸)

معلوم ہوتا ہے کہ یہ غزل خواجہ صاحب نے کبھی بیمار ہونے کے موقعہ پر لکھی ہے۔ غزل کے تمام اشعار اسی مضمون پر ہیں۔ واللہ اعلم۔

(۱) ترجمہ۔ جب تو آیا ہے تو اس خستہ بیمار پر فاتحہ پڑھ۔ لب کھول کیونکہ تیرا لب لعل مردہ کو جان بخشتا ہے۔

(۲) ترجمہ۔ وہ جو بیمار پرسی کے لئے آیا اور فاتحہ پڑھ کر جا رہا ہے اُسے کہو کہ تھوڑی دیر ٹھہر جائے تاکہ روح کو اسکے پیچھے پیچھے روانہ کردوں۔

نفسے۔ یعنے تھوڑی دیر ٹھہر جائے۔ ایک دم ٹھہر جائے۔

(۳) ترجمہ۔ اے کہ تو خستہ جانوں کا طبیب ہے میرا چہرہ اور میری زبان دیکھ۔ کیونکہ یہ سانس اور آہیں زبان پر دل کا بوجھ ہیں۔

معدہ میں اگر کوئی ثقل یا بار ہو تو طبیب زبان دیکھکر بتا سکتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اب سانس میرے لئے بارِ دل ہے۔ دور ہو جائے تو بہتر ہے۔

(۴) ترجمہ۔ اگرچہ تپ میری ہڈیوں کو عشق سے گرم کر کے چلی گئی۔ تاہم تپ کیطرح عشق کی آگ میری ہڈیوں سے نہیں نکلتی یعنے اگرچہ عشق میں تپ نے میری ہڈیوں کو جلا دیا ہے تاہم آتشِ عشق میری ہڈیوں سے نہیں جاتی۔

رفتم اندر تہِ خاک انس بتانم باقیست	عشق جانم بربود آفتِ جانم باقیست
سر و سامانِ وجودم شررِ عشق بسوخت	زیرِ خاکسترِ دل سوزِ نہانم باقیست

(۵) ترجمہ۔ آنکھوں کے پانی (آنسوؤں) سے میری حرارت کو ٹھنڈا کر اور میری نبض دیکھ کہ کیا زندگی کا کوئی نشان باقی ہے۔

(۶) ترجمہ۔ میرے دل کا حال تیرے خال کیطرح ہے کہ آگ میں اسکا وطن ہے۔ اسلئے میرا جسم تیری آنکھوں کی طرح خستہ و ناتواں ہو گیا ہے۔

معشوق کے چہرہ کو بوجہ سرخی اور آب و تاب کے آگ سے تشبیہ دیتے ہیں۔ لہذا رخِ جاناں کا خال گویا آگ میں رہتا ہے۔

خال بر روئے تو سحریست از آں چشم سیاہ	ورنہ ہرگز نگسے بر سرِ آتش نہ نشست

خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرا دل بھی تیرے خال کیطرح آگ میں رہتا ہے یعنی جل رہا ہے چشم معشوق کو ہمیشہ بیمار کہتے ہیں۔ اس لئے کہا کہ میں تیری آنکھوں کیطرح ناتواں اور خستہ ہوں۔

(۷) ترجمہ۔ وہ جو ہمیشہ مجھے شیشہ شراب عیش کے لئے دیا کرتا تھا میرا قارورہ ہر وقت طبیب کے پاس کیوں لے جاتا ہے

شیشہ۔ (۱) شیشہ کی صراحی وغیرہ جسمیں شراب یا گلاب رکھتے ہیں (۲) بول۔ شاش۔ پیشاب۔ قارورہ۔

(۸) ترجمہ۔ اے حافظ تیرے شعروں نے مجھے آبِ حیات سی شربت دیا طبیبوں کو چھوڑ اور اس شربت کا نسخہ میرے لئے پڑھ

مطلب یہ ہے کہ حافظ کے شعر آبِ حیات کا اثر رکھتے ہیں۔ اسلئے طبیبوں کے علاج کو چھوڑ کر مجھے حافظ کے شعر سنا میری بیماری کا علاج اسی نسخہ میں ہے۔

غزل (۱۸)

کرشمہ کن و بازار ساحری بشکن	۱	بغمزہ رونق بازار سامری بشکن
بباد دہ سر و دستار عالمی یعنی	۲	کلاہ گوشہ بآئین دلبری بشکن
بروں خرام و ببر گوی نیکی از ہمہ کس	۳	سزای حور بدہ و رونق پری بشکن
بہ آہوان نظر شیر آفتاب بگیر	۴	بابروان دوتا قوس مشتری بشکن
چو عطرسای شود زلف سنبل از دم باد	۵	تو قیمتش بسر زلف عنبری بشکن

(۶)	چو عندلیب فصاحت فروش شد حافظ تو قدر او بسخن گفتن دری بشکن	(۶)

(۱) ترجمہ۔ کرشمہ دکھا اور جادوگری کے بازار کو بے رونق کر دے۔ اور غمزہ سے سامری کے بازار کو بے رونق کر دے۔

سامری مشہور جادوگر جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں تھا۔ مطلب یہ کہ تیرے غمزہ و کرشمہ کے جادو کے مقابلہ میں جادوگری کی کچھ حقیقت نہیں۔

(۲) ترجمہ۔ تمام جہان کے سر اور دستار کو برباد کر دے یعنے دلبری کے طریقہ سے ٹوپی ٹیڑھی رکھ۔

کلاہ گوشہ شکستن۔ ٹوپی کو سر پر ناز و نخوت کی وجہ سے ٹیڑھا رکھنا مثلاً

چو غنچہ ہر کہ بلخت جگر قناعت کرد	کلاہ گوشہ تواند بروزگار شکست	(صائب)

مطلب یہ ہے کہ ٹوپی ٹیڑھی رکھ اور تمام جہان کو مست و خراب کر دے تاکہ کسی کو سر اور دستار کی خبر نہ رہے

(۳) ترجمہ۔ باہر نکل کر چل اور سب سے خوبصورتی میں سبقت لے جا۔ حور کو سزا دے اور پری کے بازار کو بے رونق کر دے

سزائے حور دہ۔ یعنے حور تیرے مقابلہ میں جس حیثیت کے لائق ہے۔ اسی حیثیت میں لے آ۔

(۴) ترجمہ۔ آہوانِ نظر یعنے آنکھوں سے شیر آفتاب کو گرفتار کرلے اور خمدار ابروؤں سے مشتری کی کمان کو توڑ دے۔

شیر آفتاب۔ شیر گردوں۔ شیر فلک یعنے برج اسد۔ **قوس مشتری** سے مراد برج قوس یا خود مشتری کی کمان (مشتری سیارہ کو بہرام فلک کہتے ہیں) **آہو نظر** سے مراد آنکھ معشوق کی

آنکھوں کو ہرن کی آنکھوں سے تشبیہ دیا کرتے ہیں۔ عام قاعدہ تو یہ ہے کہ شیر ہرن کا شکار کرتے ہیں۔ خواجہ صاحب معشوق کی چشم آہو کو شیر گیر بتاتے ہیں اور اسکے کمانِ ابرو کو اتنا طاقتور بتاتے ہیں کہ قوس فلک کی کمان کو توڑ دے۔

(۵) ترجمہ۔ سنبل کی زلف جب ہوا کے دم سے خوشبودار ہو۔ تو اپنی زلفِ معنبر سے اسکی قیمت کم کر دے۔

مطلب یہ ہے کہ زلفِ سنبل میں بادِ بہاری کی عنبر افشانی سے اتنی خوشبو پیدا نہیں ہو سکتی جتنی تیری زلفِ مشکین میں ہے۔

	هر پریشان نسزد همسری کاکل را	نکنم قافیه اش بار دگر سنبل را	(اصلی حزین)

(۶) ترجمہ۔ حافظ جب عندلیب فصاحت کا اظہار کرنے لگی ہے تو فارسی شعر کہنے سے تو اسکے بازار کو بے رونق کر دے۔

مطلب یہ ہے کہ بلبلِ ہزار داستان ہزار فصیح ہو تاہم حافظ کی شیریں گفتاری کو نہیں پہنچتی۔

غزل (۱۹)

گلبرگ را ز سنبل مشکین نقاب کن	۱	یعنی که رخ بپوش و جهانی خراب کن
بکشا بعشوه نرگس مست خراب را	۲	و ز رشک چشم نرگس رعنا بخواب کن
بفشان عرق ز چهره و اطراف باغ را	۳	چون شیشه های دیده ما پر گلاب کن
بوی بنفشه بشنو و زلف نگار گیر	۴	بنگر برنگ لاله و عزم شراب کن
ز انجا که رسم و عادت عاشق کشی تست	۵	شمشیر کین بخون دل ما خضاب کن
ما بخت خویش و خوی ترا آزموده ایم	۶	با دشمنان قدح کش و با ما عتاب کن

(۷)	حافظ وصال می طلبد از ره دعا یارب دعای خسته دلان مستجاب کن	(۷)

(۱) ترجمہ۔ پھول کی پنکھڑی پر سنبل شکین کا نقاب ڈال یعنے چہرہ چھپا اور ایک جہان کو ویران کر گلبرگ سے مراد رخسار سنبل سے مراد زلف عنبریں۔ مطلب یہ ہے کہ اپنے پھول جیسے چہرہ پر زلف کا نقاب گرا۔ اور ایک جہاں کو خراب کر۔

(۲) ترجمہ۔ اپنی مست بیمار آنکھ کو عشوہ سے کھول اور اشک سے نرگس رعنا کی آنکھ کو خواب آلودہ کر۔ یعنے نرگس کی آنکھ بھی تیری آنکھ کے رشک سے بند ہو جائے گی۔

(۳) ترجمہ۔ چہرہ سے پسینہ گرا اور تمام باغ کو ہماری آنکھوں کے شیشہ کیطرح گلاب سے بھر دے۔ معشوق کے پسینہ کو گلاب کہا ہے۔

(۴) ترجمہ۔ بنفشہ کی خوشبو سونگھ اور معشوق کی زلف کو پکڑ۔ لالہ کے رنگ کو دیکھ اور شراب نوشی کا ارادہ کر۔

(۵) ترجمہ۔ چونکہ تجھ میں عاشق کے قتل کرنے کی عادت اور رسم ہی غصہ کی تلوار کو ہمارے دل کے خون سے رنگین کر

(۶) ترجمہ۔ ہم نے اپنے نصیب اور تیری عادت کو آزما لیا ہے۔ دشمنوں کے ساتھ شراب پی اور ہم سے عتاب کر۔ یعنے ہمارے نصیب اور تمہاری عادت میں یہی ہے کہ تو دشمنوں کے ساتھ شراب نوشی کرے اور ہم پر عتاب۔

(۷) ترجمہ۔ حافظ دعا کے ذریعہ وصال کا طالب ہے۔ اے خدا خستہ دلوں کی دعا کو قبول کر۔

غزل (۲۰)

ما سرخوشیم بادہ ما در پیالہ کن	۱	بدست رانعمزۂ ساقی حوالہ کن
در جام ماہ بادۂ چوں آفتاب ریز	۲	برروی روز سنبل مشکیں کلالہ کن
ای پیر خانقہ بخرابات شو دمے	۳	غسلے برآر و توبہ ہفتادسالہ کن
صوفی بگریہ چہرۂ مجلس بشو چو شمع	۴	آہنگ رقص ما ہمہ از آہ و نالہ کن

(۵)	گر زو عروس عشق درآید بعقد تو مہر دو کون حافظ اندر قبالہ کن	(۶)

(۱) ترجمہ۔ ہم سرخوش ہیں ہمیں پیالہ میں شراب ڈال دے اور بدمست کو ساقی کے غمزہ کے حوالہ کر دے

سرخوش اور **بدمست** مستی کے علی الترتیب حسب ذیل مراتب ہیں (۱) سرخوش یعنے جو شخص نشہ شراب سے خوشحال ہو (۲) تر دماغ (۳) بدمست (۴) خراب۔

(۲) ترجمہ۔ چاند کے پیالہ میں آفتاب جیسی شراب ڈال۔ اور دن کے چہرہ پر سنبلِ مشکیں کی زلف ڈال۔

مطلب یہ ہے کہ پیالہ میں شراب اور اپنے روشن رخسار پر زلف ڈال۔

(۳) ترجمہ۔ اے خانقاہ کے پیر تھوڑی دیر کے لئے شراب خانہ میں جا غسل کر اور ستر سالہ توبہ کر

یعنے میخانے سے باہر جو ستر سال عمر تو نے گناہوں میں گزاری ہے اس سے توبہ کر

(۴)۔ اے صوفی شمع کیطرح مجلس کے چہرہ کو آنسوؤں سے دھو۔ آہ و نالہ سے ہمارے رقص کا ہم آہنگ بن

شمع کا گریہ مشہور۔ مطلب یہ ہے کہ زہد خشک کو چھوڑ۔ عشق میں گریہ کر اور ہمارے ساتھ آہ و نالہ میں ہم آہنگ ہو جا۔

(۵) ترجمہ۔ اگر عشق کی نئی عروس تیرے نکاح میں آئے تو اے حافظ دو نو جہاں کا مہر اسکو قبالہ کر دے

یعنے عروسِ عشق کے حق مہر میں دو نو جہاں لکھدے۔

غزل (۲۱)

مرغ دلم طائریست قدسی عرش آشیان	۱	از قفس تن ملول سیر شده از جهان
از در این خاکدان چون بپرد مرغ ما	۲	باز نشیمن کند بر سر آن آشیان
چون بپرد زین جهان سدره بود جای او	۳	تکیه گه باز ما کنگرهٔ عرش دان
سایهٔ دولت فتد بر سر عالم بسی	۴	گر بزند مرغ ما بال و پری در جهان
در دو جهانش مکان نیست بجز فوق عرش	۵	کان بی ز معرفت جای وی از لامکان
عالم علوی بود جلوه گه مرغ ما	۶	آب خور او بود گلشن باغ جنان
(۷)	چون دم وحدت زنی حافظ شوریده حال خامهٔ توحید کش بر ورق انس و جان	(۷)

اس غزل میں مضمون مسلسل ہے۔ روحِ انسانی کو عرش آشیان کہا ہے حقیقت بھی یہی ہے کہ انسان عرشِ بریں کا رہنے والا گویا دنیا کے قفس میں قید ہے اور ہر وقت اپنے اصلی وطن اور قدیمی مسکن کی طرف پرواز کرنے کی خواہش رکھتا ہے۔ وہ لوگ بہت خوش نصیب ہیں جو اس قفس کو اپنا آشیان نہیں سمجھتے۔ اور ہمیشہ عالمِ بالا کی سیر کے مشتاق رہتے ہیں۔ دیکھو ف ۱/۵-۶-۷ م ۲/۴ م ۱۲/۸ م ۱۴/۴ م ۴۸/۴ م ۶۹/۳ ۔

(۱) ترجمہ۔ میرے دل کا مرغ ایک عرش آشیان اور قدسی پرندہ ہے۔ اور جسم کے پنجرہ سے ملول ہو کر جہان سے پرواز کر جانے کا شائق ہے۔

	کہ شتاب گر ہمہ خوں شود نرسد بگرد دزنگ ما		بدلِ شکستہ ازیں قفس نزدہ ایم بالِ گذشتی

(۲) ترجمہ۔ اس خاکدان کے دروازہ سے جب ہمارا مرغ پرواز کر جائیگا۔ تو پھر اُس آشیاں پر جا کر اپنی جگہ بنائے گا۔

(۳) ترجمہ۔ جب اس جہان سے اڑ جائیگا تو سدرہ اسکا مقام ہوگا۔ عرش کے کنگرہ کو ہمارے باز کا تکیہ گاہ سمجھ۔

(۴) ترجمہ۔ جہاں پر دولت کا سایہ بہت پڑیگا۔ اگر ہمارا پرندہ جہاں میں بال و پر پھیلا کر اڑے۔

مرغ روح کو ہما سے تشبیہ دی ہے۔

(۵) ترجمہ۔ دونوں جہاں اس کا مقام نہیں ہیں سوائے عرش کی بلندی کے۔ اس کی کان معرفت ہے اور اس کا مقام لامکان ہے۔

یعنے ہمارے مرغِ روح کا اصلی مقام عرش کی بلندی پر ہے اور لامکان کا رہنے والا ہے

(۶) ترجمہ۔ ہمارے مرغ کی جلوہ گاہ عالمِ بالا ہے۔ اسکا آبخور باغِ بہشت کا گلشن ہے۔

آبخور۔ چرند پرند وغیرہ کے پانی پینے کا تالاب یا چشمہ۔

(۷) ترجمہ۔ اے شوریدہ حال حافظ جب تو وحدت کا دم مارتا ہے تو انس وجان کے ورق پر توحید کا قلم پھیر دے۔

انس وجان۔ یعنے جن و انسان۔

مطلب یہ ہے کہ اگر وحدت کا قائل ہے تو واحد مطلق کے بغیر تمام دنیا کو نیست سمجھ۔

غزل (۲۲)

منم کہ شہرۂ شہرم بعشق ورزیدن	۱	منم کہ دیدہ نیالودہ ام بدِ دیدن
وفا کنیم و ملامت کشیم و خوش باشیم	۲	کہ در طریقت ما کافریست رنجیدن
بہ پیر میکدہ گفتم کہ چیست راہ نجات	۳	کہ تا خراب کند نقش خود پرستیدن
بی پرستی ازان نقش خود براب زدم	۴	بخواست جام می گفت بادہ نوشیدن
عنان بمیکدہ خواہیم تافت زین مجلس	۵	کہ وعظ بی عملان واجبست نشنیدن
مراد ما ز تماشاے باغ عالم چیست	۶	بدست مردم چشم از رخ تو گل چیدن
برحمت سر زلف تو واثقم ورنہ	۷	کشش چو نبود ازان سو چہ سود کوشیدن
ز خط یار بیاموز مہر با رخ خوب	۸	کہ گرد عارض خوبان خوش ست گردیدن

(۹) مبوس جز لب معشوق و جام می حافظ
کہ دست زہد فروشان خطاست بوسیدن (۹)

(۱) ترجمہ۔ میں ہوں کہ تمام شہر میں عشق اختیار کرنے کے لئے مشہور ہوں۔ میں ہوں کہ اپنی آنکھوں کو دو بینی سے آلودہ نہیں کیا۔

دو دیدن دو بینی۔ کثرت کا قائل ہونا۔ واحدِ مطلق کے بغیر اور کسی چیز کو بھی موجود سمجھنا۔

(۲) ترجمہ۔ ہم وفا کرتے ہیں ملامت اٹھاتے ہیں اور خوش رہتے ہیں۔ کیونکہ ہماری شریعت میں رنجیدہ ہونا کفر ہے۔ جو شخص سب کچھ خدا کی طرف سے سمجھے وہ کبھی رنجیدہ ہو ہی نہیں سکتا۔

از خدا داں خلافِ دشمن و دوست	کہ دلِ ہر دو در تصرفِ اوست
آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن	کفرست در طریقت ما کینہ داشتن

(۳) ترجمہ۔ مے پرستی ہی میں نے اسلئے اپنے آپ کو نقش برآب بنایا ہے تاکہ خود پرستی کا نقش خراب ہو جائے یعنی شراب پی کر اسلئے بیہوش ہو جاتا ہوں کہ خود پرستی زائل ہو جائے

(۴) ترجمہ۔ میں نے پیرِ میکدہ سے پوچھا کہ نجات کی راہ کونسی ہے۔ اُس نے شراب کا پیالہ منگوایا اور کہا کہ شراب پینا۔
یعنے شراب نوشی نجات کا رستہ ہے۔

(۵) ترجمہ۔ اس مجلس سے شرابخانہ کیطرف جاؤنگا۔ کیونکہ بےعمل لوگوں کا وعظ سننا بہتر ہے۔
یعنے مجلسِ وعظ میں نہیں بیٹھنا چاہیئے کیونکہ واعظ خود عمل نہیں کرتے۔

(۶) ترجمہ۔ باغ جہاں کی سیر سے ہماری مراد صرف اتنی ہے کہ مردمِ چشم کے ہاتھ سے تیرے چہرہ سے پھول چنیں۔
یعنے آنکھوں سے تیرا دیدار کریں۔ مردم چشم۔ پتلی۔ لفظ مردم کے لحاظ سے پتلی کو ایک آدمی تصور کیا ہے جو عارضِ جاناں کے باغ سے پھول چنتا ہے۔

(۷) ترجمہ۔ تیری زلف کی مہربانی کا واقف ہوں ورنہ جب اُسطرف سے کشش نہ ہو تو کوشش کرنے کا کیا فائدہ
مطلب یہ ہے کہ انسان صرف سعی اور کوشش سے تیرے پاس نہیں پہنچ سکتا۔ جب تک کہ تیری طرف سے مہربانی اور کشش نہ ہو۔ کشش اور کوشیدن کی رعایت ظاہر۔

	حقا کہ کوشش تو بجائے نمیرسد		گر نے کشش ز جانب او ہر زماں بود (معین الدین)

(۸) ترجمہ۔ حسین چہرہ سے محبت کرنا معشوق کے سبزۂ خط سے سیکھ۔ کیونکہ حسینوں کے عارض کے گرد پھرنا بہت اچھا ہے۔
سبزہ خط بھی عارضِ معشوق کے گرد ہوتا ہے۔

(۹) ترجمہ۔ اے حافظ جامِ مے اور لبِ معشوق کے بغیر اور کسی چیز کو نہ چوم۔ کیونکہ پرہیزگاری کی نمائش کرنے والوں کا ہاتھ چومنا غلطی ہے۔
یعنے زاہدانِ ریاکار اور صوفیانِ ظاہر دار کا ہاتھ نہ چومنا چاہیئے۔

غزل (۲۳)

صبا بہ لطف بگو آن غزال رعنا را (۱)			[illegible]

مہ جلوہ می‌نماید بر سبز خنگ گردون	۲	تا او بسر درآید بر رخش پا بگرداں
یغمای عقل و دین را بیرون خرام سرمست	۳	بر سر کلاہ بشکن در بر قبا بگرداں
مرغولہ را بگرداں یعنی برغم سنبل	۴	گرد چمن بخوری ہمچوں صبا بگرداں
ای نور چشم مستان در عین انتظارم	۵	چنگ حزین و جامی بنواز یا بگرداں
دوران چو می‌نویسد بر عارض بتان خط	۶	یارب نوشتہ بد از یار ما بگرداں

(۷) حافظ ز خوبرویان قسمت جز این قدر نیست
گر نیستت رضائی حکم قضا بگرداں (۷)

(۱) ترجمہ۔ میں تیرے فراق میں جل رہا ہوں ظلم سے باز آ۔ ہجر ہمارے لئے مصیبت ہوگئی اے خدا یہ مصیبت دور کر۔

(۲) ترجمہ۔ چاند آسمان کے سبز گھوڑے پر جلوہ نمائی کر رہا ہے تو گھوڑے پر سوار ہو تاکہ چاند سر کے بل گرے۔

یعنے جب تو سوار ہو کر نکلے گا تو چاند شرم سے چھپ جائیگا۔

(۳) ترجمہ۔ عقل و دین کی غارت کے لئے مست ہو کر باہر چل سر پر ٹوپی ٹیڑھی رکھ اور قبا کو چپت کر۔

قبا در بر بگردانیدن۔ قبا کو چپت اور درست کرنا (بہار عجم)

(۴) ترجمہ۔ زلف کو پریشان کر یعنے علی الرغم سنبل باغ کے گرد بادِ صبا کیطرح خوشبو پھیلا۔

مرغولہ۔ پیچدار بال۔ زلف و خط وغیرہ۔ بخور بوزنِ صبور۔ ایک خوشبودار چیز۔ بخوری۔ مجازاً بمعنے مجمر۔ جسمیں خوشبوئیں جلاتے ہیں۔ مطلب یہ ہی کہ سنبل کے مقابلہ میں تو اپنی زلفِ عنبریں کو پریشان کر اور باغ کو معطر کر۔

(۵) ترجمہ۔ اے مستوں کی آنکھوں کے نور! میں عین انتظار میں ہوں۔ چنگ حزیں بجا اور پیالہ کو گردش دے۔ چنگ کو بوجہ خمیدہ قد ہونے کے حزیں کہا ہے۔ مطلب یہ ہی کہ آ اور سرود و گردشِ جام سے مجلس گرم کر۔

(۶) ترجمہ۔ زمانہ جب معشوقوں کے عارض پر خط پیدا کرتا ہی۔ اے خدا بری تقدیر کو ہمارے یار سے دور رکھ۔

مطلب یہ ہی کہ ہمارے معشوق کے عارض پر خط نہ آئے۔ نوشتہ اور نویسد کی رعایت ظاہر

(۷) ترجمہ۔ اے حافظ حسینوں سے تیری قسمت میں اور کچھ نہیں لکھا۔ اگر تیری رضا نہیں تو قضا کے حکم کو تبدیل کردے۔

یعنے تیری قسمت میں حسینوں کا جور و ستم لکھا ہے۔ مہر و وفا تیرے حصہ میں نہیں۔ اگر تجھے منظور نہیں۔ تو نوشتۂ قسمت کو مٹا دے۔ مطلب یہ ہے کہ چار و ناچار جور برداشت کرنے پڑیں گے۔

غزل (۲۴)

بفگن بر صف رندان نظری بہتر ازین	۱	بر در میکدہ میکن گذرے بہتر ازین
در حق من لبت آں لطف کہ می فرماید	۲	گرچہ خوبست ولیکن قدرے بہتر ازین
آنکہ فکرش گرہ از کار جہاں بکشاید	۳	گو درین نکتہ بفرما نظرے بہتر ازین
دل بداں رود گرامی چہ کنم گر ندہم	۴	مادر دہر ندارد پسرے بہتر ازین
ناصحم گفت کہ جز غم چہ ہنر دارد عشق	۵	گفتم ای خواجہ عاقل ہنرے بہتر ازین
گر بگویم کہ قدح گیر و لب ساغر بوس	۶	بشنوای جان کہ نگوید دگرے بہتر ازین

(۷) کلک حافظ شکرین شاخ نباتیست بچین (۷)
کہ درین باغ نبینی ثمرے بہتر ازین

(۱) ترجمہ۔ رندوں کی صف پر اس سے اچھی نظر ڈال۔ شراب خانہ کے دروازہ پر اس سے اچھا گذر کر

(۲) ترجمہ۔ میرے حق میں تیرے لب جو مہربانی کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ بہت اچھی ہے۔ لیکن اس سے بھی قدرے زیادہ مہربانی چاہئے۔

(۳) ترجمہ۔ اس کے فکر کا نکتہ جہاں کے لئے مشکل کشائی کرتا ہے تاہم اُسے کہو کہ اس نکتہ میں اس سے بھی اچھی نظر کر۔

یعنے اس سے بھی زیادہ مشکل کشائی کرنی چاہئے۔

(۴) ترجمہ - ہیں اس عزیز لڑکے کو اگر دل نہ دوں تو اور کیا کروں - مادرِ دہر اس سی بہتر لڑکا نہیں رکھتی -

رود - فرزند - پسر - لڑکا - علاوہ معانی معروف -

(۵) ترجمہ - ناصح نے مجھے کہا کہ عشق میں سوائے غم کے اور کون سا ہنر ہے - میں نے اسے کہا کہ اے عاقل صاحب! اس سے بہتر اور کون سا ہنر ہے ؟

مطلب یہ ہی کہ ناصح نے مجھے کہا کہ عشق میں سوائے غم کے اور کیا رکھا ہی - میں نے جواب دیا کہ بیشک لیکن غم سے بہتر اور کوئی چیز بھی تو نہیں -

(۶) ترجمہ - اگر میں کہوں کہ پیالہ لے اور ساغر کے لب چوم - تو اے جان اس بات کو (غور سے) سن کیونکہ کوئی شخص اس سے بہتر بات نہ کہیگا یعنے سب سے بہتر بات یہی ہے جو میں تجھے کہتا ہوں - جام مے لے اور شراب پی -

(۷) ترجمہ - حافظ کا قلم ایک شیریں شاخ نبات ہے - توڑ لے - کیونکہ اس باغ میں اس سی بہتر اور کوئی پھل نہیں -

شاخ نبات - لکڑی کی شاخیں جو کوزہ ہائے مصری میں بندھی ہوتی ہیں - یا تاگے کے گرد مصری جو شاخ کی طرح نظر آتی ہے - شاخ قند - **بچیں** - امر از مصدر چیدن - چننا - جدا کرنا - کاٹنا -

خواجہ صاحب نے اپنے کلام میں جا بجا اپنے قلم کو شاخ نبات کہا ہے - مطلب یہ ہی کہ گلشن سخنوری میں کوئی میوہ اور کوئی شاخ حافظ کے قلم سے زیادہ شیریں نہیں ہی - اس لیے اس شاخ نبات کو توڑ لے اور اس سے اپنے مذاقِ جان کو شیریں کام کر -

غزل (۲۵)

۱	یارب آن آہوی مشکین بختن بازرسان	وان سہی سرو روان را بچمن بازرسان
۲	دل آزردہ ما را بہ نسیمی بنواز	یعنی آن جان ز تن رفتہ بتن بازرسان
۳	ماہ و خورشید بامر تو بمنزل چو رسند	یار مہ روی مرا نیز بمن بازرسان
۴	سخن اینست کہ ما بی تو نخواہیم حیات	بشنو ای پیک خبرگیر و سخن بازرسان
۵	سنگ و گل گشت عقیق از اثر گریہ من	یارب آن گوہر رخشان بیمن بازرسان
۶	برو ای طایر میمون ہمایون طلعت	پیش عنقا سخن از زاغ و زغن بازرسان

(۷)	آنکہ بودی وطنش دیدۂ حافظ یارب بمرادش ز غریبی بوطن باز رسان	(۷)

یہ غزل خواجہ صاحب نے کسی عزیز سفر کردہ کے متعلق لکھی ہے۔ یا معمولی اشتیاقِ دید کا فسانہ سمجھئے

(۱) ترجمہ۔ اے خدا اُس آہوئے مشکین کو ختن میں واپس لا۔ اور اُس سہی قد سروِ روان کو باغ میں واپس لا۔

(۲) ترجمہ۔ ہمارے پژمردہ دل کو بادِ نسیم سے شگفتہ کر۔ یعنے اس جسم سے نکلی ہوئی جان کو جسم میں واپس لا۔

(۳) ترجمہ۔ جب چاند اور سورج تیرے حکم سے اپنی اپنی منزل پر جاتے ہیں تو ہمارے چاند جیسے معشوق کو بھی ہمارے پاس لے آ۔

(۴) ترجمہ۔ بات یہ ہے کہ ہم کو تیرے بغیر زندگی ہی نہیں چاہیئے۔ اے سخنگیر قاصد یہ بات سن اور (میرے معشوق کو) جا کر پہنچا۔ یعنے اے قاصد میرے محبوب کو جا کر کہدے کہ ہمیں تیرے بغیر جینا ہی پسند نہیں۔ قاصد کو سخن گیر کہنے کی وجہ ظاہر ہے۔

(۵) ترجمہ۔ میرے رونے کے اثر سے پتھر اور کیچڑ بھی عقیق ہو گئے۔ یارب اُس درخشندہ گوہر کو یمن میں واپس لا۔

عقیق۔ سرخ رنگ کا پتھر۔ فرماتے ہیں کہ میں اسقدر متواتر اور عرصہ دراز تک لہو کے آنسو روتا رہا ہوں کہ شہر کی مٹی اور پتھر بھی اس سے سرخ ہو گئے ہیں۔ اے خدا اب تو میرے معشوق کو وطن میں واپس لا۔ گوہر اور یمن کی نسبت ظاہر اور مشہور۔

(۶) ترجمہ۔ اے مبارک اور بابرکت پرند! عنقا کے پاس جا کر زاغ و زغن کا پیغام پہنچا۔

طائر سے مراد قاصد۔ عنقا سے مراد محبوب اور زاغ و زغن سے مراد عشاق۔

(۷) ترجمہ۔ اے خدا حافظ کی آنکھوں میں جس شخص کا وطن تھا اسکو بامراد مسافری سے وطن میں واپس لے آ۔

غزل (۲۶)

خوشتر از فکرِ می و جام چہ خواہد بودن	۱	تا بہ بینیم سرانجام چہ خواہد بودن
پیرِ میخانہ ہمے خواند معمائی دوش	۲	از خطِ جام کہ فرجام چہ خواہد بودن

باده خور غم مخور و پند مقلد مشنو　۳　اعتبار سخن عام چه خواهد بودن

غم دل چند توان خورد که ایام نماند　۴　گو نه دل باش و نه ایام چه خواهد بودن

مرغ کم حوصله را گو سر خود گیر و برو　۵　رحم آنکس که نهد دام چه خواهد بودن

دست رنج تو همان به که شود صرف بکام　۶　دانی آخر که بنا کام چه خواهد بودن

(۷)　بردم از ره دل حافظ بدف و چنگ و غزل　(۷)
تا جزای من بدنام چه خواهد بودن

(۱) ترجمہ۔ شراب اور جام سے زیادہ اچھا اور کونسا خیال ہو سکتا ہے۔ دیکھئے کہ سرانجام کیا ہوگا۔

(۲) ترجمہ۔ پیر میخانہ کل خطِ جام سے معما بیان کرتا تھا۔ کہ سرانجام کیا ہوگا۔

خطِ جام۔ جام جم کے خط۔ مجازاً ہر جام کے خط۔ مطلب یہ ہے کہ پیر میخانہ جامِ مے کے خط سے معلوم کرتا تھا کہ سرانجام کیا ہوگا۔ حاصل کلام یہ کہ شراب دنیا کے انجام کا پتہ دیتی ہے۔

(۳) ترجمہ۔ شراب پی۔ غم نہ کھا اور مقلد کی باتوں کو نہ سن۔ عوام کی باتوں کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔

(۴) ترجمہ۔ اس بات پر کب تک دل کو غمگین رکھیں گے کہ زمانہ نہیں رہا۔ کہو کہ نہ زمانہ رہے نہ دل رہے۔ کیا ہو جائیگا۔

مطلب یہ ہے کہ غمِ دل اور غمِ ایام سے کیا حاصل۔ خواہ دل اور زمانہ دونوں نہ رہیں۔ ہمیں کچھ پرواہ نہیں۔

(۵) ترجمہ۔ کم حوصلہ پرندے کو کہو کہ جائے اپنا کام کرے۔ جو شخص جال بچھاتا ہے وہ کیا رحم کرے گا۔

مطلب یہ ہے کہ جو پرندہ صیاد کے رحم کی امید رکھتا ہے وہ کم حوصلہ ہے اُسے چاہئے کہ جال کے نزدیک ہی نہ آئے۔ جائے اور اپنا کام کرے۔ صیاد جو جال بچھا کر پرندوں کو گرفتار کرتا ہے۔ اس پر رحم کی امید بیفائدہ ہے۔ حاصل کلام یہ کہ عاشق کو معشوق کے رحم کی ہوس نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ اسکے جور و ستم برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا کرنا چاہئے۔ جور پیشہ معشوق کیا رحم کرینگے۔ جفا کاروں سے وفا شعاری کی توقع خیالِ خام ہے۔

(۶) ترجمہ۔ تجھے چاہئے کہ محنت حصولِ مقصود کے لئے صرف کرے۔ آخر تو جانتا ہے کہ ناکام ہونا کیسا ہوتا ہے۔

دست رنج کسب پیشہ۔ مزد۔ اجرت۔ محنت۔ مزدوری وغیرہ سعی و عمل کی تعلیم ہے۔

مطلب یہ ہے کہ حصولِ مقصد کے لئے تجھے ہمیشہ کوشش کرنی چاہئے اور محنت کرنی چاہئے۔ تو جانتا ہے کہ ناکام ہونا بہت بُری بات ہے۔

(۷) ترجمہ۔ میں نے حافظ کے دل کو دف وچنگ اور غزل سے گمراہ کر دیا۔ دیکھئے مجھ بدنام کی سزا کیا تجویز ہوتی ہے۔

غزل (۲۷)

دلبر جانان من بردہ دل وجان من	۱	بردہ دل وجان من دلبر جانان من
از لب جانان من زندہ شود جان من	۲	زندہ شود جان من از لب جانان من
روضۂ رضوان من خاک سر کوی دوست	۳	خاک سر کوی دوست روضۂ رضوان من
این دل حیران من والہ وشیدای تست	۴	والہ وشیدای تست این دل حیران من
یوسف کنعان من مصر ملاحت تراست	۵	مصر ملاحت تراست یوسف کنعان من
سرو گلستان من قامت دلجوی تست	۶	قامت دلجوی تست سرو گلستان من

(۷) حافظ خوشخوان من نقد کمال غیاث
نقد کمال غیاث حافظ خوشخوان من (۷)

اس تمام غزل میں خواجہ صاحب نے یہ صنعت رکھی ہے۔ کہ دوسرے مصرعہ کو پہلے مصرعہ کا عکس بنایا ہے انہی الفاظ کو دوسری ترکیب دیدی ہے۔ یہ غزل اکثر پرانے قلمی دیوانوں میں نہیں ہے۔ غالباً الحاقی ہے۔

(۱) ترجمہ۔ میرا دلبر جانان میرے دل وجان کو لے گیا۔ میرے دل وجان کو میرا دلبر جاناں لے گیا۔

(۲) ترجمہ۔ میرے جانان کے لب سے میری جان زندہ ہوتی ہے۔ میری جان زندہ ہو جاتی ہے میرے جاناں کے لب سے۔

(۳) ترجمہ۔ میرا باغ بہشت معشوق کے کوچہ کی خاک ہے۔ معشوق کے کوچہ کی خاک میرے لئے باغ بہشت ہے۔

(۴) ترجمہ۔ میرا حیران دل تجھ پر عاشق اور شیدا ہے۔ تجھ پر عاشق اور شیدا ہے میرا یہ حیران دل۔

(۵) ترجمہ۔ اے میرے یوسف کنعان مصر ملاحت تیرے قبضہ میں ہے۔ مصر ملاحت تیرے قبضہ میں ہے۔ اے میرے یوسف کنعان!

(۶) ترجمہ۔ میرے لئے سرو گلستان تیرا دلکش قد ہے۔ تیرا دلکش قد میرے لئے سرو گلستان ہے

(۷) ترجمہ۔ میرا خوشخوان حافظ کمالِ فریاد کا نقد ہو۔ کمالِ فریاد کا نقد میرا خوشخوان حافظ ہے
یعنے حافظِ خوشخوان کا کلام غیاث وفریاد اور نالہ ہائے حزین کا نہایت اچھا مجموعہ ہے۔

غزل (۲۸)

۱	نکتۂ دلکش بگویم خال آن مہرو ببین	عقل و جان را بستۂ زنجیر آن گیسو ببین
۲	عیب دل کردم کہ وحشی طبع و ہرجائی مباش	گفت چشم نیم مست غنج آن آہو ببین
۳	عاشقان آفتاب از دلبر ما غافل اند	ای نصیحت گو خدا را روببین و رو ببین
۴	لرزہ بر اعضای مہر از رشک آن مہ رو نگر	نافہ را خون در جگر زان زلف عنبر بو ببین
۵	حلقۂ زلفش تماشا خانۂ باد صباست	جان صد صاحبدل آنجا بستۂ یک مو ببین
۶	زلف دلبندش صبا را بند در گردن نہد	با ہواداران رہرو حیلۂ ہندو ببین
۷	آنکہ من در جستجویش از خرد بیرون شدم	کس ندیدست و نبیند مثلش از ہر سو ببین
۸	از مراد شاہ منصوری فلک رخ بر متاب	تیزی شمشیر بنگر زور بازو ببین
(۹)	حافظ ار در گوشۂ محراب و نالد رواست	ای نصیحت گو خدا را آن خم ابرو ببین

(۱) ترجمہ۔ میں تجھے ایک دلچسپ نکتہ بتاتا ہوں کہ اس ماہرو کا خال دیکھ۔ عقل اور جان کو اُس زلف کی زنجیر میں باندھا ہوا دیکھ۔

نکتہ اور خال کی رعایت ظاہر۔ دلکش نکتہ یہی ہے کہ روئے محبوب کے خال کو دیکھ۔

(۲) ترجمہ۔ میں نے اپنے دل کو متہم کیا کہ وحشی طبع اور ہرجائی نہ بن۔ اُسنے جواب دیا کہ اُس آہو کی نیم مست سرخ دیا کرشمہ والی) آنکھ کو دیکھ۔

غنج۔ بضم ناز و کرشمہ۔ بفتح۔ کرشمہ۔ ناز۔ آنکھ جھپکنا۔ گلگونہ۔ غنجار۔ اپٹنا۔ گلگونہ۔ غازہ۔
مطلب یہ ہے کہ دل نے جواب دیا کیا کروں کہ اُس کی مست آنکھوں نے مجھے وحشی کر دیا ہے۔

(۳) ترجمہ۔ آفتاب کے عاشق ہمارے دلبر سے غافل ہیں۔ اے ناصح خدا کے لئے اُسکا چہرہ بھی دیکھ اور اسکا چہرہ بھی دیکھ۔ یعنے آفتاب بھی میرے معشوق کے چہرہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ دونو کو دیکھکر مقابلہ کر لو۔ اس لئے آفتاب پرست تو میں غلطی پر ہیں اور غافل ہیں اگر میرے محبوب کا چہرہ دیکھ لیں تو پھر آفتاب کیطرف کبھی نہ دیکھیں۔

(۴) ترجمہ۔ دیکھ کہ اُس ماہرو کے رشک سے آفتاب کے اعضا پر لرزہ پڑا ہے۔ اور دیکھ کہ اُس زلفِ عنبریں کی وجہ سے نافہ کا جگر خون ہو گیا ہے۔

اگر بغور دیکھیں تو قرص آفتاب میں لرزہ معلوم ہوتا ہے۔ خواجہ صاحب اسکی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ میرے معشوق کے رشک سے آفتاب کانپ رہا ہے حسن تعلیل ہے۔ اسی طرح نافہ بھی کہا جاتا ہے کہ آہو کے منجمد خون سے بنتا ہے۔ خواجہ صاحب کہتے ہیں کہ زلفِ محبوب کی خوشبو کے رشک سے نافہ کا جگر خون ہو گیا ہے۔ یہاں بھی حسنِ تعلیل ہے۔

(۵) ترجمہ۔ اُسکی زلف کا حلقہ بادِ صبا کے لئے تماشا خانہ ہے۔ دیکھ کہ صدہا صاحبدلوں کی جانیں اس جگہ ایک بال سے باندھی ہوئی ہیں۔

زلفِ معنبر کو بوجہ خوشبودار ہونے کے بادِ صبا کا تماشہ خانہ کہا ہے۔

(۶) ترجمہ۔ اسکی دلبند زلف صبا کی گردن میں بھی پھندا ڈالتی ہے۔ رہرو ہوا داروں کے ساتھ اس ہندو کا حیلہ دیکھ ہندو سے مراد زلف۔ ہوادار ان رہرو یعنے بادِ صبا۔ مطلب یہ ہے کہ بادِ صبا باوجود اپنی نکہت کے زلفِ محبوب کی خوشبو پر عاشق ہے۔ دیکھ کہ اس رہزن (زلف) سے رہروانِ ہوا بھی محفوظ نہیں ہیں۔

(۷) ترجمہ۔ وہ (محبوب) جسکی جستجو میں میں عقل سے بیگانہ ہو گیا۔ اسکی نظیر کسی نے نہیں دیکھی نہ کوئی دیکھیگا۔ ہر طرف دیکھ لو۔

یعنے شش جہات کو دیکھ لو میرے محبوب کی نظیر نہیں ملے گی۔

(۸) ترجمہ۔ اے آسمان شاہ منصور کی مراد بر آری سے منہہ نہ پھیر۔ اسکی تلوار کی تیزی اور اسکے بازو کی قوت کو دیکھ۔ **شاہ منصور** کے لئے دیکھو لسان الغیب جلد اول صفحہ ۱۹-۲۰ سوانحعمری۔ آسمان کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ شاہ منصور کی تلوار اور اسکی قوتِ بازو سے ڈر تا رہ اور اسکے حسب مراد گردش کر۔

(۹) ترجمہ۔ حافظ اگر اُسکے گوشۂ محراب میں روتا ہے تو جائز ہے۔ اے ناصح خدا کے لئے اُس خمِ ابرو کو تو دیکھ خم ابرو کو گوشۂ محراب کہا ہے مطلب یہ ہے کہ ناصح بھی اگر اُسکے خم ابرو کو ایکدفعہ دیکھ لے تو مجھے اس محراب

میں گریہ وزاری سے کبھی منع نہ کرے۔

غزل (۲۹)

ای لبت آب حیات و ای قدت سرو چمن	۱	ای رخت خورشید خاور ای خطت مشک ختن
همچو ابرویت بچشم من کم آید ماه نو	۲	چون لب لعلت نمی باشد عقیق اندر یمن
تا رخت دیده است گل در باغ ای سرو روان	۳	بر تن خود چاک می سازد ز خجلت پیرهن
رشتهٔ جان منست آن یا سر موی بتان	۴	ذرهٔ خورشید یا درج درست آن یا دهن
بوسه میخواهم ز تو لب را بدندان میگزی	۵	میکنی جانم جراحت بار دیگر جان من
عاشق روی توام ای شاه خوبان جهان	۶	این حکایت را بدانند آشکارا مرد و زن
(۷) مرد حافظ در غمت در گردن تو خون من		داد من بستاند از تو روز محشر ذو المنن (۷)

(۱) ترجمہ۔ اے معشوق کہ تیرے لب آب حیات اور تیرا قد سرو چمن ہے۔ اے کہ تیرا چہرہ خورشید خاوری اور تیرا خط مشک ختن ہے۔

(۲) ترجمہ۔ میری نظر میں ہلال تیری ابرو جیسا نہیں ہے۔ اور تیرے لب لعل جیسا کوئی عقیق یمن میں نہیں۔

ہلال عید را امیلیست بابروئے زیبایش		کہ بر بام فلک خم گشتہ از بہر تماشایش	(بہجود)
الماس شد بسینۂ کوہ یمن عقیق		لعل تو تا برآمدہ زنگین زکان حسن	(یکتا)

(۳) ترجمہ۔ اے سرو روان جب سے تیرے چہرہ کو پھول نے باغ میں دیکھا ہے۔ شرمندگی سے اپنے تن پر پیرہن کو چاک کر رہا ہے پھول کا شگفتہ ہوکر پیرہن چاک کرنا ظاہر۔ خواجہ صاحب نے اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ رخسار معشوق سے شرمندہ ہوکر پھول نے پیرہن چاک کیا ہے۔ حسن تعلیل ہے۔

تا چہرۂ تو از مے گلرنگ آل شد		شبنم بروئے گل عرق انفعال شد	(صائم)

(۴) ترجمہ۔ میرا رشتہ جان ہے یا معشوقوں کا بال۔ ذرہ خورشید ہے یا موتیوں کی ڈبیہ یا دہن۔

معشوق کے بال کو اپنا رشتہ جان کہا ہے۔ اور اُس کے دہن کو موتیوں کی ڈبیہ یا ذرہ خورشید سے نسبت دی ہے۔

(۵) ترجمہ۔ میں تجھ سے بوسہ مانگتا ہوں اور تو لبوں کو دانتوں سے کاٹتا ہے۔ اے میری جان تو دوبارہ میری جان کو زخمی کرتا ہے۔

لب را بدنداں گزیدن یعنے غصہ سے انکار کرنا کسی کے سوال پر دانتوں سے ہونٹوں کو کاٹنا علامت اس بات کی ہے کہ خبردار پھر ایسا نہ کہنا غضب تعجب اور ندامت کی علامت ہے۔ مثلاً

	فرو بست از سخن لبہائے خنداں		نخائید از غضب لبہا بدنداں
	کسے کیں کرم دیدہ یا خود شنید		تعجب کناں لب بدنداں گزید
	فتد ہر گہ بہ لعلش چشم خوباں		گزند از شرم لبہا را بدنداں

(۶) ترجمہ۔ اے جہان کے حسینوں کے بادشاہ میں تیرے چہرہ کا عاشق ہوں۔ تمام مرد و زن کو یہ بات علانیہ معلوم ہے

(۷) ترجمہ۔ حافظ تیرے غم میں مر گیا۔ میرا خون تیری گردن پر ہے۔ خدائے ذوالمنن قیامت کے روز میرا انصاف تجھ سے لے گا۔

ذوالمنن۔ صاحب احسان بخشش اور احسان کرنے والا۔

ردیف۔ و

غزل (۱)

ای آفتاب آئینہ دار جمال تو	۱	مشک سیاہ مجمرہ گردان خال تو
صحن سرای دیدہ بشستم ولی چہ سود	۲	کایں گوشہ نیست درخور خیل خیال تو

مطبوع تر ز روی تو صورت نبست هیچ	۳	طغرا نویس ابروی مشکین مثال تو
در اوج ناز و نعمتی ای پادشاه حسن	۴	یا رب مباد تا بقیامت زوال تو
تا پیشوای بخت روم تهنیت کنان	۵	کو مژده ز مقدم عید وصال تو
تا آسمان ز حلقه بگوشان او شود	۶	کو عشوه ز ابروی همچون هلال تو
در چین زلفش ای دل مسکین چگونهٔ	۷	کاشفته گفت باد صبا شرح حال تو
برخاست بوی گل ز در آشتی در آی	۸	ای نوبهار ما لب فرخنده فال تو
در صدر خواجه عرض کدامین جفا کنم	۹	شرح نیازمندی دل یا ملال تو

(۱۰)	حافظ درین کمند سر سرکشان بسی ست سودای کج مپز که نباشد مجال تو	(۱۰)

(۱) ترجمہ۔ اے محبوب کہ آفتاب بھی تیرے جمال کا آئینہ دار ہے۔ اور سیاہ کستوری تیرے خال کی مجمر گردان ہے۔

آئینہ دار وہ شخص جو کسی کے سامنے آئینہ رکھے۔ مجمرہ گردان وہ شخص جو مجمر میں حرمل ڈال کر دفع نظرِ بد کے لئے امرا کے سامنے پھراتا ہے مثلاً

سپہر مجمرہ گرداں برائے دفع گزند		سپند بر تو خورشید و ماہ میسوزد	(ظہوری)

مطلب یہ ہے کہ تیرے چہرہ کے سامنے آفتاب بھی ایک آئینہ دار کی حیثیت رکھتا ہے اور مشک سیاہ بھی تیرے خالِ سیاہ کی مجمرہ گردان ہے۔

(۲) ترجمہ۔ میں نے آنکھوں کے مکان کے صحن کو دھو دیا ہے لیکن کیا فائدہ جب یہ گوشہ تیرے خیال کے لشکر کے لائق نہیں۔

کسی عزیز کی تشریف آوری پر قاعدہ ہے کہ مکان اور صحن وغیرہ کو صاف کیا جاتا ہے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے تیرے خیال اور تیری تصویر کو جگہ دینے کے لئے اپنی آنکھوں کو رو رو کر دھو دیا ہے۔ اور صاف کر دیا ہے لیکن کیا فائدہ جب میری آنکھیں اس قابل ہی نہیں کہ تیری تصویر اُن میں رہے۔

(۳) ترجمہ۔ تیرے مشکیں مثال ابرو کے طغرا نویس نے تیری صورت سے زیادہ دلپذیر صورت کوئی نہیں بنائی۔

ابرو کو بوجہ سیاہی مشکیں مثال کہا ہے۔ **طغرا نویس** پیچیدہ خط لکھنے والا۔ ابرو کے بنانے والے کو طغرا نویس اسلئے کہا کہ ابرو پیچیدہ یعنے خمدار ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تیرے مشکیں ابرو کے بنانے والے (یعنے خدا یا عاملانِ قضا و قدر) نے تیری صورت سے زیادہ دلپذیر صورت اور کوئی نہیں بنائی۔

تیری صورت بنا کی بیٹھے رہے	کارکن کارگاہِ دولت کے

(۴) ترجمہ۔ اے حسن کے بادشاہ تجھے ناز و نعمت کا کمال حاصل ہے۔ خدا کرے کہ قیامت تک تجھ زوال نہ ہو۔

(۵) ترجمہ۔ تاکہ ہم بخت کی پیشوائی کے لئے خوشی کرتے ہوئے جائیں تیری وصال کی عید کے آنے کی خوشخبری کہاں ہے

مطلب یہ ہے کہ تیرے وصال کی خوشخبری عین خوش نصیبی ہے۔

(۶) ترجمہ۔ تاکہ آسمان اُسکا حلقہ بگوش (مطیع) ہو جائے تیرے ہلال جیسے ابرو کا عشوہ کہاں ہے۔

مطلب یہ ہے کہ تیرے ابرو کے عشوہ کا آسمان بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ بلکہ اُسکا مطیع ہو جائیگا۔

(۷) ترجمہ۔ اے مسکین دل اُسکی زلف کے خم میں تیرا کیا حال ہے۔ کیونکہ بادِ صبا نے تیرے حال کی شرح پریشان بیان کی ہے۔

ہوا کی پریشان بیانی ظاہر۔ معشوق کی زلفِ پریشان میں دل کا آشفتہ و پریشان ہونا معلوم۔

مطلب یہ ہے کہ میرا دل زلفِ محبوب میں آشفتہ و پریشان ہے۔

(۸) ترجمہ۔ پھول کی خوشبو اٹھی ہے۔ اے معشوق از رہِ صلح آ۔ کیونکہ تیرے فرخندہ فال لب ہمارے لئے بمنزلہ بہار کے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ موسمِ بہار آگیا ہے۔ ہماری بہار تو تو ہے۔ آ اور ہمارے مشامِ جان کو معطر کر۔

(۹) ترجمہ۔ خواجہ کے دربار میں کون کون سی جفا کا شکوہ کروں۔ اپنے دل کی نیازمندی کا بیان کروں یا تیری ملال کا

(۱۰) ترجمہ۔ اے حافظ اس کمند میں بہت سے سرکشوں کے سر ہیں۔ بیہودہ خیال نہ پکا کہ تیری اتنی طاقت نہیں

مطلب یہ ہے کہ زلفِ محبوب میں پہلے صدہا سرکش اسیر پڑے ہیں۔ تیری اتنی طاقت نہیں کہ تو اس سے عہدہ برآ ہو سکے۔

غزل (۲)

۱ ای پیک راستان خبر سرو ما بگو — احوال گل به بلبل دستان سرا بگو

۲ ما محرمان خلوت انسیم غم مخور — با یار آشنا سخن آشنا بگو

۳ برچین چو می‌شدی سر زلفین مشکبار — با ما سر چه داشت ز بهر خدا بگو

۴ دلها ز دام طره چو بر خاک می‌فشاند — با آن غریب ما چه گذشت ای صبا بگو

۵ ق گر دیگرت بر آن در دولت گذر فتد — بعد از ادای خدمت و عرض دعا بگو

۶ در راه عشق فرق غنی و فقیر نیست — ای پادشاه حسن سخن با گدا بگو

۷ هر کس که گفت خاک در دوست توتیاست — گو این سخن معاینه در چشم ما بگو

۸ مرغ چمن به بوی من دوش می‌گریست — آخر تو واقفی که چه رفت ای صبا بگو

۹ آن می که در سبو دل صوفی بعشوه برد — کی در قدح کرشمه کند ساقیا بگو

۱۰ آنکس که منع ما ز خرابات می‌کند — گو در حضور پیر من این ماجرا بگو

۱۱ جان پرورست قصهٔ ارباب معرفت — رمزی از و بپرس و حدیثی بیا بگو

۱۲ هر چند ما بدیم تو ما را بدان مگیر — شاهانه ماجرای گناه گدا بگو

۱۳ بر این فقیر نامهٔ آن محتشم بخوان — با این گدا حکایت آن پادشا بگو

(۱۴) حافظ گرت به مجلس او راه می‌دهند — می نوش و ترک زرق برای خدا بگو (۱۴)

(۱) ترجمہ — اے راست قدوں (یا راست بازوں) کے قاصد ہمارے سرو کی خبر سنا، پھول کا حال بلبل نغمہ سنج کو سنا۔

(۲) ترجمہ — ہم خلوت انس کے محرم ہیں، غم نہ کھا۔ آشنا دوست سے آشنائی کی باتیں کہہ۔ یعنی ہم کو بیگانہ نہیں محرم راز ہیں۔ ڈر نہیں اور ہمارے سامنے بے شک دوست کی باتیں بیان کر۔

(۳) ترجمہ۔ جب شکیں زلفیں پیچ و تاب میں آتی تہیں تو خدا کے لئے کہو کہ ہمارے متعلق اسکا خیال کیسا تھا۔

(۴) ترجمہ۔ جب معشوق دلوں کو زلف کے جال سے زمین پر گراتا تھا۔ تو اے بادِ صبا کہو کہ ہمارے مسافر دل کے ساتھ کیا کیفیت گذری۔

(۵) ترجمہ۔ اگر پھر اُس درِ دولت پر تیرا گذر ہو تو سلام کہنے اور دعا عرض کرنے کے بعد کہو۔

(۶) ترجمہ۔ کہ راہِ عشق میں امیر اور فقیر میں کچھ فرق نہیں ہے اے حسن کے بادشاہ گداگر سے بھی بات کر۔

یہ دونو شعر قطعہ بند ہیں۔ بادِ صبا کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ اگر پھر محبوب کے درِ دولت پر تو حاضر ہو۔ تو ہمارا اسلام اور دعا عرض کرنے کے بعد کہنا کہ اے کشورِ حسن کے بادشاہ راہِ عشق میں فقیر اور غنی برابر ہوتے ہیں۔ ہم فقیروں سے بھی بات کر۔

(۷) ترجمہ۔ جس شخص نے کہا ہو کہ درِ دوست کی خاک سرمہ ہے اسے کہو کہ یہ بات ہماری آنکھوں سے عیان ہے علانیہ بیان کرے۔

یعنے ہماری آنکھیں اس بات کی دلیل ہیں کہ درِ دوست کی خاک سرمہ ہے۔ کیونکہ ہماری آنکھوں میں یہ سرمہ موجود ہے۔

(۸) ترجمہ۔ کل بلبل میری آہ وزاری پر رو رہی تہی۔ اے بادِ صبا آخر تو واقف ہے بتا کہ کیا معاملہ ہوا۔

یعنے بلبل کے رونے کی وجہ کیا تہی۔ ظاہر ہے کہ عاشق کی آہ وزاری کیطرح وہ بھی محبوب کے جور و ستم کے ہاتھ سے رو رہی تھی۔

(۹) ترجمہ۔ وہ شراب جس نے سبو میں ہی صوفی کے دل کو عشوہ سے قابو کر لیا اے ساقی بتا کہ پیالہ میں وہ کب کرشمہ دکھائیگی

یعنے جس شراب نے صراحی میں ہی صوفی کو اپنا شیدا بنا لیا۔ جب پیالہ میں آئیگی تو خدا جانے کیا کریگی

پردہ میں ہو تو اس پہ یہ عالم ہے حسن کا	پردہ کے باہر ہو تو خدا جانے کیا کرو	

(۱۰) ترجمہ۔ جو شخص ہم کو شراب خانہ سے منع کرتا ہے اسے کہو کہ ہمارے پیر کی خدمت میں جا کر یہ ماجرا بیان کرے۔

یعنے جب ہمارا پیر ہمیں شراب پینے کی ہدایت کرتا ہے تو اُسی جا کر کہنا چاہئے ہمیں منع کرنے سے کیا فائدہ تشریح کیلئے دیکھو شعر الف ۱۔۲۔۳ -

(۱۱) ترجمہ ۔ ارباب معرفت کی باتیں جاں پرور ہوتی ہیں۔ اُس سے رمز پوچھ اور ہم سے وہ بات بیان کر۔

یعنے صاحب معرفت سے اسرار و رموز جاکر پوچھ اور ہمیں آکر بتا۔

(۱۲) ترجمہ ۔ ہر چند ہم بُرے ہیں لیکن اِس بات پر ہماری گرفت نہ کر۔ بادشاہوں کی طرح گداگر کے گناہ کا ماجرا بیان کر۔

مطلب یہ ہے کہ جسطرح بادشاہ فقیروں کے گناہ معاف کر دیتے ہیں۔ اسی طرح تو بھی ہمارے گناہ معاف کر۔ ہم ہر چند بُرے ہیں لیکن ہمارے گناہ تیری رحمت سے بڑھ کر نہیں۔ بدیم اور بدآں میں صنعت تجنیس ہے۔

بد ما نیک شد چو پذرفتی آنکسے بد کند کہ بدکار است	بد شود نیک ما چو بگرفتی از تو نیکی ہمہ سزاوار است	(حکیم سنائی)

(۱۳) ترجمہ ۔ اس فقیر کے سامنے اُس صاحب حشمت کا خط پڑھ۔ اِس گداگر کے ساتھ اُس بادشاہ کا قصہ بیان کر۔

اس شعر میں نامہ بر یعنے دیار محبوب کے قاصد سے خطاب ہے۔

(۱۴) ترجمہ ۔ اے حافظ اگر تجھے اُسکی مجلس میں جانے دیں۔ تو شراب پی اور خدا کے لئے ریاکاری کو چھوڑ دے۔

غزل (۳)

ای خونبہای نافہ چین خاک راہ تو	۱	خورشید سایہ پرور طرف کلاہ تو
نرگس کرشمہ می برد از حد برون خرام	۲	ای جان فدای شیوہ چشم سیاہ تو
خونم بخور کہ ہیچ ملک با چنین جمال	۳	از دل نیایدش کہ نویسد گناہ تو
آرام وخواب خلق جہاں را سبب توئی	۴	زاں شد کنار دیدہ و دل تکیہ گاہ تو
با ہر ستارہ سر و کار ست ہر شبم	۵	از حسرت فروغ رخ ہمچو ماہ تو

یاران ہمنشین ہمہ از ہم جدا شدند	۶	مائیم و آستانہ دولت پناہ تو
یار بدان مباش کہ مانند بخت نیک	۷	یار تو باد ہر کہ بود نیک خواہ تو
فردای روز حشر کہ عرض خلائق است	۸	باشند در آن میان من افتد نگاہ تو

(۹) حافظ طمع مبر ز عنایت کہ عاقبت
آتش زند بخرمن غم دود آہ تو (۹)

(۱) ترجمہ - اے محبوب کہ تیری خاک پا نافہ چین کا خونبہا ہے اور آفتاب بھی تیری ٹوپی کے گوشہ کا سایہ پرور ہے۔ خون بہا - خون کا معاوضہ - خون کی قیمت - زرِ قصاص - سایہ پرور - (۱) ناز و نعمت سے پلا ہوا (۲) مفت خوار - کسی کے زیر سایہ پلا ہوا - یہاں یہی دوسرے معنی ہیں - کہتے ہیں کہ نافہ منجمد خون ہوتا ہے - لہذا نافہ اور خون بہا کی رعایت ظاہر ہے مطلب یہ ہے کہ نافہ کے خون کا معاوضہ درِ محبوب کی خاک ہے - یعنے نافہ کو جو خوشبو حاصل ہے وہ اسکے خون کے بدلے درِ محبوب کی خاک سے اُسے بطور معاوضہ ملی ہے - حاصل کلام یہ کہ نافہ کو درِ محبوب کی خاک سے خوشبو ملی ہے - دوسرے مصرعہ کا مطلب یہ ہے کہ آفتاب باوجود اسقدر روشن اور منور ہونے کے بھی تیری ٹوپی کے زیر سایہ پلا ہے یعنے اُسے جسقدر روشنی حاصل ہے تجھ سے حاصل ہوئی ہے -
خورشید اور سایہ کا مقابلہ ظاہر ہے -

(۲) ترجمہ - نرگس حد سے زیادہ کرشمے کرنے لگی ہے - اے کہ جان تیری سیاہ آنکھ کے شیوہ پر قربان ہے تو ہی خراماں ہو -
مطلب یہ ہے کہ نرگس اب حد سے زیادہ شیوہ و کرشمہ دکھانے لگی ہے - اے محبوب اُسے ذرا آنکھیں دکھا کہ وہ اپنی کرشمہ نمائی بند کرے -

کند شرمندہ نرگس را بگلشن دیدن چشمش	برآمد سنگ از دشت اگر دیدن بہ چشمش	(جلال اسیر)

(۳) ترجمہ - تو میرا خون پیتا جا کیونکہ ایسے جمال کی موجودگی میں کسی فرشتے کا دل نہیں چاہیگا کہ تیرے گناہ لکھے مطلب یہ ہے کہ فرشتوں کا دل کب مانے گا کہ تجھ جیسے پری وش حسین کے گناہوں کو لکھیں - تو بیشک خاطر جمعی سے میرا خون پیتا جا - تیرے گناہ نہیں لکھے جائینگے - خواجہ صاحب نے فرشتوں کو

بھی نہیں چھوڑا۔ اُن کا بھی اپنے محبوب پر مائل ہونا بیان کردیا۔

(۴) ترجمہ۔ جہان کی خلقت کے آرام اور نیند کا باعث تو ہی ہے۔ اس لئے دل کی آنکھوں کی آغوش میں تیرا تکیہ گاہ ہے۔

یعنے چونکہ تو لوگوں کے آرام اور راحت کا باعث ہے اس لئے وہ تجھے اپنے دل کی آنکھوں میں جگہ دیتے ہیں

(۵) ترجمہ۔ ہر رات میرا کام ستاروں کو شمار کرنا رہتا ہے۔ تیرے چاند جیسے چہرے کے نور کی حسرت سے

یعنے تیرے دیدار کی آرزو میں تمام رات تارے گنتا رہتا ہوں یعنے جاگتا رہتا ہوں۔ ماہ و ستارہ کی رعایت ظاہر۔

(۶) ترجمہ۔ ہمنشیں یارسب ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ ہم میں اور تیرا آستانہ دولت پناہ۔

یعنے صرف میں ہی ہوں کہ تیرے در دولت سے کبھی سر نہیں اٹھایا۔

(۷) ترجمہ۔ مُردنکا یار نہ ہو کہ بختِ نیک کیطرح وہ شخص تیرا یار ہو جو تیرا نیک خواہ ہو۔

یعنے خوش نصیبی تیری خیر خواہ ہے اس لئے تیری یار ہے اسی طرح صرف وہی تیرا دوست ہونا چاہئے جو تیرا خیر خواہ ہو۔

(۸) ترجمہ۔ کل قیامت کے دن جب خلقت جمع ہوگی۔ خدا کرے کہ اُس وقت تیری نظر مجھ پر پڑ جائے۔

غالباً اس شعر میں حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب ہے۔

(۹) ترجمہ۔ اے حافظ عنایت سے ناامید نہ ہو کیونکہ آخر کار تیری آہوں کا دھواں خرمن غم کو آگ لگا دے گا۔

یعنے تیری آہیں موثر ہو کر تیرے غموں کو دور کریں گی اور تو محبوب حقیقی کا موردِ عنایات ہو جائے گا۔

غزل (۴)

ای قبای پادشاهی راست بر بالای تو	۱	زینت تاج و نگیں از گوهر والای تو
آفتاب فتح را هر دم طلوعی میدهد	۲	از کلاه خسروی رخسار مه سیمای تو

جلوہ گاہ طائر اقبال گردد ہر کجا	۳	سایہ انداز د ہمای چتر گردون سای تو
از رسوم شرع و حکمت با ہزاران اختلاف	۴	نکتہ ہرگز نشد فوت از دل دانای تو
آب حیوانش ز منقار بلاغت میچکد	۵	طوطی خوش لہجہ یعنی کلک شکر خای تو
گرچہ خورشید فلک چشم و چراغ عالم است	۶	روشنائی بخش چشم اوست خاک پای تو
آنچہ اسکندر طلب کرد و ندادش روزگار	۷	جرعۂ بود از زلال جام جان افزای تو
عرض حاجت در حریم حرمت محتاج نیست	۸	راز کس مخفی نماند بر فروغ رای تو
(۹)	خسروا پیرانہ سر حافظ جوانی میکند بر امید عفو جان بخش گنہ فرسای تو	(۹)

یہ غزل تمام تر مدحیہ ہے۔ کسی بادشاہِ وقت کی مدح میں لکھی ہے۔

(۱) ترجمہ۔ اے ممدوح کہ بادشاہی قبا تیرے قد پر موزون ہے۔ اور تاج و نگین کی زینت تیری ذات والا سے ہے۔

گوہر۔ (۱) ذات۔ اصل۔ (۲) موتی۔ لہذا تاج اور نگین کے ساتھ لفظ گوہر کی رعایت ظاہر

(۲) ترجمہ۔ تیرا چاند جیسا چہرہ ہر وقت کلاہِ شاہی سے فتح کے آفتاب کو طلوع بخشتا ہے۔

کلاہِ خسروی کو مطلع اور رخسار کو آفتاب کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تیرا چہرہ ایک فتح کا آفتاب ہے جو مطلعِ کلاہ سے طلوع کرتا ہے۔

(۳) ترجمہ۔ وہ جگہ اقبال کے پرندے کی جلوہ گاہ ہو جاتی ہے۔ تیرے چتر گردوں سا کا ہما جس جگہ سایہ ڈالے۔

یعنے جس جگہ تیرے تاج کا سایہ پڑجاتا ہے۔ وہ جگہ مبارک اور اقبال مند ہو جاتی ہے۔

(۴) ترجمہ۔ باوجود ہزارہا اختلاف کے شرع و حکمت کے قواعد میں سے ایک نکتہ بھی ایسا نہیں جو تیرے دانا دل کو معلوم نہ ہو۔

یعنے شرع و حکمت کے آئین اور قواعد اگرچہ نہایت دقیق اور مختلف فیہ ہیں۔ لیکن تو سب پر حاوی ہے۔

(۵) ترجمہ۔ خوش لہجہ طوطی یعنے تیرے شکر خا قلم کی بلاغت کی چونچ سے آب حیات ٹپکتا ہے۔

ممدوح کے قلم کو طوطی خوش لہجہ کہا ہے جسکی منقار بلاغت آثار سے آب حیات ٹپکتا ہے مطلب یہ ہے کہ تو نہایت فصیح و بلیغ ہے۔

(۶) ترجمہ۔ اگرچہ آسمان کا سورج جہاں کے لئے چشم و چراغ ہے لیکن تیرے پاؤں کی خاک اسکی آنکھ کے لئے بھی روشنائی بخش ہے۔

یعنے تمام جہان کی روشنی کا منبع سورج ہے اور سورج کی روشنی کا منبع تیری پاؤں کی خاک۔

(۷) ترجمہ۔ جو چیز سکندر نے مانگی اور زمانہ نے اسے نہ دی۔ وہ تیرے جان پرور پیالہ کے آب صاف کا ایک گھونٹ تھا۔

ظاہر ہے کہ جو چیز سکندر نے طلب کی اور زمانہ نے اسے نہ دی وہ آب حیات ہے مطلب یہ ہے کہ چشمہ آب حیات تیرے پیالہ کے آب صاف کا ایک گھونٹ ہے۔

(۸) ترجمہ۔ تیرے حریم حرمت میں عرض کرنے کی حاجت نہیں ہے۔ کسی شخص کا راز تیری روشن ضمیر پر مخفی نہیں رہتا۔

چو کارساز رحاجات آگہی دارد	برای چیست دعا و چہ سود حرف سوال

(۹) ترجمہ۔ اے بادشاہ تیری جان بخش اور گناہوں کو مٹانے والی معافی کی امید پر حافظ بڑھاپے میں جوانی کر رہا ہے۔

یعنے میں پیرانہ سری میں مے و معشوق کے شغل میں ہوں اور امید ہے کہ تو میرے تمام گناہ بخشدے گا۔

غزل (۵)

بجان پیر خرابات و حق صحبت او	۱	کہ نیست در سر من جز ہوای خدمت او
بہشت اگرچہ نہ جای گناہکارانست	۲	بیار بادہ کہ مستظہرم بہمت او
چراغ صاعقۂ آن شراب روشن باد	۳	کہ زد بخرمن من آتش محبت او
بر آستانۂ میخانہ گر سرے بینی	۴	مزن بپای کہ معلوم نیست نیت او
بیار بادہ کہ دوش سروش عالم غیب	۵	نوید داد کہ عامست فیض رحمت او
مکن بچشم حقارت نگاہ بر من مست	۶	کہ نیست معصیت و زہد بی مشیت او
نمیکند دل من میل زہد و توبہ ولی	۷	بنام خواجہ بکوشیم و فر دولت او

(۹)	مدام خرقۂ حافظ بباده در گروست اگر ز خاک خرابات بود فطرت او	(۸)

(۱) ترجمہ - پیر خرابات کی جان اور اسکی حق صحبت کی قسم ہے - کہ میرے سر میں سوائے اُسکی خدمت کے خیال کے اور کوئی خیال نہیں

(۲) ترجمہ - اگرچہ بہشت گنہگاروں کی جگہ نہیں ہے - شراب لا کہ میں اُس کی رحمت کا امیدوار ہوں

یعنے اُسکی رحمت پر امید ہے کہ میرے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور باوجود شراب نوشی کے بھی مجھے بہشت مل جائیگی -

غم مخور سے نور کہ بیش ریزش ابر کرم		نامۂ عصیان النقش بر آبے بیش نیست	(اشرف)

(۳) ترجمہ - اس شراب کی بجلی کا چراغ ہمیشہ روشن رہے جس نے میرے خرمن میں اسکی محبت کی آگ لگادی -

مطلب یہ ہے کہ جس شراب نے میرے وجود میں محبوب حقیقی کے عشق کی آگ لگائی ہے اُسکا نور خدا کرے ہمیشہ تک رہے - صاعقہ اور خرمن کی رعایت ظاہر -

(۴) ترجمہ - اگر تو شراب خانہ کے آستانہ پر کوئی سر دیکھے - تو اسے ٹھوکر نہ مار کیونکہ معلوم نہیں اسکی نیت کیا ہے -

مطلب یہ ہے کہ ہر چند بظاہر تجھے کسی شخص کا فعل بُرا نظر آئے مگر چونکہ تجھے اُسکی نیت معلوم نہیں اس لئے اُسے بُرا نہ کہہ - کیونکہ ہر عمل کا مدار نیت پر ہے - الاعمال بالنیات -

خاکساران جہاں را بحقارت منگر		تو چہ دانی کہ دریں خاک سوارے باشد	

(۵) ترجمہ - شراب لا کہ کل عالم غیب کے مژدہ سنانے والے نے مجھے خوشخبری سنائی کہ خدا کی رحمت کا فیض عام ہے -

وہی مضمون ہے - جو شعر (۲) غزل ہذا میں گذرا - نیز دیکھو شعر د ۱۰۲/۹

(۶) ترجمہ - بت پرست کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھ کیونکہ گنہگاری اور پرہیزگاری بغیر اُسکی مرضی کے بغیر نہیں -

دیکھو شعر العجم ت ۸/۱ د ۵/۴ ش ۵/۴ ش ۶/۱ ش ۲۳/۴ م ۱/۴ -

سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ جو لوگ اپنی حرکات اور سکنات کو اپنے ساتھ نہیں بلکہ خدا کے ساتھ نسبت کرتے ہیں - دو قسم کے ہیں - اگر وہ اصول شریعت کی مراعات اور احکام عبودیت کی محافظت کے پابند ہوں تو وہ صدیقوں کے گروہ میں ہیں اور اگر وہ احکام شرع کی مخالفت میں مبالغہ کریں اور اپنا اعمال قبیحہ سے نہ ڈریں اور اس قسم کی باتیں صرف اپنے نفس سے ملامت دور کرنے کے لئے کریں تو وہ زندیق ہوتے ہیں - خواجہ صاحب کے

حالاتِ زندگی دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نہایت اعلیٰ پایہ کے متقی اور عابد تھے اس لئے بقولِ سہل بن عبداللہ رح خواجہ صاحب صدیقوں میں سے ہیں۔

(۷) ترجمہ۔ اگرچہ میرا دل زہد و توبہ کیطرف مائل نہیں ہوتا لیکن میں خواجہ اور اسکی حشمت و دولت کے نام پر کوشش کرتا ہوں۔

خواجہ صاحب ہر جگہ سعی و عمل کی تعلیم دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ دل نہیں مانتا تاہم کوشش کرتا ہوں۔ خواجہ سے مراد ممدوح۔

(۸) ترجمہ۔ حافظ کا خرقہ ہمیشہ رہن میں رہتا ہے۔ شاید اُس کی سرشت شراب خانہ کی مٹی سے ہے۔

دیکھو شعر ۵ ۱/۵۴

غزل (۶)

تاب بنفشه میدهد طرهٔ مشکسای تو	۱	پردهٔ غنچه میدرد خندهٔ دلگشای تو
ای گل خوش نسیم من بلبل خویش را مسوز	۲	کز سر صدق میکند شب همه شب دعای تو
دشمن و دوست گو بگو هر غرضی که ممکن است	۳	جور همه جهانیان میکشم از برای تو
خرقهٔ زهد و جام می گرچه نه درخور من ست	۴	این همه نقش میزنم در طلب وفای تو
شور شراب و سوز عشق آن نفسم رود ز یاد	۵	کاین سر پرهوس شود خاک در سرای تو
من که ملول گشتمی از نفس فرشتگان	۶	قال و مقال عالمی میکشم از برای تو
مهر رخت سرشت من خاک درت بهشت من	۷	عشق تو سرنوشت من راحت من رضای تو
دلق گدای عشق را گنج بود در آستین	۸	زود بسلطنت رسد هر که بود گدای تو
شاه‌نشین چشم من تکیه‌گه خیال تست	۹	جای دعاست شاه من بی تو مباد جای تو

(۱۰) خوش چمنیست عارضت خاصه که در بهار حسن (۱۰)

حافظ خوش کلام شد مرغ سخن سرای تو

(۱) ترجمہ ۔ تیری مشکین زلف بنفشہ کو پیچ و تاب میں رکھتی ہے ۔ اور تیری دلکشا ہنسی غنچہ کا پردہ پھاڑتی ہے ۔

مطلب یہ ہے کہ تیری مشکین زلف کے رشک سے بنفشہ پیچ و تاب میں ہے اور تیرے غنچۂ دہن کے تبسم سے غنچہ کی آبرو ریزی ہو رہی ہے ۔

(۲) ترجمہ ۔ اے میرے خوشبودار پھول اپنی بلبل کو مت جلا کیونکہ وہ تمام رات صدقِ دل سے تیرے لئے دعا کرتی ہے ۔

پھول سے مراد معشوق ۔ بلبل سے مراد عاشق ۔ خود خواجہ صاحب ۔

(۳) ترجمہ ۔ دشمن و دوست کو کہو کہ جو عرض ممکن ہے کہے ۔ میں تمام اہلِ جہان کا ظلم تیرے لئے برداشت کرتا ہوں یعنے دوست و دشمن جو چاہیں کہیں اور جتنی طعنہ زنی ممکن ہو کریں ۔ میں تیرے لئے سب کچھ سننے اور برداشت کرنے کو تیار ہوں ۔ یہ شعر اکثر پرانے قلمی دیوانوں میں نہیں ہے ۔

(۴) ترجمہ ۔ اگرچہ پرہیزگاری کا خرقہ اور شراب کا پیالہ میرے لائق نہیں ۔ لیکن یہ سب کچھ میں تیری وفا کی طلب میں کر رہا ہوں ۔

مطلب یہ ہے کہ پرہیزگاری اور شراب خواری ہر دو باہم مناسب نہیں لیکن تیرے عشق میں میں سب کچھ کرنے کو تیار ہوں ۔

(۵) ترجمہ ۔ شراب کا شور اور عشق کا سوز مجھے اس وقت بھولے گا ۔ جب یہ میرا پُر ہوس سر تیرے مکان کے دروازے کی خاک ہو جائے گا ۔

(۶) ترجمہ ۔ میں جو فرشتوں کی بات سے بھی ناراض ہو جاتا تھا ۔ تیرے لئے تمام جہان کی باتیں (طعنے) سُن رہا ہوں ۔

ہیں آج کیوں ذلیل کہ کل تک نہ تھی پسند	گستاخیٔ فرشتہ ہماری جناب میں	(غالبؔ)

(۷) ترجمہ ۔ تیرے چہرہ کی محبت میری سرشت میں ہے تیرے دروازہ کی خاک میرے لئے بہشت ہے ۔ تیرا عشق میری قسمت میں لکھا ہے میری خوشی تیری رضا میں ہے ۔

(۸) ترجمہ ۔ عشق کے گداگر کی گدڑی کی آستین میں خزانہ ہوتا ہے ۔ جو شخص تیرا گداگر ہو وہ جلدی بادشاہی کو پہنچ جاتا ہے ۔

کلید ہمہ دار ملکِ سلاطین	بزیرِ گلیمِ گدائے طلب کن	(خاقانی)

(۹) ترجمہ ۔ میری آنکھ کا منظر تیرے خیال کا تکیہ گاہ ہے ۔ اے میرے بادشاہ دعا کا مقام ہے کہ تیری جگہ تجھ سے خالی نہ ہو ۔

شاہ نشین - بادشاہ کے بیٹھنے کی جگہ - بادشاہ کا تکیہ گاہ - منظر - مطلب یہ ہے - کہ میری آنکھ میں ہر وقت تیری تصویر رہتی ہے خدا کرے کہ میری آنکھ کبھی تیری تصویر سے خالی نہ ہو۔

(۱۰) ترجمہ - تیرا چہرہ ایک خوبصورت باغ ہے خاصکر جب کہ حُسن کی بہار میں خوشگفتار حافظ تیری نواسنج بلبل بن گیا ہے۔

غزل (۷)

خط عذار یار کہ بگرفت ماہ ازو	۱	خوش حلقہ ایست لیک بدر نیست راہ ازو
ابروی دوست گوشۂ محراب دولت است	۲	آنجا بسای چہرہ و حاجت بخواہ ازو
ای جرعہ نوش مجلس جم سینہ پاک دار	۳	کائینہ ایست جام جہاں بین کہ آہ ازو
سلطان غم ہر آنچہ تواند بگو بکن	۴	من بردہ ام بباده فروشان پناہ ازو
کردار اہل صومعہ ام کرد مے پرست	۵	این دود بین کہ نامۂ من شد سیاہ ازو
ساقی چراغ می برہ آفتاب دار	۶	گو برفروز مشعلۂ صبحگاہ ازو
آبے بروز نامۂ اعمال ما فشان	۷	بتوان مگر سترد حروف گناہ ازو
آخر دریں خیال کہ دارد گدای شہر	۸	روزی شود کہ یاد کند پادشاہ ازو

(۹) حافظ کہ ساز مجلس عشاق ساز کرد
خالی مباد عرصۂ این بزم گاہ ازو (۹)

(۱) ترجمہ - معشوق کے رخسار کا خط جس سے چاند بھی منقبض ہوجاتا ہے - اچھا حلقہ ہے لیکن اس سے باہر نکلنے کا کوئی رستہ نہیں۔

گرفتن ماہ و آفتاب - چاند یا سورج کا راس و ذنب کے عقد میں آنا - تاریک ہونا - بند ہونا۔
گرفتن - تنگدل ہونا - منقبض ہونا - مطلب یہ ہے کہ معشوق کا سبزۂ خط چاند کو بھی بے رونق کر دیتا ہے یعنے چاند بھی ایسا منور اور خوشنما نہیں جیسا کہ معشوق کا سبزۂ خط - فرماتے ہیں کہ سبزۂ خط ایک خوشنما حلقہ ہے

لیکن اس حلقہ میں گرفتار ہوکر پھر رہائی مشکل ہے۔ حلقہ اور در کی رعایت ظاہر۔

ز آفتابِ رخت ماہ تاب میگیرد	زماہ طلعت تو آفتاب میگیرد

(۲) ترجمہ۔ معشوق کا ابرو محرابِ دولت کا گوشہ ہے۔ اسی جگہ اپنا چہرہ رگڑ اور اُسی سے اپنی حاجت مانگ۔

مطلب یہ ہے کہ عاشق کے لئے معشوق کا ابرو ہی محراب ہے۔ وہیں سجدہ کرنا چاہئے اور اُسی جگہ سے اپنی مرادیں مانگنی چاہئیں۔

(۳) ترجمہ۔ اے جمشید کی مجلس کے جرعہ نوش سینہ کو پاک کر۔ کیونکہ جام جہاں بیں ایک ایسا آئینہ ہے کہ واہ وا۔

آہ از و۔ لفظ آہ اگرچہ عموماً اظہارِ افسوس و تاسف کے لئے استعمال کیا جاتا ہے مگر بعض جگہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ کمالِ تعجب اور کمالِ تحسین کے بیان کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ اس شعر میں آہ از و سے مراد یہ نہیں کہ اُس پر افسوس یا اُس پر افسوس۔ بلکہ آئینہ کے کمالِ صفا کی تعریف مطلوب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ آئینہ بدرجۂ کمال صاف ہے اور دوسری چیز کا عکس اس میں نہایت واضح طور سے نمایاں ہوتا ہے شعر کا مطلب یہ ہے کہ جمشید کا جام جہاں بیں یعنے ساقیٔ شرابخانۂ عشق کا دل ایک نہایت صاف آئینہ ہے۔ اس میں نزدیک کی تمام چیزوں کا عکس آجاتا ہے۔ اس لئے سمجھے چاہئے کہ اگر ایسے ساقی کی مجلس میں بیٹھ کر شراب پیتا ہے تو ضرور اپنے دل کو صاف کر۔ کیونکہ تیرے دل میں اگر ذرا بھی کدورت ہوگی تو وہ ساقی کے آئینہ دل پر روشن اور ظاہر ہو جائیگی اور تجھے نادم ہونا پڑے گا۔ حاصل کلام یہ کہ عاشق کو اپنا دل بالکل صاف رکھنا چاہئے۔ کیونکہ محبوب اُسکے دل کے اندر کی تمام باتیں جانتا ہے۔

(۴) ترجمہ۔ سلطانِ غم کو کہو کہ جو کچھ کر سکتا ہے کرے۔ میں نے اس (کی دستبرد) سے میفروشوں کے پاس جاکر پناہ لی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ شراب غم ربا ہے اور اگر میفروشوں کی پناہ مل جائے تو لشکرِ غم کی دستبرد سے آدمی بالکل محفوظ ہو جاتا ہے۔ مزید معلومات کے لئے دیکھو شعر الف ۱/۱ ت ۳/۱ ت ۲۲/۲ ت ۴۱/۱۲ ت ۴۵/۹ ت ۵۰/۶ ت ۶۲/۲ ت ۸۲/۵ د ۹/۳۰۴ د ۲۹/۲ د ۵۸/۱ د ۶۸/۲ د ۱۲۸/۴ ز ۱۱/۲ م ۹/۲ م ۴/۲ م ۴/۱ ت ۴۵/۱۱ د ۸۹/۹

(۵) ترجمہ۔ عبادت گاہ والوں کے افعال و اطوار نے مجھے شراب نوش کر دیا۔ اس دھوئیں کو دیکھو کہ میرا نامۂ اعمال اس سے سیاہ ہو گیا۔

اہل صومعہ سے مراد زاہدان ظاہر پرست اور عابدان ریا کار۔ مطلب یہ ہے کہ میں ان ریا کار زاہدوں کے اطوار سے ایسا متنفر ہو گیا ہوں کہ ایسی عبادت سے رندی کو بہتر سمجھتا ہوں۔ پس مجھے انہی لوگوں نے شراب نوش کر دیا ہے۔ اور انکے دل کی کدورت نے میرے نامۂ اعمال کو بھی سیاہ کر دیا ہے۔ مرزا غالب نے اسی مضمون کو تیز تر الفاظ میں ادا کیا ہے۔

سخن کوتاہ مرا ہم دل بتقوی مائل است اما	ز ننگ زاہد افتادم بکافر ماجرائی ہا

(۶) ترجمہ۔ اے ساقی شراب کے چراغ کو آفتاب کی راہ میں رکھ اور اسے کہو کہ مشعل صبح کو اس سے روشن کرے۔
حاصل کلام یہ ہے کہ آفتاب بھی مشعل صبح کو خود بخود روشن نہیں کر سکتا۔ بلکہ شراب کے چراغ سے اُسے روشن کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ شراب صبح کے بغیر میخوش کی صبح روشن نہیں ہو سکتی۔

(۷) ترجمہ۔ ہمارے اعمال کے روزنامچہ پر پانی چھڑک۔ شاید کہ اسطرح گناہوں کے حروف اس سے دھوے جا سکیں۔
روزنامہ۔ وہ کاغذ جس پر روزانہ مداخل و مخارج کا حساب ہوتا ہے۔ روزنامچہ۔ روزنامۂ اعمال سے مراد اعمالنامہ۔ آب سے یہاں مراد شراب یا باران رحمت و مغفرت۔

(۸) ترجمہ۔ آخر کار اس خیال سے جو شہر کے گداگر کے دل میں ہے ایک دن ہوگا کہ بادشاہ اُسے یاد کرے گا۔
مطلب یہ ہے کہ گدائے عشق کو دل میں ہمیشہ سلطان عشق کے دیدار کا خیال رہتا ہے شاید کبھی بادشاہ کو بھی اس گدا کا خیال آجائے۔

(۹) ترجمہ۔ حافظ جس نے بزم عشاق کے ساز کو آمادہ و آراستہ کیا ہے خدا کرے کہ اس بزمگاہ کا میدان اس سے کبھی خالی نہ ہو۔
اپنے حق میں دعا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حافظ بزم عشاق کی رونق ہے۔ خدا کرے کہ یہ بزم اُس سے کبھی خالی نہ ہو۔

غزل (۸)

گفتا برون شدی بتماشای ماہ نو	۱	از ماہ ابروان منت شرم نیست رو
عمریست تا دلم ز اسیران زلف تست	۲	غافل ز حفظ جانب یاران خود مشو

بفروش عطر عقل بہندوی زلف یار	۳	کانجا ہزار نافۂ مشکیں بہ نیم جو
تخم وفا و مہر دریں کشت زار عشق	۴	آنگہ عیاں شود کہ رسد موسم درو
ساقی بیار بادہ کہ رمزی بگویمت	۵	از افسر سیامک و طرف کلاہ گو
شکل ہلال ہر سر مہ میدہد نشان	۶	از سیر اختران کہن سال و ماہ نو

(۷)	حافظ جناب پیر مغان مامن وفاست درس وفا و مہر راو خوان و زو شنو	(۷)

(۱) ترجمہ۔ معشوق نے کہا کہ تو ہلال کو دیکھنے کے لئے باہر نکلا۔ کیا تجھے میرے ابرو کے ہلال سے شرم نہیں آتی۔ جا چلا جا۔

مطلب یہ ہے کہ معشوق کے ہلال ابرو کی موجودگی میں اور کسی ہلال کی کیا ضرورت تھی۔

اگر آں ہلال ابرو بمیاں نشستہ باشد	مہ نو بچشم مردم مژہ شکستہ باشد	(فطرت)

(۲) ترجمہ۔ مدتوں سے میرا دل تیری زلف میں مقیم ہے۔ اپنے یاروں کی حفظ اعانت سے غافل نہ ہو۔

جانب (۱) طرف و کنار (۲) اعانت۔ امداد۔ حمایت۔ **حفظِ جانب** یعنی مدد کرنا۔ اعانت کرنا۔ حمایت کرنا۔ دلداری۔ دلنوازی۔ بعض نسخوں میں "حفظ خاطر" ہے۔

(۳) ترجمہ۔ معشوق کی مشکیں زلف کے سامنے عقل کی خوشبو کا اظہار نہ کر۔ کیونکہ اس جگہ ہزار نافۂ مشکیں آدھے جو کی قیمت بھی نہیں رکھتے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ عشق میں اپنی دانائی اور عقلمندی کا اظہار نہ کر۔ راہِ عشق میں صرف شوق اور دیوانگی چاہیئے۔ عقل یہاں کچھ نہیں کر سکتی۔ اِس بازار میں عقل کی کچھ قیمت نہیں۔

عاشقی خود نہ کارِ فرزانہ است عقل مردیست خواجگی آموز	عقل در راہ عشق دیوانہ است عشق دردیست بادشاہی سوز

مزید معلومات کے لئے دیکھو ت ۶/۲ د ۵/۹ د ۱۵/۲ ل ۸/۵ م ۱/۲ ص ۲/۲ ص ۱/۵ ل ۸/۵ ن ۱/۴ ۔

(۴) ترجمہ۔ عشق کی کھیتی میں مہر و وفا کا بیج۔ اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب کہ فصل کاٹنے کا موسم آجاتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ راہِ عشق میں ہزارہا مصیبت برداشت کرنے کے بعد جب عاشق اپنی خودی کو بھی قربان کر دیتا ہے۔ اس وقت منزلِ مہر و وفا کا جا کہیں پتہ ملتا ہے۔

(۵) ترجمہ۔ اے ساقی شراب لا کہ میں تجھ سے سیامک کے تاج اور گو کے طرفِ کلاہ کا راز بیان کروں

سیامک۔ کیومرث کے بیٹے کا نام ہے۔ گو شجاع۔ پہلوان۔

تشریح کے لئے دیکھو شعر الف ۴/۸ مت ۵۶/سے گ۔ حاصل کلام یہ کہ دنیا کی ناپائداری کا حال بتاؤں

(۶) ترجمہ۔ ہلال کی شکل ہر مہینے کے شروع میں پرانے ستاروں اور نئے چاند کی گردش کا پتہ دیتی ہے

سر مہ۔ سر ماہ۔ مہینہ کا شروع۔ مطلب یہ ہے کہ ہر مہینے نیا چاند نکلتا ہے اور پھر اوج کمال پر پہنچ کر گھٹنا شروع ہو جاتا ہے۔ جس سے گردشِ روزگار اور انقلاباتِ دہر کا پتہ ملتا ہے۔ بعض دیوانوں میں شعر نمبر ۶ کا مصرع ثانی شعر (۵) کا مصرعہ ثانی ہے اور شعر (۵) کا مصرعہ ثانی شعر نمبر ۶ کا مصرع ثانی ہے۔ مطلب دونوں صورتوں میں ایک ہے۔

(۷) ترجمہ۔ اے حافظ پیرِ مغاں کی درگاہ وفا کا مقام ہے۔ مہر و وفا کا سبق اس کے پاس پڑھ اور اس سے سن۔

غزل (۹)

گلبن عیش میدمد ساقی گلعذار کو	۱	باد بہار میوزد بادۂ خوشگوار کو
ہر گل نو ز گلرخے یاد ہمے دہد ولے	۲	گوش سخن شنو کجا دیدۂ اعتبار کو
مجلس بزم عیش را غالیۂ مراد نیست	۳	ای دم صبح خوش نفس نافۂ زلف یار کو
حسن فروشی گلم نیست تحمل ای صبا	۴	دست زدم بخون دل بہر خدا نگار کو
شمع سحر بزنگ لاف ز عارض تو زد	۵	خصم زبان دراز شد خنجر آبدار کو

گفت مگر ز لعل من بوسہ نداری آرزو ۶ مردم ازیں ہوس ولی قدرت و اختیار کو

(۷)
حافظ اگرچہ در سخن خازن گنج حکمت
از غم روزگار دوں طبع سخن گزار کو
(۷)

(۱) ترجمہ۔ گلِ عیش کا پودا اُگ رہا ہے گلعذار ساقی کہاں ہے۔ بادِ بہاری چل رہی ہے خوشگوار شراب کہاں ہے۔

مطلب یہ ہے کہ موسم بہار ہے اور عیش و طرب کا وقت ہے۔ ایسی صورت میں ساقی اور شراب کا ہونا نہایت ضروری ہے۔

(۲) ترجمہ۔ ہر ایک نیا پھول کسی گلرخ کی یاد دلاتا ہے۔ لیکن بات سننے والے کان کہاں ہیں اور چشم عبرت کہاں۔

مطلب یہ ہے کہ دیدۂ عبرت اور گوشِ ہوش ہو تو ہر ایک پھول کسی حسین کی جو زیرِ زمین دفن ہیں یاد دلاتا ہے۔ حاصل کلام یہ کہ ہزاروں حسین دنیا میں آئے اور چلے گئے۔ اب ہر موسم بہار میں پھول اُن کی یاد دلاتے ہیں

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہوگئیں | خاک میں کیا صورتیں ہونگی کہ پنہاں ہوگئیں | (غالب)

اسی مضمون پر ہے۔

ہیچ دانی میوہ را تاثیر شیریں از کجاست | زانکہ در زیرِ زمیں شیریں لباں خسپیدہ اند

ہر آں گل کہ در گلستانے بود | مہ عارضِ دلستانے بود
ہر آں شاخ سروے کہ در گلشن است | قد دلبرے زلفِ سیمیں تن ایست

در ہر دشتے کہ لالہ زارے بودست | آں لالہ زخونِ شہر یارے بودست
ہر برگ بنفشہ کز زمیں مے روید | خالیست کہ بر رخ نگارے بودست | (الخیام)

(۳) ترجمہ۔ بزم عیش کی مجلس میں مراد کی خوشبو نہیں ہے۔ اے خوشبودار صبح کی ہوا! زلف یار کا نافہ کہاں ہے۔

مطلب یہ ہے کہ بزم عیش میں جب تک محبوب کی زلفِ عنبریں کی خوشبو نہ ہو۔ عاشقوں کی مراد پوری نہیں ہوتی — بزم عیش میں غالیہ وغیرہ خوشبودار اشیا کی ضرورت ظاہر۔ دم صبح کو اس لئے مخاطب کیا ہے کہ ہوا خوشبو کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتی ہے۔ نسیم صبح سے التجا کرتے

ہیں کہ زلفِ معشوق کی خوشبو لائے۔

(۴) ترجمہ۔ اے بادِ صبا پھول کی حسن فروشی کو میں برداشت نہیں کرسکتا۔ میں نے اپنے خونِ دل میں پنجہ مارا ہے۔ خدا کے لئے بتا میرا معشوق کہاں ہے۔

حسن فروشی اپنے حسن کا اظہار کرنا۔ اپنے حسن پر نازاں ہونا۔ اپنی خوبصورتی پر غرور کرنا شعر کا مطلب یہ ہے کہ پھول باغ میں اپنے حسن کا اظہار کر رہے ہیں اور اپنی خوبصورتی پر نازاں ہیں میں انکی اس حرکت کو پسند نہیں کرتا اور انکے غرور اور تکبر کو برداشت نہیں کرسکتا۔ میرا دل اس افسوس میں خون ہوگیا کہ اگر میرا معشوق بھی یہاں موجود ہوتا۔ تو پھر پھول کبھی اپنے حسن پر نازاں نہ ہوتے بلکہ میرے معشوق کے چہرے کو دیکھکر شرمندہ ہوجاتے۔

(۵) ترجمہ۔ شمعِ سحر نے مجلس میں تیرے چہرہ کی برابری کی لاف ماری۔ دشمن زبان دراز ہوگیا ہے آبدار تلوار کہاں ہے۔

تاکہ دشمن کا سر کاٹے۔ دشمن سے مراد شمع۔ شمع۔ زبان اور خنجر کی رعایت ظاہر۔

(۶) ترجمہ۔ معشوق نے کہا کہ شاید تجھے میرے لبِ لعل کے بوسہ کی آرزو نہیں ہے۔ میں تو اسی آرزو میں مر گیا ہوں۔ لیکن طاقت اور اختیار کہاں ہے۔

دوسرا مصرعہ عاشق کا مقولہ ہے۔ جو پہلے مصرعہ کا جواب ہے۔

(۷) ترجمہ۔ حافظ اگرچہ سخنگوئی میں گنجِ حکمت کا خزانچی ہے۔ لیکن کمینہ زمانے کے غم کے ہاتھ سے سخن سنج طبیعت کہاں باقی ہے۔

غزل (۱۰)

مرا چشمیست خون افشان ز چشم آن کمان ابرو	۱	جہان پر فتنہ می بینم ازان چشم و ازان ابرو
غلام چشم آن ترکم کہ در خواب خوش مستی	۲	نگارین گلشنش رویست و مشکین سایبان ابرو
ہلالی شد تنم زین غم کہ با طغرای مشکینش	۳	کہ باشد مہ کہ بنماید ز طاقِ آسمان ابرو
ہمیشہ چشم مستش را کمان حسن در زہ باد	۴	گر از پشتی تیر او کشد بر مہ کمان ابرو

روان گوشہ گیران را جبینش طرفہ گلزار است	۵	کہ بر طرف سمن زارش ہمی گردد چمان ابرو
رقیبان غافل و ما را ازان چشم سیہ ہر دم	۶	ہزاران گونہ پیغام است و حاجب در میان ابرو
دگر حور و پری را کس نگوید با چنین حسنی	۷	کہ این را این چنین چشم است و آن را آن چنان ابرو
تو کافر دل نمی بندی نقاب زلف و می ترسم	۸	کہ محرابم بگرداند خم آن دلستان ابرو

(۹) اگرچہ مرغ زیرک بود حافظ در وفاداری
بہ تیر غمزہ صیدش کرد چشم آن کمان ابرو (۹)

(۱) ترجمہ۔ اُس کمان ابرو معشوق کی آنکھ نے میری آنکھوں کو خون افشان کر دیا۔ میں اس آنکھ اور اس ابرو سے جہان کو فتنہ سے بھرا ہوا دیکھتا ہوں۔

(۲) ترجمہ۔ میں اُس ترک کی آنکھ کا غلام ہوں کہ مستی کی میٹھی نیند میں اُسکا چہرہ خوبصورت باغ اور اُسکا ابرو مشکیں سائبان نظر آتا ہے۔

(۳) ترجمہ۔ میرا جسم اس غم سے جھک گیا کہ اُسکی مشکین ابرو کی موجودگی میں۔ چاند کیا چیز ہے کہ طاق آسمان سے ابرو دکھائے۔

ہلالی ۔ یعنے ہلال کی طرح خمیدہ جھکا ہوا۔ طغرا۔ پیچیدہ خط۔ یہاں مراد ابرو۔ مطلب یہ ہے کہ میرے معشوق کے ابرو کے مقابلہ میں ہلال کی کیا حیثیت ہے۔ کہ اپنا ابرو دکھاتا ہے۔

(۴) ترجمہ۔ اُسکی مست آنکھ کے حسن کی کمان ہمیشہ چلہ پر چڑھی رہے۔ کیونکہ اُس کے تیر کی طاقت کے بھروسہ پر ابرو چاند پر کمان کھینچتا ہے۔

پشتی ۔ کسی دوسرے کی طاقت پر بھروسہ۔ کسی مربی یا محسن کا سہارا۔

مطلب یہ ہے کہ معشوق کے ابرو تیر مژگان کے بھروسہ پر ہلال پر کمان چڑھائے رہتے ہیں۔ چنانچہ ہلال بھی اس ڈر سے کہ معشوق کے ابرو کی کمان سے تیر مژگان نکل کر اسے نہ آلگے کبھی معشوق کے ابرو کی برابری کا دعوے نہیں کرتا۔ یہ خدا کرے کہ معشوق کی مست آنکھوں کا حسن ہمیشہ کمال پر رہے کہ اسکے تیر (یعنے تیر مژگان) سے ہلال فلک بھی ڈرتا ہے۔

کمان حسن درزہ باد ۔ یعنے حسن بدرجہ کمال رہے۔ حسن کو اوج نصیب ہو۔

(۵) ترجمہ۔ گوشہ نشینوں کی جان کے لئے اس کی پیشانی ایک عجیب باغ ہے کہ اس کے سمن زار کے کنارہ پر ابرو خراماں ہیں۔

چماں - خراماں۔ لفظ چماں میں ایک مقام سے دوسرے مقام تک حرکت ضروری نہیں صرف ایک مقام پر کھڑے ہو کر جھومنے کو بھی چمیدن کہا جاتا ہے (لفظ خراماں کی بھی یہی کیفیت ہی) مثلاً

گرد باد سے شدہ ترکیب ز اجزائے سموم	آنکہ نا کشش چمن ساختہ سرو چماں

ظاہر ہے کہ سرو ایک جگہ سے چلکر دوسری جگہ نہیں جا سکتا۔ با ایں ہمہ سرو چماں کہا ہے۔ اسی طرح اس شعر میں بھی لفظ خراماں ابرو کے ساتھ انہی معنوں میں آیا ہے۔ خواجہ صاحب نے معشوق کی پیشانی کو ایک باغ قرار دیا ہے۔ جسکے سمن زار کے ایک کنارہ پر ابرو خراماں ہیں۔ گوشہ گیر سے یہاں مراد آنکھیں بھی ہو سکتی ہیں یعنے اسکی پیشانی آنکھوں کے لئے ایک باغ ہے۔ کہ ابرو (جن کا تعلق آنکھوں سے ہے) اس سمن زار میں خراماں ہیں۔

(۶) ترجمہ۔ رقیب غافل ہیں اور ہمیں اُن سیاہ آنکھوں سے ہر دم ہزاروں پیغام پہنچ رہے ہیں اور ابرو درمیان میں پردہ دار ہے۔

حاجب (۱) پردہ دار (۲) ابرو لہذا رعایت حاجب و ابرو ظاہر

پیغام سے مراد یہاں آنکھ کے اشارے۔ غمزے۔ عشوے۔ حاجب درمیان ابرو سے مراد یہ ہے کہ ہمارے درمیان سوائے ابرو کے اور کوئی حاجب نہیں۔

(۷) ترجمہ۔ اپنے حسن کی موجودگی میں حور اور پری کو کوئی نہیں کہے گا کہ اسکی آنکھ ایسی ہے۔ اور اس کا ابرو ایسا ہے۔

یعنے میرے معشوق کی موجودگی میں کوئی شخص حور اور پری کی چشم و ابرو کی تعریف نہیں کر سکتا۔

(۸) ترجمہ۔ اے کافر دل! تو زلف کا نقاب نہیں ڈالتا اور مجھے ڈر ہے کہ اس دلکش ابرو کا خم میرے محراب کو پھیر دے گا

مطلب یہ ہے کہ اے بت کافر اگر تیرے ابرو اسی طرح میرے سامنے رہے اور نقاب زلف نے انہیں پوشیدہ نہ کیا تو میں مسجد کے محراب کو چھوڑ کر تیرے ابرو کو ہی محراب بنا لونگا۔

(۹) ترجمہ۔ اگرچہ حافظ وفاداری میں آمادہ پرندہ تھا لیکن اس کمان ابرو کی آنکھ نے تیر غمزہ سے

اُسے شکار کر لیا۔

مرغ زیرک۔ ایک پرندہ جو درخت سے لٹک کر حق حق کہتا رہتا ہے۔

غزل (۱۱)

مزرع سبز فلک دیدم و داس مہ نو	۱	یادم از کشتہ خویش آمد و ہنگام درو
گفتم ای بخت بخسبیدی و خورشید دمید	۲	گفت با این ہمہ از سابقہ نومید مشو
تکیہ بر اختر شبگرد مکن کاین عیار	۳	تاج کاؤس ببرد و کمر کیخسرو
گر روی پاک و مجرد چو مسیحا بہ فلک	۴	از فروغ تو بخورشید رسد صد پرتو
آسمان گو مفروش این عظمت کاندر عشق	۵	خرمن مہ بجوی خوشہ پروین بدو جو
گوشوار زر و لعل ارچہ گران دارد گوش	۶	دور خوبی گذرانست نصیحت بشنو
چشم بد دور ز خال تو کہ در عرصہ حسن	۷	بیدقی راند کہ برد از مہ و خورشید گرو
ہر کہ در مزرع دل تخم وفا سبز نکرد	۸	زردروئی کشد از حاصل خود گاہ درو
اندرین دائرہ میباش چو دف حلقہ بگوش	۹	ور قفائی خوری از دائرہ خویش مرو

(۱۰) آتش زرق و ریا خرمن دین خواہد سوخت
حافظ این خرقہ پشمینہ بینداز و برو (۱۰)

(۱) ترجمہ۔ میں نے آسمان کی سبز کھیتی کو اور ہلال کی درانتی کو دیکھا تو مجھے اپنا بویا ہوا فصل اور اسکے کاٹنے کا وقت یاد آگیا۔

داس درانتی (پنجابی داتری) جس سے فصل کاٹا جاتا ہے۔ خواجہ صاحب نے نیلگوں آسمان کو سبز کھیتی سے اور ہلال کو درانتی سے تشبیہ دی ہے۔ فرماتے ہیں کہ آسمان کی اس کھیتی اور درانتی کو دیکھکر مجھے بھی اپنی کشت اور درو کا وقت یاد آگیا۔ یعنے وہ وقت یاد آگیا جب کہ ہستی کا فصل کاٹا جائے گا یا اعمال کی سزا و جزا کا وقت یاد آگیا۔

(۲) ترجمہ۔ میں نے اپنے بخت کو کہا کہ تو سو گیا ہے اور سورج نکل آیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ باوجود اس کے سابقۂ ازل سے مایوس نہ ہو۔

سابقہ وہ امر جو پہلے ہی سے کسی کام کے سرانجام کا وسیلہ مقرر ہو۔ زمانہ سابق کی جان پہچان۔ سابقہ جان پہچان کا حق۔

مطلب یہ ہے کہ اب وقت آگیا ہے کہ کچھ کر لیا جائے اور گوہر مراد سے دامن بھر لیا جائے مگر بدقسمتی اور خواب آلودہ بخت سے سوائے یاس و حرمان کے اور کچھ نظر نہیں آتا لیکن ایسی حالت میں بھی خدا کی مہربانی سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔

(۳) ترجمہ۔ شبگرو ستارے پر بھروسہ نہ کر کیونکہ یہ عیار کاؤس کا تاج اور کیخسرو کا کمربند لے چکا ہے۔

شبگرو۔ (۱) رات کے وقت چلنے والا (۲) چور۔ لہذا شبگرو اور عیار کی رعایت ظاہر

مطلب یہ ہے کہ ستاروں کی گردش یعنی گردش ایام پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس گردش نے کئی بادشاہوں کو تباہ کیا ہے۔

(۴) ترجمہ۔ اگر عیسےٰؑ کی طرح تو پاک اور مجرد آسمان پر جائے۔ تو تیرے نور سے آفتاب کو بھی بہت روشنی حاصل ہو۔

صد پرتو سو نور یعنی بہت روشنی۔ حضرت عیسےٰؑ کی پاکیزگی اور تجرد ظاہر۔ وہ چوتھے آسمان پر ہیں اور سورج بھی چوتھے آسمان پر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ انسان اگر پاک اور آزاد ہو۔ تو آفتاب بھی اسکے نور باطن کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ بلکہ اس سے نور حاصل کرتا ہے۔

(۵) ترجمہ۔ آسمان کو کہو کہ اتنی عظمت ظاہر نہ کرے۔ کیونکہ عشق میں چاند کا خرمن ایک جو کی قیمت کا ہے اور عقد پرویں دو جو کی قیمت کا۔

عُظَمَت۔ ہر سہ حروف اول مفتوح۔ عام استعمال میں بسکونِ ثانی پڑھا جاتا ہے مگر غلط ہے۔

خوشہ پرویں۔ چھ باریک ستارے جو باہم مجتمع ہیں اور سردی کے موسم میں شروع رات میں ظاہر ہوتے ہیں۔ عقد ثریا بھی کہتے ہیں۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ آسمان کو کہو کہ چاند سورج اور ستاروں پر اتنا نازاں نہ ہو عاشق کی نظر میں چاند اور پرویں کی کچھ حقیقت اور حیثیت نہیں۔

خرمن۔ خوشہ اور جو کی رعایت ظاہر

(۶) ترجمہ۔ اگرچہ لعل وگہر کا گوشوارہ کانوں کے لئے بھاری ہوتا ہے لیکن حسن کا زمانہ جلد گزرنے والا ہے نصیحت سن۔

گوشوار یا گوشوارہ۔ کانوں کا زیور۔ یہاں گوشوارِ دُر و لعل سے مراد قیمتی نصیحت۔ مطلب یہ ہے کہ نصیحت اگرچہ کانوں کو بُری معلوم ہوتی ہے۔ لیکن سُننی چاہیئے۔ کیونکہ دنیا ناپائدار ہے اور حسن و دولت بے وفا۔

(۷) ترجمہ۔ چشمِ بد دور کہ تیرے خال نے حُسن کی بساط پر وہ چال چلی ہے کہ چاند اور خورشید کو مات کر دیا۔

عرصہ (۱) میدان (۲) بساط شطرنج کھیلنے کا تختہ۔ بیذق شطرنج کا پیادہ از کسے گرو بردن کسی پر غالب آنا۔ اسے مات کرنا۔ مطلب یہ ہے کہ تیرے چہرے کا خال چاند اور سورج کو مات کرتا ہے۔ عرصہ اور بیذق کی رعایت ظاہر۔

(۸) ترجمہ۔ جس شخص نے دل کی کھیتی میں وفا کے بیج کو سرسبز نہ کیا۔ وہ فصل کاٹنے کے وقت اپنے حاصلات پر شرمندہ ہوگا۔

زرد روئی کشیدن شرمندہ ہونا۔ ضد ہے سرخرو شدن۔ مطلب یہ ہے کہ جس شخص کے دل میں وفا نہیں وہ آخر کار محروم اور مایوس ہوگا اور حساب کے دن اپنی کم بضاعتی پر شرمندہ ہوگا

(۹) ترجمہ۔ اس دائرہ میں دف کی طرح حلقہ بگوش رہ۔ اور اگر طپانچہ بھی لگے تو اپنے دائرہ سے باہر نہ جا۔

دف کے گرداگرد جھنکار زیادہ کرنے کے لئے عموماً پیتل کے حلقے ڈال دیئے جاتے ہیں۔ لہٰذا دف کا حلقہ بگوش ہونا ظاہر۔ دف ہاتھ سے بجاتے ہیں اسلئے قفا خوردن کہا۔ مطلب یہ ہے کہ دائرہ عشق میں کامل اطاعت اختیار کر اور اگر معشوق کی طرف سے جور و ستم ہو تو بھی دائرہ عشق سے باہر نہ نکل۔ ظاہر ہے کہ دف باوجود طپانچے لگنے کے اپنے دائرہ سے باہر نہیں ہوتا

(۱۰) ترجمہ۔ مکر اور ریا کی آگ دین کے خرمن کو جلا دے گی۔ اے حافظ اس خرقۂ پشمینہ کو پھینک دے اور چلا جا

یعنے خرقۂ پشمینہ جو ریاکاری کا لباس ہے۔ اتار کر پھینک دے ورنہ ایمان کا خطرہ ہے۔

غزل (۱۲)

ای در چمن خوبی رویت چو گل خود رو	۱	چین شکن زلفت چون نافہ چین خوشبو
ماہ است رخت یا روز مشک ست خطت یا شب	۲	سیم ست تنت یا عاج سنگ ست دلت یا رو
لعلت بدُرِ دندان بشکست لب پستہ	۳	زلفت بخم چوگان بربود دلم چون گو
آں رائحۂ زلف ست یا لخلخۂ عنبر	۴	یا غالیہ می ساید در باغچہ حُسن او
گفتے سخن خود را با یار بباید گفت	۵	ای کاش توانستم گفتن سخنے با او
بدگوی تو آں باشد کز یار کند منعت	۶	گر یار نکو باشد مشنو سخن بدگو
با یار ازیں بہ باش تا راز نگردد فاش	۷	نبود بد اگر باشی با دل شدگان نیکو

(۸) استاد غزل سعدی ست پیش ہمہ کس اما
دارد سخن حافظ طرز سخن خاجو (۸)

(۱) ترجمہ۔ اے کہ حسن کے باغ میں تیرا چہرہ گلِ خود رو کیطرح ہی۔ تیری زلف کی شکن کے خم نافۂ چین کیطرح خوشبودار ہیں۔

چین اور چین میں صنعت تجنیس ہے۔ خوشبو اچھی بو والے یعنے خوشبودار

(۲) ترجمہ۔ تیرا چہرہ چاند ہی یا دن۔ تیرا خط کستوری ہی یا رات۔ تیرا پہلو چاندی ہی یا ہاتھی دانت۔ تیرا دل پتھر ہے یا کانسی۔

رو۔ (روئیں) کانسی یا پیتل۔ مراد سخت چیز۔

(۳) ترجمہ۔ تیرے لب لعل نے دانتوں کے موتیوں سے پستہ کے لب کو شکست دیدی۔ تیری زلف چوگان کے خم سے گیند کی طرح میرے دل کو لے گئی۔

مطلب یہ ہی کہ پستہ تیرے لب و دہن کے سامنے ایک حقیر چیز ہے۔ اور تیری زلف نے میرے دل کو اسیر کیا

(۴) ترجمہ۔ وہ زلف کی خوشبو ہی یا عنبر کا لخلخہ۔ یا وہ حسن کے باغ میں غالیہ مل رہا ہے۔

(۵) ترجمہ۔ تو نے کہا ہی کہ اپنی بات یار سے بیان کرنی چاہئے۔ افسوس کہ میں کبھی اس سے بات کرسکتا۔
دوسرا مصرعہ پہلے مصرعہ کا جواب ہے۔

(۶) ترجمہ۔ تیرا دشمن وہ ہی جو تجھے یار سے منع کرے۔ اگر یار اچھا ہو تو دشمن کی بات نہ سُن۔

(۷) ترجمہ۔ ہمارے ساتھ اس سے بہتر سلوک کر تاکہ راز فاش نہ ہو۔ اگر تو دلشدہ عاشقوں کے ساتھ نیک سلوک کرے تو کچھ بُری بات نہیں۔

(۸) ترجمہ۔ سب کے نزدیک غزل کا استاد سعدی ہی لیکن حافظ کا کلام خاجو کے کلام کی طرز پر ہے۔
تشریح کے لئے دیکھو لسان الغیب جلد اول صفحہ ۸۔ ۹ سوانحعمری۔

غزل ۱۳

مطرب خوش نوا بگو تازہ بتازہ نو بنو	۱	بادۂ دلکشا بجو تازہ بتازہ نو بنو
با صنمی چو لعبتی خوش بنشیں بخلوتی	۲	بوسہ ستان بکام ازو تازہ بتازہ نو بنو
ساقی سیم ساق من نیست میم بیار پیش	۳	زود کہ پر کنم سبو تازہ بتازہ نو بنو
بر ز حیات کی خوری گر نہ مدام می خوری	۴	بادہ بخور بیاد او تازہ بتازہ نو بنو
شاہد دلربای من میکند از برای من	۵	نقش و نگار و رنگ و بو تازہ بتازہ نو بنو

(۶)
باد صبا چو بگذری بر سر کوی آں پری
قصۂ حافظش بگو تازہ بتازہ نو بنو
(۶)

یہ تازہ بتازہ نو بنو کی طرز ہندوستان میں بہت مشہور ہوئی ہے۔

(۱) ترجمہ۔ اے خوش آواز مطرب تازہ بتازہ اور نو بنو (سرود) سنا۔ دل کو خوش کرنے والی تازہ بتازہ اور نو بنو شراب طلب کر۔

(۲) ترجمہ۔ لعبت جیسے صنم کے ساتھ خلوت میں خوشی سے بیٹھ۔ اس سے حسب مراد تازہ بتازہ اور نو بنو بوسے لے۔
لعبت۔ گڑیا۔ تصویر۔ پتلی۔ کھیلنے کی چیز۔

(۳) ترجمہ :- اے میرے سیم ساق ساقی میرے پاس شراب نہیں۔ جلد شراب سامنے لا کہ میں تازہ بتازہ نو بنو صراحیاں پر کروں۔

سیم ساق ۔ چاندی جیسی پنڈلی والا۔ سفید جسم والا۔ گورا۔

(۴) ترجمہ ۔ اگر تو ہمیشہ شراب نہیں پیئے گا تو زندگی سے کیا فائدہ اٹھائے گا۔ اس کی یاد میں تازہ بتازہ اور نو بنو شراب پی۔

(۵) ترجمہ ۔ میرا دلربا معشوق میرے لئے تازہ بتازہ اور نو بنو رنگ و بو اور ہار سنگار کرتا ہے۔

(۶) ترجمہ :- اے بادِ صبا اگر تو اُس پری کے کوچے سے گذرے تو اُسکے سامنے حافظ کا قصہ تازہ بتازہ اور نو بنو بیان کر۔

ردیف ہ

غزل (۱)

از خون دل نوشتم نزدیک یار نامہ	۱	انی رایت دہراً من ہجرک القیامہ
ہر چند کازمودم از وی نبود سودم	۲	من جرب المجرب حلت بہ الندامہ
دارم من از فراقت در دیدہ صد علامت	۳	لیس الدموع عینی ہذا لنا العلامہ
پرسیدم از طبیبی احوال دوست گفتا	۴	فی بعدہا عذاب فی قربہا الندامہ
گفتم ملامت آید گر گرد دوست گردم	۵	واللہ ما راینا حبا بلا ملامہ
حال درون ریشم محتاج شرح نبود	۶	خود میشود محقق از آب چشم خامہ
باد صبا ز ماہم ناگہ نقاب برداشت	۷	کالشمس فی ضحاہا تطلع من الغمامہ

(۸)	حافظ چو طالب آمد جامی بجان شیریں حتی یذوق منہ کاساً من الکرامہ	(۸)

(۱) ترجمہ۔ میں نے خونِ دل کے ساتھ معشوق کی طرف خط لکھا کہ تیرے ہجر میں مجھ زمانہ قیامت کیطرح نظر آتا ہے۔

(۲) ترجمہ۔ ہر چند کہ میں نے اُسے آزمایا اس سے کچھ فائدہ نہ اٹھایا۔ جو شخص آزمائی ہوئی چیز کو آزمائے اسے ندامت حاصل ہوتی ہے۔

دوسرا مصرعہ ایک مشہور ضرب المثل ہے۔

دیدہ بودم روئے تو دانستہ بودم خوئے تو	دیدہ و دانستہ خود را در بلا انداختم		

(۳) ترجمہ۔ تیرے فراق کی میری آنکھوں میں کئی علامتیں ہیں۔ میری آنکھ میں آنسو نہیں ایک تو یہ علامت ہے۔

دموع دمع کی جمع۔ آنسو۔ ماء العین من حزن او سرور یعنے خوشی یا غم کے آنسو (قاموس)

یعنے رو رو کر اب آنکھوں میں آنسو باقی نہیں رہے۔ یہ تیرے فراق کی نشانی ہے۔

(۴) ترجمہ۔ میں نے ایک طبیب سے دوست کا حال پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ اسکی دوری میں عذاب ہے اور اسکی نزدیکی میں ندامت۔

غرض دو گونہ عذابست جانِ مجنوں را	بلائے صحبت لیلیٰ و فرقت لیلیٰ

بعض دیوانوں میں دوسرا مصرعہ اسطرح ہے ع فی قربہا عذاب فی بعدہا سلامہ۔

یعنے اسکے قرب میں عذاب ہے اور اسکی دوری میں سلامتی۔

(۵) ترجمہ۔ میں نے کہا کہ اگر دوست کے گرد پھروں تو ملامت حاصل ہوتی ہے۔ (جواب دیا کہ) واللہ ملامت کے بغیر ہم نے محبت نہیں دیکھی۔

یعنے عشق میں ملامت ضروری ہے۔

(۶) ترجمہ۔ میرے زخمی دل کا حال تشریح کا محتاج نہیں قلم کے آنسوؤں سے کیفیت ظاہر ہو رہی ہے۔

(۷) ترجمہ۔ بادِ صبا نے اچانک میرے معشوق (کے چہرہ) سے نقاب الٹا۔ (ایسا معلوم ہوا) کہ چاشت گاہ کے وقت بادل سے سورج نکل آیا۔

(۸) ترجمہ۔ حافظ جب جانِ شیریں کے بدلے میں ایک جام کا طالب ہو تو اسے شراب دے تاکہ وہ اس سے

بزرگی کا پیالہ پی ہے۔

غزل (۲)

ای از فروغ رویت روشن چراغ دیدہ ۱ مانند چشم مستت چشم جہان ندیدہ
ہمچون تو نازنینی سر تا بپا لطافت ۲ گیتی نشان ندادہ ایزد نیافریدہ
ہر زاہدی کہ دیدہ یاقوت میفروشت ۳ سجادہ ترک دادہ پیمانہ در کشیدہ
در قصد خون عاشق ابرو و چشم شوخت ۴ گہ این کمین کشادہ گہ آن کمان کشیدہ
تا کی کبوتر دل چون مرغ نیم بسمل ۵ باشد ز تیر ہجرت در خاک خون طپیدہ
تا کی فرو گذاری چون زلف خود دلم را ۶ سرگشتہ و پریشان ای نور ہر دو دیدہ
میلی اگر ندارد با عارض تو ابرو ۷ پیوستہ از چہ باشد چون قد من خمیدہ
گر بر لبم نہی لب یابم حیات باقی ۸ آن دم کہ جان شیرین باشد بہ لب رسیدہ
از سوز سینہ ہر دم دودم بسر برآید ۹ چون عود چند باشم در آتش آرمیدہ

(۱۰) گر دست من نگیری با خواجہ باز گویم (۱۰)
از عشوہ دل ز حافظ چون بردہ او بدیدہ

(۱) ترجمہ۔ اے کہ تیرے چہرہ کے نور سے آنکھوں کا چراغ روشن ہے۔ تیری مست آنکھ جیسی جہان کی آنکھ نے کوئی آنکھ نہیں دیکھی۔

(۲) ترجمہ۔ تجھ جیسا سر تا پا پُر از لطافت نازنین جہاں میں کوئی نہیں اور نہ خدا نے کوئی پیدا کیا ہے۔

(۳) ترجمہ۔ جس زاہد نے تیرے میفروش لب کو دیکھا۔ سجادہ کو ترک کر دیا اور شراب پینے لگ گیا۔
لب کو میفروش اس لئے کہا کہ بوسہ لب سے عاشق کو شراب کی مستی حاصل ہوتی ہے۔

(۴) ترجمہ۔ عاشق کے خون کے ارادہ پر تیرے ابرو اور شوخ آنکھوں نے کبھی اس نے گھات لگائی اور کبھی اس نے کمان کھینچی۔

ایں سے مراد چشم اور آں سے مراد ابرو۔ لف و نشر غیر مرتب ہے۔

(۵) ترجمہ۔ دل کا کبوتر مرغِ نیم بسمل کیطرح کب تک تیرے ہجر کے تیر سے خاک و خون میں تڑپتا رہے

(۶) ترجمہ۔ اے دونوں آنکھوں کے نور! اپنی زلف کیطرح میرے دل کو تو کب تک سرگشتہ اور پریشان رکھے گا۔

(۷) ترجمہ۔ اگر تیرے ابرو کو تیرے چہرے کے ساتھ محبت نہیں تو ہمیشہ کس لئے میرے قد کی طرح جھکا رہتا ہے۔

(۸) ترجمہ۔ جب میری جانِ شیریں لبوں پر ہوگی اسوقت اگر تو میرے لب پر لب رکھے تو مجھے حیاتِ جاوید مل جائیگی۔

(۹) ترجمہ۔ سینہ کے سوز سے ہر وقت میرے اندر سے دھوآں نکلتا رہتا ہے۔ عود کی طرح میں کب تک آگ میں پڑا رہونگا۔

(۱۰) ترجمہ۔ اگر تو میری دستگیری نہیں کریگا تو میں بادشاہ کو کہوں گا کہ وہ (یعنے معشوق) حافظ کے دل کو آنکھوں کے عشوہ سے کس طرح لے گیا۔

غزل (۳)

از من جدا مشو که توام نور دیده	۱	آرام جان و مونس قلب رمیده
از دامن تو دست ندارند عاشقان	۲	پیراهن صبوری ایشان دریده
از چشم زخم دهر مبادت گزند از آنکه	۳	در دلبری بغایت خوبی رسیده
منعم کنی ز عشق وی ای مفتی زمان	۴	معذور دارمت که تو او را ندیده
چشم بد از تو دور که در طرز دلبری	۵	خط بر جمال یوسف کنعان کشیده
پایم نمیرسد به زمین دیگر از نشاط	۶	تا سوی من بلطف و عنایت تو دیده
داری خیال پرسش عشاق بینوا	۷	گویا که بوی صدق از ایشان شنیده

(۸) زین سرزنش که کرد ترا دوست حافظا
بیش از گلیم خویش مگر پا کشیده (۸)

(۱) ترجمہ۔ مجھ سے جدا نہ ہو کہ تو میری آنکھوں کا نور ہے۔ میری جان کا آرام اور میرے بھلکے ہوئے دل کا مونس ہے۔

(۲) ترجمہ۔ عاشق تیرے دامن سے ہاتھ نہیں اٹھا ئینگے۔ کیونکہ تو نے اُنکے صبر کا جامہ پھاڑ دیا ہے۔

دامن اور پیراہن کی رعایت ظاہر

(۳) ترجمہ۔ زمانہ کی چشم زخم (نظرِ بد) سے تجھے نقصان نہ پہنچے کیونکہ تو دلبری میں خوبی کے کمال کو پہنچ گیا ہے۔

(۴) ترجمہ۔ اے وقت کے مفتی تو مجھے اُسکے عشق سے منع کرتا ہے۔ میں تجھے معذور سمجھتا ہوں کیونکہ تو نے اسے دیکھا نہیں۔

یعنے تو اگر اُسے دیکھ لے تو پھر کبھی منع نہ کرے۔

مردمان در من و بیہوشی من حیرانند	من در آنکس کہ ترا بیند و حیراں نشود	(امیر خسرو)

(۵) ترجمہ۔ چشم بد تجھ سے دور رہے کہ دلبری کی طرز میں۔ تو نے یوسف کنعان کے جمال کو بھی مات کر دیا ہے۔

وہی مضمون ہے جو شعر (۳) میں بیان ہوا۔

(۶) ترجمہ۔ جب سے تو نے مجھے لطف و عنایت سے دیکھا ہے۔ خوشی سے میرا پاؤں زمین پر نہیں لگتا۔

(۷) ترجمہ۔ بینوا عاشقوں کی پرسشِ حال کا تجھے خیال ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو نے ان سے وفا کی بو سونگھی ہے۔

یعنے یہ طرزِ وفا تو نے عاشقوں سے ہی سیکھا ہے۔

(۸) ترجمہ۔ اے حافظ دوست نے جو تجھے یہ سرزنش کی ہے۔ شاید کہ تو نے اپنی چادر سے زیادہ پاؤں پھیلائے ہیں۔

یعنے تو نے اپنی حدِ بساط سے بڑھ کر کچھ دلیری کی ہے کہ معشوق نے تجھے سرزنش کی ہے۔

دھول دھپا اُس سراپا ناز کا شیوہ نہیں	ہم ہی کر بیٹھے تھے غالب پیش دستی ایکدن	

غزل (۴)

ای کہ با سلسلۂ زلف دراز آمدۂ	۱	فرصتت باد کہ دیوانہ نواز آمدۂ
آب و آتش بہم آمیختۂ از لب لعل	۲	چشم بد دور کہ خوش شعبدہ باز آمدۂ

چشم تو گرچہ بہر غمزہ دلم برباید	۳	لیک صد حیف کہ بیگانہ نواز آمدۂ
ساعتی ناز مفرما و بگردان عادت	۴	چوں بپرسیدن ارباب نیاز آمدۂ
آفریں بر دل نرم تو کہ از بہر ثواب	۵	کشتۂ غمزہ خود را بنماز آمدۂ
زہد من با تو چہ سنجد کہ بیغمای دلم	۶	مست و آشفتہ بخلوتگہ راز آمدۂ
پیش بالای تو میرم چہ بصلح و چہ بجنگ	۷	کہ بہر حال برانداز ناز آمدۂ

(۸)	گفت حافظ دگرت خرقہ شراب آلودہ است مگر از مذہب ایں طائفہ باز آمدۂ	(۸)

(۱) ترجمہ۔ اے کہ تو زلفِ دراز کے سلسلہ کے ساتھ آیا ہے۔ خدا تجھے لمبی عمر دے کہ تو دیوانہ نواز ہے
زلف دراز کی دیوانہ نوازی یہی ہے کہ عاشق کے دیوانہ دل کو اسیر کر لیتی ہے۔

(۲) ترجمہ۔ تو نے لب لعل سے پانی اور آگ کو اکٹھا کر دیا ہے چشم بد دور کہ تو بہت اچھا شعبدہ باز ہے۔
آگ پانی کو اکٹھا کرنا گویا اجتماعِ ضدین ہے جو ناممکن ہے اگر کوئی ایسا کرے تو بیشک بہت اچھا شعبدہ باز ہے۔ لب لعل کو بوجہ سرخی اور تر و تازگی کے آگ اور پانی کا مجموعہ کہا ہے۔

(۳) ترجمہ۔ اگرچہ تیری آنکھ ہر ایک غمزہ کے ساتھ میرا دل لے جاتی ہے لیکن صد افسوس کہ تو اغیار پر مہربانی کرتا ہے۔

(۴) ترجمہ۔ تھوڑی دیر کے لئے ناز نہ کر اور عادت بدل دے جب کہ تو نیازمندوں کی پرسش حال کے لئے آیا ہے

(۵) ترجمہ۔ تیرے نرم دل پر آفریں! کہ ثواب کے لئے اپنے غمزہ کے شہید کے جنازہ کے لئے آیا ہے۔

آنکس کہ مرا بکشت و باز آمد پیش		مانا کہ دلش بسوخت بر کشتہ خویش	(سعدی)

"دل نرم" طنزاً کہا ہے۔ ورنہ قتل کرنے کے بعد جنازہ پر آنا کونسی رحمدلی ہے۔

کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ	.	ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا	

(۶) ترجمہ۔ میری پرہیزگاری تیرا کیا مقابلہ کریگی جب میرے دل کو غارت کے لئے تو خلوتگاہ راز میں مست اور آشفتہ ہو کر آیا ہے

حریف جوشش دریا نہیں خود داری ساحل		جہاں ساقی ہو تو دعوی ہے باطل ہوشیاری کا

(۷) ترجمہ۔ میں تیرے قد کے سامنے مرتا ہوں کیا صلح سے اور کیا جنگ سے کیونکہ ہر حالت میں تو ناز کے اندازہ سے آتا ہے۔

یعنے صلح ہو یا جنگ۔ تو ہمیشہ ناز کے اندازہ سے آتا ہے۔ اس لئے تیرے مقابلہ میں زندہ بچنا محال ہے۔

(۸) ترجمہ۔ اس نے کہا کہ اے حافظ پھر تیرا خرقہ شراب آلودہ ہے۔ شاید تو اس گروہ کے مذہب سے ہٹ گیا ہے۔

ایں طائفہ سے مراد طائفہ زاہدان ظاہر دار۔

غزل (۵)

چراغ روی ترا شمع گشت پروانہ	۱	مرا بعشق تو از جان خویش پروانہ
خرد کہ پند مجانین عشق می فرمود	۲	ببوی حلقۂ زلف تو گشت دیوانہ
بمژدہ جان بصبا داد شمع در نفسی	۳	ز شمع روی تواش چوں رسید پروانہ
ببوی زلف تو گر جان بباد رفت چہ شد	۴	ہزار جان گرامی فدای جانانہ
بر آتش رخ زیبای تو بجای سپند	۵	بغیر خال سیاہت کہ دید بہ دانہ
چہ نقشہا کہ برانگیختیم و سود نداشت	۶	فسون ما بر او گشتہ است افسانہ
مرا بدور لب دوست ہست پیمانے	۷	کہ بر زبان نبرم جز حدیث پیمانہ
من غریب ز غیرت فتادم از پا دوش	۸	نگار خویش چو دیدم بدست بیگانہ

(۹) حدیث مدرسہ و خانقہ مگوی کہ باز
فتادہ در سر حافظ ہوای میخانہ (۹)

(۱) ترجمہ۔ تیرے چہرہ کے چراغ پر شمع بھی عاشق ہو گئی ہے۔ مجھے تیرے عشق میں اپنی جان کی بھی پروا نہیں
پروانہ اور پروانہ میں صنعت تجنیس تام ہے۔

(۲) ترجمہ۔ عقل جو عشق کے دیوانوں کو نصیحت فرمایا کرتی تھی۔ تیری زلف کے خم کی خوشبو سے خود دیوانہ ہو گئی ہے
مجانین۔ مجنوں کی جمع ہے۔ (۳) ترجمہ۔ شمع نے ایک دم میں خوشخبری پر جان بادِ صبا کے حوالہ کر دی جبکہ تیرے چہرہ کی شمع سے اس کے
پاس پروانہ پہنچا۔

شمع اور پروانہ میں صنعتِ ایہام۔ شمع کا بادِ صبا سے بجھ جانا ظاہر۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ بادِ صبا جو معشوق کی قاصد ہے۔ جب شمع کے پاس پہنچی تو شمع نے اس خوشی میں جان دیدی۔ حسن تعلیل ہے۔

(۴) ترجمہ۔ تیری زلف کی خوشبو پر اگر جان برباد ہوگئی تو کیا ہوا۔ ہزار عزیز جانیں معشوق پر فدا کی جا سکتی ہیں۔

(۵) ترجمہ۔ تیرے خوبصورت چہرہ کی آگ پر حرمل کی بجائے۔ تیرے سیاہ تل کے بغیر اور کون سا اچھا دانہ ہو سکتا ہے۔

قاعدہ ہے کہ چشم بد کے آسیب کو دور کرنے کے لئے حرمل کے دانے آگ میں جلائے جاتے ہیں۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ معشوق کو چشم زخم کے گزند سے محفوظ رکھنے کے لئے عاملانِ قضا و قدر نے اس کے چہرہ کی آگ پر بجائے سپند کے خال کے دانے رکھے ہیں۔ چہرہ کو بوجہ غایت سرخی کے آگ اور خال کو بوجہ سیاہی کے سپند کہا ہے۔

	خالِ رخسارش سپند آتش رنگ گل است		چین زلفش از نزاکت موج بوئے سنبل است	(شوکت)
	چشم بد دور خال بر رخ او		چون سپند سے بر آتش افتادہ است	

(۶) ترجمہ۔ میں نے کیا کیا طلسم کئے لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ ہمارا جادو اس کے نزدیک ایک افسانہ ہے۔ یعنی میرے جادو کا اس پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔

(۷) ترجمہ۔ معشوق کے لب کے دور سے میرا وعدہ ہے۔ کہ جام مے کی بات کے سوا اور کوئی بات زبان پر نہ لاؤں گا۔

پیمان اور پیمانہ میں صنعت تجنیس۔ دور اور پیمانہ کی رعایت ظاہر۔

(۸) ترجمہ۔ میں غریب کل غیرت کی وجہ سے (پاؤں سے) گر پڑا۔ جب اپنے معشوق کو غیر کے ہاتھ میں دیکھا۔

از پا افتادن گر پڑنا۔ دوش (۱) کل (۲) کندھا۔ لہذا پا اور دوش اور دست کی رعایت ظاہر۔

(۹) ترجمہ۔ مدرسہ اور خانقاہ کی باتیں نہ کر کہ پھر حافظ کے سر میں شراب خانہ کی آرزو پیدا ہوگئی ہے۔

غزل (۶)

خنک نسیم معنبر شمامۂ دلخواہ	۱	کہ در ہوای تو برخاست بامداد پگاہ
دلیل راہ شوای طائر خجستہ لقا	۲	کہ دیدہ آب شد از شوق خاک آن درگاہ
منم کہ بی تو نفس میزنم زہی خجلت	۳	مگر تو عفو کنی ورنہ چیست عذر گناہ
ببین بشخص نزارم کہ غرق خون دلست	۴	ہلال را از کنار شفق کنند نگاہ
ز دوستان تو آموخت این طریقہ مہر	۵	سپیدہ دم کہ ہوا چاک زد شعار سیاہ
بعشق روی تو روزی کہ از جہاں بروم	۶	ز تربتم بدمد سرخ گل بجای گیاہ

(۷)	مدہ بخاطر نازک ملالت از من راہ کہ حافظ تو ہمیں لحظہ گفت بسم اللہ	(۷)

(۱) ترجمہ۔ دلکش عنبر کی خوشبو والی ٹھنڈی لطیف ہوا۔ جو تیری آرزو میں صبح کے وقت چلی۔

(۲) ترجمہ۔ اے مبارک صورت پرندے میرا رہنما بن کہ اس درگاہ کی خاک کے شوق میں آنکھیں پانی ہوگئیں یعنے در محبوب کی خاکبوسی کے لئے ہمیشہ روتا رہتا ہوں۔ اے دیار محبوب کے قاصد میرا رہنما بن تاکہ وہاں تک پہنچ جاؤں۔

(۳) ترجمہ۔ میں ہی ہوں جو تیرے بغیر جیتا ہوں اور بہت شرمندہ ہوں۔ تو ہی معاف کرے تو کرے ورنہ گناہ کے لئے کوئی عذر نہیں۔

مطلب یہ ہے کہ تیرے بغیر مجھے ایکدم بھی زندہ نہیں رہنا چاہیئے تھا۔ میں بہت نادم ہوں کہ کیوں زندہ ہوں۔ کوئی عذر اور حیلہ نہیں۔ تو ہی معاف کرے تو کرے۔

(۴) ترجمہ۔ میرے نحیف بدن کو دیکھ کہ دل کے خون میں غرق ہے۔ ہلال کو ہمیشہ شفق کے کنارے دیکھا کرتے ہیں۔

اپنے نحیف اور خمیدہ جسم کو ہلال سے اور خون دل کو شفق سے تشبیہ دی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جس طرح شفق میں ہلال کو دیکھتے ہیں اسی طرح میرے خونِ دل میں میرے قدِ خمیدہ کو دیکھ۔

(۵) ترجمہ۔ تیرے عاشقوں سے یہ محبت کا طریقہ سیکھا ہے۔ صبح کے وقت جو ہوا نے سیاہ جامہ کو پھاڑ ڈالا صبح کاذب دور ہو کر جب صبحِ صادق کا آغاز ہوتا ہے تو گویا ہوا اُسوقت اپنے سیاہ کپڑوں کو چاک کر دیتی ہے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ جامہ چاک کرنا شاید ہوا نے عاشقوں سے سیکھا ہے۔

(۶) ترجمہ۔ تیرے چہرہ کے عشق میں جس دن میں جہان سے گذر جاؤنگا۔ میری قبر سے گھاس کی بجائے سرخ پھول اُگے گا۔

یعنے چونکہ تیرے پھول جیسے چہرہ کا عشق میرے دل میں ہے اس لئے میری قبر بھی گلاب کے پھول اُگیں گے۔

خیالِ روئے تو بردم بخاک نیست عجب		دمد اگر گلِ خورشید بر مزار مرا [مخلص کالٹی]

(۷) ترجمہ۔ اپنے نازک دل میں میری طرف سے ملال پیدا نہ ہونے دے۔ کیونکہ تیرے حافظ نے یہ لو! ابھی بسم اللہ کہہ دی۔

بسم اللہ کہہ دی یعنے تجھ سے رخصت ہو گیا۔ مطلب یہ ہے کہ ناراض نہ ہو اگر میرے یہاں ٹھیرنے پر تو خوش نہیں تو یہ لو! میں ابھی جاتا ہوں۔

غزل (۷)

دامنکشاں ہمی شد در شرب زرکشیدہ	۱	صد ماہرو ز رشکش جیب قصب دریدہ
از تاب آتش می برگرد عارضش خوی	۲	چوں قطرہ ہای شبنم بر برگ گل چکیدہ
یاقوت جانفزایش از آب لطف زادہ	۳	شمشاد خوشخرامش از ناز پروریدہ
لفظِ فصیح شیریں قد بلند چابک	۴	روئے لطیف نازک چشم خوش کشیدہ
آں لعل دلکشش بیں واں خندہ پر آشوب	۵	واں رفتن خوشش بیں واں گام آرمیدہ

آن آہوی سیہ چشم از دام ما برون شد	۶	یاران چہ چارہ سازم با این دل رمیدہ
تا کی کشم عتابت از چشم نیم خوابت	۷	روزی کرشمہ کن ای نور ہر دو دیدہ
زنہار تا توانی اہل نظر میازار	۸	دنیا وفا ندارد اسے یار برگزیدہ
بس شکر باز گویم در بندگی خواجہ	۹	گر اوفتد بدستم آن میوۂ رسیدہ
ہر بد کہ گفت دشمن در حق ما شنیدی	۱۰	یارب کہ مدعی را باد از باں بریدہ

(۱۱)	گر خاطر شریفت رنجیدہ شد ز حافظ باز آکہ توبہ کردیم از گفتہ و شنیدہ	(۱۱)

(۱) ترجمہ زرتار لباس پہنے ناز سے جاتا تھا۔ صدہا مہرو اسکے رشک سے جامہ کا گریبان چاک کرتے تھے۔

دامن کشاں رفتن ۔ ناز و تبختر کے ساتھ چلنا جیسا کہ رعنا معشوقوں کا شیوہ ہے (بہار عجم)

شرب ۔ بفتح ۔ کتان تنگ و باریک ۔ جیب ۔ گریبان ۔ قصب کتان و ابریشم کا جامہ ۔

معرب کسب ۔ کہتے ہیں کہ کتان کا جامہ چاندنی میں پھٹ جاتا ہے ۔ لہذا ماہ اور قصب دریدن کی رعایت ظاہر ۔

(۲) ترجمہ ۔ آتش شراب کی گرمی سے اسکے چہرہ پر پسینہ (اسطرح نظر آتا تھا) جیسے شبنم کے قطرے پھول کی پنکھڑی پر پڑے ہوں ۔

ژالہ بر لالہ فرود آمدہ ہنگام سحر		راست چوں عارض گلگون عرق کردہ یار	(سعدی)

(۳) ترجمہ ۔ اسکی جانفزا لب لطافت کے پانی سے بنے ہوتے تھے ۔ اور اسکا خوش رفتار قد ناز سے پلا ہوا تھا

(۴) ترجمہ ۔ اسکے الفاظ فصیح اور شیریں اور اسکا قد بلند اور چست ۔ اسکا چہرہ لطیف اور نازک اور اسکی خوبصورت آنکھ کھینچی ہوئی ۔

(۵) ترجمہ ۔ اسکے دلکش لب دیکھ اور وہ فتنہ انگیز ہنسی ۔ اسکی وہ اچھی چال دیکھ اور ناز و انداز کے قدم ۔

(۶) ترجمہ ۔ وہ سیاہ چشم ہرن ہمارے جال سے نکل گیا ۔ اے یارو اس بھاگے ہوئے دل سے میں کیا علاج کروں

(۷) ترجمہ ۔ میں تیری مست آنکھ سے کب تک تیرے عتاب اٹھاؤں ۔ اے دونوں آنکھوں کے نور! کسی دن کرشمہ دکھا

(۸) ترجمہ۔ خبردار! جہاں تک ہو سکے اہل نظر کو تکلیف نہ دے۔ اے برگزیدہ دوست دنیا ناپائدار ہے۔

(۹) ترجمہ۔ خواجہ کی بندگی میں مَیں بہت ہی شکریہ ادا کرونگا۔ اگر وہ پکا ہوا میوہ میرے ہاتھ لگ جائے۔

میوۂ رسیدہ سے مراد معشوق۔

(۱۰) ترجمہ۔ دشمن نے میرے حق میں جو کچھ برا بھلا کہا۔ تو نے سن لیا۔ اے خدا دشمن کی زبان کٹ جائے۔

(۱۱) ترجمہ۔ اگر تیری طبیعتِ شریف حافظ سے رنجیدہ ہوگئی ہے۔ تو میرا اپنے کہے سننے سے توبہ کرتا ہوں تو واپس آجا۔

غزل (۸)

در سرای مغان رفتہ بود و آب زدہ	۱	نشستہ پیر و صلائی بہ شیخ و شاب زدہ
سبوکشان ہمہ در بندگیش بستہ کمر	۲	ولی ز طرف کلہ خیمہ بر سحاب زدہ
فروغ جام و قدح نور ماہ پوشیدہ	۳	عذار مغبچگان راہ آفتاب زدہ
گرفتہ ساغر عشرت فرشتۂ رحمت	۴	ز جرعہ بر رخ حور و پری گلاب زدہ
ز شور و عربدہ شاہدان شیرین کار	۵	شکر شکستہ سمن ریختہ رباب زدہ
عروس بخت دران حجلہ با ہزاران ناز	۶	کشیدہ وسمہ و بر برگ گل گلاب زدہ
سلام کردم و بامن بروی خندان گفت	۷ ق	کہ ای خمارکش مفلس شراب زدہ
کہ این کند کہ تو کردی بضعف ہمت و رای	۸ ق	ز گنج خانہ شدہ خیمہ بر خراب زدہ
وصال دولت بیدار ترسمت ندہند	۹	کہ خفتہ بود در آغوش بخت خواب زدہ
فلک جنیبہ کش شاہ نصرة الدین باد	۱۰	بیا ببین فلکش دست در رکاب زدہ
ہلال تا کہ گر نعل مرکبش گردد	۱۱	ز بام عرش صدش بوسہ بر تراب زدہ
خرد کہ ملہم غیب است بہر کسب شرف	۱۲	ز روی صدق صدش بوسہ بر جناب زدہ

(۱۳)	بیا بمیکدہ حافظ کہ بر تو عرضہ کنم ہزار صف ز دعاہای مستجاب زدہ	(۱۳)

یہ غزل مدحیہ ہے۔ پہلے نو شعر صرف تمہیدی ہیں۔ بزم طرب کا نقشہ کھینچ کر اپنی حرمان نصیبی کا ذکر ہے۔ اور مدح ممدوح کیطرف گریز کیا ہے۔ شعر (۹) میں اپنی بد قسمتی کا اظہار کرنا گویا ایک گونہ اپنے ممدوح سے انعام و اکرام کی درخواست کرنا ہے۔

(۱) ترجمہ۔ مغوں کے مکان کا دروازہ جھاڑ دیا ہوا اور چھڑکاؤ کیا ہوا تھا۔ پیرِ مغاں بیٹھا ہوا تھا اور بوڑھوں اور نوجوانوں کو بلا رہا تھا۔

(۲) ترجمہ۔ صراحی کش تمام اس کی بندگی میں کمر بستہ کھڑے تھے۔ لیکن ٹوپی کے گوشہ سے بادل پر سایہ کئے تھے۔

یعنے پیرِ مغاں کے تو نوکر تھے لیکن بڑے عظیم الشان تھے۔

(۳) ترجمہ۔ جام اور قدح کی روشنی نے چاند کی روشنی کو چھپا دیا تھا۔ اور مغبچوں کے چہرے آفتاب کو مات کر رہے تھے۔

(۴) ترجمہ۔ رحمت کے فرشتہ نے عشرت کا پیالہ اٹھایا تھا۔ اور شراب کے گھونٹ سے حور و پری کے چہرہ پر گلاب چھڑک رہا تھا۔

(۵) ترجمہ۔ شیریں کار معشوقوں کے شور اور فساد سے۔ شکر بکھری ہوئی پھول گرے ہوئے اور رباب ٹوٹی پڑی تھی۔

(۶) ترجمہ۔ بخت کی عروس نے اُس مکان میں ہزار ناز و ادا سے وسمہ لگایا ہوا اور چہرہ پر گلاب چھڑکا ہوا تھا۔

(۷) ترجمہ۔ میں نے سلام کیا اور اُس نے ہنس کر مجھے کہا کہ اے خمار کش مفلس اور شراب زدہ آدمی!

شراب زدہ وہ شخص جسے شراب نہ ملی ہو۔ یا جو حالتِ خمار میں ہو۔

(۸) ترجمہ۔ ضعفِ ہمت و رائے کے باوجود جو کچھ تو نے کیا ہے اور کون کرتا ہے کہ گھر کے گوشہ کو چھوڑ کر خرابات میں آکر ڈیرا جما یا ہے۔

یعنے کوئی آدمی ایسی بیوقوفی نہیں کرتا جیسی تو نے کی ہے کہ ضعیف ہمت اور ضعیف رائے ہونے کے باوجود خرابات میں آیا ہے۔

(۹) ترجمہ۔ مجھے ڈر ہے کہ بختِ بیدار کا وصال تجھے حاصل نہیں ہوگا کیونکہ تو خواب آلودہ بخت کی گود میں سویا ہے

یہ تینوں شعر قطعہ بند ہیں۔ خواجہ صاحب اپنے بخت کے خواب آلودہ ہونے کا ذکر کر کے اب ممدوح

کی تعریف شروع کرتے ہیں۔

(۱۰) ترجمہ۔ آسمان نصرت الدین بادشاہ کا خدمت گذار ہو۔ آ دیکھہ کہ آسمان نے اسکی رکاب میں ہاتھہ ڈالا ہے۔

نصرت الدین سے مراد شاہ یحیی نصرت الدین دیکھو شعر د ۱۵ لے اور لسان الغیب جلد اول صفحہ ۱۹ اسوانحعمری۔ جنیبہ کش یا جنیبت بردار۔ وہ شخص جس کے حوالہ کوتل گھوڑا ہو۔ سائیں یہ شعر بھی عروس بخت کا ہی مقولہ ہے۔

(۱۱) ترجمہ۔ ہلال اس خیال سے کہ اُس کے گھوڑے کا نعل بن جائے۔ بام عرش سے سینکڑوں بوسے اُس کی خاک پر دیتا ہے۔

ہلال نعل کا ہم شکل ہوتا ہے۔ یہ شعر بھی عروس بخت کا مقولہ ہے۔

(۱۲) ترجمہ۔ عقل جو غیب کی ملہم ہے۔ شرف حاصل کرنے کے واسطے صدق دل سے اُسکی درگاہ پر سو بوسے دیتی ہے ملہم۔ جسے الہام ہوتا ہو۔ جسے اسرار غیب کا علم دیا جاتا ہو۔ یہ شعر بھی عروس بخت کا مقولہ ہے گویا تمام مدحیہ اشعار عروس بخت کی زبانی ہیں۔ حاصل کلام یہ کہ خوش نصیبی خود شاہ نصرت الدین کی تعریف کر رہی ہے۔

(۱۳) ترجمہ۔ اے حافظ شراب خانہ میں آ تاکہ تجھے دکھاؤں۔ ہزار صفیں جو قبول شدہ دعاؤں کی ہیں مطلب یہ ہے کہ میکدہ میں تمام دعائیں قبول ہوجاتی ہیں۔

غزل (۹)

دوش رفتم بدر میکده خواب آلوده	۱	خرقه تر دامن و سجاده شراب آلوده
آمد افسوس کنان مغبچهٔ باده فروش	۲	گفت بیدار شو ای رهرو خواب آلوده
شست و شوئی کن و آنگه بخرابات خرام	۳	تا نگردد ز تو این دیر خراب آلوده
بهوای لب شیرین دهنان چند کنی	۴	جوهر روح بیاقوت مذاب آلوده

بطہارت گذران منزل پیری و مکن	۵	خلعت شیب تشریف شباب آلودہ
آشنایان رہِ عشق دریں بحر عمیق	۶	غرقہ گشتند و نگشتند باب آلودہ
پاک و صافی شو و از چاہ طبیعت بدر آئے	۷	کہ صفائی ندہد آب تراب آلودہ
گفتم ای جان جہان دفتر گل عیبی نیست	۸	کہ شود وقت بہار از می ناب آلودہ

(۹)

گفت حافظ بر و نکتہ بیاران مفروش
آہ ازیں لطف بانواع عتاب آلودہ

(۹)

اس غزل کا مضمون بہی گذشتہ غزل کی طرح مسلسل ہی۔ اپنے خیالات کو واقعہ کی صورت میں بیان کیا ہی۔ شعر ۳-۴-۵-۶-۷ مغبچہ فروش کا مقولہ ہیں۔

(۱) ترجمہ۔ کل میں شرابخانہ کے دروازہ پر خواب آلودہ چلا گیا۔ خرقہ تر دامن تہا اور سجادہ شراب آلودہ تہا

(۲) ترجمہ۔ ایک مغبچہ بادہ فروش طعن و تشنیع کرتا ہوا آیا اور کہا کہ اے خواب آلودہ مسافر! جاگ۔

(۳) ترجمہ۔ ہاتہ منہ دہو۔ اور پہر میکدہ کیطرف جا۔ تاکہ یہ دیر خرابات تجہہ سی ناپاک نہ ہوجائے۔
مطلب یہ ہی کہ میکدہ میں پاک صاف ہوکر آنا چاہیئے تاکہ میکدہ بہی تمہاری ناپاکی سی آلودہ نہ ہوجائے

(۴) ترجمہ۔ شیریں دہن معشوقوں کے لب کی آرزو میں کب تک۔ روح کے جوہر کو لہو کے آنسوؤں سے آلودہ کرتا رہیگا۔

مذاب۔ گلا ہوا۔ پگہلا ہوا۔ گداختہ۔ یاقوتِ مذاب سے مراد (۱) سرخ شراب (۲) لہو کے آنسو (۳) لہو۔ مطلب یہ ہی کہ کب تک لہو کے آنسو روتا رہیگا۔ جوہر اور یاقوت کی رعایت ظاہر۔

(۵) ترجمہ۔ بڑہاپے کی منزل کو پاکیزگی سی گذار اور بڑہاپے کی خلعت کو جوانی کے لباس سے آلودہ مت کر
مطلب یہ ہی کہ بڑہاپے میں جوانی کی باتوں کو چہوڑ دے کب تک شیریں دہن معشوقوں کے عشق میں لہو کے آنسو روتا رہے گا۔

پیری و شاہد پرستی ناخوش است	خسروا تا کے پریشانی جنوز

خواجہ صاحب نے جس مضمون کو عاشقانہ انداز میں بیان کیا ہی۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ اسی خیال کو ناصحانہ

طرز میں ادا کرتے ہیں۔

چہل سال عمر عزیزت گذشت   مزاج تو از حالِ طفلی نگشت

مرزا صائب نے بھی اسی مضمون پر کہا ہے

چوں سیاہی شد ز مو ہشیار مے باید بدن   صبح چوں روشن شود بیدار مے باید شدن

اسی مضمون پر ہے۔

پیر پست نہ کافری ست نہاں نتواں کرد   چوں پیر شدی کار جواں نتواں کرد
در ظلمتِ شب ہر آنچہ کردی کردی   در روشنی روز ہماں نتواں کرد

اس شعر میں بھی یہی خیال ہے۔

وقتِ پیری شباب کی باتیں   ایسی ہیں جیسے خواب کی باتیں

(۹) ترجمہ۔ راہِ عشق کے آشناد یا تیراک) اس گہرے سمندر میں۔ غرق ہو گئے لیکن پانی میں تر نہ ہوئے مطلب یہ ہی کہ ہر چند دنیا ایک بحرِ عمیق ہے اور اسکے تیراک کا دامن تر ہو جانا ضروری ہے۔ لیکن عاشق اس بحر میں غرق ہونے کے باوجود بھی دامن کو پانی سے تر نہیں ہونے دیتے۔ یعنی دنیا میں رہ کر بھی دنیا کی قیود اور تعلقات سے آزاد رہتے ہیں۔ اور کمالِ جوانمردی بھی یہی ہے کہ دنیا میں رہ کر انسان دنیا سے آزاد رہے اور خدا کو نہ بھولے۔ ترکِ دنیا کر کے راہب ہو جانا کوئی مشکل کام نہیں اسلام نے اسی لیے یہ تعلیم دی ہے کہ انسان دنیا میں رہ کر نیک انسان بننے کی کوشش کرے۔ اللہ جل شانہ نے اپنی کلام پاک میں ایسے ہی لوگوں کے حق میں فرمایا ہے۔ کہ رجالٌ لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ
خواجہ صاحب کا یہ شعر مندرجہ ذیل شعر کا اچھا جواب ہے۔

درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردہ ای   باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ قعرِ دریا میں تختہ بند ہونے کے باوجود دامن کو تر نہ ہونے دو۔
(۷) ترجمہ۔ پاک اور صاف ہو جا اور طبیعت کے کنوئیں سے باہر نکل۔ کیونکہ خاک آلود پانی صفائی نہیں کرتا۔
خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ طبیعت کے کنوئیں سے باہر نکل آ۔ کیونکہ اس کنوئیں کا پانی گدلا ہے اور گدلے پانی میں نہانے سے آدمی پاک صاف نہیں ہوتا۔ ظاہر ہے کہ انسانی خمیر میں پانی کے ساتھ مٹی بھی ہے اس لیے چاہِ طبیعت کے پانی کو گدلا اور خاک آلود کیا مطلب یہ ہے کہ جو شخص خواہشاتِ طبیعت کا پابند ہو

اس کا دل کبھی صاف نہیں ہو سکتا۔

(۸) ترجمہ ۔ میں نے کہا کہ اے جانِ جہاں! یہ تو کوئی عیب کی بات نہیں کہ دفترِ گل موسم بہار میں شراب ناب سے آلودہ ہو جائے۔

خواجہ صاحب مغبچہ کی یہ تمام باتیں سنکر اُسے کہتے ہیں کہ اگر موسم بہار میں شراب پی لی جائے تو کوئی عجب نہیں۔

(۹) ترجمہ ۔ اس نے جواب دیا کہ اے حافظ جا اور ہم پر اپنی نکتہ دانی کا اظہار نہ کر ہمارے یہ لطف جن کے ساتھ طرح طرح کے عتاب ملے ہوئے ہیں۔

پہلا مصرعہ مغبچہ کا مقولہ ہے اور دوسرا مصرعہ خود خواجہ صاحب کا۔ مغبچہ کا جواب سنکر پشیمان ہوتے ہیں اور اسکے لطفِ قہر آمیز پر حسرت کا اظہار کرتے ہیں۔
مغبچہ کی باتیں آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ ناظرین خود انصاف کریں کہ خواجہ صاحب کی مغبچہ اور خرابات سے کیا مراد ہوتی ہے

غزل (۱۰)

سحرگاہاں کہ مخمور شبانہ	۱	گرفتم بادہ با چنگ و چغانہ
نہادم عقل را زادِ رہ از می	۲	ز شہر ہستیش کردم روانہ
نگارِ می فروشم عشوہ داد	۳	کہ ایمن گشتم از مکرِ زمانہ
ز ساقیِ کمان ابرو شنیدم	۴	کہ اے تیرِ ملامت را نشانہ
نہ بندی زان میان طرفی کمروار	۵	اگر خود را ببینی در میانہ
برو این دام بر مرغِ دگر نہ	۶	کہ عنقا را بلندست آشیانہ
ندیم و مطرب و ساقی ہمہ اوست	۷	خیالِ آب و گل در رہ بہانہ
کہ بندد طرف وصل از حسنِ شاہی	۸	کہ با خود عشق ورزد جاودانہ
بدہ کشتیِ می تا خوش بر آئیم	۹	ازین دریای ناپیدا کرانہ
شراب خانگیست از بیگانہ می نوش	۱۰	کہ نبود جز تو اے حافظ یگانہ

(۱۱)	وجود ما معمائیست حافظ کہ تحقیقش فسون ست و فسانہ	(۱۱)

(۱) ترجمہ۔ صبح کے وقت کہ میں رات بھر کا مخمور تھا۔ چنگ و چغانہ کے ساتھ میں نے جام شراب لیا۔
چغانہ۔ ایک ساز کا نام ہے۔

(۲) ترجمہ۔ عقل کو میں نے زاد راہ کے طور پر شراب دی۔ اور ہستی کے شہر سے اُسے روانہ کر دیا۔
یعنے شراب پی کر مست ہو گیا اور عقل کو خیر باد کہدی۔

(۳) ترجمہ۔ میفروش معشوق نے میرے ساتھ ایسا عشوہ کیا کہ میں زمانہ کے مکر سے بے فکر ہو گیا۔

(۴) ترجمہ۔ کمان ابرو ساقی سے میں نے سنا کہ اے تیرِ ملامت کے نشانے!

(۵) ترجمہ۔ تو اس کمر سے اسی وقت مستفیض ہو گا جب کمر کیطرح تو اپنے آپ کو درمیان میں نہیں دیکھے گا۔
طرف بستن۔ فائدہ اٹھانا مستفیض ہونا تحقیق کے لئے دیکھو شعر الف ۱۳/۲۔ مطلب یہ ہے کہ معشوق کی کمر تک صرف اسی وقت رسائی ہوسکتی ہے۔ کہ عاشق اپنے آپ کو مٹا دے۔ کمر وار اس لئے کہا کہ معشوق کی کمر کو ہی معدوم کہا کرتے ہیں۔ کمر وار دوسرے مصرعہ سے متعلق ہے۔ یہ شعر ساقی کا مقولہ ہے۔

(۶) ترجمہ۔ جا یہ جال کسی اور پرندہ پر ڈال۔ کیونکہ عنقا کا گھونسلہ بہت بلند ہے۔
اور تیری رسائی وہاں تک نہیں ہوسکتی (تشریح کے لئے دیکھو شعر الف ۹/۲)

(۷) ترجمہ۔ ندیم۔ مطرب۔ ساقی تمام وہ خود ہی ہے۔ آب و گل کا خیال رستہ میں بہانہ ہے۔
"ہمہ اوست" کی تعلیم ہے۔ فرماتے ہیں کہ یہ ایک بہانہ ہے کہ آدمی آب گل سے بنا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سب کچھ وہ آپ ہی ہے۔ ساقی بھی خود ہے مطرب بھی خود اور ندیم بھی خود۔ خود ہی میفروش اور خود ہی مینوش۔ خود ہی عاشق ہے اور خود ہی معشوق۔ عالم کثرت اور تعینات ایک بہانہ ہیں۔

(۸) ترجمہ۔ ایسے بادشاہ کے حسن سے کوئی کیونکر وصل حاصل کرسکتا ہے۔ جو اپنے آپ پر ہمیشہ عاشق ہے۔
مطلب یہ ہے کہ جو حسین اپنے آپ پر عاشق ہو۔ دوسرے عاشق اس سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ کیونکہ وہ خود انکا رقیب ہوتا ہے۔ اور ایک عاشق دوسرے عاشق کو ہمیشہ محروم رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ وہ خود ہی معشوق اور خود ہی عاشق ہے۔

الا تا در غلط نافتی که گویی	که از ما عاشقی و رزوی نکویی
توی آیینه او آیینه آرا	توی پوشیده و او آشکارا
چو نیکو بنگری آیینه هم اوست	نه تنها گنج بل گنجینه هم اوست
من و تو در میان کارے نداریم	بجز بیهوده پندارے نداریم (جامی)

(۹) ترجمہ۔ شراب کی کشتی دے تاکہ اس دریائے ناپیدا کنار سے صحیح سلامت باہر نکل آئیں۔

(۱۰) ترجمہ۔ مکان بیگانہ سے خالی ہے شراب پیتا جا۔ کیونکہ اے یکتا آدمی تیرے بغیر اور کوئی نہیں۔

(۱۱) ترجمہ۔ اے حافظ ہمارا وجود ایک معما ہے کہ اُسکی تحقیق ایک افسانہ و افسون ہے۔
مطلب یہ ہے کہ ہمیں اپنے وجود کی حقیقت کا کچھ پتہ نہیں۔ کہ یہ کیا ہے۔ ہماری ہستی ایک لا ینحل معما ہے اور اسکے متعلق جسقدر بحث و گفتگو ہے وہ سب افسانہ و افسون ہے۔

غزل (۱۱)

عید است و موسم گل ساقی بیار بادہ	۱	ہنگام گل کہ دیدہ است بی می قدح نہادہ
زین زہد و پارسائی بگرفت خاطر من	۲	ساقی پیالہ دہ تا دل شود گشادہ
واعظ کہ دی نصیحت میکرد عاشقان را	۳	امروز دیدمش مست تقوی بباد دادہ
این یک دو روز دیگر گل را غنیمتی دان	۴	گر عاشقی طرب کن با ساقیان سادہ
در مجلس صبوحی دانی چہ خوش نماید	۵	عکس عذار ساقی بر جام می فتادہ
گل رفت ای حریفان غافل چرا نشینید	۶	بی بانگ رود و چنگ بی یار و جام بادہ

(۷)	مطرب چو پردہ سازد شاید اگر بخواند از طرز شعر حافظ در بزم شاہزادہ	(۷)

(۱) ترجمہ۔ عید ہے اور موسم بہار ہے اے ساقی شراب لا۔ موسم بہار میں بغیر شراب کے پیالہ کس نے دیکھا۔ یعنے موسم بہار میں پیالہ ہمیشہ شراب سے پر رہتا ہے۔ اس موسم میں خالی پیالہ کسی نے نہیں دیکھا

(۲) ترجمہ۔ اس زہد اور پارسائی سے میرا دل تنگ آگیا ہے۔ اے ساقی پیالہ دے تاکہ دل کو کشائش حاصل ہو۔

	سودائے زہد خشکم بر باد دادہ حاصل ہائم بستہ دل از لعل دلکشاست		مطرب بزن ترانہ ساقی بیار بادہ آں لب بخندہ بکشا تا دل شود کشادہ	(خواجو)

(۳) ترجمہ۔ واعظ جو کل عاشقوں کو نصیحت کرتا تھا۔ آج میں نے دیکھا کہ وہ مست پڑا ہے اور تقویٰ کو برباد کر دیا ہے۔

(۴) ترجمہ۔ موسم بہار ایک دو دن کا ہے اسے غنیمت سمجھ۔ اگر تو عاشق ہے تو ساقیانِ سادہ رُو کے ساتھ عیش کر۔

(۵) ترجمہ۔ شرابِ صبح کی مجلس میں تو جانتا ہے کہ ساقی کے چہرہ کا عکس شراب کے پیالہ میں کیا اچھا معلوم ہوتا ہے

یعنے ساقی کے چہرہ کا عکس شراب کے پیالہ میں اچھا معلوم ہوتا ہے۔

(۶) ترجمہ۔ اے دوستو موسم بہار جا رہا ہے۔ رود و چنگ کی آواز اور شاہد و شراب کے بغیر کیوں غافل بیٹھے ہو۔

(۷) ترجمہ۔ مطرب جب ساز درست کرے تو اسے چاہیے کہ شاہزادہ کی مجلس میں حافظ کی شعر کی طرز پر نغمہ سرائی شروع کرے۔

شاہزادہ سے یہاں مراد ممدوح۔ کسی شاہزادہ وقت کی طرف اشارہ ہوگا۔

غزل (۱۲)

عیشم مدام است از لعل دلخواہ	۱	کارم بکام است الحمد للہ
ای بخت سرکش تنگش ببر کش	۲	گہ جام زر کش گہ لعل دلخواہ
ما را بمستی افسانہ کردند	۳	پیران جاہل شیخان گمراہ
از قول زاہد کردیم توبہ	۴	وز فعل عابد استغفر اللہ
جاناں چہ گویم شرح فراقت	۵	چشمے و صد نم جانی و صد آہ
کافر مبیناد این غم کہ دیدہ است	۶	از قامتت سرو از عارضت ماہ

رو بر نتابم از راہ خدمت	۷	سر بر ندارم از خاک درگاہ
از صبر عاشق خوشتر نباشد	۸	صبر از خدا خواہ صبر از خدا خواہ
دلق ملمع زنار راہ است	۹	صوفی ندانند این رسم و این راہ
دی شب بر ویش خوش بود وقتم	۱۰	از وصل جاناں صد لوحش اللہ

(۱۱)	شوق رخت برد از یاد حافظ ورد شبانہ درس سحرگاہ	(۱۱)

(۱) ترجمہ - لب دلپذیر سے مجھے ہمیشہ عیش حاصل ہے - میرا کام حسب مراد ہے خدا کا شکر ہے -

(۲) ترجمہ - اے سرکش بخت اسے زور سے بغل میں بھینچ - کبھی جام زر (سے شراب پی) اور کبھی لب دلکش (سے بوسہ لے)

(۳) ترجمہ - جاہل پیروں اور گمراہ شیخوں نے ہم کو مست مشہور کر دیا ہے -

(۴) ترجمہ - زاہد کی باتوں سے ہم نے توبہ کی ہے اور عابد کے فعل سے خدا بچائے -

فعلِ عابد سے مراد "آں کارِ دیگر" -

(۵) ترجمہ - اے جاناں! تیرے فراق کا حال کیا بیان کروں - آنکھ ہے اور سو نہریں جان ہے اور سو آہیں -

یعنی تیرے فراق میں رو رہا ہوں اور آہیں بھر رہا ہوں -

(۶) ترجمہ - جو غم تیرے قد سے سرو کو اور تیرے چہرہ سے چاند کو ہوا ہے خدا کافر کو بھی نہ دکھائے -

یعنی سرو تیرے قد کے رشک سے اور چاند تیرے چہرہ کے رشک سے ایسے غم میں مبتلا ہے کہ خدا دشمن کو بھی نہ دکھائے -

(شوکت)	سرو پیش قدش از راستی خود خجل است ماہ از ہالہ چرا شال بگردن وارد		کسے از راستی خویش نبودہ ہست خجل مگر از حسرت آں خورشید رخت رنجور است	

(۷) ترجمہ - میں راہ خدمت سے منہ نہیں پھیرونگا - اور خاکِ درگاہ سے سر نہیں اٹھاؤں گا

(۸) ترجمہ - عاشق کے صبر سے اور کوئی چیز اچھی نہیں - خدا سے صبر مانگ خدا سے صبر مانگ

یہ شعر پرانے قلمی دیوانوں میں نہیں ہے -

(۹) ترجمہ۔ دلق ریائی زاہد راہ ہے۔ صوفی اس رسم و راہ سے واقف نہیں۔

یہ شعر بھی پرانے قلمی دیوانوں میں نہیں ہے۔

(۱۰) ترجمہ۔ کل رات اسکے چہرہ کے سامنے میرا وقت خوشی سے گذرا۔ جاناں کے وصل سے صد نوش اللہ۔

نوش اللہ۔ تحقیق کے لئے دیکھو شعر ش ۱۱۔ یہ شعر بھی پرانے قلمی دیوانوں میں نہیں ہے۔

(۱۱) ترجمہ۔ تیرے چہرہ کے شوق نے حافظ کو رات کا ورد اور صبح کا درس بھلا دیا۔

غزل (۱۳۰)

گر تیغ بارد در کوی آن ماه	۱	گردن نهادیم الحکم لله
من رند و عاشق آنگاه توبه	۲	استغفر الله استغفر الله
آئین تقوی ما نیز دانیم	۳	اما چه چاره با بخت گمراه
ما شیخ و زاهد کمتر شناسیم	۴	یا جام باده یا قصه کوتاه
مهر تو عکسی بر ما نیفگند	۵	آئینه رویا آه از دلت آه
الصبر مر و العمر فان	۶	یا لیت شعری حتام القاه
عاشق مخور غم گر وصل خواهی	۷	خون بایدت خورد در گاه و بیگاه

(۸) حافظ شوی زین گونه بیدل
گر می شنیدی پند نکو خواه (۸)

(۱) ترجمہ۔ اگر اس ماہوش کے کوچہ میں تلواریں بھی چلیں۔ تو ہم نے گردن رکھی ہے۔ حکم خدا کا ہے۔

(۲) ترجمہ۔ میں رند اور عاشق ہوکر توبہ کروں۔ استغفر اللہ استغفر اللہ۔

یعنے ہرگز توبہ نہیں کرونگا۔

(۳) ترجمہ۔ ہم بھی زہد و تقوی کی طرز جانتے ہیں۔ لیکن بخت گمراہ کا کیا چارہ کریں۔

یعنے قسمت میں رندی لکھی ہے۔ ورنہ زاہد بننا ہم بھی جانتے ہیں

(۴) ترجمہ۔ ہم شیخ اور زاہد کو نہیں پہچانتے۔ یا شراب کا پیالہ ہو یا پھر کچھ بھی نہ ہو۔

(۵) ترجمہ۔ تیرے آفتاب (یا تیری محبت) نے ہم پر عکس نہ ڈالا۔ اے آئینہ رو تیری (پتھر جیسے) دل پر افسوس ہے۔

(۶) ترجمہ۔ صبر تلخ ہی اور عمر فانی ہی۔ کاش کہ مجھے معلوم ہوتا کہ کب اسکی ملاقات ہوگی۔

حتام دراصل حتاما تھا۔ ضرورت شعری کے لئے الف محذوف کرکے حتام کہا ہے۔

	تیرے وعدہ پہ ستمگر ابھی اور صبر کرتے		ہمیں اپنی زندگی کا اگر اعتبار ہوتا	

(۷) ترجمہ۔ اے عاشق اگر وصل چاہتا ہی تو غم نہ کر۔ گاہ و بیگاہ خون دل پیتے رہنا چاہئے۔

(۸) ترجمہ۔ حافظ کبھی اسطرح بیدل نہ ہوتا۔ اگر نیک خواہ کی نصیحت سنتا۔

یعنے اگر نصیحت سنتا اور عشق اختیار نہ کرتا تو یہ نوبت نہ پہنچتی۔

غزل (۱۴۱)

ماہ من پردہ برانداختہ یعنی چہ	۱	مست از خانہ بروں تاختہ یعنی چہ
شاہ خوبانے و منظور گدایان شدہ	۲	قدر ایں مرتبہ نشناختہ یعنی چہ
زلف در دست صبا گوش بہ پیغام رقیب	۳	اینچنیں با ہمہ درساختہ یعنی چہ
نہ سر زلف خود اول تو بدستم دادی	۴	بازم از پاے درانداختہ یعنی چہ
سخنت رمز دہان گفت و کمر سر میاں	۵	در میان تیغ بما آختہ یعنی چہ
ہر کس از مہرہ مہر تو بنقشے مشغول	۶	عاقبت با ہمہ درباختہ یعنی چہ

(۷)	حافظا در دل تنگت چو فرود آمد یار خانہ از غیر نپرداختہ یعنی چہ	(۷)

(۱) ترجمہ۔ اے میرے ماہرو معشوق تونے پردہ کس لئے اٹھا دیا ہی۔ گھر سے تو مست ہوکر باہر نکلا ہی اسکی کیا وجہ ہی۔

(۲) ترجمہ۔ تو حسینوں کا بادشاہ ہوکر فقیروں کا منظور نظر ہوگیا ہی۔ تونے اپنے مرتبہ کی قدر نہیں پہچانی اسکا کیا سبب ہے۔

(۳) ترجمہ ۔ زلف بادِ صبا کے ہاتھ میں ہی اور رقیب کے پیغام پر کان رکھا ہی ۔ اس طرح تمام کے ساتھ کس لیئے تو نے موافقت پیدا کر لی ہے ۔

یعنے اغیار کے ساتھہ تو نے کیوں موافقت پیدا کی ۔

(۴) ترجمہ ۔ کیا تو نے خود ہی پہلے اپنی زلف میرے ہاتھہ میں نہیں دی تھی؟ پھر تو نے مجھے گرا دیا ہے اسکا کیا سبب ہے

یعنے پہلے خود لطف وکرم کی امید دلا کر اب مجھے اسطرح بیکسی میں ڈال دیا ہی اسکا کیا باعث ہے ۔

(۵) ترجمہ ۔ تیری گفتگو نے تیرے دہن کا راز ظاہر کر دیا اور کمر بند نے تیری کمر کا پتہ بتا دیا لیکن درمیان میں تلوار تو نے مجھہ پر کھینچی ہی اسکے کیا معنے ۔

مطلب یہ ہی کہ پہلے کسی کو تیرے دہن کا علم نہ تھا کہ ہے یا نہیں ۔ جب تو نے بات کی تو سب کو معلوم ہو گیا کہ ہاں تیرا دہن ہی ۔ اسی طرح تیری کمر کسی نے نہیں دیکھی تھی ۔ کمر بند لگانے پر لوگوں نے معلوم کر لیا ہی کہ تیری کمر کہاں ہی ۔ گویا تیرا راز تو تیری باتوں نے اور تیرے کمر بند نے ظاہر کیا ۔ میں نے کیا گناہ کیا ہی کہ مجھہ پر تلوار کھینچی ہے ۔ قصور کس کا اور سزا کس کو ۔

	چو راز خویشتن کردند خود فاش		عراقی را چرا بدنام کردند	

(۶) ترجمہ ۔ ہر شخص تیرے عشق کے مہرہ سے کھیل میں مشغول ہی ۔ آخر کار تو نے سب کو کیوں ہرا دیا

باختن کھیلنا ۔ ہارنا ۔ ہرانا ۔ یہ مصدر لازم اور متعدی ہر دو معنوں میں آتا ہے ۔

(۷) ترجمہ ۔ اے حافظ جب تیرے تنگ دل میں معشوق آگیا ہے ۔ تو گھر کو تو نے اغیار سے خالی کیوں نہیں کیا ۔

مطلب یہ ہے کہ جب دل میں معشوق کا خیال ہو تو پھر اور کسی چیز کا خیال دل میں نہیں رکھنا چاہیئے ۔ دل کو خیالاتِ ماسوا سے بالکل پاک کر دیتا ہے ۔

یعنی چپہ کا اس سے بہتر استعمال اور کون کرے گا ۔

غزل (۱۵)

نصیب من چو خرابات کردہ است آلہ	۱	درین میانہ بگو زاہدا مرا چہ گناہ	

کسی که از ازلش جام می نصیب افتاد	۲	چرا بحشر کشند این گناه را در خواه
بگو بزاہد سالوس خرقہ پوش دو روی	۳	کہ دست زرق دراز است و آستین کوتاہ
تو خرقہ را ز برای ہوا ہمی پوشی	ق ۴	کہ تا بزرق بری بندگان حق از راہ
غلام ہمت رندان بی سر و پایم	۵	کہ ہر دو کون نیرزد بہ پیش شان یک کاہ
مراد من ز خرابات چونکہ حاصل شد	۶	دلم ز مدرسہ و خانقاہ گشت سیاہ

(۷) بروگدای در ہر گدای شو حافظ
تو این مراد نیابی مگر بشئ للہ (۷)

(۱) ترجمہ ۔ جب خدا نے میری قسمت میں شراب خانہ لکھا ہی ۔ تو اے زاہد کہو میرا اس میں کیا گناہ ہی ۔

(۲) ترجمہ ۔ جس شخص کی قسمت میں روز ازل سی ہی جام مے آیا ۔ تو پہر روز قیامت اس گناہ کی باز پرس اس سے کیوں کرینگے ۔

مطلب یہ ہے کہ جب قسام ازل نے خود ایک شخص کے حصہ میں جام شراب لکھا ہی ۔ تو پہر شراب خوری پر اسکی پرسش کیوں ہوگی ۔

(۳) ترجمہ ۔ مکار خرقہ پوش اور منافق زاہد کو کہو (دیرا) مکر کا ہاتہہ لمبا ہی اور آستین چھوٹی ۔

دو روی ۔ منافق ۔ وہی مضمون ہی جو شعر ن ۱۵/۲ میں گذرا ۔

(۴) ترجمہ ۔ تو خرقہ ہوس کے لئے پہنتا ہے ۔ تاکہ مکر سے بندگان خدا کو گمراہ کرے ۔

پچھلے شعر سے قطعہ بند ہے ۔

نیست از عزلت غرض زہاد را جز صید خلق	ماہر	عنکبوتاں را مگس در غار دارد گوشہ گیر

(۵) ترجمہ ۔ میں بے سر و سامان رندوں کی عالی ہمتی کا غلام ہوں ۔ کہ دونو جہاں انکے نزدیک ایک تنکے کی قیمت کے نہیں ۔

(۶) ترجمہ ۔ جب میری مراد شرابخانہ سی حاصل ہوئی تو میرا دل مدرسہ اور خانقاہ سے بیزار ہوگیا ۔

(۷) ترجمہ ۔ اے حافظ جا اور ہر گدا گر کے دروازہ کا گدا گر بن ۔ تجہہ کو یہ مراد نہیں ملیگی مگر شئ للہ سے ۔

شئ للہ ۔ یعنے للہ کچہہ دیدو ۔ گدا گری ۔ مطلب یہ ہی کہ درویشوں کے فیض سی تجہکو مراد حاصل

ہو گی۔

غزل (۱۶)

۱ وصال او ز عمر جاوداں بہ — خداوندا مرا آں دہ کہ آں بہ

۲ بہ شمشیرم زد و باکس نگفتم — کہ راز دوست از دشمن نہاں بہ

۳ شبے میگفت چشم کس ندیدہ است — ز مروارید گوشم در جہاں بہ

۴ دلا دائم گدائے کوئے او باش — بحکم آنکہ دولت جاوداں بہ

۵ بخلدم زاہد دعوت مفرمای — کہ ایں سیب زنخ زاں بوستاں بہ

۶ بداغ بندگے مردن بدین در — بجان او کہ از ملک جہاں بہ

۷ گلے کاں پایمالِ سرو ماگشت — بود خاکش ز خون ارغواں بہ

۸ خدارا از طبیب من بپرسید — کہ آخر کے شود ایں ناتواں بہ

۹ جوانا سر متاب از پند پیراں — کہ رائے پیر از بخت جواں بہ

۱۰ اگرچہ زندہ رود آب حیات است — ولے شیراز ما از اصفہاں بہ

(۱۱) سخن اندر دہان دوست گوہر — ولیکن گفتہ حافظ ازاں بہ (۱۱)

(۱) ترجمہ۔ اُسکا وصل عمر جاوید سے بہتر ہے۔ اے خدا مجھے وہ چیز دے جو بہتر ہے۔ یعنے وصالِ معشوق۔

(۲) ترجمہ۔ اس نے مجھے تلوار سے مارا اور میں نے کسی سے ذکر تک نہ کیا۔ کیونکہ دوست کا بھید دشمن سے پوشیدہ کرنا ہی اچھا ہے۔

(۳) ترجمہ۔ ایک رات وہ کہتا تھا کہ کسی شخص کی آنکھ نے میرے کان کے مروارید سے جہاں میں اچھا مروارید نہیں دیکھا۔

(۴) ترجمہ۔ اے دل ہمیشہ اسکے کوچہ کا گدا گر بنا رہ۔ کیونکہ دولتِ جاوید اچھی ہوتی ہے۔
دولتِ جاوداں۔ میں ترکیبِ اضافی ہے یعنی دولتِ جاوداں ہے۔ معشوق کے کوچہ کی فقیری کو دولتِ جاوید کہا ہے۔

(۵) ترجمہ۔ اے زاہد مجھے بہشت کی طرف نہ بلا کیونکہ معشوق کا سیبِ زنخداں باغِ جنت سے بہتر ہے۔

چشمِ ما چوں زاہداں بر میوۂ فردوس نیست	(صائب)	تشنۂ بوئے ازاں سیبِ زنخدانیم ما

(۶) ترجمہ۔ اس دروازہ پر غلامی کا داغ لے کر مرنا۔ اسکی جان کی قسم ہے کہ ملکِ جہان سے بہتر ہے۔
(۷) ترجمہ۔ وہ پھول (یا وہ مٹی) جو میرے سروِ قد معشوق کے پاؤں کے نیچے آئے۔ اُسکی خاک خونِ ارغوان سے بہتر ہے۔
یعنے وہ مٹی ارغوان سے بہتر ہے۔ خون بوجہ سرخی ارغوان کہا ہے۔
(۸) ترجمہ۔ خدا کے لئے میرے طبیب سے پوچھو کہ یہ ناتواں کب تندرست ہوگا۔
(۹) ترجمہ۔ اے جوان بوڑھوں کی نصیحت سے سر نہ پھیر۔ کیونکہ بوڑھے کی رائے بختِ جوان سے بہتر ہے
یعنے بوڑھے کی نصیحت کو اعلےٰ خوش نصیبی سمجھنا چاہیے۔ دیکھو شعر الف ۶
(۱۰) ترجمہ۔ اگرچہ زندہ رود آبِ حیات ہے۔ لیکن ہمارا شیراز اصفہان سے اچھا ہے
زندہ رود۔ اصفہان کی ایک نہر کا نام ہے۔
(۱۱) ترجمہ۔ دوست کے منہ کی بات موتی کے برابر ہے۔ لیکن حافظ کا کلام اس سے بھی بہتر ہے۔

ردیف ی

غزل (۱)

آن غالیہ خط گر سوئے ما نامہ نوشتی	۱	گردوں ورقِ ہستیِ ما در ننوشتی
ہر چند کہ ہجراں ثمرِ وصل برآرد	۲	دہقانِ ازل کاشکے ایں تخم نکشتی

۳ آمرزش نقدست کسی را کہ درینجا — یاریست چو حوری و سرائی چو بہشتی

۴ مفروش بباغ ارم و نخوت شداد — یک شیشۂ می صاف لبی و لب کشتی

۵ تنہا نہ منم کعبۂ دل بتکدہ کردہ — در ہر قدمے صومعۂ ہست و کنشتی

۶ در مصطبۂ عشق تنعم نتواں کرد — چوں بالش زر نیست بسازیم بخشتی

۷ کلکت کہ مریزاد زبان شکرینش — مہر از تو ندید ار نہ جو اسپے بنوشتی

۸ معمار وجود ار نہ زدی رنگ تو از عشق — در آب محبت گل آدم نسرشتی

۹ تا کی غم دنیای دنی اے دل دانا — حیف ست زخوبی کہ شود عاشق زشتی

۱۰ آلودگی خرقہ خرابی جہان ست — کو راہروے پاک دلی خوب سرشتی

(۱۱) از دست چرا ہشت سر زلف تو حافظ — تقدیر چنین بود چہ کردے کہ نہ ہشتی (۱۱)

(۱) ترجمہ۔ وہ غالیہ خط اگر ہماری طرف خط لکھتا۔ تو زمانہ ہماری زندگی کے ورق کو نہ لپیٹتا۔

یعنے اگر وہ خوشبودار خط سبز والا معشوق ہماری طرف خط لکھتا تو ہم درد فراق سے مر نہ جاتے

(۲) ترجمہ۔ ہرچند کہ فراق کا پہل وصال ہوتا ہے۔ لیکن بہتر یہی تہا کہ ازل کا دہقان یہ بیج نہ بوتا۔

یعنے اگرچہ ہجر کے بعد وصال ہوتا ہے۔ لیکن بہتر یہی تہا کہ ہجر دنیا میں مطلق نہ ہوتا۔

(۳) ترجمہ۔ اس شخص کو نقد آمرزش حاصل ہے جو اس جگہ حور کیطرح یار اور بہشت کیطرح مکان رکہتا ہے

یعنے اوروں کو تو دوسرے جہان میں حور و قصور ملیں گے۔ ایسے شخص کو دنیا میں ہی حور و قصور مل جاتے ہیں۔ گویا اوروں کے لئے نسیہ اور اسکے لئے نقد ہے۔

(۴) ترجمہ۔ باغ ارم اور نخوت شداد کے بدلے نہ بیچ۔ شراب کا صاف لب شیشہ اور سبزہ زار کا کنارہ

شداد کا باغ ارم مشہور ہے۔ مطلب یہ ہے کہ شداد کی عیش و عشرت اور اسکے باغ ارم سے شراب کا پیالہ اور سبزہ زار کا کنارہ بدرجہا بہتر ہیں۔

(۵) ترجمہ۔ صرف میں نے ہی دل کے کعبہ کو بت خانہ نہیں بنایا۔ قدم قدم پر ایک صومعہ اور ایک کنشت ہے

مطلب یہ ہے کہ صرف میں ہی صنم پرست نہیں ہوں۔ بلکہ چپہ چپہ پر صنم پرست اور صنم کدے موجود ہیں۔

	حضرت شیخ بھی مانوس ہیں مخفی مخفی		میں ہی تصویر نہیں دیکھتا تیری اکثر

اسی مضمون کے لئے دیکھو شعر د ۱۶/۱ د ۹۶/۱ ۔

(۶) ترجمہ ۔ عشق کے شرابی نہ میں ناز و تنعم نہیں کر سکتے ۔ اگر زریں تکیہ نہیں تو اینٹ کا ہی تکیہ بنالیں گے

(۷) ترجمہ ۔ تیرے قلم نے کہ خدا اس کی شیریں زباں کو کبھی نہ توڑے ۔ تجھ میں محبت نہ دیکھی ورنہ جواب لکھتا ۔

یعنی ہمارے خط کا جواب نہ آنے سے معلوم ہو گیا کہ تجھے ہماری محبت نہیں ۔

(۸) ترجمہ ۔ وجود کا معمار اگر تیرا رنگ عشق سے نہ بناتا ۔ تو آدم کی مٹی کو محبت کے پانی میں نہ گوندھتا

مطلب یہ ہے کہ عاملان قضا و قدر نے خاک آدم کو آب محبت سے گوندھکر گویا انسان کی خمیر میں ہی عشق رکھدیا ہے ۔

(۹) ترجمہ ۔ اے نادان دل تو دنیائے دوں کا غم کب تک کرے گا افسوس ہے کہ ایک خوبصورت بدصورت پر عاشق ہو جائے ۔

مطلب یہ ہے کہ اے انسان تو عالی سرشت اور پاک طینت ہے کمینہ دنیا پر عاشق نہ ہو ۔ کوئی خوبصورت کسی بدصورت پر عاشق نہیں ہوتا ۔

(۱۰) ترجمہ ۔ خرقہ کی آلودگی جہان کی خرابی ہے پاک دل اور نیک طینت سالک کہاں ہے ۔

(۱۱) ترجمہ ۔ حافظ نے تیری زلف کو ہاتھ سے کیوں چھوڑا ۔ تقدیر میں یہی تھا اگر نہ چھوڑتا تو کیا کرتا

دوسرا مصرعہ پہلے مصرعہ کا جواب ہے ۔

غزل (۲)

من المبلغ عنی الی سعاد سلامی	۱	اتت روائح رند الحمی وزاد غرامی
فدای خاک در دوست باد جان گرامی	۲	پیام دوست شنیدن سعادتست و سلامت
بسان بادۂ صافی در آبگینہ شامی	۳	بیا بشام غریبان و آب دیدۂ من بین
فلا تفرد عن روضها انین حمامی	۴	اذا القرب عن ذی الاراک طائر خیر

خوشا دمی که در آئی و گویمت بسلامت	۵	قدمت خیر قدوم نزلت خیر مقامی
بسے نماند که روز فراق یار سر آید	۶	رایت من هضبات الحمی قباب خیامی
من ارچه هیچ ندارم سزای خدمت شاہاں	۷	زہر کار صوابم قبول کن بغلامی
امید هست که زودت بکام خویش ببینم	۸	تو شاد گشته بفرماندہی و من بغلامی
بعدت منک وقد صرت ذائبا کہلال	۹	اگرچه روی چو ماہت ندیده ام بتمامی
وان دعیت بخلد وصرت ناقض عہد	۱۰	فما تطیب نفسی وما استطاب منامی

(۱۱) چو سلک در خوشاب است شعر نظم تو حافظ
که گاه لطف سبق می برد ز نظم نظامی (۱۱)

(۱) ترجمہ ۔ سبزہ زار کے درختوں سے خوشبو آئی اور میرے شوق کو زیادہ کیا ۔ کون ہے جو میری طرف سے سعاد کو سلام پہنچائے ۔

رند بفتح ۔ خوشبودار درخت ۔ عود (قاموس) حمی چراگاہ سبزہ زار ۔ غرام شوق مبلغ پہنچانے والا ۔ قاصد سعاد نام معشوق ۔

(۲) ترجمہ ۔ دوست کا پیغام سننا سعادت مندی اور سلامتی ہے معشوق کے دروازہ کی خاک پر عزیز جان قربان ہو ۔

(۳) ترجمہ ۔ آ غریبوں کی شام کو اندھیرے آنسوؤں کو دیکھ ۔ کہ شامی شیشہ میں صاف شراب کی طرح ہیں ۔

شام غریباں مشہور ۔ مسافر کی شام ہر طرح تکلیف دہ ہوتی ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ میری آنکھوں میں لہو کے آنسو بھرے ہیں ۔ جیسے صراحی میں شراب ۔

(۴) ترجمہ ۔ جب ذی الاراک سے طائر خیر نزدیک پہنچے ۔ تو اس کے باغوں سے میرے کبوتروں کے نالے دُور نہ رہیں ۔

ذی الاراک ۔ اراک قطعہ زمین ۔ ایک درخت کا نام ۔ ذی الاراک وادی پُر درخت ۔ یہاں مراد مقام محبوب ۔ مطلب یہ ہے کہ جب بیدار معشوق کا پرندہ اس طرف آئے تو خدا کرے کبوتروں کو خبر ہو جائے تا کہ اُن کی آواز سے میں خبردار ہو کر اس پرندہ سے اپنے محبوب کے حالات دریافت کر سکوں ۔

(۵) ترجمہ۔ وہ وقت اچھا ہوگا جب تو آئے گا اور میں تجھ کہوں گا "سلامتی سے آئے۔ تیرا آنا مبارک ہو اور تو بہترین مقام میں آیا"۔

بسلامت یعنے سلامتی سے آئے۔ اگر بسلامے ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ سلام کہہ کر کہوں گا۔

(۶) ترجمہ۔ بہت زمانہ نہیں رہا کہ ہمارے ہجر کا خاتمہ ہوجائیگا۔ کیونکہ مینے چراگاہ کے میدان میں خیمے کھڑے دیکھے ہیں۔

یعنے میرا محبوب آگیا ہی اور سبزہ زار میں خیمہ انداز ہوگیا ہے۔

(۷) ترجمہ۔ میرا اگرچہ بادشاہوں کی خدمت کے لائق نہیں ہوں۔ صرف صواب کے لئے مجھو اپنی غلامی میں قبول کرلے

(۸) ترجمہ۔ امید ہی کہ میں جلدی تجھو اپنے حسب مراد دیکھونگا۔ تو بادشاہی پر خوش ہوگا اور میں تیری غلامی پر۔

(۹) ترجمہ۔ میں تجھ ہی دور ہوگیا اور ہلال کیطرح ضعیف و لاغر ہوگیا۔ اگرچہ مینے ابھی تیرے چاند جیسے چہرہ کو پورا دیکھا بھی نہیں۔

(۱۰) ترجمہ۔ اگر مجھے قبر میں لے جائیں بجالیکہ میں عقدہ شکن ہوں۔ تو میرا نفس پاک نہیں ہوگا۔ اور میری نیند اچھی نہیں ہوگی۔

(۱۱) ترجمہ۔ اے حافظ تیرے شعر خوش آب موتیوں کی لڑی کی طرح ہیں۔ کہ لطافت میں نظم نظامی سے بڑھے ہوئے ہیں۔

غزل (۳)

اکنوں کہ ز گل باز چمن شد چو بہشتی	۱	ساقی می گلگوں بطلب بر لب کشتی
زنگ غمت از دل می گلرنگ زداید	۲	بشنو کہ چنیں گفت مرا پاک سرشتی
گر محتسبت بر کدو بادہ زند سنگ	۳	بشکن تو کدوی سر او نیز بخشتی
جہل من و علم تو فلک را چہ تفاوت	۴	آں را کہ بصر نیست چہ خوبی و چہ زشتی
زاہد بکنم نسیہ حکایت کہ بنقدم	۵	ترکیست چو حوری و سرائی چو بہشتی
بر خاک رہ خواجہ کہ ایوان کمال ست	۶	گر بالش زر نیست بسازیم بخشتی

(۷)	ترسا بچہ دوش ہمیگفت کہ حافظ حیف است کہ ہر دم کند آہنگ کنشتی	(۷)

(۱) ترجمہ۔ اب جب کہ پھولوں سے باغ بہشت کی طرح ہو گیا ہے۔ اے ساقی سبزہ زار کے کنارے پر شراب سرخ طلب کر

(۲) ترجمہ۔ تیرے دل سے غم کا زنگ سرخ شراب دور کر دیگی سن کہ یہ بات ایک پاک طینت آدمی نے مجھ سے کہی ہے۔

غم اور شراب کے لیے دیکھو الف ۱/۱ الف ۱۳/۱ ت ۲۲/۴ ت ۲۱/۷ ت ۴۵/۹ ت ۴۵/۱۱ ت ۵/۶ ت ۱۲/۴ ت

۵۲/۵ د ۱/۱-۲-۳ د ۲۹/۴ د ۵۸/۱ د ۲۵/۲ د ۸۶/۹ د ۲۸/۴ ز ۱۱/۲ م ۹/۲ م ۴/۲ م ۴۸/۱ و ۴/۴

(۳) ترجمہ۔ اگر محتسب شراب کے کدو پر پتھر مارے تو اس کے سر کے کدو کو تو بھی اینٹ سے توڑ ڈال۔

وہی مضمون ہے جو شعر ص ۱/۲ میں ہے۔

(۴) ترجمہ۔ آسمان کے نزدیک میرے جہل اور تیرے علم میں کیا فرق ہے۔ جس کی بینائی نہ ہو اس کے لیے کیا خوبصورت اور کیا بدصورت۔

مطلب یہ ہے کہ آسمان اندھا ہے خوبصورت بدصورت نہیں پہچانتا۔ حاصل کلام یہ کہ آسمان ناقدر شناس ہے۔ عالم اور جاہل میں فرق نہیں کرتا۔ آسمان کی سفلہ پروری کی شکایت ہے۔ جہل کو اپنی طرف اور علم کو مخاطب کیطرف نسبت صرف کسر نفسی کی وجہ سے ہے۔

(۵) ترجمہ۔ اے زاہد میں نسیہ کی حکایت نہیں کرتا کہ مجھے نقد حور کیطرح معشوق اور بہشت کیطرح مکان ملا ہے

نقد اور نسیہ کے لیے دیکھو الف ۹/۹ ت ۴۲/۹ ت ۹/۲ م ۱/۱

(۶) ترجمہ۔ خواجہ کے رستہ کی خاک پر جو ایوان کمال ہے۔ اگر زریں تکیہ نہیں تو اینٹ پر ہی گذارہ کریں گے۔

(۷) ترجمہ۔ کل ایک ترسا لڑکا کہتا تھا کہ افسوس ہے کہ حافظ ہر وقت ایک نئے کنشت کی طرف رُخ کرتا ہے۔

یعنے مستقل مزاج نہیں۔ ہرجائی ہے۔

غزل (۴)

	ای باد نسیم یار داری	۱	زان نفحہ مشکبار داری

زنہار مکن دراز دستی	ق ۲	با طرۂ او چہ کار داری
ای گل تو کجا و روی زیبااش	۳	او مشک تر و تو خار داری
ریحان تو کجا و خط سبزش	۴	او تازہ و تو غبار داری
نرگس تو کجا و چشم مستش	۵	او سرخوش و تو خمار داری
ای سرو تو با قد بلندش	۶	در باغ چہ اعتبار داری
ای عقل تو با وجود عشقش	۷	در دست چہ اختیار داری

(۸) حافظ روزی برسی بوصل
گر طاقت انتظار داری (۸)

(۱) ترجمہ - اے بادِ نسیم تو بھی یار رکھتی ہی اور اس سے مشکبار خوشبو حاصل کرتی ہے -

(۲) ترجمہ - خبردار دراز دستی نہ کر - اس کی زلف سے تیرا کیا کام

یہ دو نو شعر قطعہ بند ہیں - مطلب یہ ہی کہ اے بادِ نسیم تیرا اپنا معشوق یعنے پہول موجود ہی - تو اس سے خوشبو لے سکتی ہے - خبردار میرے معشوق کی زلف عنبریں سے تیرا کچھ واسطہ نہیں -

(۳) ترجمہ - اے پہول تو کہاں اور اسکا خوبصورت چہرہ کہاں - وہ مشکِ تر رکھتا ہی اور تو کانٹے - مشک تر سے مراد سبزۂ خط - یعنے میرے معشوق کے چہرہ پر سبزۂ خط ہی اور پہول کے ساتھ کانٹے اس لئے پہول کو معشوق کے چہرہ سے کیا نسبت -

(۴) ترجمہ - اے ریحان تو کہاں اور اسکا سبزہ خط کہاں - وہ تازہ ہی اور تو غبار آلود -

(۵) ترجمہ - اے نرگس تو کہاں اور اسکی آنکھ کہاں - وہ سرخوش ہی اور تو حالتِ خمار میں -

(۶) ترجمہ - اے سرو تو اسکے بلند قد کے مقابلہ میں باغ میں کیا حیثیت رکہتا ہے -

سرو اور قدِ یار - سرو اور قدِ یار کے مقابلہ میں مختلف شعرا کی خیال آفرینی ملاحظہ فرمایئے

(۱)	طوق ہر فاختہ حلقۂ ماتم سے شد		سرو مید ید اگر قامتِ رعنائے ترا	(صائب)
(۲)	حلقہا در گوش سرو از طوق قمری میکشد		گر بگلشن رہ فتد سرو خرامان ترا	〃
(۳)	بگلشنے کہ در آمد بجلوہ نخل قدش		چرا ز سر سرو آب نغال گذشت	〃

(۴)	اگر بگلشن ز ناز گردد قدِ بلندِ تو جلوہ فرما		زہیکہ سرو موج خجلت شود نمایاں چو می ز مینا	(بیدل)
(۵)	در چمن تا قدِ او شیفتۂ جولان است		سرو بر صفحۂ گلزار خطِ بطلان است	(قاسم دیوانہ)
(۶)	سرو را با قدِ رعنائی تو بودے نسبت		گر ز گل عارض و از غنچہ دہانے میداشت	(جامی)
(۷)	کسے از راستئ خویش نبودہ است خجل		سرو پیش قدش از راستئ خود خجل است	(شوکت)
(۸)	سرو را قدِ یار میگویند		سرو چوبیست ناتراشیدہ	
(۹)	ہیچ نخلے بے ثمر در گلشن ایجاد نیست		سرو را بارِ خجالت از قدِ او دادہ اند	(مخلص)
(۱۰)	در چمن یار چو با آں قد و قامت برخاست		سرو بنشست ز دعویٰ و قیامت برخاست	(عرفی)
(۱۱)	قدِ موزوں ترا با سرو نسبت چوں کنم		اینقدر خود فرق در موزوں و ناموزوں کنم	رر
(۱۲)	سرو چوں دید آں سہی بالا		گفت سبحان ربی الاعلیٰ	
(۱۳)	دراں چمن کہ نہال تو جلوہ گر گردد		ز طوق فاختہ پا در رکاب گردد سرو	
۱۴	چوں نہال تو قد از گلشن تقدیر کشید		سرو را فاختہ از طوق بزنجیر کشید	
(۱۵)	قامتِ او چوں شود در بوستاں ہمدوشِ سرو		حلقہا از طوق قمری میکشد در گوشِ سرو	
(۱۶)	بر گلستانی کہ آں شمشاد قامت بگذرد		سرو را انگشتِ حیرت بر لب جو میکند	
(۱۷)	ز سایہ سرو و صنوبر الف کشد بر خاک		بہر چمن کہ کند جلوہ قدِ رعنا اش	
(۱۸)	کشیدہ قامتے چوں تازہ شمشاد		بآزادی غلامش سروِ آزاد	
(۱۹)	سرو سہی کہ خاستہ بود از چمن بناز		چوں دید نخلِ قدِ ترا بر زمیں نشست	
(۲۰)	گر پئے بالا نشینی ہا در آئی در چمن		باغباں روبد گلیم ابر با جاروبِ سرو	(ملا قاسم مشہدی)
(۲۱)	گر بصد تکلیف بخشایم نظر بر سروِ باغ		میل حسرت بے تو در چشمِ تماشائی کشم	(فیاضی لاہیجی)
(۲۲)	سرو پیادہ خوش بود اندر چمن ولے		آں سروِ من پیادہ خوش است و سوار خوش	(امیر خسرو)
(۲۳)	شرمندہ است پیش قدش نورستہ و نوخاستہ		باغ از گل پیادہ و سرو سوارہ اش	(صائب)
(۲۴)	ز قمری کے تواند سرو ہم زد پیش بالائش		کہ از بال پری قمری میکشد سرو دلآرائش	(ملا قاسم مشہدی)
(۲۵)	قامتت شیوۂ رفتار چو بنیاد کند		سرو را بندہ خود سازد و آزاد کند	(ملا زیبائی)
(۲۶)	چو سرو بوستانے جمالِ مجلس آراست		اگر در بوستاں سروے سخن گوی رواست	(سعدی)

(۷) ترجمہ۔ اے عقل تو باوجود اسکے عشق کے ہاتھ میں کیا اختیار رکھتی ہے۔

عقل و عشق کے سے دیکھو ت ۶/۷ د ۵/۹ د ۱۵/۷ ل ۸/۵ س ۱/۷ س ۲/۴ ص ۱/۵ ل ۸/۵ ن ۱/۴

۵ ۸/۳

(۸) ترجمہ۔ اے حافظ تو ایک دن اسکا وصال پائیگا بشرطیکہ تجہہ میں انتظار کی طاقت ہوئی۔

غزل (۵)

ای بیخبر بکوش کہ صاحب خبر شوی	۱	تا راہ بین نباشی کے راہبر شوی
در مکتب حقایق پیش ادیب عشق	۲	ہاں ای پسر بکوش کہ روزی پدر شوی
دست از مس وجود چو مردان رہ بشوی	۳	تا کیمیای عشق بیابی و زر شوی
خواب و خورت ز مرتبۂ عشق دور کرد	۴	آن دم رسی بدوست کہ بیخواب و خور شوی
گر نور عشق حق بدل و جانت او فتد	۵	باللہ کز آفتاب فلک خوبتر شوی
از پای تا سرت ہمہ نور خدا شود	۶	در راہ ذو الجلال چو بی پا و سر شوی
بنیاد ہستی تو چو زیر و زبر شود	۷	در دل مدار ہیچ کہ زیر و زبر شوی

(۸) گر در سرت ہوای وصالست حافظا
باید کہ خاک درگہ اہل بصر شوی (۸)

(۱) ترجمہ اے بیخبر کوشش کرکہ تو صاحب خبر ہو جائے۔ جب تک تو خود راہ نہیں دیکھیگا رہبر کسطرح بنے گا رہبرانِ قوم و مذہب کے لئے یہ ایک نہایت زرین اصول ہے

(۲) ترجمہ۔ ادیبِ عشق کے سامنے حقایق و معارف کے مدرسہ میں اے لڑکے ضرور کوشش کرکہ ایک دن تو بھی استاد بن جائے۔

(۳) ترجمہ۔ مردانِ راہ کی طرح وجود کی کہوٹی دہات سے ہاتہہ دہو دے تاکہ تجہے کیمیائے عشق مل جائے اور تو سونا ہو جائے یعنے حیوانی شہوات کو ترک کرکہ روحانی ترقی حاصل ہو۔

(۴) ترجمہ۔ سونے اور کھانے نے تجھے عشق کے مرتبہ سے دور کر دیا ہے۔ معشوق کے پاس تو اسوقت پہنچے گا جب تو کھانا اور سونا چھوڑ دے گا۔

(۵) ترجمہ۔ اگر خدا کے عشق کا نور تیرے دل اور جان میں آجائے۔ تو خدا کی قسم کہ آسمان کے آفتاب سے تو زیادہ روشن ہو جائے۔

(۶) ترجمہ۔ تیرے پاؤں سے لیکر سر تک تمام خدا کا نور ہو جائے۔ اگر خدائے ذوالجلال کی راہ میں تو بے سر و پا ہو جائے۔

(۷) ترجمہ۔ اگر تیری ہستی کی بنیاد زیر و زبر ہو جائے۔ تو بھی دل میں نہ ڈر کہ تو زیر و زبر ہو جائے گا۔
یعنے بنیاد ہستی کے زیر و زبر ہونے سے تو زیر و زبر نہیں ہو سکتا۔

(۸) ترجمہ۔ اے حافظ اگر تیرے سر میں وصال کی آرزو ہے۔ تو تجھے چاہیئے کہ اہل بصر کی درگاہ کی خاک ہو جائے

غزل (۹)

ای پادشہ خوبان داد از غم تنہائی	۱	دل بی تو بجان آمد وقت است کہ باز آئی
ای درد توام درمان در بستر ناکامی	۲	وی یاد توام مونس در گوشہ تنہائی
مشتاقی و مہجوری دور از تو چنانم کرد	۳	کز دست بخواہد شد دامان شکیبائی
دائم گل این بستان شاداب نمی ماند	۴	دریاب ضعیفان را در وقت توانائی
در دائرہ قسمت ما نقطہ پرگاریم	۵	لطف آنچہ تو اندیشی حکم آنچہ تو فرمائی
فکر خود و رای خود در عالم رندی نیست	۶	کفر است درین مذہب خود بینی و خود رائی
یارب بکہ بتوان گفت این نکتہ کہ در عالم	۷	رخسارہ بکس ننمود آن شاہد ہرجائی
دی شب گلہ زلفت با باد صبا گفتم	۸	گفتا غلطی بگذر زین فکرت سودائی
صد باد صبا اینجا با سلسلہ می رقصند	۹	اینست حریف ای دل تا باد نہ پیمائی
ساقی چمن گل را بی روی تو رنگی نیست	۱۰	شمشاد خرامان کن تا باغ بیارائی
زین دائرہ مینا خونین جگرم می دہ	۱۱	تا حل کنم این مشکل زین ساغر مینائی

(۱۲) **حافظ شب ہجراں شد بوی خوش صبح آمد**
شادیت مبارکباد ای عاشق شیدائی (۱۲)

(۱) ترجمہ۔ اے حسینوں کے بادشاہ غم ہجر سے فریاد ہے۔ دل تیرے بغیر تنگ ہو گیا ہے وقت ہے کہ تو واپس آئے

(۲) ترجمہ۔ اے کہ بستر ناکامی میں تیرا درد ہی میرا علاج ہے۔ اے کہ گوشہ تنہائی میں تیری یاد میری مونس ہے۔

(۳) ترجمہ۔ نصیب اعدا۔ اشتیاق اور ہجر نے میری یہ حالت کر دی ہے کہ صبر کا دامن میرے ہاتھ سے چھوٹ جائیگا۔

دور از تو۔ دعا ہے۔ یعنے تجھ سے دور رہے۔ نصیب اعدا

(۴) ترجمہ۔ اس باغ کا پھول ہمیشہ شاداب نہیں رہتا۔ طاقت کے وقت کمزوروں کی دلجوئی کر لے۔

یہی دن ہیں دعا لے لو کسی کے قلب مضطر کی	جوانی آ نہیں سکتی مری جا کر پھر نئے سر سے

(۵) ترجمہ۔ قسمت کے دائرہ میں ہم پرکار کے نقطہ کی طرح ہیں جو تو خیال کرے وہ مہربانی ہے جو تو فرمائے وہی حکم ہے۔

یعنے ہم بے اختیار ہیں سب کچھ تیرے ہاتھ میں ہے۔

(۶) ترجمہ۔ عالم رندی میں اپنا فکر اور اپنی رائے نہیں ہوتی۔ اس مذہب میں خود بینی اور خود رائی کفر ہے۔

یعنے رندی میں خود بینی اور خود رائی جائز نہیں۔ رند کو خود بین نہیں بلکہ خدا بین ہونا چاہیئے۔

(۷) ترجمہ۔ اے خدا یہ نکتہ کسکو بتائیں کہ جہان میں اس معشوق ہرجائی نے کسی کو اپنا چہرہ نہیں دکھایا۔

معشوق ہرجائی سے مراد خدائے تعالے جو ہر جگہ موجود ہے لیکن باوجود ہر جگہ موجود ہونے کے کسی کو نظر نہیں آتا۔ اور یہ بیشک ایک نکتہ ہے اور حیرانی کی بات ہے۔

(۸) ترجمہ۔ کل رات میں نے باد صبا سے تیری زلف کی شکایت کی۔ اس نے جواب دیا کہ تو غلطی پر ہے اس مجنونانہ خیال کو چھوڑ دے

(۹) ترجمہ۔ سو باد صبائیں اس جگہ بغیر زنجیر کے رقص کر رہی ہیں۔ اے دل حریف تو یہ ہے خبردار باد پیمائی نہ کر

یہ دونوں شعر قطعہ بند ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ میں نے معشوق کی زلف کی شکایت باد صبا سے کی کہ میرے دل کو اس نے گرفتار کیا ہوا ہے۔ باد صبا نے جواب دیا کہ ہوائیں بھی اسکی زلف میں رقص کر رہی ہیں حالانکہ ہوا کسی زنجیر میں گرفتار نہیں ہو سکتی۔ پھر تو شکایت کیوں کرتا ہے۔ اس حریف سے عہدہ برآئی مشکل ہے۔ فضول باتیں نہ کر۔

اگر ان دو شعروں کو قطعہ بند نہ سمجھا جائے اور "باد نہ پیمائی" کی بجائے "باد پیمائی" پڑھا جائے جیسا کہ

بعض نسخوں میں ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ اے دل اس جگہ ہوائیں آزادانہ اور مجنونانہ رقص کر رہی ہیں۔ اگر تو بھی بادیہ پیمائی کا شائق ہے تو آ اور ان حریفوں سے مل کر یعنے ہواؤں سے مل کر دشت نوردی کر۔

(۱۰) ترجمہ: اے ساقی پھول کے چمن کو تیرے چہرہ کے بغیر رنگ و رونق نہیں ہے اپنے قد کو خراماں کر تاکہ باغ کو رونق بخشے۔

(۱۱) ترجمہ: میں اس دائرۂ مینائی سے خونین جگر ہوں۔ شراب دے تاکہ اس مشکل کو اس ساغر مینائی سے حل کروں۔
دائرۂ مینائی سے مراد آسمان۔ ساغر مینائی سے مراد شراب کا پیالہ۔ مطلب یہ ہے کہ دور فلک نے مجھے غم زدہ کیا ہوا ہے۔ شراب دے کہ غم دور کروں۔

(۱۲) ترجمہ: اے حافظ ہجر کی رات گذر گئی۔ صبح کی خوشبو آئی۔ اے عاشق شیدا تجھے یہ خوشی مبارک ہو۔ صبح سے مراد صبح وصال۔ شادی مبارک مشہور کلمہ تہنیت ہے۔

غزل (۷)

ای در رخ تو پیدا انوار پادشاہی	۱	در فکرت تو پنہاں صد حکمت الٰہی
کلک تو بارک اللہ در ملک و دین گشادہ	۲	صد چشمۂ آب حیواں از قطرۂ سیاہی
بر اہرمن نتابد انوار اسم اعظم	۳	ملک آن تست و خاتم فرما ہر آنچہ خواہی
در حشمت سلیمان ہر کس کہ شک نماید	۴	بر عقل و دانش او خندند مرغ و ماہی
تیغی کہ آسمانش از فیض خود دہد آب	۵	تنہا جہاں بگیرد بی منت سپاہی
گر پرتوی ز تیغت بر کان و معدن افتد	۶	یاقوت سرخ رو را بخشند رنگ کاہی
دانم دلت ببخشد بر عجز شب نشیناں	۷	گر حال ما بپرسی از باد صبحگاہی
ساقی بیار آبی از چشمہ خرابات	۸	تا خرقہ ہا بشوئیم از عجب خانقاہی
باز ارچہ گاہ گاہی بر سر نہد کلاہی	۹	مرغان قاف دانند آئین پادشاہی
در دودمان آدم تا وضع سلطنت ہست	۱۰	مثل تو کس ندیدہ است این علم را کماہی
کلک تو خوش نویسد در شان یار و اغیار	۱۱	تعویذ جانفزائے و افسون عمر کاہی

عمریست پادشاہا کز می تہیست جامم	۱۲	اینک ز بندہ دعوی ور محتسب گواہی
ای عنصر تو مخلوق از کیمیای عزت	۱۳	وای دولت تو ایمن از صدمت تباہی
جائیکہ برق عصیان بر آدم صفی زد	۱۴	ما را چگونہ زیبد دعوای بیگناہی
یا ملجأ البرایا یا واہب العطایا	۱۵	عطفاً علی مقل حلت بہ الدواہی
جور از فلک نیاید تا تو ملک صفاتی	۱۶	ظلم از جہان بر دل شد تا تو جہان پناہی

(۱۷) حافظ چو دوست از تو گہ گاہ میبرد نام
رنجش ز بخت منما باز آ بعذر خواہی (۱۷)

یہ غزل مدحیہ ہے۔ غالباً منصور بادشاہ کے متعلق ہے۔

(۱) ترجمہ۔ اے کہ تیرے چہرہ سے بادشاہی کے نور ظاہر ہیں۔ تیرے فکر میں صدہا خدائی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔

(۲) ترجمہ۔ بارک اللہ! تیرے قلم نے ملک و دین میں سیاہی کے قطرے سے سو چشمے آب حیات کے جاری کئے ہیں۔

بارک اللہ کلمہ تحسین و تعجب۔

(۳) ترجمہ۔ دیو پر اسم اعظم کے انوار روشن نہیں ہوتے۔ ملک تیرا ہے اور حکومت کی انگشتری تیری ہے جو چاہتا ہے حکم دے۔

اہرمن۔ اسم اعظم۔ خاتم کی رعایت ظاہر۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصہ کی تلمیح ہے۔

(۴) ترجمہ۔ سلیمان کی حشمت میں جو شخص شک لائے۔ اسکی عقل اور دانائی پر مرغ و ماہی بھی ہنستے ہیں۔

سلیمان سے مراد خود ممدوح

(۵) ترجمہ۔ وہ تلوار جسکو آسمان اپنے فیض سے آب دے۔ وہ سپاہی کے احسان مند ہونے کے بغیر ہی اکیلی جہان کو فتح کر سکتی ہے۔

(۶) ترجمہ۔ اگر تیری تلوار کا پرتو کان اور معدن پر پڑے۔ تو سرخ رو یاقوت بھی کاہی رنگ ہو جائے۔

یعنے تیری تلوار کے ڈر سے سیاہی مائل ہو جائے۔

(۷) ترجمہ۔ اگر تو صبح کی ہوا سے ہمارا حال پوچھے تو تجھے یقین ہو کہ تیرا دل شب بیداروں کی عاجزی پر رحم

کھائے گا

شب نشیں سے مراد خود خواجہ صاحب۔

(۸) ترجمہ۔ اے ساقی میخانہ کے چشمہ سے پانی لا۔ تاکہ خرقہ سے خانقاہ کا غرور دھو ڈالوں۔

یعنے خانقاہ نشین مغرور اور متکبر ہوتے ہیں۔ میرے خرقہ پر بھی خانقاہ نشینی سے غرور کے داغ پڑ گئے ہیں۔ چشمہ خرابات سے پانی لا کہ اسے دھو ڈالوں حاصل کلام یہ کہ خانقاہ نشینی سے میرے دل میں کبر آ گیا ہے شراب دے کہ پی کر بے خود ہو جاؤں۔ کبر دور ہو کر عجز و نیاز آ جائے۔

(۹) ترجمہ۔ باز بھی اگرچہ کبھی کبھی سر پر تاج رکھتا ہے لیکن کوہ قاف کے پرندے ہی بادشاہی کا طریقہ جانتے ہیں

مرغ قاف سے مراد عقاب جو ایک مشہور شکاری پرندہ ہے (یا ہما) مطلب یہ ہے کہ اگرچہ باز کے سر پر بھی گاہ بگاہ ٹوپی ہوتی ہے۔ لیکن بادشاہی عقاب کا ہی کام ہے۔ عقاب سے یہاں مراد منصور بادشاہ اور باز سے مراد امیر تیمور یا شاہ یحییٰ۔

(۱۰) ترجمہ۔ آدم کے خاندان میں جب سے سلطنت کی بنیاد پڑی ہے۔ اس علم کو تیری طرح کما حقہ کسی نے نہیں پہچانا۔

علم سے مراد علم سلطنت۔ کماہی کما حقہ۔ پوری طرح سے۔ کامل طور سے۔ (جیسا کہ وہ ہے)

(۱۱) ترجمہ۔ تیرا قلم دوستوں اور دشمنوں کے حق میں جانفزا تعویذ اور عمر کم کرنے والا افسوں خوب لکھتا ہے۔

یار و اغیار اور تعویذ و افسوں میں لف و نشر مرتب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تیرا قلم دوستوں کے حق میں جانفزا تعویذ اور دشمنوں کے لئے جانکاہ افسوں لکھتا ہے۔

(۱۲) ترجمہ۔ اے بادشاہ ایک زمانہ گذر گیا میرا پیالہ شراب سے خالی ہے۔ یہ میرا دعویٰ ہے اور محتسب گواہ ہے۔

یعنے محتسب سے پوچھ لے کہ مدت ہوئی مجھ کو شراب نہیں ملی۔ اس شعر میں جیب کے خالی ہونے کا اظہار ہے اور صلہ و انعام کا ہلکا سا تقاضا ہے۔

(۱۳) ترجمہ۔ کہ تیرا عنصر عزت کے کیمیا سے پیدا ہوا ہے۔ لئے کہ تیری سلطنت تباہی کے صدمہ سے محفوظ ہے۔

مطلب یہ ہے کہ تیری ذات اور سرشت عزت و شرافت سے مملو ہے۔

(۱۳) ترجمہ۔ جب گناہ کی بجلی آدم صفی اللہ پر بھی گری۔ تو ہمارے لئے بیگناہی کا دعویٰ کس طرح جائز ہے

وہی مضمون ہے جو شعر ۱۴۶ میں ہے۔

(۱۵) ترجمہ۔ اے خلقت کی ملجا و ماوا اے عطا بخشنے والے۔ اس مفلس پر بھی رحم کر کہ اس پر سختیاں آئی ہیں
(۱۶) ترجمہ۔ جب تک تو فرشتہ صفات ہے آسمان ظلم نہیں کر سکتا۔ جب سے تو جہاں پناہ بنا ہے جہاں سے ظلم دور ہو گیا ہے
(۱۷) ترجمہ۔ اے حافظ جب دوست گاہ بیگاہ تیرا نام لیتا ہے۔ تو بخت سے ناراض نہ ہو اور عذر خواہی کے لیے واپس آ

غزل (۸)

ای دل آن بہ کہ خراب از می گلگون باشی	۱	بی زر و گنج بصد حشمت قارون باشی
در مقامی کہ صدارت بفقیران بخشند	۲	چشم دارم کہ بجاه از ہمہ افزون باشی
تاج شاہی طلبی گوہر ذاتی بنما	۳	ور خود از گوہر جمشید و فریدون باشی
در رہ منزل لیلی کہ خطرہاست بجان	۴	شرط اول قدم آنست کہ مجنون باشی
کاروان رفت و تو در خواب و بیابان در پیش	۵	کی روی رہ ز کہ پرسی چہ کنی چون باشی
نقطۂ عشق نمودم بتو ہان سہو مکن	۶	ورنہ چون بنگری از دایرہ بیرون باشی
ساغری نوش کن و جرعہ بر افلاک فشان	۷	تا بچند از غم ایام جگر خون باشی

(۸) حافظا از فقر مکن نالہ کہ گر شعر اینست (۸)
ہیچ خوشدل نپسندد کہ تو محزون باشی

(۱) ترجمہ۔ اے دل اچھی بات یہ ہے کہ تو شراب سرخ سے مست رہے۔ زر اور خزانے کے بغیر ہی سو قاروں کی حشمت رکھے۔
(۲) ترجمہ۔ اس مقام میں جہاں صدارت فقیروں کو دیتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ تو مرتبہ میں سب سے بڑا ہوگا۔
مقام سے مراد مقام عشق جہاں کے صدر نشین بادشاہ نہیں بلکہ گدا ہوتے ہیں۔
(۳) ترجمہ۔ تو بادشاہی تاج چاہتا ہے تو ذاتی جوہر دکھا۔ اگرچہ تو جمشید اور فریدوں کی نسل سے ہی ہو۔
مطلب یہ ہے کہ خاندانی اوصاف پر نہیں بلکہ ذاتی صفات پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔ باپ دادا کو کوئی نہیں پوچھتا۔ اپنے اندر کمال ہونا چاہیے۔ اسی مضمون پر امیر خسرو فرماتے ہیں۔

ورتو میراث ز آبائے خویش	از ہمہ برتر طلبی جائے خویش
وانکہ بود وارثِ پیغمبراں	جاش کدام است چہ گوئی در آں
از ہنر خویش کشا سینہ را	با یہ مکن نسبت دیرینہ را
از پدرِ مردہ ملاف اے جواں	گر نہ سگی چوں خوشی از استخواں

(۴) ترجمہ منزلِ لیلیٰ کی راہ میں جہاں جان کے خطرے ہیں پہلی ہی قدم پر شرط یہ ہے کہ تو دیوانہ ہو۔ مطلب یہ ہے کہ راہِ عشق میں جب تک تو شوق میں دیوانہ نہ ہو جائے منزلِ مقصود تک پہنچنا محال ہے۔ زیادہ تشریح کے لئے دیکھو شعر الف ؎ لیلیٰ اور مجنوں میں صنعت ایہام ہے۔

تا مست نباشی نبری بارِ غم یار	آرے شترِ مست کشد بارِ گراں را (سعدی)

(۵) ترجمہ قافلہ چلا گیا ہے تو سوتا ہے اور بیابان درپیش ہے۔ تو کب چلیگا؟ راہ کس سے پوچھے گا؟ کیا کریگا؟ کسطرح ہوگا؟

سعی و عمل کی تعلیم ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تیرے ہمراہی چلے گئے ہیں۔ تو ابھی سو رہا ہے بتا انجام کیا ہوگا؟ حاصل کلام یہ ہے کہ انسان کو چاہیئے کہ غفلت کو ترک کرے اور منزلِ دنیا میں نہایت سرگرمی سے طے مسافت کرے۔

(۶) ترجمہ میں نے تجھے عشق کا نقطہ بتا دیا ہے خبردار غلطی نہ کرنا۔ ورنہ اگر تو نہیں دیکھیگا تو دائرہ سے نکل جائیگا۔
یعنے اگر اس نقطہ پر قائم نہیں رہیگا تو دائرہ عشق سے نکلنا پڑیگا۔ حاصل کلام یہ کہ دائرہ عشق میں نقطہ مرکز پر قائم رہنا چاہیئے۔ جا وبیجا سرگرداں نہیں پھرنا چاہیئے۔

(۷) ترجمہ ایک پیالہ پی اور آسمان پر ایک گھونٹ چھڑک۔ غم ایام سے کب تک تو جگر کو خون کریگا۔

(۸) ترجمہ اے حافظ ناداری پر نالہ و فریاد نہ کر کیونکہ اگر شعر یہی ہے تو کوئی خوشدل یہ بات پسند نہیں کریگا کہ تو غمگین رہے۔
یعنے ایسے عمدہ شعر کہنے والے کو کوئی شخص غمگین دیکھنا نہیں چاہتا۔ دراصل اپنے ممدوح سے تقاضائے صلہ ہے۔

غزل (۹)

ای دل بکوی عشق گذاری نمیکنی	۱	اسباب جمع داری و کاری نمیکنی
چوگان کام در کفت و گوئی نمیزنی	۲	بازی چنین بدست و شکاری نمیکنی
این خون که موج میزند اندر جگر چرا	۳	در کار رنگ و بوی نگاری نمیکنی
مشکین ازان نشد دم خلقت که چون صبا	۴	بر خاک کوی دوست گذاری نمیکنی
گر دیگران بجان غم جانان خریده اند	۵	ای دل تو این معامله باری نمیکنی
ترسم کزین چمن نبری آستین گل	۶	کز گلبنش تحمل خاری نمیکنی
در آستین کام تو صد نافه مندرج	۷	آن را فدای طره یاری نمیکنی
ساغر لطیف و دلکش و می افگنی بخاک	۸	و اندیشه از بلای خماری نمیکنی

(۹) حافظ برو که بندگی بارگاه دوست
گر جمله می کنند تو باری نمیکنی (۹)

یہ تمام غزل سعی و عمل کی تعلیم میں ہے۔ ہر ایک شعر خواب غفلت سے بیدار کرنے والا ہے اور سونے والوں کے چہرے پر گلاب پاشی کر رہا ہے۔ انداز وہی عاشقانہ ہے جس سے غزل گو شاعر کو گریز نہیں لیکن نصیحتیں زندگی کے ہر پہلو میں کار آمد ہیں۔

(۱) ترجمہ۔ اے دل تو عشق کے کوچہ میں کیوں نہیں جاتا۔ اسباب جمع رکھتا ہے اور کوئی کام نہیں کرتا

(۲) ترجمہ۔ مراد کا بلا ہاتھ میں ہے اور گیند نہیں مارتا۔ ایسا باز تیرے ہاتھ میں ہے اور تو شکار نہیں کرتا۔
باز سے مراد قوائے جسمانی اور روحانی۔

(۳) ترجمہ۔ یہ خون جو جگر میں موجیں مار رہا ہے اسے کیوں کسی معشوق کے رنگ و بو میں صرف نہیں کرتا۔

(۴) ترجمہ۔ تیرے خلق کا سانس اس لئے خوشبودار نہیں ہوا کہ تو معشوق کے کوچہ کی خاک پر گذار نہیں کرتا

(۵) ترجمہ۔ دوسروں نے تو معشوق کے غم کو جان کے عوض خریدا ہے۔ اے دل تو یہ معاملہ بالکل ہی نہیں کرتا۔

معاملہ اور خرید کی رعایت ظاہر۔

(۶) ترجمہ۔ مجھے ڈر ہے کہ تو اس باغ سے آستین پھولوں سے بھر کر نہیں لے جائیگا۔ کیونکہ تو اُس کے پھول کے پڑے سے کانٹے کی برداشت نہیں کرتا۔

ظاہر ہے کہ جو شخص کانٹوں سے ڈرے پھول نہیں چن سکتا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ دنیا میں تو کبھی کامیاب نہیں ہو سکے گا اگر تو مصائب کو برداشت نہیں کرتا۔ ہر ایک کام میں راحت سے پہلے رنج۔ خوشی سے پہلے غم۔ سود سے پہلے زیاں ضروری ہے۔

(۷) ترجمہ۔ تیری مراد کی آستین میں سونا نے موجود ہیں لیکن اُسے تو کسی معشوق کی زلف پر قربان نہیں کرتا

مطلب یہ ہے کہ تو اپنے قویٰ کو استعمال نہیں کرتا۔ اسباب جمع ہیں ان سے کام نہیں لیتا۔

(۸) ترجمہ۔ لطیف اور دلکش شراب کا پیالہ ہے اور اُسے تو خاک پر گرا رہا ہے۔ اور خمار کی تکلیف کا بھی تجھ اندیشہ نہیں ہے

یعنے اس وقت تو اپنے سرمایہ اسباب قویٰ کو ضائع کر رہا ہے کیا تجھے یہ ڈر بھی نہیں کہ ناداری کے وقت تو کیا کرے گا

(۹) ترجمہ۔ اے حافظ جا کہ تمام لوگ بارگاہِ دوست کی بندگی کرتے ہیں اور تو بالکل نہیں کرتا۔

غزل (۱۰)

ای دل اگر از چاہ زنخدان بدر آئی	۱	ہر جا کہ روی زود پشیمان بدر آئی
ہشدار کہ گر وسوسۂ عقل کنی گوش	۲	آدم صفت از روضۂ رضوان بدر آئی
تا کے چو صبا بر تو گمارم دم ہمت	۳	کز غنچہ چو گل خرم و خندان بدر آئی
در تیرہ شب ہجر تو جانم بلب آمد	۴	وقتست کہ ہمچوں مہ تابان بدر آئی
جان میدہم از حسرت آں لعل روان بخش	۵	باشد کہ چو خورشید درخشاں بدر آئی
شاید کہ بآبی فلکت دست بگیرد	۶	گر تشنہ لب از چشمۂ حیواں بدر آئی
در خانۂ غم چند نشینی بملامت	۷	وقتست کہ از دولت سلطاں بدر آئی
بر خاک درت بستہ ام از دیدہ دو صد جوی	۸	باشد کہ تو چوں سرو خراماں بدر آئی

(۹) حافظ مکن اندیشہ کہ آن یوسف مصری
باز آید و از کلبۂ احزان بدر آئی (۹)

(۱) ترجمہ۔ اے دل اگر چاہِ زنخدان سے باہر نکل آئے گا جس جگہ بھی جائے گا جلدی پشیمان ہو کر واپس ہوگا۔
یعنے عشق چھوڑ کر تجھے صرف پشیمانی حاصل ہوگی۔

(۲) ترجمہ۔ خبردار! اگر تو عقل کے وسوسہ کو سنے گا۔ تو آدم کی طرح باغ بہشت سے نکلنا پڑیگا۔
مطلب یہ ہے کہ راہِ عشق میں اپنی عقل کو رہنما نہیں بنانا چاہیئے۔ بلکہ اپنے محبوب کے احکام کی پابندی کرنی چاہیئے۔ خواہ اس کے احکام تیری عقل کے خلاف ہی کیوں نہ ہوں۔ شیطان کے دلائل کو خدا کے حکم پر ترجیح دینے سے حضرت آدم علیہ السلام کو بہشت چھوڑنا پڑا۔

(۳) ترجمہ۔ کب تک صبا کی طرح تجھ پر ہمت کا دم پھونکتا رہونگا۔ تاکہ تو غنچہ سے پھول کی طرح خوش و خرم باہر آئے۔
بادِ صبا کے دم ہمت سے غنچہ کا پھول ہو جانا ظاہر۔ اس شعر میں خطاب دل کیطرف ہے۔ یا اگر معشوق کو مخاطب سمجھا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ میں کب تک انتظار کروں کہ تو پردہ سے باہر آئے۔

(۴) ترجمہ۔ تیرے ہجر کی اندھیری رات میں میری جان لبوں پر آگئی۔ اب وقت ہے کہ تو روشن چاند کیطرح باہر آئے۔
مہ اور بدر میں صنعت ایہام ہے۔

(۵) ترجمہ۔ اس جاں بخش لب لعل کی حسرت میں میں جان دیتا ہوں۔ آرزو ہے کہ تو خورشید درخشاں کی طرح باہر آئے۔

(۶) ترجمہ۔ ممکن ہے کہ آسمان اس وقت پانی سے تیری مدد کرے اگر تو چشمۂ آب حیات سے پیاسا واپس آجائے۔
مطلب یہ ہے کہ ارضی مایوسیوں کے بعد بعض دفعہ سماوی امداد حاصل ہو جاتی ہے۔

(۷) ترجمہ۔ غم کے گھر میں کب تک تو ملامت سے بیٹھا رہے گا اب وقت ہے کہ بادشاہ کی دولت کی برکت سے تو باہر آجائے۔
یعنے غمگین نہ ہو محبوب مطلق کے الطاف پر بھروسہ کر اور دل کو خوش رکھ۔

(۸) ترجمہ - تیرے دروازہ کی خاک پر میں نے آنکھوں سے دو سو نہریں جاری کی ہیں۔ چاہیے کہ تو سرو خراماں کی طرح باہر آجائے۔

اشتیاقِ دیدار میں کثرتِ گریہ کا ذکر ہے۔ جوی اور سرو کی رعایت ظاہر

(۹) ترجمہ - اے حافظ فکر نہ کر کیونکہ وہ یوسفِ مصری واپس آجائیگا اور تو غمکدہ سے باہر نکلے گا۔

کلبہ احزاں یا بیت الاحزاں وہ گھر جس میں حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق میں رویا کرتے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ آخرکار تجھے محبوب کا وصال نصیب ہوگا۔

غزل (۱۱)

ای قصۂ بہشت ز کویت حکایتی	۱	وآب خضر ز نوش لبانت کنایتی
انفاس عیسی از لب لعلت لطیفۂ	۲	شرح جمال حور ز رویت روایتی
کی عطرسای مجلس روحانیان شدی	۳	گل را اگر نہ بوی تو کردی رعایتی
در آرزوی خاک در دوست سوختیم	۴	یاد آور ای صبا کہ نکردی حمایتی
در آتش ار خیال رخش دست میدہد	۵	ساقی بیا کہ نیست ز دوزخ شکایتی
بوی دل کباب من آفاق را گرفت	۶	وین آتش اندرون بکند ہم سرایتی
ای دل بہرزہ دانش و عمرت بباد رفت	۷	صد مایہ داشتی و نکردی کفایتی
ہر پارہ از دل من و از غصہ قصہ	۸	ہر سطری از خیال تو و از رحمت آیتی

(۹) دانی مراد حافظ ازین آہ و نالہ چیست
از تو کرشمۂ و ز خسرو عنایتی (۹)

(۱) ترجمہ - اے کہ بہشت کا قصہ تیرے کوچہ کی ایک حکایت ہے۔ اور آبِ حیات تیرے لب کے آبِ حیات کیطرف ایک اشارہ ہے۔

معشوق کے کوچہ کو بہشت اور اسکے لب کو چشمۂ آبِ حیات کہا ہے۔

(۲) ترجمہ ۔ دمِ عیسےٰ تیرے لبِ لعل کا ایک لطیفہ ہے۔ اور حور کے جمال کی شرح تیرے چہرہ کی ایک روایت ہے،
انفاس عیسیٰ یعنے دمِ عیسےٰ ۔قم باذن اللہ کہہ کر حضرت عیسےٰ مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے۔
فرماتے ہیں کہ تیرے لبوں میں دمِ عیسےٰ کا خاصہ ہے اور جمالِ حور سے اور کچھہ نہیں صرف تیرا چہرہ مراد ہے،
(۳) ترجمہ ۔ اگر پھول کو تیری خوشبو سے حصہ نہ ملتا تو روحانیوں کی مجلس میں وہ کب عطر سائی کر سکتا۔

سنبل بتاب و لالہ سیہ مست و گل بناز   یک جلوہ زاں جمال بگلزار آمدہ

(۴) ترجمہ ۔ ہم درِ دوست کی خاک کی آرزو میں جل گئے ۔ اے صبا یاد رکھہ کہ تو نے ہماری کچھہ مدد نہ کی
یعنے درِ دوست کی خاک کی خوشبو بھی ہم تک نہ پہنچائی ۔
(۵) ترجمہ ۔ آگ میں اگر اسکے چہرہ کا خیال میسر ہو جائے تو اے ساقی آ کہ دوزخ سے کچھہ شکایت نہیں ۔
حاصل کلام یہ کہ اگر دوزخ میں بھی جمالِ محبوب کا نقشہ آنکھوں میں رہا تو ہمارے لئے دوزخ بھی بہشت ہی ہے ۔
(۶) ترجمہ ۔ میرے کیا شعلۂ دل کی بو تمام جہاں میں پھیل گئی ہے ۔شاید یہ آگ معشوق میں بھی سرایت کر جائے
(۷) ترجمہ ۔ اے دل عقل اور دین بیفائدہ تیرے ہاتھہ سے چلے گئے ۔تیرے پاس بہت سرمایہ تھا لیکن تو نے کفایت شعاری نہ کی ۔
یعنے سرمایۂ دل و دین کو فضول لٹا دیا اور کچھہ بچا کر نہ رکھا دیکھو شعر (ی ۹/۱)
(۸) ترجمہ ۔ میرے دل کے ہر ایک ٹکڑے کے ساتھہ غم و رنج کا ایک قصہ ہے اور تیرے خیال کی ہر ایک سطر آیتِ رحمت ہے ۔
سطر اور آیت کی رعایت ظاہر ہے
(۹) ترجمہ ۔ تو جانتا ہے! کہ اس آہ و نالہ سے حافظ کی کیا مراد ہے ۔ تجھہ سے ایک کرشمہ (کی درخواست ہے) اور بادشاہ سے عنایت کی ۔
دوسرا مصرعہ پہلے مصرعہ کے سوال کا جواب ہے ۔ محبوب کی نظرِ عنایت کے ساتھہ بادشاہ کی عنایت کی درخواست بھی کی ہے ۔ غالباً اپنے ممدوح سے صلہ و انعام کی عرضداشت ہے ۔

غزل (۱۲)

ای ز شرم عارضت گل کردہ خوے	۱	در عرق پیش عقیقت جام مے
ژالہ بر لالہ است یا بر گل گلاب	۲	یا بر آتش آب یا بر روت خوے
میشد از چشم آن کمان ابرو دل	۳	از پیش میرفت و گم میکرد پے
امشب از زلفش نخواہم داشت دست	۴	رو موذن بانگ بر میزن کہ حے
چوں بنے عاشر بسے مجنوں بشوند	۵	گر بروں آید سبکے لیلے ز حے
نے دمے لب بر لب مطرب نہاد	۶	چنگ را در زیر ناخن کرد نے
آنکہ بر ہر جرعہ جان میدہد	۷	جان از و بستان و جامی دہ بہ وے
عود بر آتش نہ و منقل بسوز	۸	غم مدار از کثرت سرمای دے
با تو زین پس گر فلک خواری کند	۹	باز گو در حضرت دارای رے
خسرو آفاق بخشش گر بخا	۱۰	نام حاتم ز نامش گشت طے
چنگ را بر دست مطرب نہ دمے	۱۱	گو گش بجز آتش و بجز و شتم ز وے

(۱۲) جام مے پیش آر و چوں حافظ مخور
غم کہ جم کے بود یا کاوس کے (۱۲)

(۱) ترجمہ۔ اے کہ تیرے چہرہ کی شرم سے پھول کو پسینہ آگیا ہے اور شراب کا پیالہ تیرے عقیقِ لب کے سامنے پسینہ پسینہ ہوگیا ہے۔

خوے پسینہ سے پڑھا جائیگا۔

(۲) ترجمہ۔ گلِ لالہ پر شبنم کے قطرے ہیں یا پھول پر گلاب کے قطرے۔ یا آگ پر پانی ہے یا تیرے چہرہ پر پسینہ معشوق کے چہرہ پر پسینے کے قطرے دیکھکر فرماتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گلِ لالہ پر شبنم پڑی ہے۔ یا پھول پر گلاب چھڑکا ہوا ہے۔ یا آگ پر پانی کے قطرے پڑے ہیں۔ معشوق کے عرق ناک چہرہ

کی تشبیہات دیکھیے ۔

(۱)	ژالہ بر لالہ فرود آمدہ ہنگام سحر		راست چوں عارض گلگون عرق کردہ یار	(سعدی)
(۲)	عرق بہ چہرہ نشست است آں پری وش را		کہ دیدہ است بدیں آبداری آتش را	(صائب)
(۳)	صائب نظر بروئے عرقناک یار کن		در آفتاب ابر گہر بار را بہ بیں	
(۴)	کند عرق رخت ای نازنین ز تاب نگاہ		پدید در حسن تو از آتش آب مے آید	(محمد سعید)
(۵)	عرق ز روئی تو ہر لحظہ چوں گلاب چکید		کسے ندید کہ شبنم ز آفتاب چکد	
(۶)	ز چہرۂ عرق آلود یار حیرانم		کہ کردہ است بہم جمع آب و آتش را	
(۷)	از رخش چوں دانہ یاقوت رنگیں شد عرق		چوں زمیں افتادہ قابل دانہ گوہرے شود	

(۳) ترجمہ ۔ وہ کمان ابرو آنکھوں سے غایب ہوا دل اسکے پیچھے گیا اور راستہ بھول گیا ۔

(۴) ترجمہ ۔ آج رات میں اس کی زلف کو ہاتھ سے نہیں چھوڑونگا ۔ موذن جائے اور بانگ دیتا رہے کہ حی علی الصلوٰۃ یعنے موذن حی علے الصلوٰۃ کہہ کر ہر چند جاگنے اور نماز کے لئے اٹھنے کی تاکید کرتا رہے میں اُسکی زلف کو ہاتھ سے نہیں چھوڑونگا اور نہیں اٹھونگا ۔

صبح کا سونا جو ہاتھ آتا امیر	بھیجتے تحفہ موذن کے لئے

(۵) ترجمہ ۔ بنی عامر کیطرح بہت مجنوں بن جائیں گے بشرطیکہ کوئی لیلیٰ حے سے پیدا ہو جائے ۔
بنی عامر قیس عامری یعنے مجنوں کے قبیلہ کا نام ہے ۔ عرب کے ایک قبیلہ کا نام لیلیٰ اسی قبیلہ سے تھی ۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی حسین ہو تو معشوق ہزاروں ہیں ۔

ہوں میں پروانہ مگر شمع تو ہو رات تو ہو	جان دینے کو ہوں موجود کوئی بات تو ہو
دل ہی حاضر سر تسلیم بھی خم کو موجود	کوئی مرکز ہو کوئی قبلۂ حاجات تو ہو
وعدے بھی یاد دلاتے ہیں گلے بھی ہیں بہت	وہ دکھائی بھی تو دیں آنکے ملاقات تو ہو
کھتنے ہی دل پُر درد کی حالت لیکن	کس سے کہیئے کوئی مستفسر حالات تو ہو
عدم نشو و نما سے نہ کہو تخم کو بد	وقت بالیدگی نخل و نباتات تو ہو
دل کشا بادۂ صافی کا ہے نشہ لیکن	باطن افروز کوئی پیر خرابات تو ہو
نظر اللہ یہ رکھ ہو نہ پریشاں اکبر	ہے مصلے کو ذرا صرف مناجات تو ہو

(۶) ترجمہ۔ نے نے تھوڑی دیر کے لئے مطرب کے لب پر لب رکھا چنگ کو ناخن کے پنجے نے بنا دیا۔
ظاہر ہے کہ نے منہ سے اور چنگ ناخن سے بجائی جاتی ہے مطلب یہ ہے کہ اس حسرت سے کہ نے
کو بوسۂ لب مطرب نصیب ہوا ہے اور اسے ناخن کی خراش۔
چنگ نے کی طرح زار و نحیف ہوگئی ہے۔

(۷) ترجمہ۔ جو ایک گھونٹ کے بدلے جان دیتا ہے۔ اس سے جان لے لے اور اسے ایک پیالہ دے دے
یعنے عاشق کو ایک جام مے دے کر اس کے بدلے بیشک اس کی جان لے لے۔

(۸) ترجمہ۔ عود کو آگ پر رکھ اور انگیٹھی جلا۔ اور دسمبر کی سردی کی کثرت سے نہ ڈر۔
دے۔ شمسی مہینوں میں دسویں مہینے کا نام جب کہ آفتاب برج جدی میں ہوتا ہے مطابق
نومبر۔ دسمبر۔

(۹) ترجمہ۔ اس کے بعد اگر آسمان تجھے تکلیف دے تو بادشاہ رے کے دربار میں جا کر عرض کر۔
یہ شعر مدحیہ ہے۔ بادشاہ رے کے متعلق ہے۔ رے عراق عجم میں ایک شہر کا نام ہے۔

(۱۰) ترجمہ۔ جہاں بخشنے والا بادشاہ جس کے نام نے سخاوت میں حاتم کے قصہ کو مٹا دیا ہے۔
یہ شعر بھی بادشاہ رے کی مدح میں ہے۔

(۱۱) ترجمہ۔ چنگ کو تھوڑی دیر کے لئے مطرب کے ہاتھ پر رکھ اور اسے کہو کہ اس کی تاروں کو چھیڑے
تاکہ میں شور و خروش کروں۔
یعنے آواز چنگ پر وجد میں آؤں۔ رگ سے مراد چنگ کی تار۔

(۱۲) ترجمہ۔ شراب کا پیالہ سامنے لا اور حافظ کی طرح یہ غم نہ کر کہ جمشید کب تھا اور کاؤس کب
یعنے شراب پی اور دنیا کی ناپائداری کا غم نہ کھا۔

غزل (۱۳)

ای کہ بر ماہ از خط مشکین نقاب انداختی	لطف کردی سایہ بر آفتاب انداختی

تا چہ خواہد کرد با ما تاب زلف عارضت	۲	حالیا نیرنگ نقش خویش بر آب انداختی
گوی خوبی بردی از خوبان عالم شاد باش	۳	جام کیخسرو طلب کافراسیاب انداختی
گرچہ از مستی خرابم طاعت من رد مکن	۴	کاندرین شغلم بامید ثواب انداختی
گنج عشق خود نہادی در دل ویران من	۵	سایۂ دولت برین کنج خراب انداختی
خواب بیداران ببستی وانگہ از نقش خیال	۶	تہمتی بر شبروان خیل خواب انداختی
پردہ از رخ برفگندی یک نظر در جلوہ گاہ	۷	وز حیا حور و پری را در حجاب انداختی
از برای صید دل در گردنم زنجیر زلف	۸	چون کمند خسرو مالک رقاب انداختی
نصرة الدین شاہ یحیی ای کہ تاج آفتاب	۹	از سر تعظیم و قدرت در تراب انداختی
زینہار از آب شمشیرت کہ شیران را از آن	۱۰	تشنہ میکردی و گردان را در آب انداختی
بادہ نوش از جام عالم بین کہ بر اورنگ جم	۱۱	شاہد مقصود را از رخ نقاب انداختی
ہر کسی با شمع رخسارت بنوعی عشق داشت	۱۲	زین میان پروانہ را در اضطراب انداختی

(۱۳) از فریب نرگس مخمور و چشم می پرست
حافظ خلوت نشین را در شراب انداختی (۱۳)

(۱) ترجمہ۔ اے کہ چاند پر تو نے خط مشکین کا نقاب ڈالا ہے۔ تو نے مہربانی کی کہ آفتاب پر سایہ ڈالا۔ معشوق کے چہرہ کو چاند اور آفتاب سے اور خط سبز کو نقاب اور سایہ سے تشبیہ دی ہے۔

زخط عذار تو تا عنبرین نقاب شدہ	زہالہ خوی ماہ پای در رکاب شدہ

(۲) ترجمہ۔ تیرے عارض پر کی زلف دیکھئے ہمارا کیا حال کرتی ہے۔ فی الحال تو تو نے عجیب نقش کا نیرنگ پانی پر ڈالا ہے۔

نیرنگ (۱) جادو طلسم سحر۔ (۲) نقش۔ **نقش برآب انداختن**۔ ظاہر ہے کہ پانی پر نقش قائم نہیں رہ سکتا۔ پس پانی پر نقش بنانا ایک محال کام سرانجام دینا ہے جو بمنزلہ سحر و طلسم کے ہے۔ عارض معشوق کو پانی سے اور اس پر زلف کو نقش سے تشبیہ دی ہے۔ حاصل کلام یہ کہ عجیب نیرنگ ہے کہ تو نے عارض پر زلف کو ڈال کر گویا پانی پر نقش بنایا ہے۔ دیکھئے یہ سحر و نیرنگ ہمارے ساتھ کیا کرتا ہے۔

زند چوں خط مشکین تو نقشے بر آب	مو بر آید ز کف دست اگر مانی را

(۳) ترجمہ ۔ تمام جہان کے حسینوں سے تو حسن میں سبقت لے گیا ۔ خوش رہ ۔ جام کیخسرو طلب کر کیونکہ تو نے افراسیاب کو شکست دیدی ہے ۔

افراسیاب ۔ توران کے ایک عظیم الشان بہادر بادشاہ کا نام ہے ۔ جو ایران کے کیانی بادشاہوں کے ساتھ مدتوں لڑتا رہا ۔ اور آخر کار کیخسرو ابن سیاوش کے زمانے میں جو اسکا دوہتا تھا مارا گیا ۔

(۴) ترجمہ ۔ اگرچہ میں مستی سے خراب ہوں لیکن میری بندگی کو رد نہ کر کیونکہ اس شغل میں تو نے مجھے ثواب کی امید میں ڈالا ہے ۔

یعنے شراب نے مجھے مغفرت کا امیدوار بنا دیا ہے ۔

(۵) ترجمہ ۔ میرے ویران دل میں تم نے اپنے عشق کا خزانہ رکھا ہے ۔ اس ویران گوشہ پر تو نے دولت کا سایہ ڈالا ہے ۔

حقیقت یہی ہے کہ ویران دل ہی عشق کی منزل ہو سکتا ہے معمور اور خوش و خرم دل میں عشق کی جگہ نہیں ۔

بتاں ہوتا اجڑی ہوئی منزل میں رہتے ہیں	کہ جسکی جان جاتی ہے اسی کے دل میں رہتے ہیں

(۶) ترجمہ ۔ بیداروں کی نیند تو نے بند کر دی اور پھر نقش خیال سے نیند کے لشکر کے شبروں پر تو نے تہمت لگا دی ۔

مطلب یہ ہے کہ عاشقوں کی نیند تو تو نے خود بند کر دی چنانچہ رات بھر وہ جاگتے ہیں اور تیری تصویر کا نقشہ انکی آنکھوں میں پھرتا ہے اور تہمت تو نے ان کی نیند پر لگائی ہے ۔ کہ تیرے خیال میں وہ انکے پاس نہیں آتی ۔

(۷) ترجمہ ۔ جلوہ گاہ میں تھوڑی دیر کے لئے تو نے چہرہ پر پردہ اٹھایا اور حور و پری کو شرم کی وجہ سے حجاب میں کر دیا ۔

یک نظر ۔ تھوڑی دیر کے لئے ۔ مطلب یہ ہے کہ حور و پری تجھے دیکھکر شرم کے مارے پردہ میں ہو گئیں

(۸) ترجمہ ۔ دل کو شکار کرنے کے لئے تو نے میری گردن میں زلف کی زنجیر گردنوں کے مالک بادشاہ کے کمند کیطرح ڈال دی

مالک رقاب ۔ گردنوں کا مالک ۔ رقاب جمع ہے رقبہ کی یعنے گردن ۔ خسرو مالک رقاب سے مراد شاہ یحییٰ ممدوح خواجہ صاحب جسکا ذکر اگلے شعر میں آئے گا ۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ شاہ یحییٰ کی کمند کیطرح تو نے میری گردن میں زلف کی زنجیر مجھے اسیر کرنے کے لئے ڈالی ہے ۔

اس شعر میں گریز ہے مدح کیطرف ۔

(۹) ترجمہ۔ اے نصرت الدین شاہ یحیی کہ تو نے آفتاب کے تاج کو تعلیم اور قدرت کی وجہ سے خاک میں گرادیا

(۱۰) ترجمہ۔ تیری تلوار کی آب ہو خدا کی پناہ اگر شیروں کو تو اس سے تشنہ لب کرتا ہی اور پہلوانوں کو پانی میں غرق کرتا ہی۔

(۱۱) ترجمہ۔ جام جہان بیں سے شراب پی کر جمشید کے تخت پر تو نے شاہد مقصود کے چہرہ سے نقاب الٹ دیا ہی۔ یعنے تخت جم پر تو شاہد مقصود کے ہم آغوش ہی۔ اس شعر میں بھی خطاب شاہ یحیی سے ہے۔

(۱۲) ترجمہ۔ ہر ایک شخص تیرے شمع رخسار کے ساتھ ایک قسم کا عشق رکھتا تھا۔ ان سب میں سے تو نے پروانہ کو اضطراب میں ڈال دیا۔

(۱۳) ترجمہ۔ تو نے نرگس مخمور یعنے مے پرست آنکھ کے فریب سے خلوت نشیں حافظ کو شراب خوار بنادیا۔

غزل (۱۴)

ای کہ دائم بخویش مغروری	۱	گر ترا عشق نیست معذوری	
گرد دیوانگاں عشق مگرد	۲	کہ بعقل و عقیلہ مشہوری	
مستی عشق نیست در سر تو	۳	رو کہ تو مست آب انگوری	
روی زرد ست و آہ درد آلود	۴	عاشقاں را گواہ رنجوری	

(۵)	بگذر از ننگ و نام خود حافظ ساغر مے طلب کہ مخموری	(۵)

(۱) ترجمہ۔ اے وہ شخص جو ہمیشہ اپنے آپ پر مغرور ہے۔ اگر تجھ میں عشق نہیں تو تو معذور ہے
حاصل کلام یہ کہ جب تک تو اپنے آپ پر مغرور ہے۔ عاشق نہیں ہوسکتا

(۲) ترجمہ۔ عشق کے دیوانوں کے گرد نہ پھر۔ کیونکہ تو عقل میں اور عقیلہ ہونے میں مشہور ہی۔
عقیلہ۔ سردار قوم۔ بہترین ہر چیز۔ برگزیدہ تریں۔ مطلب یہ ہی کہ عاقل کو دیوانگان عشق سے کیا کام

(۳) ترجمہ۔ تیرے سر میں عشق کی مستی نہیں ہی۔ چلا جا کہ تو شراب انگوری سے مست ہے۔
خواجہ صاحب نے یہاں پھر بتادیا ہی کہ ان کی شراب شراب انگور نہیں بلکہ شراب عشق ہی۔

(۴) ترجمہ ۔ زرد چہرہ اور درد آلود آہ عاشقوں کی بیماری کے گواہ ہیں۔

(۵) ترجمہ ۔ اے حافظ ننگ ناموس کو چھوڑ۔ شراب کا پیالہ مانگ کہ تو خمار کی حالت میں ہے۔

غزل (۱۵)

ای کہ در کشتن ما ہیچ مدارا نکنی	۱	سود و سرمایہ بسوزی و محابا نکنی
دردمندان غمت زہر ہلاہل نوشند	۲	قصد این قوم خطا باشد ہان تا نکنی
رنج ما را کہ توان برد بیک گوشۂ چشم	۳	شرط انصاف نباشد کہ مداوا نکنی
دیدۂ ما کہ بامید تو دریاست چرا	۴	بتفرج گذرے بر لب دریا نکنی
نقل ہر جور کہ از خلق کریمت گویند	۵	قول صاحب غرضانست تو اینہا نکنی
بر تو گر جلوہ کند شاہد ما ای زاہد	۶	از خدا جز می و معشوق تمنا نکنی

(۷) حافظا سجدہ بمحراب دو ابرویش کن
کہ دعائی ز سر صدق جز آنجا نکنی (۷)

(۱) ترجمہ ۔ اے کہ تو ہمارے قتل کرنے میں بالکل کوئی رعایت نہیں کرتا ۔ اصل اور سود تمام جلا دیتا ہے اور کچھ لحاظ نہیں کرتا ۔

محابا ۔ دراصل محابات ہے ۔ چھوڑنا معاف کرنا ۔ مروت ۔ رعایت ۔ صلح ۔ نگہداشت ۔ لحاظ

(۲) ترجمہ ۔ تیرے عشق کے دردمند زہر قاتل پیتے ہیں ۔ ان لوگوں کو ایذا دینے کا ارادہ کرنا غلطی ہے خبردار ایسا نہ کرنا ۔

ہلاہل ۔ بفتح ہائے اول وکسر ہائے دوم ۔ زہر قاتل جو کسی دوا اور تریاق سے علاج پذیر نہ ہو ۔ کہتے ہیں کہ ہلاہل ایک پہاڑ کا نام ہے جو حدود چین میں واقع ہے ۔ اس پہاڑ پر ایک درخت کی جڑ ہے جسے پہاڑ کے نام پر ہلاہل کہتے ہیں اور وہ زہر قاتل ہے ۔ **ہاں** کلمۂ تنبیہ خبردار ا ہوشیار ا بعض دیوانوں میں پہلا مصرعہ اس طرح ہے ۔ ع دردمندان بلا زہر ہلاہل دارند ۔

(۳) ترجمہ ۔ ہماری بیماری کو تو ایک گوشۂ چشم سے دور کر سکتا ہے ۔ یہ کوئی انصاف نہیں کہ (پھر بھی) تو علاج نہ کرے ۔

(۴) ترجمہ ۔ ہماری آنکھ تیرے انتظار میں دریا بنی ہوئی ہے ۔ تو سیر کے لئے کیوں دریا کے کنارے پر نہیں آتا ۔

لب دریا سیر کے لئے جانا ظاہر ۔ خواجہ صاحب نے کثرت گریہ سے اپنی آنکھوں سے دریا بہا دیا ہے اور معشوق کو کہتے ہیں کہ کبھی تفریح کے لئے اس دریا کے کنارے پر بھی آؤ ۔

سرشکم رفتہ رفتہ بے تو دریا شد تماشا کن		بیا در کشتی چشمم نشین و سیر دریا کن		(صائب)

(۵) ترجمہ ۔ تیرے کریمانہ اخلاق کے متعلق ظلم کے جتنے قصے بیان کئے جاتے ہیں ۔ یہ صاحب غرض لوگوں کی باتیں ہیں تو تو ظلم نہیں کرتا ۔

(۶) ترجمہ ۔ اے زاہد اگر ہمارا معشوق تجھے جلوہ دکھائے تو پھر خدا سے تو شراب شاہد کے بغیر اور کچھ تمنا نہ کرے

(۷) ترجمہ ۔ اے حافظ تو اس کے دو ابروؤں کے محراب میں سجدہ کر ۔ کیونکہ اس جگہ کے بغیر صدق سے تو اور کہیں دعا نہیں کر سکتا ۔

غزل (۱۶۱)

ای کہ در کوی خرابات مقامی داری	۱	جم وقت خودی ار دست بجامی داری
ای کہ با زلف و رخ یار گذاری شب و روز	۲	فرصتت باد کہ خوش صبحی و شامی داری
ای صبا سوختگان بر سر رہ منتظر اند	۳	اگر از یار سفر کردہ پیامی داری
بوی جان از لب خندان قدح می شنوم	۴	بشنو ای خواجہ تو گر زانکہ مشامی داری
کامی ار می طلبد از تو غریبی چہ شود	۵	تو ئی امروز درین شہر کہ نامی داری
خال سرسبز تو خوش دانہ عیش ست ولے	۶	بر کنار چمنش وہ کہ چہ دامی داری
گو بہنگام وفا گرچہ ثباتت نبود	۷	میکنم شکر کہ بر جور دوامی داری

مہربان شد فلک و ترک جفا کاری کرد	۸	توئی ای جان کہ درین شیوہ خرامی داری

(۹) بس دعای سحرت حافظ جان خواہد بود
تو کہ چون حافظ شب خیز غلامی داری (۹)

(۱) ترجمہ۔ اے کہ میخانہ کے کوچہ میں تیرا مقام ہے۔ اگر تیرے ہاتھ میں پیالہ ہے تو تو اپنے وقت کا بادشاہ ہے جام اور جم کی رعایت ظاہر۔

(۲) ترجمہ۔ اے کہ تو معشوق کے چہرہ اور زلف کے ساتھ دن رات گذارتا ہے تجھ یہ موقع دیر تک ملتا رہے کہ تو اچھی صبح اور شام رکھتا ہے۔

خوش صبحے و شامے داری یعنے تیرا وقت بہت اچھا گذر رہا ہے۔ زلف و رخ شب و روز اور صبح و شام کی رعایت ظاہر۔

(۳) ترجمہ۔ اے صبا سوختہ دل عاشق راہ میں منتظر بیٹھے ہیں۔ اگر تیرے پاس سفر کردہ معشوق کا کوئی پیغام ہو (تو سنا دے)

(۴) ترجمہ۔ میں پیالہ کے لب خندان سے جان کی خوشبو سونگھتا ہوں۔ اے خواجہ اگر تیرا دماغ ہے تو تو بھی سونگھ

(۵) ترجمہ۔ اگر کوئی غریب تجھ سے مقصد مانگتا ہے تو کیا حرج ہے۔ آج اس شہر میں تو ہی تو ہے جسکا نام مشہور ہے۔

(۶) ترجمہ۔ تیرا سر سبز خال اچھا دانہ ہے لیکن اسکے چمن کے کنارہ پر واہ واہ تو نے کیا اچھا جال پھیلایا ہے۔

خال کو دانہ اور زلف یا خط مشکین کو دام کہا ہے۔ چمن سے مراد چہرہ۔

خال تو دانہ و زلف تو دام دام		مرغیکہ دانہ چید گرفتار دام شد	
حسن سبزت بخط سبز مرا کرد اسیر		دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدم	غنی

(۷) ترجمہ۔ اسی کہو کہ اگرچہ وفا کے وقت تجھے استحکام نہیں۔ میں اسی بات پر شکر گذار ہوں کہ تو ظلم پر تو ہمیشہ قائم رہتا ہے۔

(۸) ترجمہ۔ آسمان مہربان ہوگیا اور ظلم کرنا چھوڑ دیا اے جان تو ہی ہے کہ ظلم کے شیوہ پر قائم ہے۔

خرام۔ استواری۔ حزم۔

(۹) ترجمہ۔ بہت سی صبح کی دعائیں تیری جان کی محافظ ہونگی۔ کیونکہ تو حافظ جیسا شب خیز غلام رکھتا ہے

غزل (۱۷)

ای کہ مہجوری عشاق روا میداری	۱	بندگان را ز بر خویش جدا میداری
تشنۂ بادیہ را ہم بزلالی دریاب	۲	بامیدی کہ دریں رہ بخدا میداری
دل ربودی وبحل کردمت ای جان لیکن	۳	بہ ازیں دار نگاہش کہ مرا میداری
ساغر ما کہ حریفان دگر می نوشند	۴	ما تحمل نکنیم ار تو روا میداری
ای مگس عرصۂ سیمرغ نہ جولانگہ تست	۵	عرض خود می بری و زحمت ما میداری
تو بتقصیر خود افتادی ازیں در محروم	۶	از کہ می نالی و فریاد چرا میداری
ای دل خام طمع شرمی ازیں قصہ بدار	۷	کار ناکردہ چہ امید عطا میداری
(۸)	حافظا عادت خوبان ہمہ جورست و جفا تو کہ زیں طائفہ امید وفا میداری	(۸)

(۱) ترجمہ۔ اے کہ تو عاشقوں کی مہجوری کو روا رکھتا ہے اور غلاموں کو اپنے پاس سے جدا رکھتا ہے۔

(۲) ترجمہ۔ ٹھنڈا پانی دے کر جنگل کے پیاسے کی دلجوئی کر۔ اس امید میں جو خدا سے تو اس راہ میں رکھتا ہے

یعنے اگر روز قیامت خدا سے آب کوثر کی امید رکھتا ہے تو تشنگان عشق کو پانی پلا۔

(۳) ترجمہ۔ اے جان تو میرا دل لے گیا اور میں نے تجھے معاف کیا لیکن اس کی اس سے زیادہ نگاہداشت کر جتنی کہ تو میری کرتا ہے۔

یعنے مجھے تو بہت خواری میں رکھا ہے لیکن میرے دل کو اتنا خوار نہ کرنا۔

(۴) ترجمہ۔ ہمارا پیالہ جو دوسرے حریف پی رہے ہیں۔ اگر تو اس بات کو جائز ٹھیراتا ہے تو ہم تو اس بات کو برداشت نہیں کر سکتے۔

(۵) ترجمہ۔ اے مکھی سیمرغ کا میدان تیری جولانگاہ نہیں ہے۔ تو اپنی آبرو برباد کرتا ہے اور ہمیں تکلیف دیتا ہے

کس سے مراد عاشقانِ خام۔ بلہوس لوگ۔

(۶) ترجمہ۔ تو اپنے قصور سے اس دروازہ سے محروم رہا۔ کس کے ہاتھ سے روتا ہے اور فریاد کیوں کرتا ہے
یعنے اس کا فیض تو عام ہے۔ اگر تو محروم رہا ہے تو تیرا اپنا قصور ہے۔ فریاد کیوں کرتا ہے دیکھو ت ۱۴/۸

فیض منعم با تنک ظرفاں چہ سازد چوں حباب (لغت خالی) کاسہ اش خالی ست گر ہم صحبت دریا شود

(۷) ترجمہ۔ اے خام طمع دل اس بات سے شرم کر۔ کام تو کیا نہیں عطا کی امید کس طرح رکھتا ہے۔
یعنے بغیر سعی و عمل کے عطا کی امید فضول ہے۔

(۸) ترجمہ۔ اے حافظ حسینوں کی عادت تو تمامتر جور و جفا کی ہے۔ تو اس طائفہ سے وفا کی امید رکھتا ہے

غزل ۱۸

این خرقہ کہ من دارم در رہن شراب اولی	۱	وین دفتر بی معنی غرق می ناب اولی
چوں عمر تبہ کردم چندانکہ نگہ کردم	۲	در کنج خراباتی افتادہ خراب اولی
من حال دل خستہ با خلق نخواہم گفت	۳	کاین قصہ اگر گویم با چنگ و رباب اولی
تا بی سر و پا باشد اوضاع فلک زینساں	۴	در سر ہوس ساقی در دست شراب اولی
از ہمچو تو دلداری دل بر نکنم آری	۵	گر تاب کشم باری زاں زلف بتاب اولی

(۶) چوں پیر شدی حافظ از میکدہ بیروں رو
رندی و ہوسناکی در عہد شباب اولی (۶)

(۱) ترجمہ۔ یہ خرقہ جو میں رکھتا ہوں رہن شراب ہو تو اچھا ہے۔ اور یہ بے معنی دفتر شراب خالص میں غرق کر دیا جائے تو اچھا ہے۔
یعنے خرقہ زہد ظاہری اور مدرسہ کی درس و تدریس سے مستیٔ عشق بہتر ہے۔

(۲) ترجمہ۔ جب میں عمر تباہ کر چکا جتنا غور کیا (معلوم ہوا) کہ شرابخانہ کے گوشہ میں مست پڑے رہنا بہتر ہے۔

(۳) ترجمہ ۔ میں اپنے خستہ دل کا حال لوگوں سے بیان نہیں کرونگا کیونکہ اگر یہ قصہ بیان کرنا ہو تو چنگ و رباب سے بیان کرنا اچھا ہے ۔

یعنے عوام محرم راز نہیں اُن سے دلِ پُر درد کا قصہ بیان نہیں کرنا چاہئے ۔ چنگ و رباب کر خلوت میں درد دل کا حال بیان کیا جاسکتا ہے ۔

(۴) ترجمہ ۔ جب تک آسمان کے طریقے اسی طرح بے سر و پا رہینگے ۔ بہتر یہی ہے کہ سر میں ساقی کی ہوس ہو اور ہاتھ میں شراب

یعنے فلکِ غدار کے نیچے مے و معشوق کا شغل ہی اچھا ہے ۔

(۵) ترجمہ ۔ تجھ جیسے دلدار سے میں دل نہیں ہٹا سکتا ہاں اگر اس پر تابِ زلف سے رنج پہنچے تو اچھا ہے ۔

(۶) ترجمہ ۔ اے حافظ جب تو بوڑھا ہو گیا ہے تو شرابخانہ سے نکل جا کیونکہ رندی اور ہوسناکی جوانی میں ہی اچھی ہے

اسی مضمون کے لئے دیکھو ۹/۵ ۔

شوخی و طفل مزاجی نہ سزد در پیری	صبح نشناختن از شام چہ معنی دارد	(نعمت خان عالی)

غزل (۱۹)

با مدعی مگوئید اسرار عشق و مستی	۱	تا بیخبر بمیرد در رنج خود پرستی
با ضعف و ناتوانی همچون نسیم خوش باش	۲	بیماری اندرین ره خوشتر ز تندرستی
تا فضل و علم بینی بے معرفت نشینی	۳	یک نکتہ ات بگویم خود را مبین کہ رستی
در آستان جانان از آسمان میندیش	۴	کز اوج سربلندی افتی بخاک پستی
عاشق شو ار نہ روزی کار جہان سر آید	۵	ناخواندہ نقش مقصود از کارگاہ ہستی
آن روز دیدہ بودم این فتنہا کہ برخاست	۶	کز سرکشی زمانی با ما نمی نشستی
خار ارچہ جان بکاہد گل عذر آن بخواہد	۷	سہل است تلخی می در جنب ذوق مستی
صوفی پیالہ پیما ساقی قرابہ پر کن	۸	ای کوتہ آستینان تاکی دراز دستی
در حلقہ مغانم دوش آن صنم چہ خوش گفت	۹	با کافران چہ کارت گر بت نمی پرستی
در مذہب طریقت خامی نشان کفر است	۱۰	آری طریق رندان چالاکیست و چستی

سلطان ما خدا را زلفت شکست ما را	۱۱	تا کی کند سیاہی چندین دراز دستی
گر خرقہ بہ بینی مشغول کار خود باش	۱۲	ہر قبلہ گاہ باشد مشغول خود پرستی
در گوشۂ سلامت مستور چون توان بود	۱۳	تا نرگس تو گوید با ما رموز مستی
عشقت بدست طوفان خواہد سپرد ای جان	۱۴	چون برق ازین کشاکش پنداشتی کہ رستی

(۱۵) از راہ دیدہ **حافظ** تا دیدہ زلف پستت
باجملہ سربلندی شد پایمال پستی (۱۵)

(۱) ترجمہ۔ مدعی کو عشق اور مستی کے اسرار نہ بتاؤ۔ تاکہ وہ خود پرستی کے رنج میں ہی بے خبر مر جائے۔

یعنے مدعی کو خود پرستی میں ہی مرنے دو۔ عشق و مستی کے اسرار اُسے نہ بتاؤ۔

(۲) ترجمہ۔ نسیم کی طرح ضعف و ناتوانی کے باوجود خوش رہو۔ اِس غم میں بیمار رہنا تندرستی سے بہتر ہے۔

نسیم کا ضعیف اور ناتوان ہونا اور باوجود ناتواں ہونے کے خوش رہنا ظاہر ہے

(۳) ترجمہ۔ جب تک تو اپنے علم و فضل کو دیکھتا رہے گا معرفت سے خالی بیٹھا رہے گا۔ میں تجھ ایک ہی نکتہ بتاتا ہوں۔ اپنے آپ کو نہ دیکھ پھر نجات حاصل ہوگی۔

حاصل کلام یہ کہ اپنے علم و فضل پر مغرور بیٹھے رہنے سے معرفت نزدیک نہیں آتی۔ خود بینی اور خود رائی کو چھوڑ تاکہ تجھ پر معرفت کے دروازے کھول دیئے جائیں اور نجات ملے۔

تو خود را گماں بردۂ پُر خرد	اناءٔ کہ پُر شد دگر چوں برد
ز دعوی تہی آی تا پُر شوی	تو از خود پُری زاں تہی میروی
ز ہستی در آفاق سعدی صفت	تہی گرد و باز آ پُر معرفت

(۴) ترجمہ معشوق کے آستانہ پر آسمان کا خیال نہ کر ورنہ سربلندی کے اوج سے تو خاکِ پستی پر گر جائیگا۔

(۵) ترجمہ۔ عاشق بن ورنہ ایک روز جہان کا خاتمہ ہو جائیگا اور تو نے کارگاہِ ہستی سے نقشِ مقصود بالکل نہ پڑھا ہوگا۔

یعنے اگر عشق اختیار نہیں کریگا تو دنیا سے محروم جائیگا اور گوہرِ مقصود ہاتھ نہیں آئے گا۔

(۶) ترجمہ۔ میں نے اسی روز دیکھ لیا تھا کہ یہ فتنے اٹھیں گے۔ جبکہ سرکشی کی وجہ سے تو ہمارے پاس تھوڑی

دیر ہی نہیں بیٹھتا تھا۔

یعنے تیری سرکشی سے اسی وقت معلوم ہو گیا کہ تو کئی فتنے اٹھائے گا۔

(۷) ترجمہ۔ کانٹا اگرچہ جان خراش ہے لیکن پھول عذر خواہی کر دیتا ہے (اسی طرح) ذوقِ مستی کے پہلو میں شراب کی تلخی آساں معلوم ہوتی ہے۔

یعنے قاعدہ ہے کہ بغیر رنج کے راحت نہیں۔ کانٹا تکلیف دہ ہے لیکن پھول کے لئے کانٹے کی تکلیف برداشت کر لی جاتی ہے۔ اسی طرح ہر چند شراب تلخ ہے لیکن اسکی تلخی اس کی مستی کے مقابلہ میں کچھ چیز نہیں۔

(۸) ترجمہ۔ اے صوفی پیالہ دے اور اے ساقی صراحی بھر دے۔ اے کوتاہ آستینوں کب تک دراز دستی کرو گے۔ کوتاہ آستین سے مراد زاہدانِ ظاہر دار دیکھو شعر ن ۱۵/۴

(۹) ترجمہ مغوں کے حلقہ میں کل اس لڑکے نے مجھے کیا اچھا کہا کہ اگر تو بت پرستی نہیں کرتا تو (ہم) کافروں سے تیرا کیا کام ہے۔

بعض دیوانوں میں پہلا مصرعہ اس طرح ہے ع در حلقۂ مغانم دی شب بطنز گفتند

(۱۰) ترجمہ۔ مذہب طریقت میں خامی کفر کا نشان ہے۔ بیشک رندوں کا طریقہ چالاکی اور چستی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ مذہبِ طریقت میں پختگی چاہیے۔

(۱۱) ترجمہ۔ اے ہمارے بادشاہ! خدا را (مدد کر) کہ تیری زلف نے ہمیں مار ڈالا۔ یہ حبشی غلام کب تک ہمارے ساتھ اتنی دراز دستی کرے گا۔

سیاہ۔ حبشی غلام یہاں مراد زلف۔ سلطان سے مراد معشوق۔ سلطان و سیاہ کی رعایت ظاہر

(۱۲) ترجمہ۔ اگر تو کوئی خرقہ دیکھے تو اپنے کام میں مشغول ہو جا۔ تمام قبلہ گاہ خود پرستی میں مشغول ہیں

قبلہ گاہ مجازاً ہر بزرگ آدمی کو کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اگر تو کسی خرقہ پوش بزرگ کو دیکھے تو اس کیطرف توجہ نہ کر اپنے کام میں مصروف ہو جا۔ کیونکہ یہ بزرگ تمام خود پرست ہوتے ہیں۔

(۱۳) ترجمہ۔ سلامتی کے گوشہ میں ہم کسطرح مستور رہ سکتے ہیں جب کہ تیری مست آنکھ مستی کے اسرار ہمیں بتاتی ہے۔

دیکھو شعر الف ۲/۴۔

(۱۴) ترجمہ۔ اے جانِ عشق تجھے طوفان کے حوالے کر گیا۔ تو نے سمجھا ہی کہ اس کشائش سے بجلی کی طرح تو نکل گئی۔

جان سے مراد اپنی جان۔ مطلب یہ ہے کہ عشق سے رہائی مشکل ہے

(۱۵) ترجمہ۔ حافظ نے جب سے آنکھوں سے تیری پست زلف کو دیکھا ہے۔ باوجود تمام سربلندی کے پستی کا پامال ہوگا۔

زلفِ پست سے مراد زلفِ دراز جو لٹک کر نیچے تک پہنچ جائے۔

غزل (۲۰)

بجان او کہ گرم دسترس بجان بودی	۱	کمینہ پیشکش بندگانش آں بودی
اگر دلم نشدی پای بند طرۂ او	۲	کیم قرار درین تیرہ خاکداں بودی
بگفتمی کہ بہا چیست خاک پای ترا	۳	اگر حیات گرانمایہ جاوداں بودی
بخواب نیز نمی بینمش چہ جای وصال	۴	چو ایں نبود و ندیدیم بارے آں بودی
بہ بندگی قدش سرو معترف گشتی	۵	اگرچو سوسن آزادہ دہ زباں بودی

(۶) ز پردہ نالۂ حافظ برون کی افتادی
اگر نہ ہمدم مرغان صبح خواں بودی (۶)

(۱) ترجمہ۔ اس کی جان کی قسم ہے کہ اگر جان میرے قابو میں ہوتی۔ تو اسے میں اس کے غلاموں کے سامنے ادنیٰ پیشکش بناتا۔

یعنے اگر جان میرے اختیار میں ہوتی تو ضرور اسے اپنے معشوق پر قربان کرتا۔

(۲) ترجمہ۔ اگر میرا دل اس کی زلف میں گرفتار نہ ہوتا۔ تو اس تیرہ خاکدان میں مجھے کب قرار ہوتا۔

تیرہ خاکدان سے مراد دنیا۔

(۳) ترجمہ۔ میں بتا دیتا کہ تیری خاکِ پا کی قیمت کیا ہے۔ اگر قیمتی زندگی جاودانی ہوتی۔

مطلب یہ ہے کہ زندگی ہرچند قیمتی ہے لیکن چونکہ چند روزہ ہے اس لئے یہ تیرے پاؤں کی خاک کی قیمت نہیں ہو سکتی۔ البتہ اگر زندگی جاودانی ہوتی تو تیرے پاؤں کی خاک کی قیمت کی ہوتی۔

(۴) ترجمہ۔ وصال کا تو کیا ذکر ہے میں خواب میں بھی اُسے نہیں دیکھتا۔ اگر یہ نہیں تھا اور ہم نے اُسے (بیداری میں) نہ دیکھا تھا تو کاشکہ (خواب میں تو) دیکھتے۔

(۵) ترجمہ۔ سرو اس کے قد کی غلامی کا اعتراف کرتا۔ اگر سوسنِ آزاد کی طرح اسکی دس زبانیں ہوتیں۔

سرو اور قدِ یار کے لئے دیکھو شعری ۴/۱۔

(۶) ترجمہ۔ حافظ کی فریاد پردہ سے کب باہر ہوتی اگر وہ مرغانِ صبح خواں کا ہمدم نہ ہوتا۔

مرغانِ صبح خوان سے مراد بلبلیں۔

غزل (۲۱)

بچشم کردہ ام ابروی ماہ سیمائی	۱	خیال سرو قدی نقش بستہ ام جائی
زمام دل بکسی دادہ ام من مسکین	۲	کہ نیستش بکس از تاج و تخت پروائی
سرم ز دست شد و چشم از انتظار بسوخت	۳	در آرزوی سر و چشم مجلس آرائی
زہی کمال کہ منشور عشقبازی من	۴	ازان کمانچۂ ابرو رسد بطغرائی
مرا کہ از رخ تو ماہ در شبستان ست	۵	کجا بود بفروغ ستارہ پروائی
مکدرست دل آتش بخرقہ خواہم زد	۶	بیا ببین تو اگر میکنی تماشائی
بروز واقعہ تابوت ما ز سرو کنید	۷	کہ مردہ ایم ز داغ بلند بالائی
دران مقام کہ خوبان بغمزہ تیغ زنند	۸	عجب مکن ز سری کو فتادہ در پائی
فراق و وصل چہ باشد رضای دوست طلب	۹	کہ حیف باشد ازو غیر او تمنائی

(۱۰)

ز شوق سر بدر آرند ماہیان از آب
اگر سفینۂ حافظ رسد بدریائی

(۱۰)

(۱) ترجمہ۔ ایک ماہ سیما کی ابرو آنکھ میں سمائی ہے۔ ایک سرو قد کے خیال کا کسی جگہ نقشہ بنایا ہے۔

جائے سے مراد یہ ہے کہ دل میں نقشہ بنایا ہے۔

(۲) ترجمہ۔ مجھ مسکین نے دل کی باگ ایک ایسے شخص کو دی ہے کہ اسے کسی سے تاج و تخت کی پرواہ بھی نہیں ہے۔

(۳) ترجمہ۔ میرا سر ہاتھ سے چلا گیا اور آنکھ انتظار میں جل گئی۔ کسی مجلس آرا (معشوق) کے سر و چشم کی آرزو میں۔

(۴) ترجمہ۔ بہت کمال ہوگا اگر میری عشقبازی کا منشور۔ اُس کمان ابرو سے طغرا تک پہنچ جائے۔

منشور پراگندہ۔ پھیلا ہوا۔ پریشان۔ فرمان شاہی۔ پروانہ۔ مجازاً مشہور۔ طغرا۔ پیچیدہ خط جس میں بادشاہوں کا نام اور القاب فرمان پر لکھا جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بڑے کمال کی بات ہوگی اگر میری عشقبازی کے پروانہ پر طغرا لکھا جائے۔ یعنی میری عشقبازی کے دفتر کے عنوان پر اس ملک حسن کے بادشاہ کا نام لکھا جائے۔ یا میری عشقبازی اس سے منسوب ہو جائے۔

ابرو (بوجہ خم) اور طغرا کی رعایت ظاہر۔

(۵) ترجمہ۔ میرے شبستان میں تیرے چہرہ کا چاند ہے۔ مجھے ستارہ کی روشنی کی کیا پرواہ ہے۔

(۶) ترجمہ۔ میرا دل مکدر ہے میں خرقہ کو آگ لگا دوں گا۔ اگر تماشا دیکھنا ہے تو آ اور دیکھ۔

(۷) ترجمہ۔ میرے مرنے پر میرا تابوت سرو کی لکڑی کا بناؤ۔ کیونکہ میں ایک سرو قد کے داغ میں مرتا ہوں

(۸) ترجمہ۔ جس جگہ حسین غمزہ کی تلواریں چلائیں۔ وہاں کوئی عجب نہیں کہ سر کٹ کر پاؤں میں گریں۔

(۹) ترجمہ۔ فراق اور وصال کیا چیز ہے معشوق کی رضا طلب کر۔ کیونکہ معشوق سے سوا معشوق کی تمنا کے اور کچھ تمنا رکھنی افسوس کی بات ہوگی۔

زتو ارزانی ازراہ ہمہ من یار نخواہم		نہ جنت جویم و نے حور انہار سے خواہم

(۱۰) ترجمہ۔ شوق کی وجہ سے مچھلیاں پانی سے سر باہر نکالیں گی۔ اگر حافظ کا دیوان کسی دریا کے نزدیک جائے گا۔

سفینہ (۱) کتاب غزلیات (۲) کشتی۔

لہذا سفینہ۔ اور دریا کی رعایت ظاہر۔

غزل (۲۲)

پدید آمد رسوم بے وفائی	۱	نماند از کس نشان آشنائی
برند از فاقہ پیش ہر خسیسی	۲	کنوں اہل ہنر دست گدائی
کسی کو فاضل ست امروز در دہر	۳	نمی بیند ز غم یکدم رہائی
کسی کو جاہل ست اندر تنعم	۴	متاع او بود ہر دم بہائی
اگر شاعر بخواند شعر چوں آب	۵ ق	کہ دل را زو فزاید روشنائی
نہ بخشندش جوی از بخل و امساک	۶	اگر خود فی المثل باشد سنائی
خرد در گوش ہوش من دوش گفت	۷	برو صبرے بکن در بی نوائی

(۸) بیا حافظ بجاں این پند بنیوش
کہ گر از پا بیفتی بر سر آئی (۸)

(۱) ترجمہ۔ بیوفائی کے طریقے ظاہر ہو گئے ہیں۔ اور کسی میں آشنائی کا نشان باقی نہیں رہا۔

(۲) ترجمہ۔ اب تمام اہل ہنر فاقہ کی وجہ سے ہر ایک خسیس کے سامنے دستِ گدائی پھیلاتے ہیں۔

(۳) ترجمہ۔ آج زمانہ میں جو شخص فاضل ہے۔ وہ غم سے ایک دم رہائی نہیں پاتا۔

مرد تا کسب ہنر کرد بلا حاصل کرد	قطرہ گوہر چو شود بیم شکستن دارد

(۴) ترجمہ۔ اور جو کوئی جاہل ہے ناز و نعمت میں اُسکی متاع ہر وقت قیمتی ہے۔

جور فلک براہل کمال است منحصر	غم نیست از خسوف مہ ناتمام را

(۵) ترجمہ۔ اگر شاعر پانی کی طرح ایسے رواں شعر پڑھے کہ جن سے دل کی روشنائی بڑھے۔

(۶) ترجمہ۔ تو بخل در امساک سے اسے ایک جو کا دانہ بھی نہیں دینگے اگر وہ مثلاً سنائی بھی ہو۔

یہ دونوں شعر قطعہ بند ہیں **سنائی** سے مراد حکیم سنائی مصنفِ حدیقہ مشہور شاعر گذرے ہیں
گذشتہ تمام شعراء زمانہ کی ناقدر شناسی اور آسمان کی سفلہ پروری پر ہیں۔ دیکھو شعر د ۱۲۶/۷ د ۱۲۱/۲

د ۱۲/۸ م ۱۳/۴ م ۲۲/۵ ت ۱۴/۳ د ۲۰/۲ م ۷۵/۴-۴ ۔

(۷) ترجمہ ۔ کل عقل نے میرے ہوش کے کانوں میں کہا کہ جا بینوائی پر صبر کر۔

(۸) ترجمہ ۔ اے حافظ آ اور جان سے یہ نصیحت سن ۔ کہ اگر تو کرے گا تو آخر سربلند ہوگا۔

غزل (۲۳)

بروز اہد بامیدی کہ داری	۱	کہ دارم ہمچناں امیدواری
بجز ساغر کہ دارد لالہ در دست	۲	بیا ساقی بیاور انچہ داری
مرا در رشتۂ دیوانگان کش	۳	کہ مستی خوشتر ست از ہوشیاری
بپرہیز از من ای صوفی بپرہیز	۴	کہ کردم توبہ از پرہیزگاری
بیا دل در خم گیسوی او بند	۵	اگر خواہی خلاص و رستگاری
بوقت گل خدارا توبہ بشکن	۶	کہ عہد گل ندارد استواری
عزیزا نوبہار عمر بگذشت	۷	چو بر طرف چمن باد بہاری

(۸) بیا حافظ بہ پند تلخ کن گوش (۸)

چرا عمری بغفلت میگذاری

(۱) ترجمہ ۔ اے زاہد اس امید کے ساتھ جو تو رکھتا ہی جا۔ کیونکہ میں بھی ایسی ہی امید رکھتا ہوں۔

یعنے اگر تجھے خدا کے لطف و کرم پر امید ہے تو مجھے بھی ہے ۔ جا اپنا کام کر۔

(۲) ترجمہ ۔ سوائے اس پیالہ کے جو لالہ کے ہاتھ میں ہے اے ساقی جو کچھ تیرے پاس ہے لا۔

(۳) ترجمہ ۔ مجھے دیوانوں کے سلسلہ میں شامل کر دے کیونکہ مستی ہشیاری سے بہتر ہے۔

(۴) ترجمہ ۔ اے صوفی مجھ سے پرہیز کر پرہیز کر۔ کیونکہ میں نے پرہیزگاری سے توبہ کر لی ہے۔

دیکھو شعر د ۱/۴

(۵) ترجمہ ۔ آ اور اس کی زلف کے خم میں دل کو باندھ دے اگر تو خلاصی و رنجات چاہتا ہے۔

بیشک عشق کی قید باقی تمام قیود سے رہا کر دیتی ہے۔

بندِ معشوق چوں بربست بہ پا	از ہمہ بندہا رہا بودن

(۶) ترجمہ۔ موسم بہار میں خدا کے لئے توبہ توڑ دے۔ کیونکہ موسم بہار کو قیام نہیں ہے۔

(۷) ترجمہ۔ اے عزیز عمر کی نو بہار گذر گئی۔ جس طرح کہ باغ سے بادِ بہاری۔

یعنے بادِ بہاری کی طرح زمانۂ شباب جلد گذر جاتا ہے۔

(۸) ترجمہ۔ اے حافظ آ اور کڑوی نصیحت سن۔ عمر کو غفلت میں کیوں گذارتا ہے۔

غزل (۲۴)

بشنو این نکتہ کہ خود را ز غم آزادہ کنی	۱	خون خوری گر طلب روزی ننہادہ کنی
آخر الامر گل کوزہ گران خواہی شد	۲	حالیا فکر سبو کن کہ پر از بادہ کنی
جہد بنما کہ در ایام گل و عہد شباب	۳	عیش با آدمی چند پریزادہ کنی
تکیہ بر جای بزرگان نتوان زد بگزاف	۴	مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی
اجرہا باشدت ای خسرو شیرین حرکات	۵	گر نگاہی سوی فرہاد دل افتادہ کنی
خاطرت کی رقم فیض پذیرد ہیہات	۶	مگر از نقش پراگندہ ورق سادہ کنی
ای صبا بندگی خواجہ جلال الدین کن	۷	کہ جہان پر سمن و سوسن آزادہ کنی

(۸)	کار خود گر بخدا باز گزاری حافظ ای بسا عیش کہ با بخت خدادادہ کنی	(۸)

(۱) ترجمہ۔ یہ نکتہ سن تاکہ تو اپنے آپ کو غم سے آزاد کرے۔ اگر تو نامقرر شدہ روزی کی طلب کریگا تو خونِ جگر پیئے گا۔

روزی ننہادہ۔ یعنے روزی جو تیری قسمت میں نہیں لکھی گئی۔ خواجہ صاحب نے یہ نکتہ بیان کیا ہے کہ جو کچھ تیری قسمت میں ہے مل جائیگا۔ زیادہ کے لئے سعی و کوشش بیفائدہ ہے اور اپنے دل کو خون کرنا ہے

(۲) ترجمہ۔ آخر کار تو کوزہ گروں کی مٹی ہوجائیگا۔ اب سبو کی فکر کر کہ اُسے شراب سے بھرے۔
مطلب یہ ہے کہ پیشتر اسکے کہ کوزہ گر تیری خاک سے کوزے بنائیں تو کوزے کو شراب سے بھر اور پی۔

خوش باش کہ غصہ بیکراں خواہد بود	بر ہیچ قِراں ز اختراں خواہد بود
خشتے کہ ز قالب تو خواہند زدن	ایوان و سرائے دگراں خواہد بود

(۳) ترجمہ۔ کوشش کر کہ موسم بہار اور عہد شباب میں چند پریزادہ آدمیوں کے ساتھ تو عیش کرے۔
(۴) ترجمہ۔ بزرگوں کی جگہ پر لاف و گزاف سے تکیہ نہیں لگا سکتے۔ بلکہ بزرگی کے تمام اسباب آمادہ کرنے چاہئیں
یعنی ذاتی قابلیت کے بغیر صرف لاف و گزاف سے تو بزرگ نہیں بن سکتا۔ لیاقت پیدا کر
دیکھو شعر (۳)

(۵) ترجمہ۔ اے شیریں حرکات معشوق تجھے بڑا اجر ہوگا اگر افتادہ دل عاشق کی طرف نگاہ کرے گا۔
خسرو اور فرہاد کی رعایت ظاہر۔ حرکات حرف اول و دوم مفتوح۔
(۶) ترجمہ۔ افسوس تیرے دل پر فیض کی تحریر کب ہوسکتی ہے سوائے اسکے کہ تو اپنے ورق کو پراگندہ نقشوں سے صاف کردے
ورق۔ سے مراد ورقِ دل۔ مطلب یہ ہے کہ جب تک تیرے دل میں پراگندہ خیالات اور خیالاتِ
ماسوا موجود ہونگے۔ محبوب مطلق کا خیال تیرے دل میں نہیں سما سکتا اور تو فیض یاب نہیں ہوسکتا دل
کو غیر سے خالی کر تاکہ دوست اس میں جاگزین ہو۔
(۷) ترجمہ۔ اے صبا خواجہ جلال الدین کی بندگی کر تاکہ تو تمام جہان کو سمن اور سوسنِ آزادہ سے بھر دے۔
خواجہ جلال الدین سے مراد جلال الدین شاہ وزیر شاہ شجاع دیکھو لسان الغیب جلد اول صفحہ
۱۸ سوالخمری۔ مدحیہ شعر ہے۔
(۸) ترجمہ۔ اے حافظ اگر تو اپنے کام خدا پر چھوڑے گا۔ تو خداداد بخت کی بدولت بہت عیش
و عشرت کرے گا۔

غزل (۲۵)

بصوت بلبل و قمری اگر ننوشی مے	۱	علاج کے کنمت آخر الدواء الکی

ذخیرۂ بنہ از رنگ و بوی فصل بہار	۲	کہ میرسند زرہ رہزنان بہمن و دی
زمانہ ہیچ نبخشد کہ باز نستاند	۳	مجو ز سفلہ مروت مجو ز ناکس شی
چو گل نقاب برافگند و مرغ زد ہو ہو	۴	منہ ز دست پیالہ چہ میکنی ہی ہی
خزینہ داری میراث خوارگان کفر است	۵	بقول مطرب و ساقی بفتوی دف و نی
چو ہست آب حیاتت بدست تشنہ ممیر	۶	فلا تمت و من الماء کل شیء حی
نوشتہ اند بر ایوان جنت الماوی	۷	کہ ہر کہ عشوۂ دنیا خرید وای بوی
سخا نماند سخن طے کنم بیا ساقی	۸	بدہ بشادی روح روان حاتم طی
شکوہ سلطنت و حکم کی ثباتی داشت	۹	ز تخت جم سخنے ماندہ است و افسر کی

(۱۰) بخیل بوی خدا نشنود بیا حافظ
پیالہ گیر و کرم کن کہ الضمان علی (۱۰)

(۱) ترجمہ۔ بلبل اور قمری کی آواز پر اگر تو شراب نہیں پیتا۔ تو میں تیرا علاج کب کر سکتا ہوں۔ آخری علاج داغ دے کے۔ دراصل ی مشدد ہے یہاں بہ تخفیف پڑھی جائیگی۔ گرم لوہے سے اعضا پر داغ دینا ظاہر ہے کہ جب اور کوئی دوا کارگر نہیں ہوتی تو بیمار عضو پر گرم لوہے سے داغ لگاتے ہیں۔

شعر کا مطلب یہ ہی کہ اگر بلبل اور قمری کی آواز بھی تجھے شراب پینے کی رغبت نہ دلائے تو سمجھ کہ تیری بیماری لاعلاج ہے۔

(۲) ترجمہ۔ موسم بہار کے رنگ بو سے ذخیرہ جمع کر کیونکہ بہمن و دے کے رہزن راہ سے آرہی ہیں یعنے بہار سے فائدہ اٹھالے۔ خزاں آرہی ہے۔

(۳) ترجمہ۔ زمانہ کوئی ایسی چیز نہیں دیتا جو پھر واپس نہ لے لیتا ہو کمینوں سے مروت اور ناکس سے کچھ چیز نہ مانگ زمانہ کو سفلہ اور ناکس کہا ہے۔

(۴) ترجمہ۔ جب پھول نے نقاب اٹھا اور پرندوں نے ہو ہو کی آواز کی۔ ہاتھ سے پیالہ نہ چھوڑ ہی ہی کیا کرتا ہے۔

یعنے موسم بہار ہے بلبلیں چہچہا رہی ہیں۔ تو ایسے وقت شراب نہیں پیتا بڑا افسوس ہے تو کیا کرتا ہے

ہے ہے کلمہ تاسف ۔ہو ہو اور ہے ہے کی رعایت ظاہر۔

(۵) ترجمہ ۔مطرب ساقی کے قول اور دف و نے کے فتوی کے مطابق میراث خواروں کا خزانہ جمع کرنا بمنزلہ کفر کے ہے۔

میراث خوار وہ لوگ جن کو ورثہ میں مال ملا ہو۔مطلب یہ ہے کہ مال خرچ کرنا چاہیے نہ کہ جمع۔

(۶) ترجمہ ۔جب تیرے ہاتھ میں آب حیات ہے تو پیاسا نہ مر کیونکہ تمام چیزیں پانی سے زندہ ہیں۔

آب حیات سے مراد یہاں شراب ہے۔ قرآن کریم میں بھی پانی کو تمام اشیا کی زندگی کہا گیا ہے۔

(۷) ترجمہ ۔جنت الماوی کے ایوان پر لکھا ہے کہ جو شخص دنیا کے فریب میں آیا اس پر افسوس!

(۸) ترجمہ ۔قصہ کوتاہ سخاوت نہیں رہی اے ساقی آ اور حاتم طائی کی روح درواں کی خوشی میں شراب دے

(۹) ترجمہ ۔سلطنت اور حکمرانی کے دبدبہ کو کب قیام ہے تخت جمشید اور تاج کیخسرو کا نام ہی نام رہ گیا ہے۔

(۱۰) ترجمہ ۔بخیل نفس الرحمن کی خوشبو کبھی نہیں سونگھ سکتا اے حافظ آ پیالہ لے اور بخشش کر ہم ذمہ دار ہیں

غزل (۲۶)

بفراغ دل زمانی نظری بماهرویی	۱	به از آنکه چتر شاهی همه روز‌ها و هویی
بخدا که رشکم آید بدو چشم روشن خود	۲	که نظر دریغ باشد بچنین لطیف رویی
دل من شد ندانم چه شد آن غریب ما را	۳	که گذشت عمر و نامد خبری ز هیچ سویی
نفسم بآخر آمد نظرم ندید صورت	۴	بجز این نماند ما را هوسی و آرزویی

(۵) مکن ای صبا مشوش سر زلف آن پری را
که هزار جان حافظ بفدای تار مویی (۵)

(۱) ترجمہ ۔دلجمعی کے ساتھ کسی ماہ رو پر ایک نظر کرنا ۔بادشاہی تاج اور روزانہ کی دھوم سے بہتر

(۲) ترجمہ ۔خدا کی قسم کہ مجھے اپنی دو روشن آنکھوں پر افسوس آتا ہے کہ ایسے لطیف چہرہ پر ایک نظر بھی کی جائے

(۳) ترجمہ ۔میرا دل چلا گیا اور میں نہیں جانتا کہ ہمارے اس مسافر کا کیا حال ہوا ۔کیونکہ مدت ہوئی اور کسی طرف سے

اس کی خبر نہیں آئی۔

غریب سے مراد دل رمیدہ۔

(۴) ترجمہ۔ میری زندگی خاتمہ پر ہے اور میری نظر نے (وہ) صورت نہ دیکھی۔ اسکے بغیر ہماری کوئی آرزو اور ہوس باقی نہیں۔

(۵) ترجمہ۔ اے صبا اس پری کی زلف کو پریشان کر۔ حافظ کی ہزار جانیں اسکے ایک بال پر قربان ہوں۔

غزل (۲۷)

بگرفت کار حسنت چون عشق من کمالی	۱	خوش باش زانکه نبود این هر دو را زوالی
در وهم می‌نگنجد کاندر تصور عقل	۲	آید بہیچ معنی زین خوبتر مثالی
شد حظ عمر حاصل گر زانکه با تو ما را	۳	یکدم بعمر روزی روزی شود وصالی
آن دم که با تو باشم یک سال هست روزی	۴	وان دم که بی تو باشم یک لحظه هست سالی
من چون خیال رویت جانا بخواب بینم	۵	کز خواب می‌نبیند چشمم بجز خیالی
رحم آر بر دل من کز مهر روی خوبت	۶	شد شخص ناتوانم باریک چون هلالی

(۷) حافظ مکن شکایت گر وصل یار خواهی
زین بیشتر بباید بر هجر احتمالی (۷)

(۱) ترجمہ۔ میرے عشق کیطرح تیرا حسن بھی کمال پر پہنچ گیا ہے۔ خوش رہ کیونکہ ان دونو کو کبھی زوال نہیں

(۲) ترجمہ۔ یہ بات قیاس میں نہیں آتی کہ عقل کے تصور میں کسیطرح اس سے زیادہ خوبصورت شکل پیدا ہو سکے۔

یعنے یہ بات قیاس میں نہیں آسکتی کہ میرے معشوق کی شکل سے زیادہ خوبصورت شکل کبھی عقل کے تصور میں بھی آئے۔ بعض پرانے قلمی دیوانوں میں شعر اس طرح ہے۔

در وہم مے نگنجد واندر تصور عقل	نا ید بہ ہیچ معنے زین خوبتر مثالے

(۳) ترجمہ۔ تمام عمر کی خوشی حاصل ہو جائے اگر تیرے ساتھ تمام عمر میں ایکدن تھوڑی دیر کے لئے وصال حاصل ہو جائے

شد - ہوگئی - سمجھو کہ ہوگئی - ہوجائے گی - **روزی شود** حاصل ہوجائے - مل جائے -

(۴) ترجمہ - جس وقت میں تیرے ساتھ ہوں ایک سال ایک دن نظر آتا ہے اور جسوقت تجھ سے دور ہوتا ہوں ایک دن ایک سال نظر آتا ہے -

ظاہر ہیکہ خوشی کے دن چھوٹے اور غم کے دن بڑے معلوم ہوتے ہیں - روزانہ زندگی کے تجربہ کی بات ہے

(۵) ترجمہ - اے معشوق میں تیرے چہرہ کی تصویر کسطرح خواب میں دیکھوں - کیونکہ میری آنکھ صرف خیال میں نیند دیکھتی ہے یعنے جب میری آنکھوں میں نیند ہی نہیں تو تجھے خواب میں کسطرح دیکھوں - مجھے فی الواقعہ کبھی نیند نہیں آئی - صرف خیال ہے کہ نیند بھی ایک چیز ہوتی ہے -

(۶) ترجمہ - میرے دل پر رحم کر کہ تیرے خوبصورت چہرہ کی محبت سے میرا ناتواں وجود ہلال کیطرح باریک ہوگیا ہے

مہر اور ہلال میں صنعت ایہام ہے -

(۷) ترجمہ - اے حافظ اگر معشوق کا وصل چاہتا ہے تو شکایت نہ کر - اس سے بھی زیادہ ہجر برداشت کرنا ہوگا -

احتمال (۱) برداشت کرنا - بوجھ اٹھانا - بات کا سہنا (۲) گمان کرنا - گمان -

غزل (۲۸)

بلبل ز شاخ سرو بگلبانگ پہلوی	ق ۱	میخواند دوش درس مقامات معنوی
یعنی بیا کہ آتش موسے نمود گل	۲	تا از درخت نکتۂ تحقیق بشنوی
مرغان باغ قافیہ سنجند و بذلہ گو	۳	تا خواجہ مے خورد بغزلہای پہلوی
جمشید جز حکایت جام از جہاں نبرد	۴	زنہار دل مبند بر اسباب دنیوی
خوش فرش بوریا و گدائی و خواب امن	۵	کاین عیش نیست درخور اورنگ خسروی
درویشیم و گدا و برابر نمے کنم	۶	پشمین کلاہ خویش بصد تاج خسروی
این قصۂ عجب شنو از بخت واژگوں	۷	مارا بکشت یار بانفاس عیسوی
چشمت بغمزہ خانۂ مردم خراب کرد	۸	مخموریت مباد کہ خوش مست میروی
دہقان سالخوردہ چہ خوش گفت باپسر	۹	کای نور چشم من بجز از کشتہ ندروی

می خور بشعر بندہ کہ زیب دگر دہد	۱۰	بعد از تو خاک بر سر اسباب دنیوی	

ساقی بگو وظیفۂ حافظ ز بادہ داد

(۱۱) کاشفتہ گشت طرۂ دستار مولوی (۱۱)

(۱) ترجمہ۔ بلبل سرو کی شاخ سے پہلوی (فارسی) زبان میں گل مقاماتِ معنوی کا درس پڑھ رہی تھی۔

(۲) ترجمہ۔ یعنی آ کہ پھول نے آتشِ موسے دکھائی ہے۔ تاکہ تو درخت سے نکتۂ تحقیق سنے۔

یہ دونو شعر قطعہ بند ہیں۔ دوسرا شعر بلبل کا مقولہ ہے مطلب یہ ہے کہ بلبل گل باغ میں یہ اسرارِ باطنی بیان کر رہی تھی کہ اگر جلوۂ طور دیکھنا ہے تو آؤ اور درخت سے نکتہ تحقیق سنو۔ آتشِ موسیٰ سے مراد وہ آگ جو حضرت موسےٰ علیہ السلام کو کوہ طور سے نظر آئی اور نزدیک جانے پر درخت سے "(انی انا اللہ)" کی آواز سنی۔ ظاہر ہے کہ گل سرخ سبز پتوں میں آگ کی طرح نظر آتا ہے۔ درخت گل کو شجرِ طور اور گل کو آتشِ طور سے تشبیہ دی ہے۔ حاصل کلام یہ کہ موسم بہار میں باغ میں جا کر صنعتِ پروردگار کا نظارہ کر۔

گو نظر باز کن و خلعتِ نارنج ببین		ایکہ باور نکنی فی الشجر الاخضر نار	(سعدی)

(۳) ترجمہ۔ باغ کے پرندے قافیہ سنج اور بذلہ گو ہیں۔ تاکہ خواجہ فارسی غزلوں کے ساتھ شراب پیئے

(۴) ترجمہ۔ جمشید جام کی حکایت کے بغیر جہاں سے کچھ نہ لے گیا۔ خبردار دنیاوی اسباب پر دل نہ لگانا۔

(۵) ترجمہ۔ فرشِ بوریا۔ گدائی اور امن کی نیند اچھی ہے کیونکہ یہ عیش بادشاہی تاج کے ساتھ بھی نہیں ہوتی ظاہر ہے کہ امن کی نیند اور آرام بادشاہوں کے نصیب میں نہیں۔

(۶) ترجمہ۔ میں درویش ہوں اور گدا ہوں اور سو بادشاہی تاجوں کو اپنی پشمینہ کی ٹوپی کے برابر نہیں سمجھتا۔

	حباب سا اگر بزرگی کنی عالی ہوا از سر		نمیدارد کلاہ فقر و تاج سلطنت فرقے

(۷) ترجمہ۔ یہ عجیب بات ہے کہ بخت واژگوں کی وجہ سے ہم کو یار نے انفاسِ عیسوی سے قتل کر دیا۔

نفسِ عیسےٰ یا دم عیسےٰ سے تو مردے بھی زندہ ہوتے تھے۔ میرا یار بھی دم عیسےٰ رکھتا ہے لیکن میری بدبختی دیکھئے کہ مجھے الٹا بجائے زندہ کرنے کے معشوق نے قتل کر دیا۔ اسی مضمون کے لئے دیکھو شعر ۹/۱ اور ۱۸/۱۱ -

(۸) ترجمہ۔ تیری آنکھ نے عشوہ سے لوگوں کے گھروں کو ویران کر دیا۔ تجھے خمار نہ ہو کہ تو اچھا مست (ہوتا) ہے
چشم اور مردم کی رعایت ظاہر۔ خانہ مردم سے مراد آنکھ بھی ہو سکتی ہے۔

(۹) ترجمہ۔ بوڑھے دہقان نے اپنے لڑکے کو کیا اچھا کہا کہ اے میری آنکھوں کے نور بونے کے بغیر تو کچھ نہیں کاٹے گا۔

سعی و عمل کی تعلیم ہے۔ مطلب یہ ہے کہ محنت کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔

(۱۰) ترجمہ۔ میرے شعر و نغمے کے ساتھ شراب پی خدا تجھے کبھی دل تنگی نہ دے۔ تیرے بعد اسباب دنیا کو سر پر خاک
مطلب یہ ہے کہ جب تو نہیں ہوگا یہ جاہ و مال کس کام آئیگا۔ دل کو تکلیف میں نہ رکھ میرے شعر پڑھ اور شراب پی۔

(۱۱) ترجمہ۔ ساقی نے شاید حافظ کو شراب کا وظیفہ دیا ہے۔ کیونکہ مولوی کی دستار کا طرہ آشفتہ ہو گیا ہے۔
مولوی سے یہاں مراد خود خواجہ صاحب۔

غزل (۲۹)

بیا با گذار این کینه داری	۱	که حق صحبت دیرینه داری
نصیحت گوش کن کاین در بسی به	۲	از آن گوهر که در گنجینه داری
بفریاد خمار مفلسان رس	۳	خدا را گر می دوشینه داری
ولیکن کی نمائی رخ برندان	۴	تو کز خورشید و مه آئینه داری
بدرندان مگو ای شیخ هشدار	۵	که با حکم خدائی کینه داری
نمی ترسی ز آه آتشینم	۶	تو دانی خرقه پشمینه داری
(لا)	ندیدم خوشتر از شعر تو حافظ / بقرآنی که اندر سینه داری	(لا)

(۱) ترجمہ۔ آ اور ہمارے ساتھ یہ کینہ داری چھوڑ دے۔ کیونکہ تو دیرینہ صحبت کا حق رکھتا ہے۔

یعنے ہمارے درمیان دیرینہ صحبت کا حق ہے۔

(۲) ترجمہ۔ نصیحت سن کیونکہ یہ موتی بہت اچھا ہے اُس موتی سے جو تو خزانہ میں رکھتا ہے۔
دُر سے مراد یہاں نصیحت ہے۔

(۳) ترجمہ۔ اگر تیرے پاس شرابِ دوشینہ ہے تو خدا کے لئے مفلسوں کے خمار کی فریاد سن۔
مئے دوشینہ۔ گزشتہ رات کی بچی ہوئی شراب۔

(۴) ترجمہ۔ لیکن تو رندوں کو کب چہرہ دکھاتا ہی۔ جب کہ تو خورشید اور چاند کا آئینہ رکھتا ہی۔
یعنے خورشید اور ماہتاب بھی تیرے چہرہ کا آئینہ ہیں۔ جب تو اتنا حسین ہی تو رندوں کو کیونکر چہرہ دکھائے گا۔

(۵) ترجمہ۔ اے شیخ رندوں کی برائی نہ کر خبردار کہ تو خدا کے حکم کے ساتھ کینہ رکھتا ہے۔
یعنے ہم خود بخود رند نہیں بنے خدا نے بنایا ہے۔ کیا تجھے خدا کے فعل پر اعتراض ہے؟

(۶) ترجمہ۔ کیا تو میری آہِ آتشین سے نہیں ڈرتا۔ تو جانتا ہے کہ تیرا خرقہ پشمینہ کا ہے۔
اور خرقہ پشمینہ میں آگ جلدی لگتی ہے۔

(۷) ترجمہ۔ اے حافظ اُس قرآن کی قسم جو تیرے سینہ میں ہی تیرے شعروں سے اچھے شعر میں نے کبھی نہیں دیکھے۔
خواجہ صاحب کے اِس دعویٰ کو تمام علمی دنیا مانتی ہے۔

غزل (۳۰)

بیار بادہ و بازم رہاں زرنجوری	۱	کہ ہم بہ بادہ تواں کرد دفع مخموری
زہیچ وجہ نباشد فروغ مجلس انس	۲	مگر بروی نگار و شراب انگوری
زسحر غمزۂ فتان خویش غرہ مباش	۳	کہ آزموده‌ام و سود نیست مغروری
بیک فریب بدادم صلاح خویش از دست	۴	دریغ آن ہمہ زہد و صلاح و مستوری

ادیب چند نصیحت کنی که عشق مباز	۵	اگرچه نیست ادب این سخن چه دستوری
بعشق زنده بود جان مرد صاحبدل	۶	اگر تو عشق نداری برو که معذوری
رسید دولت وصل و گذشت محنت ہجر	۷	نہاد کشور دل باز رہ بہ معموری

(۸)

بهر کسی نتوان گفت راز دل حافظ
مگر بدانکه کشیده است محنت دوری

(۸)

(۱) ترجمہ۔ شراب لا اور مجھے رنج سے رہائی دے۔ کیونکہ خمار شراب سے ہی دور ہو سکتا ہے۔

(۲) ترجمہ۔ سوائے معشوق کے چہرہ اور انگوری شراب کے مجلس صحبت میں کسطرح رونق نہیں ہو سکتی۔

(۳) ترجمہ۔ اپنے فتنہ انگیز غمزہ کے جادو پر مغرور نہ ہو کیونکہ میں نے آزمایا ہے کہ مغروری میں کچھ فائدہ نہیں

(۴) ترجمہ۔ میں نے ایک ہی فریب میں اپنی صلاحیت کو ہاتھ سے دیدیا۔ اس تمام زہد، صلاحیت اور مستوری (کے چلے جانے) پر افسوس!

فریب سے مراد فریب معشوق۔ غمزہ۔ کرشمہ وغیرہ۔

(۵) ترجمہ۔ اے ادیب تو کب تک نصیحت کرتا رہے گا کہ عشق نہ کر۔ اگرچہ یہ بات ادب میں داخل نہیں ہے لیکن تو کسطرح کا آدمی ہے؟

چہ دستوری۔ تو کیسا آدمی ہے۔ کس طرح کا آدمی ہے۔ کس عقل کا آدمی ہے۔ تجھے کیا ہو گیا ہے۔ کیسا احمق آدمی ہے۔ خواجہ صاحب معافی بھی مانگ گئے ہیں اور ادیب کو احمق بھی کہہ گئے ہیں۔

(۶) ترجمہ۔ صاحبدل آدمی کی جان عشق سے زندہ ہوتی ہے۔ اگر تو عشق نہیں کرتا تو جا کہ تو معذور ہے
ممکن ہے یہ شعر پچھلے شعر سے قطعہ بند ہو اور خطاب ادیب سے ہو۔

(۷) ترجمہ۔ وصل کی دولت پہنچی اور ہجر کی تکلیف گذر گئی۔ ملک دل اب پھر آباد ہونے کو ہے۔

(۸) ترجمہ۔ اے حافظ ہر کسی کو دل کا راز نہیں بتا سکتے۔ البتہ اُسے بتا سکتے ہیں جس نے ہجر کی تکلیف برداشت کی ہو۔

غزل (۳۱۱)

ترا که هر چه مرادست در جهان داری	۱	چه غم ز حال من زار ناتوان داری
بخواه جان و دل از بنده و روان بستان	۲	که حکم بر سر آزادگان روان داری
بنوش می که سبکروحی و لطیف اندام	۳	علی الخصوص درین دم که سرگران داری
بیاض روی ترا نیست نقش در خور ازانکه	۴	سوادی از خط مشکین بر ارغوان داری
میان نداری و دارم عجب که هر ساعت	۵	میان مجمع خوبان کنی میان داری
مکن عتاب ازین بیش و جور بر دل من	۶	بکن هر آنچه توانی که جای آن داری
باختیار اگرت صد هزار تیر جفاست	۷	بقصد جان من خسته در کمان داری
بکش جفای رقیبان مدام و دل خوش دار	۸	که سهل باشد اگر یار مهربان داری
وصال دوست گرت دست میدهد هر روز	۹	برو که هر چه مرادست در جهان داری
چو ذکر لعل لبت میکنم خرد گوید	۱۰	حدیث با شکرست اینکه در دهان داری

(۱۱) چو گل هر آن ازین باغ می بری حافظ
چه غم ز ناله و فریاد باغبان داری (۱۱)

(۱) ترجمہ - جتنی مرادیں جہاں میں ہیں جب تجھے حاصل ہیں تو مجھ زار و ناتواں کے حال کا تجھ کو کیا فکر ہے

(۲) ترجمہ - مجھ سے جان اور دل مانگ اور جلدی لے لے - کیونکہ آزاد لوگوں (عاشقوں) کے سر پر تیرا حکم جاری ہے -

روان جلد - فوراً - روان جاری -

(۳) ترجمہ - شراب پی کہ تو سبکروح اور لطیف اندام ہے - خصوصاً اس وقت جبکہ تو حالتِ خمار میں ہے

(۴) ترجمہ - تیرے چہرے کے بیاض کو نقش کی ضرورت نہیں ہے - کیونکہ تو ارغواں میں خط مشکیں کی سیاہی رکھتا ہے -

ارغوان سے مراد سرخ چہرہ۔ خطِ مشکین یعنے خطِ سبز۔ مطلب یہ ہے کہ خطِ سبز کے علاوہ تیرے چہرے پر اور کسی نقش و نگار کی ضرورت نہیں۔

(۵) ترجمہ۔ تیری کمر نہیں ہے اور میں حیران ہوں کہ ہر وقت حسینوں کے مجمع میں تو سرداری کرتا ہے۔
میاندار سردار۔ دو کشتی گیروں کے ساتھ تیسرا آدمی جو اُن کو علیحدہ علیحدہ کرے۔
میاں۔ میاں اور میانداری کی رعایت ظاہر۔

(۶) ترجمہ۔ اس سے زیادہ عتاب اور جور میرے دل پر نہ کر۔ (اس کے علاوہ) جو کچھ تو کر سکتا ہے کر کہ تیرا اختیار ہے۔

(۷) ترجمہ۔ اگر لاکھ تیر جفا بھی تیرے قبضہ میں ہوں تو ان تمام کو تو مجھ ناتواں کے قصد پر کمان میں رکھتا ہے یعنے جتنے ظلم ہیں تو مجھ پر ہی کرتا ہے۔

(۸) ترجمہ۔ ہمیشہ رقیبوں کے ظلم کو برداشت کر اور دل کو خوش رکھ۔ کیونکہ اگر تیرا یار مہربان ہو تو یہ باتیں آسان ہیں۔

(۹) ترجمہ۔ اگر کسی روز معشوق کا وصال تجھے حاصل ہو جائے۔ تو جان کہ دنیا میں جتنی مرادیں ہیں تجھ کو حاصل ہو گئیں۔

(۱۰) ترجمہ جب میں تیرے لب لعل کا ذکر کرتا ہوں تو عقل کہتی ہے کہ تیرے منہ میں یہ بات ہے یا شکر ہے یعنے تیرے لب لعل کے ذکر سے منہ بھی شیریں ہو جاتا ہے گویا منہ میں شکر ڈالی ہے

الٰہی میری زبان پر یہ کس کا نام آیا		کہ میری نطق نے بوسے میری زباں کے لیے	

(۱۱) ترجمہ۔ اے حافظ جب اس باغ سے تو دامن پھولوں سے بھر کرکے جا رہا ہے۔ تو باغبان کے نالہ و فریاد کا کیا غم ہے۔

غزل (۳۲)

تو گر ز لب جوئی ز ہوس بنشینی	۱	ورنہ ہر فتنہ کہ بینی ہمہ از خود بینی

بخدائی که توئی بندهٔ بگزیدهٔ او	۲	که بجای من بیدل دگری نگزینی
صبر بر جور رقیبان چه کنم گر نه کنم	۳	عاشقان را نبود چاره بجز مسکینی
ادب و شرم ترا خسرو مهرویان کرد	۴	آفرین بر تو که شایستهٔ صد تحسینی
عجب از لطف تو ای گل که نشستی با خار	۵	ظاهرا مصلحت وقت در آن می بینی
حیفم آید که خرامی بتماشای چمن	۶	که تو خوشتر ز گل و تازه تر از نسرینی
گر امانت بسلامت ببرم باکی نیست	۷	بیدلی سهل بود گر نبود بیدینی
باد صبحی بهوایت ز گلستان برخاست	۸	که تو خوشبو چو گل سوری و چون نسرینی
سخن بی غرض از بندهٔ مخلص بشنو	۹	ای که منظور بزرگان حقیقت بینی
نازنینی چو تو پاکیزه رخ و پاک نهاد	۱۰	بهتر آنست که با مردم بد ننشینی
تشنهٔ بازی شکم نگری از چه پرست	۱۱	گر بدین منظر بینش نفسی بنشینی
بعد از این دامن گدائی بسر منزل عشق	۱۲	راهرو را نبود چاره بجز مسکینی
تو بدین دلکشی و نازکی ای ماه حسن	۱۳	لائق بزمگه خواجه جلال الدینی

(۱۴)	سیل این اشک روان صبر دل حافظ برد بلغ الطاقة یا مقلة عینی بینی	(۱۴)

(۱) ترجمہ۔ تو شاید ہوس کی وجہ سے نہر کے کنارے پر بیٹھتا ہے ورنہ جو فتنے تو دیکھتا ہے سب تیرے ہی برپا کیے ہوئے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ تجھے لب جو بیٹھ کر سرو اور سبزہ زار کے نظارہ کی کچھ ضرورت نہیں۔ کیونکہ تیرا قد خود ایک سرو ہے اور دنیا میں جتنے فتنے ہیں سب تیرے قد بالا کے برپا کئے ہوئے ہیں تیرا نہر کے کنارے پر بیٹھنا صرف ہوس کی وجہ سے ہے ورنہ سب نظارے تو اپنے اندر رکھتا ہے۔

قسمت گر ہوست کشد کہ بہ سیر سرو و سمن درآ		تو ز غنچہ کم ندمیدۂ در دل کشا بہ چمن درآ

اس شعر کی حاشیہ نویسوں اور شارحین نے مختلف شرحیں کی ہیں۔

(۲) ترجمہ۔ تجھے اس خدا کی قسم ہے جس کا تو برگزیدہ بندہ ہے۔ کہ مجھ بیدل کی بجائے تو کسی غیر کو قبول نہ کریگا۔

یعنی مجھے چھوڑ کر اغیار کو اپنا دوست نہ بنا۔

(۳) ترجمہ۔ رقیبوں کی جور پر اگر صبر نہ کروں تو کیا کروں۔ عاشقوں کو مسکینی کے بغیر اور کوئی چارہ نہیں

(۴) ترجمہ۔ ادب اور شرم نے تجھے حسینوں کا بادشاہ کر دیا۔ تجھ پر شاباش کہ تو بہت تعریف کے قابل ہے

(۵) ترجمہ۔ اے پھول تیری مہربانی پر تعجب ہے کہ تو کانٹے کے ساتھ بیٹھا ہے۔ بظاہر (معلوم ہوتا ہے کہ) تو نے مصلحتِ وقت اسی میں دیکھی ہے۔

گل سے مراد معشوق اور خار سے مراد رقیب ہے۔

(۶) ترجمہ۔ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ تو باغ کی سیر کے لئے جائے۔ جب کہ تو خود پھول سے زیادہ خوبصورت اور نسرین سے زیادہ تر و تازہ ہے۔

(۷) ترجمہ۔ اگر میں امانت کو سلامت لیجاؤں تو پھر کچھ ڈر نہیں۔ بیدلی تو معمولی بات ہے مگر بے دینی نہ ہونی چاہیئے۔

امانت سے مراد وہ امانت جس کی تشریح شعر ۵۴ میں گزری۔ مطلب یہ ہے کہ ہم بیشک عاشق ہیں اور بیدل لیکن بیدلی جائز ہے البتہ زاہدانِ ریاکار کی بیدینی بُری ہے خدا اس سے بچائے۔ امانت جو ہمارے سپرد کی گئی ہے۔ اسے بسلامت لے جانا چاہیئے پھر کسی بات کا ڈر نہیں۔

(۸) ترجمہ۔ صبح کی ہوا تیری آرزو میں باغ سے چلی کیونکہ تو گلِ سرخ اور نسرین کی طرح خوشبودار ہے

(۹) ترجمہ۔ اے کہ تو حقیقت میں بزرگوں کا منظورِ نظر ہے۔ اس مخلص غلام کی بے غرض بات سن۔

(۱۰) ترجمہ۔ تجھ جیسا پاکیزہ چہرے والا اور پاک طینت والا نازنین بہتر ہے کہ بُرے آدمیوں کے ساتھ نہ بیٹھے۔

(۱۱) ترجمہ۔ دائیں بائیں سے میرے آنسو دل کی شیشہ بازی دیکھیگا۔ اگر تو اس بینائی کے منظر میں تھوڑی دیر کے لئے بیٹھے۔

شیشہ بازی رقاصی کا ایک فن جس میں ناچنے والا شیشہ و صراحی گلاب سے بھر کر سر پر رکھتا ہے۔ اور ناچتا ہے اور باوجود حرکاتِ رقص کے شیشہ سر سے نہیں گرتا۔ اگر سر سے گرے تو اصولی حرکات سے اُسے بازو یا گردن پر روک لیتا ہے۔ گرنے نہیں دیتا۔ (بہارِ عجم)

منظرِ بینش سے مراد آنکھ۔ مطلب صرف یہ ہے کہ میری آنکھوں میں بیٹھ کر مردمِ دیدہ

کی شیشہ بازی دیکھہ یعنے میری اشکباری کا نظارہ کر۔

(۱۲) ترجمہ۔ اسکے بعد ہم ہونگے اور منزلِ عشق کی گداگری۔ راہرو کو مسکینی کے بغیر اور کچھہ چارہ نہیں۔
مطلب یہ ہے کہ راہرو عشق کو خواہ مخواہ مسکینی اختیار کرنی پڑتی ہے۔

(۱۳) ترجمہ۔ یہ ناز حسن تو اس دلکشی اور نازکی کے ساتھہ۔ خواجہ جلال الدین کی مجلس کے لائق ہے
جلال الدین۔ دیکھو شعر ی ۲۴/۲ مدح کی طرف گریز کیا ہے۔

(۱۴) ترجمہ۔ اس اشک رواں کا سیلاب حافظ کے دل کا صبر لے گیا۔ اے آنکھہ کی پتلی دیکھہ کہ طاقت کمال کو پہنچ چکی ہے۔

بلغ۔ فعل ماضی۔ پہنچ گئی۔ کمال کو پہنچ گئی۔ انتہا کو پہنچ گئی۔ **دمع** گوشۂ چشم یا مردم چشم
مردم چشم کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں کہ تیرے آنسوؤں کے سیلاب نے خانۂ صبر کو برباد کر دیا ہے
اب صبر کی طاقت نہیں رہی۔ تاب و طاقت کی انتہا ہو چکی ہے۔

غزل (۴۳)

جان فدای توکه هم جانی و هم جانانی	۱	هر که شد خاک درت رست ز سرگردانی
سرسری از سر کوی تو نیارم برخاست	۲	کار دشوار نگیرند بدین آسانی
خام را طاقت پروانهٔ پرسوخته نیست	۳	نازکان را نرسد شیوهٔ جان افشانی
بتو آرام گرفتن بود از ناکامی	۴	با تو گستاخ نشستن بود از حیرانی
فاش کردند رقیبان تو سر دل من	۵	چند پوشیده بماند خبر پنهانی
تا بماند تر و شاداب نهال قد تو	۶	واجب آنست که بر دیدهٔ ما بنشانی
در خم زلف تو دیدم دل خود را روزی	۷	گفتمش چونی و چون می رهی ای زندانی
گفت آری چه کنی گر نبری رشک بمن	۸	هر گدا را نبود مرتبهٔ سلطانی

(۹) راستی حد تو حافظ نبود صحبت ما
بس اگر بر سر این کوی کنی سگبانی (۹)

(۱) ترجمہ ۔ جان تجھ پر فدا ہو کہ تو جان بھی ہے جاناں بھی ہے۔ جو شخص تیرے دروازہ کی خاک ہو گیا۔ سرگردانی سے چھوٹ گیا۔

(۲) ترجمہ ۔ تیرے کوچہ سے میری سائی سے نہیں اٹھ سکتا۔ ایسا مشکل کام اتنی آسانی سے نہیں ہو سکتا۔

(۳) ترجمہ ۔ خام طبع آدمی کو پر سوختہ پروانے کی سی طاقت نہیں ہوتی۔ نازک مزاجوں میں جان افشانی کا شیوہ نہیں ہوتا۔

مطلب یہ ہے کہ جان دینا پختگانِ عشق کا کام ہے۔ خام طبع لوگ پروانہ کی طرح جان نہیں دے سکتے

(۴) ترجمہ ۔ تیرے بغیر آرام کرنا ناکامی کی بات ہے اور تیرے ساتھ گستاخ بیٹھنا حیرانی کی بات ہے۔

(۵) ترجمہ ۔ تیرے رقیبوں (دربانوں) نے میرے دل کا راز فاش کر دیا۔ پوشیدہ خبر کب تک چھپ سکتی ہے

(۶) ترجمہ ۔ تاکہ تیرے قد کا درخت تر و تازہ رہے واجب ہے کہ تو اسے ہماری آنکھوں پر لگائے۔

قدِ معشوق کو سرو سے اور اپنی آنکھ کو نہر سے تشبیہ دی ہے۔

(۷) ترجمہ ۔ ایک دن میں نے اپنے دل کو تیری زلف کے خم میں دیکھا۔ میں نے پوچھا کہ اے قیدی تو کیسا ہے اور کس طرح رہا ہو سکتا ہے۔

(۸) ترجمہ ۔ اس نے جواب دیا کہ ہاں اگر تو مجھ پر رشک کرے تو کیا کرے۔ ہر ایک گداگر کو بادشاہی کا مرتبہ نہیں مل سکتا۔

یہ دونو شعر قطعہ بند ہیں۔ خواجہ صاحب کے سوال پر دل نے جواب دیا کہ میں تو زلفِ محبوب میں گرفتار ہو کر بادشاہ ہو گیا تو کیوں رشک کرتا ہے۔ تجھے یہ مرتبہ کہاں نصیب ہو سکتا ہے۔

(۹) ترجمہ ۔ اے حافظ سچ تو یہ ہے کہ ہماری صحبت تیرے منصب کے لائق ہے۔ یہی کافی ہے کہ تو ہمارے کوچہ میں سگبانی کرے۔

یہ شعر معشوق کا مقولہ ہے۔

غزل (۳۴۳)

جای حضور و گلشن امنست ایں سرای	۱	زیں در بشادمانی عیش و طرب در آی

ای کاخ دولتی تو چه کاخی که مدرجست	۲	در شاخسار گلشن تو سایهٔ همای
هر صبح در هوای درت میکند صبوح	۳	جمشید تخت چرخ بجام جهان نمای
باد تو همچو آتش موسی خجسته پی	۴	خاک تو همچو آب خضر زندگی فزای
فرخنده نوگل تو چمن را حیات ده	۵	جعد بنفشه تو صبا را گره گشای
مرغول سنبل از دم کوی تو خوش نسیم	۶	زلف صبا ز خاک جناب تو مشکسای
خورشید در هوای تو چون ذره پای کوب	۷	جمشید در حریم تو چون بندگان بپای

(۸) حافظ مقیم درگه او باش و عیش کن
کاندر بهشت بهتر ازین گوشه نیست جای (۸)

(۱) ترجمہ - یہ مکان جائے حضور اور گلشن امن ہے - اس دروازہ سے عیش و طرب کی خوشی میں داخل ہو۔

سرای سے مراد سرای محبوب۔

(۲) ترجمہ - اے محل دولت تو کیا محل ہے کہ تیرے باغ کی ٹہنیوں میں ہما کا سایہ گذرتا ہے۔

مدرج - جائے رفتن و گذشتن - راہ - مطلب یہ کہ اے معشوق کے محل تیرا رتبہ کتنا بلند ہے کہ تیرے ساتھ جو پائیں باغ ہے اسکے درختوں کی ٹہنیوں میں ہما کا سایہ ہے - یعنے جو تیرے باغ کے درختوں کے سایہ کے نیچے بیٹھا وہ گویا بادشاہ بن گیا۔

(۳) ترجمہ - ہر صبح تیرے دروازہ کی آرزو میں تخت فلک کا جمشید جام جہاں نما سے شراب صبح پیتا ہے

مطلب یہ ہے کہ ہر صبح تیری آرزو میں آفتاب جام صبوحی پیتا ہے۔

(۴) ترجمہ - تیری ہوا آتش طور کیطرح مبارک قدم ہے اور تیری خاک آب حیات کیطرح جان بخش ہے

آتش موسےٰ سے مراد وہ نور جو حضرت موسےٰ علیہ السلام کو کوہ طور سے نظر آیا - اس شعر میں چہار عناصر آب و آتش - خاک - باد کی رعایت قابل داد ہے۔

(۵) ترجمہ - تیرا نیا مبارک پھول باغ کو زندگی بخشتا ہے - اور تیری زلف کا پیچ و خم باد صبا کی گرہ کشائی کرتا ہے۔

فرخندہ نوگل سے مراد گل رخسار۔

(۶) ترجمہ۔ سنبل کے پیچدار بال تیرے کوچہ کی ہوا سے خوشبودار ہوگئے ہیں۔ اور صبا کی زلف تیرے دربار کی خاک سے معنبر ہوگئی ہے۔
(۷) ترجمہ۔ آفتاب تیری آرزو میں ذرہ کی طرح ناچ رہا ہے اور جمشید تیرے دربار میں غلاموں کیطرح کھڑا ہے
(۸) ترجمہ۔ اے حافظ! اسکی درگاہ میں مقیم ہو اور عیش کر۔ کیونکہ اس گوشہ سے بہتر بہشت میں بھی کوئی جگہ نہیں ہے

غزل (۳۵)

چو سرو گر بخرامی دمے بگلزارے	۱	خورد ز غیرت روی تو ہر گلے خارے
ز کفر زلف تو ہر حلقۂ و آشوبے	۲	ز سحر چشم تو ہر گوشۂ و بیمارے
نثار خاک رہت نقد جان ما ہر چند	۳	کہ نیست نقد روان را بر تو مقدارے
مرو چو بخت من اے چشم مست یار بخواب	۴	کہ در پی است ز ہر سوت آہ بیدارے
دلا ہمیشہ مزن لاف زلف دلبندان	۵	چو تیرہ رای شوی کی گشایدت کارے
سرم برفت و زمانے بسر نرفت این کار	۶	دلم گرفت و نبودت سر گرفتارے

(۷)	چو نقطہ گفتمش اندر میان دائرہ آی بخندہ گفت کہ حافظ برو چہ پرکارے	(۷)

(۱) ترجمہ۔ اگر سرو کیطرح تھوڑی دیر کے لئے تو باغ میں خراماں ہو۔ تو تیرے چہرہ کی غیرت سے ہر ایک پھول کانٹا کھائے

	رشک قد تو اے چمن آرا شکستہ است		از سروہا بسینۂ گلشن خدنگہا	(الہنش)
	از آسیر باغباں گلہای رعنا را نگو		خار خجلت در جگر لاف نزاکت مشکل است	(جلال اسیر)

(۲) ترجمہ۔ تیری زلف کے کفر سے ہر حلقہ میں آشوب ہے۔ تیری آنکھ کے جادو سے ہر گوشہ میں ایک بیمار پڑا ہے۔
زلف و حلقہ و آشوب اور چشم و گوشہ و بیمار کی رعایت قابل صد تحسین و آفرین ہے
(۳) ترجمہ۔ ہماری جان کی نقدی تیرے راستہ کی خاک پر قربان ہو۔ اگرچہ جان کی نقدی کی تیرے سامنے کچھ قدر و قیمت نہیں
نقد رواں۔ مروجہ سکہ کو بھی کہتے ہیں لہذا نقد جان اور نقد رواں کی رعایت ظاہر۔

(۴) ترجمہ۔ اے معشوق کی مست آنکھ میری بخت کیطرح سو نہ جا۔ کیونکہ ہر طرف سے بیداروں (عاشقوں) کی آہیں تیرے در پے ہیں۔

(۵) ترجمہ۔ اے دل ہمیشہ معشوقوں کی زلف کی لاف نہ مار۔ جب تو تیرہ رای ہوگیا تو کشایش کار کب ہو سکتی ہے۔

زلف اور تیرہ کی رعایت ظاہر۔ مطلب یہ ہے کہ اگر زلف کا سودا ہوگیا تو پھر کشائش کار مشکل ہو جائے گی۔

(۶) ترجمہ۔ میرا سر چلا گیا اور کام تھوڑی دیر کے لئے بھی سر انجام نہ ہوا۔ میرا دل منقبض ہوگیا اور تجھے کسی اسیر کا خیال اب بھی نہیں۔

گرفتار سے مراد خود خواجہ صاحب۔

(۷) ترجمہ۔ میں نے اسے کہا کہ نقطہ کیطرح دائرہ کے اندر آجا۔ اس نے ہنس کر جواب دیا کہ اے حافظ پرکار کی طرح باہر چلا جا۔

سوال و جواب بہت اچھا ہے۔ احباب کا حلقہ ہے خواجہ صاحب معشوق کو کہتے ہیں کہ نقطہ مرکز کی طرح اس دائرہ میں آجا۔ جواب ملتا ہے کہ آپ خط محیط کی طرح دائرہ سے باہر ہو جائیے۔ ظاہر ہے کہ دائرہ مرکز عین درمیان اور خط محیط عین باہر ہوتا ہے۔ پرکار کا بھی ایک پاؤں مرکز پر اور دوسرا محیط پر ہوتا ہے۔

غزل (۳۶)

۱	چون درجہان خوبی امروز کامگاری	شاید کہ عاشقان را کامی ز لب برآری
۲	با عاشقان بیدل تا چند ناز و عشوہ	بر بیدلان مسکین تا کی جفا و خواری
۳	تا چند ہمچو چشمت در عین ناتوانی	تا چند ہمچو زلفت در تاب و بیقراری
۴	جوریکہ از تو دیدم دردی کہ از تو بردم	گر شمہ بدانی شاید کہ رحمت آری
۵	از بادہ وصالت گر جرعہ بنوشم	تا زندہ ام نوزنم آئین ہوشیاری
۶	در ہجر ماندہ بودم باد صبا رسانید	از بوستان وصلت بوی امیدواری

مابندہ ایم وعاجز توخواجہ وقادر	۷	گرمیکشی بزورم ورمیکشی بزاری
وکان عاشقی را بسیار مایہ باید	۸	دلہای ہمچو آتش چشمان میغ باری
گرچہ ببوی وصلت درحشر زندہ گردم	۹	سر برنیارم ازخاک ازروی شرمساری

(۱۰) آخر ترحمی کن برحال زار حافظ
تا چند ناامیدی تا چند خاکساری (۱۰)

(۱) ترجمہ ۔ چونکہ حسن کے بہال میں تو آج کامیاب ہے۔ اس لئے چاہئے کہ تو لبتہ عاشقوں کی مطلب براری بھی کرے۔

(۲) ترجمہ ۔ بیدل عاشقوں کے ساتھ کب تک ناز و عشوہ کریگا مسکین بیدلوں پر کب تک ظلم اور خواری کریگا۔

(۳) ترجمہ ۔ تیری آنکھ کیطرح ہم کب تک عین ناتوانی میں رہیں گے۔ اور تیری زلف کیطرح کب تک پیچ و تاب اور بیقراری میں رہیں گے۔

چشم اور عین میں صنعت ایہام ہے۔ چشم بیمار کی ناتوانی ظاہر۔

(۴) ترجمہ ۔ ہم نے ظلم جیسے تجھ سے دیکھا ہے اور جو درد ہم نے تجھ سے اٹھایا ہے اگر تجھ کو اسکا تھوڑا سا علم بھی ہو جائے تو شاید تو ہم پر رحم کرے۔

(۵) ترجمہ ۔ اگر تیرے وصال کی شراب میں ایک گھونٹ پی لوں تو جب تک زندہ رہوں ہوشیاری کی طرز اختیار نہ کروں۔

(۶) ترجمہ ۔ میں ہجر میں ناتواں ہو گیا تھا کہ باد صبا تیرے وصل کے باغ سے امید کی بو لائی۔

(۷) ترجمہ ۔ ہم غلام ہیں اور عاجز تو مالک ہے اور قادر۔ اگر تو زور سے مجھ کو قتل کرے یا زاری سے مجھ کو قتل کرے (تیرا اختیار ہے)

(۸) ترجمہ ۔ عاشقی کی دکان میں بہت سا سرمایہ چاہئے۔ آگ کیطرح دل اور نہر کیطرح آنکھیں۔

مطلب یہ ہے کہ عشق میں دل سوزاں اور چشم گریاں ضروری ہیں۔

(۹) ترجمہ ۔ اگرچہ میں تیرے وصل کی امید پر حشر کے روز زندہ ہو جاؤنگا لیکن شرمساری کی وجہ سے خاک سے سر نہیں اٹھاؤنگا۔

شرمساری بوجہ کم بضاعتی سرمایۂ اعمال۔

(۱۰) ترجمہ ۔ حافظ کے حال زار پر آخر رحم کر۔ یہ ناامیدی اور یہ خاکساری کب تک ہوگی۔

غزل (۳۷)

چه بودی ار دلِ آن ماه مهربان بودی	۱	که کار ما نه چنین بودی ار چنان بودی
بگفتمی که چه ارزد نسیم طرهٔ دوست	۲	گرم بهر سر موئی هزار جان بودی
برات خوشدلی ما چه کم شدی یارب	۳	گرش نشان امان از بدِ زمان بودی
گرم زمانه سرافراز داشتی و عزیز	۴	سریر عزتم آن خاک آستان بودی
خیال اگر نشدی سدِ آب دیدهٔ من	۵	هزار چشمه بهر گوشه روان بودی
کسی بجوی وهم کاشکی نشان دادی	۶	که تا فراغتی از باغ و بوستان بودی
برخ چو مهر فلک بی نظیرِ آفاق ست	۷	بدل دریغ که یک ذره مهربان بودی
ز پرده کاش برون آمدی چو قطرهٔ اشک	۸	که بر دو دیدهٔ ما حکم او روان بودی

(۹) اگر نه دائرهٔ عشق راه بربستی
چو نقطه حافظ بیدل دران میان بودی (۹)

(۱) ترجمہ ۔ اس ماہوش کا دل اگر مہربان ہوتا تو کیا ہوتا ۔ اگر ایسا ہوتا تو ہمارا حال اسطرح (ابتر) نہ ہوتا

(۲) ترجمہ ۔ اگر میرے ہر ایک بال کے ساتھ ہزار ہزار جانیں ہوتیں ۔ تو میں بتاتا کہ معشوق کی زلف کی خوشبو کی کیا قیمت ہے
مطلب یہ ہے کہ میں صرف ایک جان رکھتا ہوں ۔ لیکن یہ ایک جان زلفِ محبوب کی خوشبو کی ہم قیمت نہیں ہو سکتی البتہ اگر میرے ہر ایک بال کے ساتھ ہزار ہزار جانیں ہوتیں تو وہ تمام مل کر البتہ زلفِ یار کی نسیم کی ہم قیمت ہو سکتیں ۔ دیکھو شعر دی ۲۰/۴)

(۳) ترجمہ ۔ اے خدا کیا کمی ہو جاتی اگر ہماری خوشدلی کی برات کو زمانہ کے ہاتھ سے امان کا پروانہ مل جاتا ۔
برات ۔ حصہ ۔ ہنڈی ۔ چک ۔ "برات خوشدلی ما" کا "چہ کم شدے" کے ساتھ کوئی نحوی تعلق نہیں ۔ **نشان امان** ۔ امان کا پروانہ ۔ قتل عام کے موقعہ پر جس شخص کو نشان امان دیا جائے وہ ہر قسم کے تعارض سے محفوظ ہو جاتا ہے ۔

...یہ ہے کہ اگر حوادث زمانہ سے ہماری خوشدلی کو امان مل جاتے تو خدا کے خزانہ میں ...قع ہو سکتی ہے۔

(۴) ترجمہ۔ اگر زمانہ مجھے سرافراز اور مغرور رکھتا۔ تو اس آستانہ کی مٹی میری عزت کا تخت ہوتا۔

مطلب یہ ہے کہ آستانِ محبوب کی خاک میرے لئے عزت کا تخت ہے۔

(۵) ترجمہ۔ اگر (تیرا) خیال میرے آنسوؤں کے سدِ راہ نہ ہوتا۔ تو ہر طرف ہزاروں چشمے جاری ہو جاتے

(۶) ترجمہ۔ افسوس کہ کوئی شخص مجھے اسکے کوچہ کی راہ بتا تا رہتا کہ مجھے باغ و بوستان کی ضرورت نہ رہتی۔

یعنے اُسکا کوچہ ہی میرے لئے باغ و بوستان ہو جاتا۔

(۷) ترجمہ۔ چہرے کے لحاظ سے تو وہ آفتاب فلک کیطرح تمام جہان میں بے نظیر ہے۔ افسوس کہ دل میں بھی وہ ذرہ بھر مہربان ہوتا۔

مہر و ذرہ اور مہربان کی رعایت ظاہر۔ دیکھو شعر الف ۱/۲

(۸) ترجمہ۔ افسوس کہ وہ کبھی آنسو کے قطرہ کیطرح پردہ سے باہر نکلتا۔ تاکہ ہماری دونوں آنکھوں پر اسکا حکم جاری ہوتا

(۹) ترجمہ۔ اگر عشق کا دائرہ رستہ بند نہ کر دیتا۔ تو بیدل حافظ نقطہ (مرکز) کیطرح اس کے درمیان ہوتا۔

غزل (۳۸)

چہ قامتی کہ ز سر تا قدم ہمہ جانی ۱ چہ صورتی کہ بہیچ آدمی نمی مانی
نہ صورتی کہ گل گلستان فردوسی ۲ نہ قامتی کہ سہی سرو باغ و بستانی
بسی حکایت حسنت شنیدہ ام جانان ۳ کنون کہ دیدمت الحق ہزار چندانی
تنم چو چشم تو دارد نشان بیماران ۴ دلم چو زلف تو دارد سر پریشانی
ز جستجوی تو ننشینم ارچہ بنشستم ۵ میان خون دل و آب دیدہ بنشانی
ز خاک پای عزیز تو سر نگردانم ۶ گرم ز دست فراقت بسر بگردانی
تو چون سپہر جفا پیشہ و اعوانم ۷ چو روزگار نہادہ است رو بویرانی

زروی لطف و ترحم چرا نہ بخشائی	(۸)	چو درد و محنت حافظ یقین ہمیدانی

(۱) ترجمہ - تیرا قد کیا ہے کہ سر سے قدم تک تو عین جان ہے - تیری صورت کیسی ہے کہ کسی آدمی کے مشابہ نہیں۔

یعنی تمام دنیا سے زیادہ حسین ہے - کوئی آدمی تیرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

(۲) ترجمہ - تیری صورت کیا ہے باغ بہشت کا ایک پھول ہے - تیرا قد کیا ہے باغ و بستان کا سرو سہی ہے

(۳) ترجمہ - اے جاناں میں نے تیرے حسن کی بہت حکائیتیں سنی ہیں - اب کہ میں نے تجھے دیکھا ہے فی الحقیقت تو اس سے ہزار چند حسین ہے۔

یعنی جیسا سنا تھا اس سے ہزار چند زیادہ پایا۔

(۴) ترجمہ - میرا جسم تیری آنکھ کیطرح بیماری کی نشانی رکھتا ہے - میرا دل تیری زلف کی طرح پریشان ہے

(۵) ترجمہ - میں تیری جستجو نہیں چھوڑونگا اگرچہ ہر دم تو مجھے دل کے خون اور آنکھوں کے پانی کے درمیان بٹھائے۔

یعنی ہرچند میرا دل خون ہوا اور آنکھیں اشکبار لیکن تیری طلب سے باز نہیں آؤنگا۔

(۶) ترجمہ - میں تیری گرامی قدر خاک پا سے سر نہیں اٹھاؤنگا - اگرچہ تو مجھے فراق کے ہاتھ سے سرگردان رکھے۔ (یا قربان کر دے)

بسر گردیدن یا بسر کسے گردیدن - کسی پر قربان ہو جانا۔

(۷) ترجمہ - تو آسمان کی طرح ستم پیشہ ہے اور میری حالت زمانہ کی طرح رو بویرانی ہے۔

(۸) ترجمہ - لطف و ترحم سے تو کیوں مہربانی نہیں کرتا - جب کہ حافظ کے درد اور محنت کو یقینی جانتا ہے

غزل ۳۹

خوشتر از کوی خرابات نباشد جائی	۱	گر بہ پیرانہ سرم دست دہد ماوائی
آرزو میکنم و از تو چہ پنہان دارم	۲	شیشہ بادہ و سبکجے و رخ زیبائی

جای من دیر مغانست و مروج وطنی	۳	رای من روی بتانست و مبارک رائی
چه کنی گوش که در دہر چو من شیدا نیست	۴	نیست این جز سخن بوالہوس خود رائی
صنما غیر تو در خاطر ما کے گنجد	۵	کہ مرا نیست بغیر از تو ز کس پروائی
با ادب باش کہ ہرگز نتواند گفتن	۶	سخن دیر مگر برہمنے دانائی

(۷)

رحم کن بر دل مجروح خراب حافظ
زانکہ ہست از پی امروز یقین فردائی

(۷)

(۱) ترجمہ۔ کوئے خرابات سے بہتر کوئی جگہ نہیں ہے۔ اگر پیرانہ سری میں مجھ کو کوئی ایسا ٹھکانا مل جائے۔

(۲) ترجمہ۔ تجھ سے کیا چھپاؤں کہ مجھے شیشۂ شراب۔ گوشۂ خلوت اور ایک حسین کے چہرہ کی آرزو ہے۔

(۳) ترجمہ۔ میری جگہ دیر مغاں ہے اور یہ ایک مروجہ وطن ہے۔ میری رائے معشوقوں کا چہرہ ہے اور یہ ایک مبارک رائے ہے۔

(۴) ترجمہ۔ تو کیا سنتا ہے کہ زمانہ میں مجھ جیسا کوئی شیدا نہیں۔ یہ صرف کسی بوالہوس خود رائے آدمی کی بات ہے یعنے اگر تجھ کو کوئی کہے کہ مجھ جیسا کوئی اور شیدا نہیں تو اسکی بات پر توجہ نہ کر کیونکہ وہ بوالہوس اور خود رائے ہے۔ تجھ پر ہزاروں شیدا ہیں جو ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں۔

(۵) ترجمہ۔ اے معشوق تیرے بغیر اور کوئی ہمارے دل میں کب سما سکتا ہے۔ کیونکہ مجھے تیرے بغیر اور کسی کی پرواہ نہیں ہے۔

(۶) ترجمہ۔ با ادب رہ کیونکہ دیر کی باتیں کسی دانا برہمن کے بغیر اور کون بتا سکتا ہے۔

برہمنوں کی دانائی ضرب المثل ہے۔ اور خاص کر دیر کے معاملات میں۔ یہاں برہمن سے مراد پیر مغاں ہے۔

(۷) ترجمہ۔ حافظ کے خراب مجروح دل پر رحم کر۔ کیونکہ آج کے بعد یقیناً کل بھی آئیگا۔

فردا سے مراد فردائے قیامت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ قیامت یقینی ہے۔ جہاں اپنے افعال و اعمال کا جواب دینا ہوگا اس لئے تجھے چاہیئے کہ ہمارے مجروح دل پر رحم کرے ورنہ روزِ قیامت کیا جواب دے گا۔

غزل (۴۰)

خوش کرد یاوری فلکت روز داوری	۱	تا شکر چون کنی و چه شکرانہ آوری
در کوی عشق شوکت شاہی نمی خرند	۲	اقرار بندگی کن و دعوی چاکری
آنکس کہ اوفتاد خدایش گرفت دست	۳	پس بر تو باد تا غم افتادگان خوری
ساقی بمژدگانی عیش از درم درآی	۴	تا یکدم از دلم غم دنیا بدربری
در شاہراہ جاہ و بزرگی خطر بسیست	۵	آن بہ کزین گریوہ سبکبار بگذری
سلطان و فکر لشکر و سودای تاج و گنج	۶	درویش و امن خاطر و کنج قلندری
نیل مراد برحسب فکر و ہمت ست	۷	از شاہ نذر خیر و ز توفیق یاوری
یک حرف صوفیانہ بگویم اجازت ست	۸	ای نور دیدہ صلح بہ از جنگ و داوری

(۹) حافظ غبار فقر و قناعت ز رخ مشوی
کاین خاک بہتر از عمل کیمیاگری (۹)

(۱) ترجمہ۔ آسمان نے انصاف کے دن تیری خوب مدد کی۔ دیکھئے تو شکر کسطرح کرتا ہے اور کیا شکرانہ لاتا ہے۔

(۲) ترجمہ۔ عشق کے کوچہ میں بادشاہی شوکت کو کوئی نہیں پوچھتا۔ بندگی کا اقرار کر اور نوکری کا دعویٰ۔

(۳) ترجمہ۔ جو شخص گرتا ہے خدا اس کا ہاتھ پکڑتا ہے۔ پس تجھ پر لازم ہے کہ تو گرے ہوؤں کی غمخواری کرے۔

(۴) ترجمہ۔ اے ساقی عیش کی خوشخبری کے انعام میں تو میرے دروازے کے اندر آ۔ تاکہ تھوڑی دیر کے لئے میرے دل سے تو دنیا کا غم دور کر دے۔

(۵) ترجمہ۔ جاہ و بزرگی کے رستے میں بہت خطرے ہیں۔ یہی بہتر ہے کہ اس ٹیلہ سے تو سبکبار ہی گذر جائے۔

گریوہ۔ ٹیلہ۔

	حق اینست وصاحبدلان بشنوند		سبکسار مردم سبکتر روند	

(۶) ترجمہ ۔ بادشاہی کے ساتھ لشکر کا فکر اور تاج و گنج کا سودا لگا ہی۔ اور درویش کو دلجمعی اور گوشۂ قلندری نصیب ہے۔

	چہ آزادند درویشان ز آسیب گرانباری		چہ محتاجند سلطاناں باسباب جہانبانی	
	بسلطانیا کورا بود رنج دل آشوبی		خوشا درویشیا کورا بود گنج تن آسانی	
	پس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانی		کہ سلطانیست درویشی و درویشی ست سلطانی	

(۷) ترجمہ ۔ فکر و ہمت کے مطابق مراد حاصل کر۔ بادشاہ سے نذر خیر ہے اور توفیق سے مددگاری نہ حاصل کی۔

نیل پانا ۔ حاصل کرنا پہنچنا ۔

(۸) ترجمہ ۔ اگر اجازت ہو تو میں ایک صوفیانہ بات کہتا ہوں کہ اے آنکھوں کے نور! بادشاہی جنگ سے صلح بہتر ہے۔

(۹) ترجمہ ۔ اے حافظ فقر اور قناعت کے غبار کو دل سے نہ دھو۔ کیونکہ یہ خاک عمل کیمیاگری سے بہتر ہے۔

غزل (۱۱۴)

در ہمہ دیر مغان نیست چو من شیدائی	۱	خرقہ جائے گرو بادہ و دفتر جائی
دل کہ آئینۂ شاہی ست غباری دارد	۲	از خدا می طلبم صحبت روشن رائی
کردہ ام توبہ بدست صنمی بادہ فروش	۳	کہ دگر مے نخورم بی رخ بزم آرائی
جویہا بستہ ام از دیدہ بدامان کہ مگر	۴	در کنارم بنشانند سہی بالائی
سر این نکتہ مگر شمع برآرد بزبان	۵	ورنہ پروانہ ندارد بسخن پروائی
کشتی بادہ بیاور کہ مرا بی رخ دوست	۶	گشتہ ہر گوشۂ چشم از غم دل دریائی
سخن غیر مگو با من معشوقہ پرست	۷	کز وی و جام میم نیست بکس پروائی
نرگس ار لاف زد از شیوۂ چشم تو مرنج	۸	نروند اہل نظر از پی نابینائی
این حدیثم چہ خوش آمد کہ سحرگہ میگفت	ق ۹	بر در میکدۂ با دف و نی ترسائی

(۱۰)	اگر مسلمانی ہمیں است کہ حافظ دارد آہ اگر از پسِ امروز بود فردائی	(۱۰) ٥

(۱) ترجمہ۔ تمام دیرِ مغان میں مجھ جیسا اور کوئی شیدائی نہیں۔ خرقہ ایک جگہ رہن شراب پڑا ہے اور کتاب ایک جگہ۔

(۲) ترجمہ۔ دل جو شاہی آئینہ ہے غبار آلود ہے میں خدا سے کسی روشن رائے والے شخص کی صحبت طلب کرتا ہوں تاکہ وہ میرے آئینۂ دل کو غبار سے صاف کر دے۔

(۳) ترجمہ۔ میں نے ایک شراب فروش کے ہاتھ پر توبہ کی ہے۔ کہ آئندہ کبھی معشوقِ مجلس آرا کی موجودگی کے بغیر شراب نہیں پیوں گا۔

(۴) ترجمہ۔ میں نے آنکھوں سے اپنے دامن میں کئی نہریں جاری کی ہیں تاکہ شاید میرے پہلو میں کسی معشوقِ سرو قد کو بٹھا دیں۔

سرو کا برلبِ جو ہونا ظاہر۔ مطلب یہ ہے کہ اشکباری کر رہا ہوں شاید معشوق مل جائے۔

(۵) ترجمہ۔ اس نکتہ کا بھید شاید شمع ہی زبان سے نکالے۔ ورنہ پروانہ کو تو بات کرنے کی کچھ پرواہ نہیں سترِ این نکتہ سے مراد اسرارِ عشق و سوز۔

(۶) ترجمہ۔ شراب کی کشتی لا کہ معشوق کے فراق میں غم کی وجہ سے آنکھوں کے ہر گوشہ سے دریا جاری ہیں۔ کثرتِ گریہ کا اظہار کر کے طلبِ شراب کی ہے۔ دریا کے لئے کشتی کی ضرورت ظاہر۔

(۷) ترجمہ۔ معشوق پرست کے ساتھ اغیار کی باتیں نہ کر۔ کیونکہ مجھے معشوق اور جامِ شراب کے سوا اور کسی کی پرواہ نہیں۔

(۸) ترجمہ۔ نرگس نے اگر تیری آنکھ کے شیوہ کی برابری کا دعویٰ کیا ہے تو ناراض نہ ہو کیونکہ اہلِ نظر اندھوں کی بات کی پرواہ نہیں کرتے۔

چشمِ نرگس کا نابینا ہونا ظاہر ہے۔

(۹) ترجمہ۔ یہ بات مجھے بہت پسند آئی کہ صبح کے وقت ایک ترسا دف و نے کے ساتھ شراب خانہ کے دروازہ پر کہہ رہا تھا۔

(۱۰) ترجمہ ۔ کہ اگر مسلمانی یہی ہے جو حافظ رکھتا ہے ۔ تو افسوس کہ آج کے بعد فردائے قیامت بھی ہو۔

یہ دونو شعر قطعہ بند ہیں ۔ دوسرا شعر ترسا کا مقولہ ہے مطلب یہ ہے کہ اگر مسلمانی یہی ہے جو حافظ کی ہے تو اگر فی الحقیقت قیامت نمودار ہوئی تو کیا بنے گا اور حافظ جیسے مسلمان کیا جواب دینگے ۔ ان دونو شعروں کے متعلق ایک واقعہ مشہور ہے جو لسان الغیب جلد اول صفحہ ۱۴ تا ۱۰ اسوانحعمری پر درج ہے ۔

غزل (۴۲)

دو یار زیرک و از بادہ کہن دومنی	۱	فراغتی و کتابے و گوشہ چمنی
زتندباد حوادث نمیتوان دیدن	۲	دریں چمن کہ گلے بودہ است یاسمنی
من ایں مقام بدنیا و آخرت ندہم	۳	اگرچہ دربیم افتند خلق انجمنی
ہر آنکہ کنج قناعت بگنج دنیا داد	۴	فروخت یوسف مصری بکمترین ثمنی
بیا کہ رونق ایں کارخانہ کم نشود	۵	ز زہد ہمچو توے یا ز فسق ہمچو منی
نگار خویش بدست خساں ہمی بینم	۶	چنیں شناخت فلک حق حرمت چو منی
ببین در آینہ نقشبند صورت غیب	۷	گرت ز ملک قناعت ہوس کند وطنی
ازیں سموم کہ برطرف بوستان بگذشت	۸	عجب کہ رنگ گلے ماند و بوی یاسمنی
بصبر کوش تو ای دل کہ حق رہا نکند	۹	چنیں عزیز نگینے بدست اہرمنی
بگوشہ بنشین سرخوش و تماشا کن	۱۰	زحادثات زمانی رخ شکر دہنی
بروز واقعہ غم باشراب باید گفت	۱۱	کہ اعتماد نکن نیست در چنیں زمنی
مزاج دہر تبہ شد دریں بلا آے	۱۲	کجاست فکر حکیمے و رای برہمنی

(۱۴)	شنیدہ ام کہ سگان را قلادہ می بندی چرا بگردن حافظ نمی نہی رسنی	(۱۳)

(۱) ترجمہ۔ دو عقلمند دوست ہوں اور پرانی شراب کے دو من۔ فراغت ہو۔ کتاب ہو اور باغ کا گوشہ ہو
مطلب یہ ہے کہ اگر یہ نعمتیں موجود ہوں تو پھر اور کسی چیز کی ضرورت نہیں رہتی۔ من۔
ایک معین وزن ہے۔ جو دو رطل کے برابر ہوتا ہے۔ یا ۴۰۰ درم کے برابر اور ایک درم ۳½ ماشہ
کا ہوتا ہے اس حساب سے من گویا ایک سیر بارہ چھٹانک مروجہ کے برابر ہوا۔
(۲) ترجمہ۔ حوادث کی تند ہوا کی وجہ سے نہیں معلوم کر سکتے کہ اس باغ میں کوئی پھول ہوا ہے یا سمن
یعنے بادِ حوادث نے اس تمام باغ کو ویران کر دیا۔ دنیا کی ناپائداری کا ذکر ہے۔

میرے آشیاں کے تو تھے چار تنکے		چمن اڑ گیا آندھیاں آتے آتے	(داغ)

(۳) ترجمہ۔ میں اس مقام کو دنیا اور آخرت کے بدلے نہیں دیتا۔ اگرچہ لوگ گروہ در گروہ میرے پیچھے پڑ جائیں۔
ایں مقام سے مراد مقام عشق۔
(۴) ترجمہ۔ جس شخص نے قناعت کے گوشہ کو دنیا کے خزانہ کے بدلے دیدیا۔ اس نے گویا یوسف مصری کو بہت تھوڑی قیمت پر بیچ دیا۔
کنج قناعت کو یوسف مصری اور گنج دنیا کو کمترین ثمن کہا ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے۔
(۵) ترجمہ۔ اگر تجھ جیسوں کے زہد یا مجھ جیسوں کے فسق سے اس کارخانہ کی رونق کم نہیں ہوتی۔
مطلب یہ ہے کہ آؤ کو شراب پئیں کیونکہ دنیا کے کارخانہ کی رونق نہ میرے فسق سے کچھ کم ہوتی اور نہ تیرے زہد سے کچھ زیادہ ہوتی ہے۔ اسی مضمون کے لئے دیکھو شعر د $\frac{12}{5}$)
(۶) ترجمہ۔ میں اپنے معشوق کو ناچیز لوگوں کے ہاتھ میں دیکھتا ہوں۔ آسمان نے مجھ جیسے (عاشق صادق) کی خدمت کا حق اچھا پہچانا ہے۔
آسمان کی ناقدر شناسی کا شکوہ ہے۔ کہ ایک عاشق صادق کو محروم کر کے معشوق کو نااہل اغیار کے ہاتھ میں دیدیا ہے۔
(۷) ترجمہ۔ نقش بنانے والے کے آئینہ میں صورتِ غیب کو دیکھ۔ اگر ہوس ملکِ قناعت میں تیرے لئے کوئی وطن بنائے۔
مطلب یہ ہے کہ اگر ہوا و ہوس تجھ کو ملکِ قناعت میں جا گزیں ہونے دیں تو تیرا آئینہ دل اسقدر

روشن اور صاف ہو جائیگا کہ غیب کی صورتیں ہی تجھے نظر آنے لگ جائیں گی نقش بند سے مراد خدا۔
آئینہ نقش بند سے مراد دل۔
(۸) ترجمہ۔ اس سموم کی وجہ سے جو باغ میں سے ہو کر گذری تعجب ہے اگر پھول کا رنگ اور یاسمن کی خوشبو
باقی رہی ہو۔
مطلب یہ ہے۔ کہ باد سموم نے تمام باغ کو ویران کر دیا۔ دیکھو شعر (۲) غزل ہذا
(۹) ترجمہ۔ اے دل صبر کرنے کی کوشش کر کیونکہ خدا ایسی قیمتی مہر کو دیو کے ہاتھ میں نہیں چھوڑتا۔
مطلب یہ ہے کہ اگرچہ فی الحال معشوق اغیار کے ہاتھ میں ہے لیکن خدا ایسی قیمتی چیز کو ایسے نااہل
لوگوں کے پاس نہیں چھوڑتا آخر تیرا معشوق تیرے پاس آجائے گا۔ یہ شعر غزل ہذا کے شعر (۶) کا جواب ہے
اہرمن اور نگین میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصہ کی طرف اشارہ ہے۔
(۱۰) ترجمہ۔ ایک گوشہ میں مست ہو کر بیٹھ اور حادثات زمانہ سے (بے فکر ہو کر) کسی شیریں دہن
معشوق کا چہرہ دیکھ۔
(۱۱) ترجمہ۔ تکلیف کے دن اپنا غم شراب سے بیان کرنا چاہیے۔ کیونکہ ایسے زمانہ میں کسی پر اعتبار نہیں۔
یعنے شراب کے بغیر اور کوئی محرم راز نہیں۔
(۱۲) ترجمہ۔ اس بلا میں دنیا کا مزاج بگڑ گیا ہے ہاں کسی حکیم کی فکر اور کسی برہمن کی رائے کہاں ہے۔
مطلب یہ ہے کہ اہل دنیا کے مزاج بگڑ چکے ہیں کوئی عارف ہو تو ان کو درست کرے۔ برہمنوں
کی دانائی ضرب المثل ہو گئی ہے اور فی الحقیقت اس قوم کے لوگ کسی زمانہ میں اعلےٰ درجہ کے حکیم تھے۔
(۱۳) ترجمہ۔ میں نے سنا ہے کہ تو کتوں کو پٹے سے باندھتا ہے۔ پھر حافظ کی گردن میں کیوں رسی نہیں
ڈالتا۔
قلادہ۔ کتے یا اونٹ وغیرہ کے گلے کا پٹکا۔ گردن بند سگ و شتر۔

غزل (۴۳)

دیدم بخواب دوش کہ ماہی برآمدی	تا	کز عکس روی او شب ہجراں سرآمدی

تعبیر رفت یار سفر کردہ میرسد	۲	ای کاش ہرچہ زودتر از در در آمدے
ذکرش بخیر ساقی فرخندہ فال من	۳	کز در مدام با قدح و ساغر آمدے
فیض ازل بزور و زر ار آمدی بدست	۴	آب خضر نصیبہ اسکندر آمدے
آن عہد یاد باد کہ از بام و در مرا	۵	ہر دم پیام یار و خط دلبر آمدے
خوش بودی ار بخواب بدیدی دیار خویش	۶	تا یاد صحبتش سوئے ما رہبر آمدے
آنکو ز راہ بسنگدلی گشت رہنمون	۷	ای کاشکے کہ پاش بسنگی بر آمدے
کی یافتی رقیب تو چندان مجال ظلم	۸	مظلومی ار شبے بدر داور آمدے
خامان رہ نرفتہ چہ دانند ذوق عشق	۹	دریا دلی بجوے کہ دلیر بر آمدے
جانہا نثار کردمے آن دلنواز را	۱۰	گر ہمچو روح جلوہ کنان در بر آمدے

(۱۱) گر دیگری بشیوۂ حافظ زدی رقم (۱۱)
مقبول طبع شاہ سخن پرور آمدے

(۱) ترجمہ۔ کل رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک چاند نکلا۔ جسکے چہرہ کے عکس سے شب ہجر ختم ہوگئی۔

(۲) ترجمہ۔ (اس خواب کی) تعبیر یہ ہوئی کہ سفر پر گیا ہوا یار آتا ہے۔ اے کاش کہ وہ بہت جلد میرے دروازے سے اندر آجاتے۔

یہ دونو شعر قطعہ بند ہیں۔ ہرچہ زودتر بمعنے بغایت زودتر۔ بہت جلدی نہایت جلدی۔

ہرچہ۔ بعض جگہ بمعنے بسیار استعمال ہوتا ہے مثلاً

گفتار تلخ زاں لب شیریں نہ درخورست	خوش کن عبارتے کہ خطت ہرچہ خوشتر است	(ظہیر فاریابی)

(۳) ترجمہ۔ ذکرش بخیر۔ میرا فرخندہ فال ساقی جو ہمیشہ دروازہ سے قدح و جام لے کر آتا تھا۔

(۴) ترجمہ۔ فیض ازل اگر زور اور زر سے ہاتھ آتا۔ تو آب حیات سکندر کی قسمت میں ہوتا۔

ظاہر ہے کہ سکندر اعظم زور اور زر کے لحاظ سے خواجہ خضر علیہ السلام سے زیادہ تھا لیکن آب حیات سکندر کو نہیں بلکہ خضر کو ملا۔ زور و زر پر کچھ منحصر نہیں۔ خدا کا فضل چاہیئے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست	تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اسی مضمون پر ہے۔

تہی دستانِ قسمت را چہ سود از رہبرِ کامل	کہ خضر از آبِ حیواں تشنہ مے آرد سکندر را

اسی مضمون پر نظامی گنجوی فرماتے ہیں۔

یکے ہاتف از غیب آواز داد	کہ روزی بہر کس خطے باز داد
سکندر کہ جست آبِ حیواں ندید	نجستہ بخضر آبِ حیواں رسید
سکندر بتاریکی آرد شتاب	رہ روشنی خضر یابد بر آب
دوید از پیِ آنچہ روزی نبود	چو روزی نباشد دویدن چہ سود

(۵) ترجمہ۔ اس زمانہ کی یاد بخیر ہو کہ بام و در سے مجھ کو ہر وقت معشوق کا پیغام اور دلبر کا خط آتا تھا۔

(۶) ترجمہ۔ اچھا ہوتا اگر وہ خواب میں اپنا وطن دیکھتا۔ تا کہ صحبت کی یاد لے ہماری طرف لے آتی

(۷) ترجمہ۔ وہ شخص جو سنگدلی سے تیرا رہنما بنا۔ کاش کہ اس کا پاؤں پتھر پر آتا۔

یعنے وہ شخص جو سنگدلی کی وجہ سے تجھے سفر میں لے جانے کے لئے تیرا رہنما بنا یا جس شخص نے تجھے سنگدلی کا رستہ دکھایا۔ کاش کہ وہ تکلیف اور مصیبت میں گرفتار ہوتا۔

پا بسنگ بر آمدن۔ بلا اور مصیبت میں گرفتار ہونا۔ محاورہ ہے۔

(۸) ترجمہ۔ تیرے رقیب کو ظلم کی کب اتنی مجال ہوتی۔ اگر کوئی مظلوم ایک رات بادشاہ یا خدا کے دروازہ پر جاتا۔

یعنے تیرا رقیب اتنا ظلم نہ کر سکتا اگر مظلوموں کو شکایت کا موقعہ مل جاتا۔

(۹) ترجمہ۔ رستہ نہ چلے ہوئے خام طبع لوگ عشق کی لذت کیا جانیں۔ دریا دلی ڈھونڈھ تا کہ معشوق آجائے۔

مطلب یہ ہے کہ معشوق کا وصال صرف اُن عاشقوں کو نصیب ہوتا ہے جو دریا دل ہوتے ہیں۔ خام طبع لوگوں کو جنہوں نے منازلِ عشق کی دشواریوں کو دیکھا ہی نہیں۔ وصال حاصل نہیں ہو سکتا۔

(۱۰) ترجمہ۔ میں اس لنواز پر کئی جانیں قربان کرتا۔ اگر وہ روح کی طرح جلوہ دکھاتا ہوا میرے پہلو میں آتا۔

(۱۱) ترجمہ۔ اگر کوئی دوسرا شخص بھی حافظ کے شیوہ پر شعر کہہ سکتا تو سخن پر در بادشاہ کے مقبولِ طبع ہو جاتا۔

یہاں اپنی قادر الکلامی اور بادشاہ کی سخن شناسی کی تعریف کی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سخن پرور بادشاہ

اس نے میری قدر دانی کرتا ہے کہ میرے شعر بلند پایہ کے ہوتے ہیں اگر اور کوئی شخص بھی ایسے شعر لکھ سکتا تو بادشاہ اس کی قدر بھی کرتا۔

غزل (۴۴)

رفتم بباغ تا کہ بچینم سحر گلے	۱	آمد بگوش ناگہم آواز بلبلے
مسکین چو من بعشق گلی گشتہ مبتلا	۲	واندر چمن فگندہ بفریاد غلغلے
میگشتم اندران چمن و باغ دمبدم	۳	میکردم اندراں گل و بلبل تاملے
چون کرد در دلم اثر آواز عندلیب	۴	گشتم چنانکہ ہیچ نماندم تحملے
بس گل شگفتہ میشود این باغ را ولے	۵	کس بے جفاے خار نچیدست ازو گلے
گل یار خار گشتہ و بلبل قرین عشق	۶	آں را تغیری نہ واین را تبدلے
(۷)	حافظ مدار امید فرح از مدار چرخ دارد ہزار عیب و ندارد تفضلے	(۷)

اس غزل کا مضمون مسلسل ہے۔ باغ میں جا کر گل و بلبل کے عشق سے عبرت حاصل کی اور نتیجہ یہ ہے کہ اس فلک ناہنجار کے نیچے بلبل جیسے عاشق محروم اور کانٹے صحبت گل سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ اہل کمال تکلیف میں ہیں اور جاہل ناز و نعم سے بسر کرتے ہیں۔

(۱) ترجمہ۔ میں باغ میں گیا تاکہ صبح کے وقت پھول چنوں۔ ناگاہ ایک بلبل کی آواز میرے کانوں میں آئی

(۲) ترجمہ۔ وہ بیچاری میری طرح پھول کے عشق میں مبتلا تھی اور باغ میں نالہ و فریاد سے غلغلہ ڈالا تھا۔

(۳) ترجمہ۔ میں اس چمن اور باغ میں پھرتا تھا اور دمبدم اس بلبل اور پھول کے حالات پر غور کرتا تھا۔

(۴) ترجمہ۔ میرے دل پر عندلیب کی آواز نے اثر کیا۔ میں ایسا (بیقرار) ہو گیا کہ مجھ میں بالکل تاب طاقت نہ رہی

(۵) ترجمہ۔ اس باغ میں بہت پھول کھلتے ہیں لیکن کوئی شخص کانٹے کا ظلم برداشت کئے بغیر اس سے پھول نہیں چن سکتا۔

یعنے دنیا میں بغیر تکلیف برداشت کرنے کی راحت نصیب نہیں ہوتی۔

(۶) ترجمہ۔ پھول تو کانٹے کا دوست بنا ہے اور بلبل عشق میں مبتلا ہے نہ اس میں کوئی تبدیلی ہے نہ اس میں کچھ تغیر

(۷) ترجمہ۔ اے حافظ آسمان کے دور سے فرحت کی امید نہ رکھ۔ کیونکہ اس میں ہزار عیب میں اور ایک ہنر نہیں۔ دارد کا فاعل چرخ۔ دورِ چرخ کے مظالم کا شکوہ ہے۔

غزل (۴۵۱)

روزگاریست که ما را نگران میداری	۱	مخلصان را نه بوضع دگران میداری
گوشهٔ چشم رضائی بمنت باز نشد	۲	اینچنین عزت صاحب نظران میداری
نه گل از داغ غمت رست نه بلبل در باغ	۳	همه را نعره زنان جامه دران میداری
به آخر توئی ای دل زچه روی	۴	طمع مهر و وفا زین پسران میداری
به رندی و خرابی گنه ماست ولی	۵	عاشقی گفت که ما را تو بران میداری
جوهر جام جم از کان جهان دگر است	۶	تو تمنا ز گل کوزه گران میداری
کیسهٔ سیم و زرت نیک بباید پرداخت	۷	زین تمنا که تو از سیمبران میداری
ای که در دلق ملمع طلبی ذوق حضور	۸	چشم سیری عجب از بی بصران میداری
چون توئی نرگس باغ نظر ای چشم و چراغ	۹	سر چرا بر من دلخسته گران میداری
دین و دل رفت ولی نیست که آرم گفت	۱۰	که من سوخته دل را تو بران میداری
تا صبا برگل و بلبل ورق حسن تو خواند	۱۱	همه را شیفته و دل نگران میداری
ساعد آن به که بپوشی چو تو از بهر نگار	۱۲	دست در خون دل پرهنران میداری

(۱۳) گذران روز سلامت بملامت حافظ
چه توقع ز جهان گذران میداری (۱۳)

(۱) ترجمہ۔ ایک زمانہ گذرا ہے کہ تو نے ہمیں انتظار میں رکھا ہے مخلصوں کو اغیار کی طرز میں بھی تو نہیں رکھتا۔

یعنے جتنی اغیار پر مہربانی ہے اتنی ہی ہم پر نہیں۔ یا یہ کہ ہمیں اغیار کی طرح نہیں رکھنا چاہئے۔

(۲) ترجمہ۔ تونے کبھی چشم رضا مجھ پر نہ کھولی۔ کیا تو صاحب نظر لوگوں کی یہی عزت کرتا ہے؟۔

(۳) ترجمہ۔ تیرے غم سے باغ میں نہ پھول چھوٹا ہے نہ بلبل۔ سب کو تونے نعرہ زن اور جامہ در بنایا ہے نعرہ زن کی نسبت بلبل سے اور جامہ دری کی نسبت گل سے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ گل و بلبل سب تجھ پر عاشق ہیں۔

(نعمت خان عالی)	گل ز فراق چہ جیبِ دریدہ میماند		ز ہجراو نہ ہمیں عندلیب نالاں است	

(۴) ترجمہ۔ اے دل تو بڑا تجربہ کار ہے اِن لڑکوں سے مہر وفا کی امید کس طرح رکھتا ہے۔

پدر تجربہ صاحب تجربہ۔ پدر و پسر کی رعایت ظاہر۔

(۵) ترجمہ۔ اگرچہ رندی و خرابی ہمارا گناہ ہے لیکن ایک عاشق نے کہا کہ تو ہی ہم کو اس طرح رکھتا ہے۔ اپنی گناہگاری اور ذمہ داری کا اعتراف بھی کیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا ہے کہ خدا جس حال میں کسی کو چاہتا ہے رکھتا ہے۔

(۶) ترجمہ۔ جام جم کا جوہر کسی اور جہان کی کان سے ہے۔ اور تو کوزہ گروں کی مٹی سے امیدیں رکھتا ہے۔ یعنے تجھے شراب انگور سے بہتری کی امید ہے جو کوزہ گروں کے کوزوں میں ہوتی ہے حالانکہ وہ شراب جس سے بہتری کی امید ہونی چاہیئے وہ اور ہی صراحیوں میں ہوتی ہے۔ یا یہ کہ تجھے زہد خشک سے بہبودی کی امید ہے حالانکہ حقیقی بہبودی شرابِ معرفت میں ہے۔

(۷) ترجمہ۔ اس تمنا میں جو تجھے سیمبر معشوقوں سے ہے۔ تجھے سیم و زر کا کیسہ بالکل خالی کرنا پڑے گا

(۸) ترجمہ۔ اے وہ شخص جو دلقِ ریائی میں ذوقِ حضور کا طالب ہے۔ حیراں ہوں کہ تو اندھوں سے سیری کی امید رکھتا ہے۔

مشہور ہے کہ اندھوں کی آتشِ حرص بہت تیز ہوتی ہے اور وہ کبھی سیر نہیں ہوتے۔ مطلب یہ ہے کہ جسطرح اندھوں سے سیری کی امید فضول ہے۔ اسی طرح زہد ریائی کے ساتھ ذوقِ حضور ناممکن ہے۔ اگر سیر بفتح پڑھیں تو سیر سے مجاز اً مراد دیکھنا۔ نظارہ کرنا۔

(۹) ترجمہ۔ اے چشم و چراغ! جب باغ نظر میں تو بمنزلہ نرگس کے ہے تو مجھ دلخستہ کے ساتھ سرگرانی کی کیا وجہ ہے

سرگراں مخمور کو بھی کہتے ہیں لہذا نرگس اور سرگراں کی رعایت ظاہر۔

(۱۰) ترجمہ۔ دل اور دین ہاتھ سے گئے لیکن میں سچی بات نہیں کہہ سکتا کہ مجھ سوختہ دل کو تو کس حالت میں رکھتا ہے۔

یعنے سچی بات تو یہ ہے کہ مجھے تو بیدل۔ دبنی کی حالت میں رکھنا چاہتا ہے۔

(۱۱) ترجمہ۔ جب سے صبا نے پھول اور بلبل کے سامنے تیرے حسن کا ورق پڑھا ہے۔ اسوقت سے تو نے اُن سب کو شیفتہ اور منتظر بنایا ہے۔

یعنے جب سے گل و بلبل کو تیرے حسن کی خبر ہوئی ہے وہ تو تجھ پر عاشق ہو گئے ہیں۔

(۱۲) ترجمہ۔ جب تو اہل ہنر کے دل کے خون میں نقش و نگار کے لئے ہاتھ ڈالتا ہے تو مناسب یہی ہے کہ تو اپنے بازو کو نہ چھپائے۔

تاکہ مشتاق تیرے بازو کو دیکھ سکیں۔

(۱۳) ترجمہ۔ اے حافظ سلامتی کے دن کو ملامت سے نہ گذار۔ تجھے گذرنے والے جہاں سے کیا امید ہو گئی ہے

یعنے دنیا چند روزہ ہے۔ وقت کو غنیمت جان اور اپنی سلامتی کے لئے کچھ کرے۔

غزل (۴۶)

زان مے صاف کزو پختہ شود ہر خامے	۱	گرچہ ماہ رمضان ست بیاور جامے
روزہا رفت کہ دست من مسکین نگرفت	۲	ساق شمشاد قدی ساعد سیم اندامے
روزہ ہر چند کہ مہمان عزیزست اے دل	۳	صحبتش موہبتی داں شد و انعامے
مرغ زیرک بدر صومعہ اکنون نپرد	۴	کہ نہادہ است بہر مجلس وعظی دامے
گلہ از زاہد بدخو نکنم رسم این است	۵	کہ چو صبحے بدمد در پیش افتد شامے
یار من چوں بخرامد بتماشای چمن	۶	برسانش ز من ای پیک صبا پیغامے
آن حریفی کہ شب و روز مے صاف کشد	۷	بود آیا کہ کند یاد ز دُرد آشامے

(۸)	حافظا گر ندہد داد دلت خسرو عہد کام دشوار بدست آوری از خود کامے	(۸)

(۱) ترجمہ۔ اگرچہ ماہِ رمضان ہے لیکن اس شراب صاف سے مجھے ایک پیالہ لادے جس سے ہر ایک خام طبع آدمی پختہ مغز ہو جاتا ہے۔

(۲) ترجمہ۔ مدت ہوئی کہ مجھ مسکین کے ہاتھ نے کسی شمشاد قد کی پنڈلی اور کسی سیم اندام کے بازو کو نہیں پکڑا۔

(۳) ترجمہ۔ اے دل روزہ گرچہ ایک عزیز مہمان ہے لیکن اسکے جانے کو مہربانی سمجھ اور اسکے گذرنے کو نعمت

(۴) ترجمہ۔ دانا پرندہ عبادت گاہ کے دروازہ پر اب نہیں اڑیگا۔ کیونکہ وعظ کی ہر ایک مجلس میں جال پھیلا ہوا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ دانا آدمی کو مجلسِ وعظ کے نزدیک بھی نہیں جانا چاہیئے۔ کیونکہ واعظ نے اس مجلس میں دامِ تزویر پھیلایا ہوا ہے۔ آج کل تو عموماً مجلسِ وعظ ایک دامِ تزویر ہوتا ہے۔

(۵) ترجمہ۔ میں بدخو زاہد کی کیا شکایت کروں۔ رسم ہی یہی ہے کہ جب صبح ہوتی ہے تو اسکے پیچھے شام بھی لگی ہوتی ہے۔

اپنے آپ کو صبح سے اور زاہد کو شام سے تشبیہ دی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر زاہد ہمارے درپے آزار ہے تو کچھ شکایت نہیں۔ ہر صبح کے پیچھے شام لگی ہے اور دنیا کی رسم ہی اسی طرح ہے۔

(۶) ترجمہ۔ جب میرا یار باغ کی سیر کے لیئے نکلے۔ تو اے قاصدِ صبا میرا پیغام اسے پہنچا۔

(۷) ترجمہ۔ وہ حریف کہاں ہے جو شب و روز شراب صاف پیتا ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوگا کہ وہ (مجھ) دردآشام کو یاد کرے۔

(۸) ترجمہ۔ اے حافظ اگر بادشاہِ وقت تیرے دل کی داد نہیں دیگا۔ تو کسی خود کام (معشوق) سے تیرا مشکل مدعا حاصل ہو جائے گا۔

یعنے اگر بادشاہ تیری دادرسی نہیں کریگا۔ تو معشوق تیری مرادیں پوری کردیگا

غزل (۴۷۱)

ز دلبرم کہ رساند نوازش قلمی	۱	کجاست پیک صبا گو بیا بکن کرمی
دلم گرفت ز سالوس و طبل زیر گلیم	۲	خوشا دمی کہ بمیخانہ برکشم علمی
حدیث چون و چرا درد سر دہد ساقی	۳	پیالہ گیر و بیاسا بعمر خویش دمی
طبیب راہ نشین درد عشق نشناسد	۴	برو بدست کن ای مردہ دل مسیح دمی
قیاس کردم و تدبیر عقل در رہِ عشق	۵	چو شبنمیست کہ در بحر میکشد رقمی
بیا کہ وقت شناسان دو کون بفروشند	۶	بیک پیالہ صافی و صحبتِ صنمی
دوام عیش و تنعم نہ شیوہ عشق ست	۷	اگر معاشر مائی بنوش جام غمی
نمیکنم گلہ لیکن ابر رحمت دوست	۸	بکشت زار جگر خستگان نداد نمی
بیا کہ خرقہ من گرچہ وقف میکدہ ہاست	۹	ز مال وقف نبینی بنام من درمی
چرا بیک نے قندش نمیخرند آن را	۱۰	کہ کرد صد شکر افشانی از نے قلمی

(۱۱) سزای قدر تو شاہا بدست حافظ چیست
بجز نیاز شبی یا دعای صبحدمی (۱۱)

(۱) ترجمہ۔ کون ہے جو معشوق کا ایک خط میرے پاس لائے۔ قاصدِ صبا کہاں ہے اسے کہو کہ آ اور مہربانی کر۔
نوازشِ قلم سے مراد خط۔ تحریر۔

(۲) ترجمہ۔ میرا دل مکر اور گدڑی کے نیچے کے طبل سے ملول ہوگیا ہے۔ وہ وقت اچھا ہوگا کہ میں شراب خانہ میں علم بلند کروں گا۔
طبل زیر گلیم۔ گدڑی کے نیچے طبل پوشیدہ رکھنا۔ محاورہ ہے۔ ایک نہایت ہی مشہور چیز کو پوشیدہ کرنے کی کوشش کرنا۔ یہاں مراد ریا۔

(۳) ترجمہ۔ اے ساقی چون وچرا کی باتیں دردِ سر کا موجب ہیں۔ پیالہ لے اور عمر عزیز میں ایک دم تو

آرام کر۔

یعنے چوں وچرا کو چھوڑ شراب پی اور آرام کر۔

(۴) ترجمہ۔ راہ نشین طبیب عشق کے بھید نہیں جانتا۔ اے مردہ دل! جا اور کسی عیسیٰ نفس کو ڈھونڈھ

(۵) ترجمہ۔ مینے غور کیا تو معلوم ہوا کہ راہِ عشق میں عقل کی تدبیر ایسی ہی ہے جسطرح شبنم کا قطرہ سمندر میں نقش بنائے

(عشق وعقل کے لئے دیکھو ت ۶/۷ د ۵/۹ د ۱۵/۷ ل ۸/۵ ر ۱/۷ س ۲/۹ ص ۱/۵ ل ۸/۵ ن ۱/۳ ک ۸/۹ ی ۱/۷)

(۶) ترجمہ۔ آ کہ وقت شناس لوگ شرابِ صاف کے ایک پیالے اور معشوق کی صحبت کے بدلے دونو جہاں دے دیتے ہیں۔

بیا سے مراد آ اور شراب پی۔

(۷) ترجمہ۔ دائمی عیش وتنعم عشق کا شیوہ نہیں ہے۔ اگر تو ہمارا ہمنشیں ہے تو غم کا پیالہ بھی پی۔

(۸) ترجمہ۔ میں شکایت تو نہیں کرتا لیکن معشوق کے ابرِ رحمت نے دہم خستہ جگر لوگوں کی کھیتی کو ایک قطرہ پانی بھی نہ دیا۔

(۹) ترجمہ۔ آ کہ اگرچہ میرا خرقہ شراب خانے میں وقف پڑا ہے لیکن مالِ وقف ہی میرے نام تو ایک درم بھی نہیں بکیگا

مطلب یہ ہی کہ میں ہر چند شراب خوار ہوں لیکن زاہدوں کیطرح مالِ وقف کو تو اپنے مصرف میں نہیں لاتا

(اسی مضمون کے لئے دیکھو ت ۳/۴)

(۱۰) ترجمہ۔ اس شخص کو ایک نیشکر کے بدلے بھی کیوں نہیں خریدتے جسنے قلم کی نے اسقدر شکر افشانی کی ہے۔

یعنے مجھ جیسے شیریں کلام شاعر کی قدر کیوں نہیں کرتے۔

(۱۱) ترجمہ۔ اے بادشاہ تیری قدر کے لایق حافظ کے پاس کیا ہے سوائے رات کی نیاز اور صبح کی دعا کے۔

یعنے میں صرف دعا کر سکتا ہوں اور کرتا ہوں۔ اسکے علاوہ میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جو تیرے شایانِ شان ہو۔

غزل (۴۸)

زین خوش رقم کہ بر گل رخسار میکشی	۱	خط بر صحیفۂ گل و گلزار میکشی
اشک حرم نشین نہانخانۂ مرا	۲	زانسوی ہفت پردہ ببازار میکشی
ہردم بیاد آن لب میگون و چشم مست	۳	از خلوتم بخانۂ خمار میکشی
گفتی سر تو بستۂ فتراک ما شود	۴	سہل ست اگر تو زحمت این بار میکشی
با چشم و ابرو تو چہ تدبیر دل کنم	۵	وہ زین کمان کہ بر من بیمار میکشی
بازآ کہ چشم بد ز رخت دور میکنم	۶	ای تازہ گل کہ دامن ازین خار میکشی
کاہل روی چو باد صبا را ببوی زلف	۷	ہردم بقید سلسلہ در کار میکشی

(۸) حافظ دگر چہ می طلبی از نعیم دہر
می میچشی و طرۂ دلدار میکشی (۸)

(۱) ترجمہ۔ اس خوبصورت نقش و نگار سے جو تو گل رخسار پر بناتا ہے گل و گلزار کی کتاب پر تو خط کھینچ دیتا ہے۔
خط کشیدن یعنے کسی تحریر کو غلط اور باطل قرار دینے کے لئے اس پر خط کھینچنا۔
مطلب یہ ہے کہ تیرے گل رخسار کے مقابلہ میں گل و گلزار کی کچھ حقیقت نہیں۔

(۲) ترجمہ۔ میرے نہانخانہ کے حرم نشین آنسو کو سات پردوں میں سے نکال کر تو بازار میں لاتا ہے۔

ہفت پردہ یا ہفت پردۂ چشم (۱) ملتحمہ (۲) قرنیہ (۳) عنبیہ (۴) عنکبوتیہ (۵) شبکیہ (۶) مشیمیہ (۷) صلبیہ۔ آنکھ کے ان سات پردوں میں تین رطوبتیں بھی ہیں (۱) بیضیہ (۲) جلیدیہ (۳) زجاجیہ۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ تو مجھے بازاروں میں رلاتا ہے۔

(۳) ترجمہ۔ اس لب میگوں اور چشم مست کی یاد میں تو مجھ کو ہر وقت خلوت سے خانۂ خمار میں لیجاتا ہے

(۴) ترجمہ۔ تو نے کہا ہے کہ تیرا سر ہمارے فتراک سے باندھے جانے کے لائق ہے۔ یہ بات میرے لئے تو آسان ہے۔ بشرطیکہ تو اس بوجھ کو گوارا کرے۔

دوسرا مصرعہ پہلا مصرعہ کا جواب ہے۔

(۵) ترجمہ۔ تیری آنکھ اور ابرو کے ہوتے ہیں دل کی کیا تدبیر کروں۔ اس کمان پر آفریں جو تو بیمار کے سر پر کھینچتا ہے۔

بیمار سے مراد عاشق بیمار یا چشم بیمار۔

(۶) ترجمہ۔ واپس آکہ میں تیرے چہرے سے چشم بد کو دور کروں۔ اے تازہ پھول اکہ تو اس کانٹے سے دامن بچاتا ہے۔

اس خار سے مراد عاشق۔ یعنے تو مجھ سے دامن بچاتا ہے۔ آکہ میں تیری بلائیں لوں۔

(۷) ترجمہ۔ باد صبا جیسے تجربہ کار مسافر کو زلف کی خوشبو سے تو ہر وقت زنجیر میں گرفتار کرتا ہے۔

کامل رو۔ تجربہ کار مسافر۔ تیز چلنے والا آدمی۔ باد صبا کی کامل روی ظاہر۔

(۸) ترجمہ۔ اے حافظ تو زمانے کی نعمتوں سے اور کیا مانگتا ہے۔ تو شراب پیتا ہے اور معشوق کی زلف تیرے ہاتھ میں ہے۔

یعنے مئے و معشوق کی موجودگی میں اور کسی نعمت کی کیا ضرورت ہے۔

غزل (۷۹)

ساقیا سایۂ ابرست و بہار و لب جوی	۱	من نگویم چہ کن ار اہل دلی خود تو بگوی
بوی یکرنگی ازین نقش نمی آید خیز	۲	دلق آلودہ صوفی بمے ناب بشوی
سفلہ طبع ست جہان بر کرمش تکیہ مکن	۳	ای جہاندیدہ ثبات قدم از سفلہ مجوی
گوش بگشای کہ بلبل بفغان میگوید	۴	خواجہ تقصیر مفرما گل توفیق ببوی
یک نصیحت کنمت بشنو و صد گنج ببر	۵	از رہ عیش در آ و برہ عیب مپوی
شکر ایزد کہ دگربار رسیدی بہار	۶	بیخ نیکی بنشان و رہ توفیق بجوی
روی جانان طلبی آئینہ را قابل ساز	۷	ورنہ ہرگز گل و نسرین ندمد ز آہن و روی
پیشتر زانکہ شوی خاک در میکدہ ہا	۸	یک دو روزی پسر اندر رہ میخانہ بپوی

(۹) گفتی از حافظ ما بوی ریا می آید (۹)
آفرین بر نفست باد کہ خوش بردی بوی

(۱) ترجمہ - اے ساقی ابر کا سایہ ہی بہار ہی اور لب جو ہے - میں نہیں کہتا کہ تو کیا کر تو خود اہل دل ہی خود کہہ -
یعنے اِسوقت شراب کی ضرورت ہی اور تو خود جانتا ہے - مجھے بتانے کی ضرورت نہیں -
(۲) ترجمہ - اس قوم سے یک رنگی کی بو نہیں آتی اٹھ - اور صوفی کی آلودہ گدڑی کو شراب صاف ہی دھو دے -
(۳) ترجمہ - جہاں کمینہ ہی اسکی مہربانی پر بھروسہ نہ کر اے جہاندیدہ ! کمینوں سے ثابت قدمی نہ ڈھونڈھ
(۴) ترجمہ - کان کھول کہ بلبل چلا کر کہہ رہی ہے کہ اے صاحب ! غفلت نہ کر اور گل توفیق کی خوشبو سونگھ
(۵) ترجمہ - میں تجھکو ایک نصیحت کرتا ہوں سن اور سو خزانے حاصل کر - عیش کے رستہ سے آ اور عیب کے رستہ پر نہ چل
یعنے یہ نصیحت سو خزانوں کے برابر ہے کہ عیش کر اور عیب کی راہ نہ چل -
(۶) ترجمہ - خدا کا شکر ہی کہ تجھے دو بارہ بہار حاصل ہوئی - نیکی کا بیج بو اور توفیق کا رستہ ڈھونڈھ
(۷) ترجمہ - معشوق کا چہرہ دیکھنا چاہتا ہی - تو آئینہ کو قابل بنا - ورنہ پھول اور نسرین لوہے اور کانسی پر پیدا نہیں ہوتے -
یعنے جس طرح لوہے اور کانسی پر پھول کا پیدا ہونا ناممکن ہی اسی طرح نااہل شخص کا فیضیاب ہونا محال ہی - پہلے آئینہ دل کو صاف کر - پھر معشوق کا دیدار نصیب ہوگا - دیکھو شعر ص۵۴

فیضِ منعم با تنک ظرفاں چہ سازد چوں حباب	کاسہ اش خالیست گرہم صحبتِ دریا شود

(۸) ترجمہ - پیشتر اس کے کہ تو شراب خانوں کے دروازہ کی خاک ہو جائے - ایک دن تو شراب خانہ کی راہ میں سر کے بل چل -
(۹) ترجمہ - تو نے کہا ہے کہ ہمارے حافظ سے ریا کی بو آتی ہے - تیرے نفس پر آفرین کہ تو نے خوب بو کو پہچانا -
نفس - سانس - مجازاً مشام یا قوت شامہ

غزل (۵۰)

ساقی بیا کہ شد قدح لالہ پر ز می	۱	طامات تا بچند و خرافات تا بکی
بگذر ز کبر و ناز کہ دیدہ ست روزگار	۲	چین قبای قیصر و طرف کلاہ کی
ہشیار شو کہ مرغ سحر گشت مست ہان	۳	بیدار شو کہ خواب عدم در پی ست ہی
خوش نازکانہ می چمی ای شاخ نوبہار	۴	کاشفتگی مبادت ز آشوب باد دی
بر مہر چرخ و عشوۂ او اعتماد نیست	۵	ای وای بر کسی کہ شد ایمن ز مکر وی
فردا شراب کوثر و حور از برای ماست	۶	وامروز نیز دلبر مہ روی و جام می
باد صبا ز عہد صبی یاد مے دہد	۷	جان داروی کہ غم ببرد در دہ ای صبی
حشمت مبین و سلطنت گل کہ بسپرد	۸	فراش باد ہر ورقی را بزیر پی
در دہ بیاد حاتم طی جام یک منی	۹	تا نامہ سیاہ بخیلان کنیم طی
زاں می کہ داد رنگ طبیعی بارغوان	۱۰	بیرون فگند لطف مزاج از رخش بخوی
بشنو کہ مطربان چمن راست کردہ اند	۱۱	آہنگ چنگ و بربط و طنبور و نای و نی
مسند بباغ بر کہ بخدمت چو بندگان	۱۲	استادہ است سرو و کمر بستہ است نی
اشیای روزگار ہمی سازد گرد	۱۳	اگر ز ہر دو راہ باز نماندہ است ہیچ شی

(۱۴) حافظ حدیث سحر فریب خوشت رسید
تا حد چین و شام و باقصای روم و ری (۱۴)

(۱) ترجمہ۔ اے ساقی آ کہ لالہ کا پیالہ شراب سے بھر گیا۔ لاف و گزاف کب تک اور یہ خرافات کب تک یعنی موسم بہار ہے آ اور شراب پی۔ زہد کی لافیں اور یہ بیہودہ باتیں کب تک ہونگی۔

(۲) ترجمہ۔ کبر اور ناز کو چھوڑ کہ زمانے نے قبائے قیصر کے شکن اور کیخسرو کی ٹوپی کے گوشہ کو دیکھا ہے یعنی دنیا میں کئی قیصر و کیخسرو گذر چکے ہیں۔ جن کا اب صرف نام ہی نام باقی ہے۔

(۳) ترجمہ۔ ہوشیار ہو جا کہ بلبل مست ہوئی۔ خبردار! بیدار ہو کہ خوابِ عدم پیچھے آنے والی ہے۔ افسوس!

ہوشیار اور مست۔ بیدار اور خواب کا مقابلہ ظاہر

(۴) ترجمہ۔ اے شاخِ نوبہار! تو بہت نزاکت سے خراماں ہے۔ خدا کرے بادِ خزاں کے آشوب سے تجھے پریشانی نہ ہو

(۵) ترجمہ۔ آسمان کی محبت اور اس کے عشوہ پر بھروسہ نہیں۔ اس شخص پر افسوس ہے جو اس کے مکر سے بے فکر ہو گیا۔

(۶) ترجمہ۔ کل شراب کوثر اور حور بھی ہمارے لیے ہے اور آج بھی معشوق اور شراب کا پیالہ بھی ہمارے حصہ میں ہے۔

فردا سے مراد فردائے قیامت۔

(۷) ترجمہ۔ بادِ صبا لڑکپن کا زمانہ یاد دلاتی ہے۔ اے لڑکے ایسا جان پرور دارو جو غم دور کر دے۔ دے

جان دارو سے دارو سے جان پرور۔ یہاں مراد شراب ہے۔

(۸) ترجمہ۔ پھول کی سلطنت اور حشمت دیکھ کہ ہوا کے فراش نے ہر ایک پتے کو پاؤں کے نیچے بچھا دیا۔

ہوا سے پھول کی پنکھڑیوں کا زمین پر گر کر فرش بنانا ظاہر ہے۔ موسم بہار اور سلطنتِ گل کی ناپائداری کا بیان ہے۔

(۹) ترجمہ۔ حاتم طائی کی یاد میں شراب کا یک منی پیالہ دے تا کہ بخیلوں کے نامۂ سیاہ کو طے کریں۔

طے اور طے میں صنعت تجنیس۔ جام یکمنی یعنے رطل گراں بڑا پیالہ (بہار عجم)

(۱۰) ترجمہ۔ وہ شراب جس نے ارغوان کو رنگِ طبیعی دیا لطیف مزاج نے اسے اس کے چہرہ سے پسینہ بنا کر باہر نکالا۔

ارغوان سے مراد معشوق کا سرخ چہرہ۔ مطلب یہ ہے کہ شراب پی کر اسکا سرخ چہرہ زیادہ سرخ ہو گیا اور آخر کار لطافتِ مزاج کی وجہ سے شراب پسینے کے قطرے بن کر باہر نکل آئی۔

(۱۱) ترجمہ۔ نسیم کہ باغ کے مطربوں نے چنگ و بربط و طنبور اور نائی و دف کی آواز کو درست کیا ہے۔

مطربانِ چمن سے مراد مرغانِ چمن بھی ہو سکتی ہیں جو خوش الحانی سے نغمہ سرائی کرتے ہیں۔

(۱۲) ترجمہ۔ سوسن کو باغ میں دیکھ کہ خدمت کے لئے غلاموں کی طرح سرو کھڑا ہے اور سرو نے کمر بستہ ہے۔

نے (بانس) کا کمر بستہ یعنے گرہ در گرہ ہونا ظاہر۔

(۱۳) ترجمہ۔ زمانہ کی چیزوں کو رہن شراب کر دے۔ کیونکہ مرد راہ پیچھے کچھ چھوڑ نہیں جاتا۔

مردِ راہ۔ مسافر۔ سالک۔

(۱۴) ترجمہ۔ اے حافظ تیرا سحر فریب اچھا کلام۔ چین وشام کی سرحد تک اور روم وریسے کی ولایت تک پہنچ گیا۔

غزل (۱۵)

سحر با باد میگفتم حدیث آرزومندی	۱	خطاب آمد کہ واثق شو بالطاف خداوندی
قلم را آن زبان نبود کہ سر عشق گوید باز	۲	ورای حد تقریر است شرح آرزومندی
دل اندر زلف لیلی بند و کار عشق مجنون کن	۳	کہ عاشق را زیان دارد مقالات خردمندی
الا ای یوسف مصری کہ کردت سلطنت مغرور	۴	پدر را باز پرس آخر کجا شد مہر فرزندی
بسحر غمزۂ فتان دوا بخشی و درد انگیز	۵	بچین زلف مشک افشان دل آرای و دلبندی
جہان پیر رعنا را مروت در جبلت نیست	۶	ز مہر او چہ میخواہی و در ہمت چہ می بندی
ہمائی چون تو عالیقدر و حرص استخوان تا کی	۷	دریغ این سایۂ دولت کہ بر نا اہل افگندی
درین بازار اگر سودیست با درویش خرسند است	۸	خدایا منعمم گردان بدرویشی و خرسندی
دعای صبح وشام تو کلید گنج مقصود است	۹	باین راہ و روش میرو کہ با دلدار پیوندی
(۱۰) زشعر حافظ شیراز میگویند و میرقصند		سیہ چشمان کشمیری و ترکان سمرقندی (۱۰)

(۱) ترجمہ۔ میں صبح کے وقت ہوا سے آرزومندی کا ذکر کرتا تھا۔ ارشاد ہوا کہ خداتعالی کی مہربانیوں پر تکیہ رکھ

خطاب آمد سے مراد یہ ہے کہ عالم بالا سے ارشاد ہوا۔

(۲) ترجمہ۔ قلم کی زبان میں تو اتنی طاقت نہیں کہ عشق کا بھید بیان کرے۔ آرزومندی کا بیان حد تقریر سے باہر ہے

(۳) ترجمہ۔ دل کو لیلی کی زلف میں باندھ اور کار و بار عشق میں مجنوں کیطرح مشغول ہو کیونکہ دانائی کی باتیں عاشق کے لئے نقصان دہ ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ عشق میں جنوں چاہیئے نہ کہ عقل۔ دیکھو ت $\frac{6}{2}$ د $\frac{5}{4}$ د $\frac{15}{1}$ ل $\frac{8}{5}$ ہ $\frac{1}{2}$ س $\frac{2}{9}$ ص $\frac{1}{5}$ ل $\frac{8}{5}$ ن $\frac{1}{3}$ ہ $\frac{8}{4}$ ی $\frac{4}{2}$ ی $\frac{12}{5}$ الف $\frac{1}{1}$

	بفکر عشق دانش ما نہایت از جنوں باشد		دریں اندیشہ جز دیوانہ را عاقل نمے دانم	(انیمنت خیالیم)

(۴) ترجمہ۔ ہاں اے یوسف مصری کہ تجھے سلطنت نے مغرور کر دیا۔ باپ کا حال بھی پوچھ آخر محبت فرزندی کہاں گئی
اس شعر میں عاشقانہ اور ناصحانہ دو نو انداز پائے جاتے ہیں۔

(۵) ترجمہ۔ فتنہ انگیز غمزہ سے کے جادو سے تو دوا بخش بھی ہے اور درد انگیز بھی۔ زلف معنبر کے شکن سے تو دل آرام بھی ہے اور دلبند بھی۔

مطلب یہ ہے کہ تیرے غمزہ میں درد بھی ہے اور دوا بھی اور تیری زلف میں آرام بھی ہے اور قید بھی

(۶) ترجمہ۔ بوڑھے رعنا جہاں کی فطرت میں مروت نہیں ہے۔ اس کی محبت سے تو کیا امید رکھتا ہے اور اس سے دل کیا لگاتا ہے۔

جہاں کو بوڑھا رعنا کہا ہے۔ بوڑھا وجہ عمر کے اور رعنا بوجہ انقلاب پسندی کے

	ہے انقلاب چرخ کہن سال کو پسند		انھیں جیسے پشت دو تا زال کو پسند	

(۷) ترجمہ۔ تجھ جیسے عالیقدر ہما کو ہڈیوں کی محبت کب تک ہوگی۔ افسوس ہے کہ تو اس سایۂ دولت کو نا اہلوں پر ڈالتا ہے۔

مشہور ہے کہ ہما صرف ہڈیاں کھاتا ہے۔ دوسرا مصرعہ پہلے مصرعہ کے مضمون کی تصریح ہے مطلب یہ ہے کہ تو کب تک نا اہل اغیار پر مہربان رہے گا۔

(۸) ترجمہ۔ بازارِ دنیا میں اگر فائدہ ہے تو صرف خوشدل درویش کو ہے اے خدا مجھے درویشی اور خوشدلی کی دولت سے امیر بنا۔

درویشی اور اطمینانِ قلب کو سب سے بڑی دولت کہا ہے اور اس دولت کے حصول کی دعا کی ہے۔ سچ بھی یہی ہے کہ حقیقی دولت صرف درویشوں کو نصیب ہوتی ہے۔

(۹) ترجمہ۔ تیری صبح و شام کی دعا مقصود کے خزانہ کی کنجی ہے۔ اسی راہ اور روش پر چل تاکہ تو معشوق سے مل جائے۔

حاصل کلام یہ کہ گوہر مقصود صرف دعا سے حاصل ہوتا ہے۔

(۱۰) ترجمہ: کشمیر کے سیاہ چشم اور سمرقند کے حسین۔ حافظ شیراز کے شعر پڑھتے ہیں اور رقص کرتے ہیں

اپنے کلام کی ہر دلعزیزی بیان کی ہے۔ اور جو کچھ کہا ہے۔ سچ کہا ہے۔

غزل (۵۲)

سحرگہ رہروی در سرزمینی	۱	ہمی گفت ایں معما با قرینی
کہ ای صوفی شراب آنگہ بود صاف	۲	کہ در شیشہ بماند اربعینی
گر انگشت سلیمانی نباشد	۳	چہ خاصیت دہد نقش نگینی
خدا زاں خرقہ بیزار است صد بار	۴	کہ صد بت باشدش در آستینی
درونہا تیرہ شد باشد کہ از غیب	۵	چراغی بر کند خلوت نشینی
مروت گرچہ نامی بی نشان است	۶	نیازی عرضہ کن بر نازنینی
ثوابت باشد ای دارای خرمن	۷	اگر رحمی کنی بر خوشہ چینی
نمی بینم نشاط و عیش در کس	۸	نہ درمان دلے نہ درد دینی
اگرچہ رسم خوباں تندخوئیست	۹	چہ باشد گر بسازی با غمینی
در میخانہ بگشا تا بپرسم	۱۰	مآل حال خود از پیش بینی
نہ ہمت را امید سربلندیست	۱۱	نہ دعوت را کلید آہنینی

(۱۲) نہ حافظ را حضور درس قرآں (۱۲)
نہ دانشمند را علم الیقینی

مطلع کے سوا باقی تمام غزل اسی راہرو کا مقولہ ہے۔ جس کا ذکر مطلع میں ہے۔

(۱) ترجمہ: صبح کے وقت ایک سرزمین میں ایک راہرو۔ اپنے ہمراہی سے یہ معما بیان کرتا تھا۔

(۲) ترجمہ: کہ اے صوفی شراب صرف اسی وقت صاف ہوتی ہے جب کہ چالیس روز شیشہ میں رہے

اربعین سے مراد چالیس روز (چلہ) یا چالیس سال۔ ظاہر ہے کہ پرانی شراب زیادہ تیز ہوتی ہے مطلب یہ ہے کہ معرفتِ الٰہی مدتوں کی ریاضت اور چلہ کھینچنے سے نصیب ہوتی ہے۔ آسان بات نہیں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی نبوت چالیس برس کی عمر میں ملی۔

(۴) ترجمہ۔ اگر سلیمان کی انگلی نہ ہو۔ تو ایک نگین کا نقش کیا فائدہ دے سکتا ہے۔

حضرت سلیمانؑ کی انگشتری مشہور ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اُس انگشتری سے فائدہ صرف حضرت سلیمان علیہ السلام جیسے شخص کو ہو سکتا تھا۔ چنانچہ دیو کے ہاتھ میں وہ انگشتری دنوں سے زیادہ نہ رہی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ فیضیاب ہونے کے لئے قابلیت چاہیئے۔ اسم اعظم شیطان کو بھی یاد ہے مگر کیا کر سکتا ہے۔ انگشت سے مراد انگشتری بھی ہو سکتی ہے۔

(۴) ترجمہ۔ خدا ایسے خرقہ سے سو بار بیزار ہے۔ کہ جس کی ایک آستین میں سو بت ہوں۔

مطلب یہ ہے کہ خدا زاہدانِ ریاکار سے بیزار ہے۔

(۵) ترجمہ۔ دل سیاہ ہو گئے ہیں خدا کرے کہ غیب سے کوئی خلوت نشین چراغ روشن کرے۔

یعنے لوگوں کے دل تاریک ہوتے جاتے ہیں۔ خدا کرے کہ امدادِ غیبی سے کوئی ایسا شخص پیدا ہو جائے جو دلوں کو نورِ ایمان سے روشن کرے۔ ایسے شخص کی خواجہ صاحب کے زمانہ کی نسبت آجکل زیادہ ضرورت ہے

(۶) ترجمہ۔ مروت کا اگرچہ نام ہی نام ہے اور کچھ نشان نہیں۔ تاہم کسی نازنین کے سامنے جا کر نیاز عرض کر مطلب یہ ہے کہ ہر چند دنیا سے مروت معدوم ہو چکی ہے۔ اور اس اسم کا مسمی کہیں نظر نہیں آتا۔ تاہم کسی نازنین کے سامنے نیاز ظاہر کر شاید مروت کرے۔

(۷) ترجمہ۔ سلطنتِ خرمن کے مالک! اگر تو کسی خوشہ چین پر رحم کرے گا تو تجھے ثواب ہوگا۔

(۸) ترجمہ۔ میں کسی شخص میں نشاط اور عیش نہیں دیکھتا۔ نہ کسی دل کا درمان ہے اور نہ دین کا درد

(۹) ترجمہ۔ اگرچہ حسینوں کی رسم تندخوئی ہے۔ کیا ہو جائیگا اگر تو ایک غمگین کے ساتھ مہربانی کرے یعنے میں مانتا ہوں کہ حسینوں کا کام جور و جفا ہے۔ لیکن اگر ایک غمگین کے ساتھ تو مہر و وفا سے پیش آیا تو تیرا کیا نقصان ہو جائے گا۔

(۱۰) ترجمہ۔ شرابخانہ کا دروازہ کھول تاکہ میں کسی پیش بین سے انجام کار کا پتہ پوچھوں۔

حاصل کلام یہ کہ شرابخانہ میں ایسے لوگ موجود ہیں جو زمانہ آئندہ کے متعلق پیشین گوئی کر سکتے

ہیں - دروازہ کھول کہ میں اندر جا کر کسی ایسے شخص سے مآلِ کار کا حال پوچھوں -

(۱۱) ترجمہ - نہ تو ہمت کو سربلندی کی امید رہی ہے اور نہ دعا کے پاس لوہے کی کنجی ہے - یعنے اس زمانہ میں ہمت سے بھی عظمت نصیب ہونی مشکل ہے اور دعا کے پاس بھی گنجِ مقصود کی کنجی نہیں - یعنے دعا سے بھی حصولِ مراد محال ہے -

(۱۲) ترجمہ - نہ تو حافظ کو درسِ قرآن میں حضورِ دل حاصل ہے اور نہ ہی کسی دانشمند کو علم یقینی نصیب ہے -

علم الیقین یقین کی تین قسمیں ہیں (۱) علم الیقین - یہ صرف جان لینا کسی امر کا ہے - بہ ماہیت کیفیت مثلاً یقین اس امر کا کہ زہر قاتل ہے - یا خدا ایک ہے - (۲) عین الیقین - آنکھوں سے دیکھ لینا اس امر کا - مثلاً کسی کو زہر کھا کر مرجاتے دیکھ لینا یا مشاہدہ ذات حاصل ہونا (۳) حق الیقین - خود تجربہ کرنا یا محو ہونا اس امر میں مثلاً زہر کھا کر خود مر جانا یا فنا فی اللہ ہو جانا -

مطلب یہ ہے کہ اس زمانہ میں حافظ جیسوں کو بھی درس قرآن میں حضورِ دل حاصل نہیں ہے اور بڑے بڑے عارفوں کو بھی علم الیقین کی دولت نصیب نہیں -

غزل (۵۳)

سحرم ہاتف میخانہ بدولتخواہی	۱	گفت باز آی کہ دیرینہ این درگاہی
ہمچو جم جرعہ می کش کہ ز سر ملکوت	۲	پرتو جام جہاں بین دہدت آگاہی
با گدایان در میکدہ ای سالک راہ	۳	با ادب باش گر از سر خدا آگاہی
بر در میکدہ رندان قلندر باشند	۴	کہ ستانند و دہند افسر شاہنشاہی
خشت زیر سر و بر تارک ہفت اختر پای	۵	دست قدرت نگر و منصب صاحب جاہی
اگرت سلطنت فقر ببخشند ای دل	۶	کمترین ملک تو از ماہ بود تا ماہی
قطع این مرحلہ بی ہمرہی خضر مکن	۷	ظلمات است بترس از خطر گمراہی
سر ما و در میخانہ کہ طرف بامش	۸	بہ فلک بر شدہ دیوار بایں کوتاہی

۹ تو در فقر ندانی زدن از دست مده — مسند خواجگی و مجلس توران شاهی

۱۰ ای سکندر بنشین و غم بیهوده مخور — که نه بخشند ترا آب حیات از شاهی

(۱۱) حافظ خام طمع شرمی ازین قصہ بدار — عملت چیست کہ مزدش دو جہان میخواہی (۱۱)

(۱) ترجمہ۔ صبح کے وقت شرابخانہ کے ہاتف نے خیر خواہی سے مجھے کہا کہ تو اس درگاہ کا قدیمی تعلقدار ہے۔ واپس آجا۔

(۲) ترجمہ۔ جمشید کیطرح شراب کا گھونٹ پی تا کہ جام جہان بین کا پرتو تجہہ کو عالم قدس کے اسرار سے آگاہ کرے

یہ شعر ہاتف میخانہ کا مقولہ ہے جسکا ذکر شعر (۱) میں ہے۔

(۳) ترجمہ۔ اے سالک راہ! اگر تو خدا کے بھید سے واقف ہے، تو میخانہ کے دروازہ کے گداگروں کے ساتھ ادب سے پیش آ

(۴) ترجمہ۔ میخانہ کے دروازہ پر ایسے قلندر رند ہوتے ہیں کہ بادشاہی تاج لیتے ہیں اور دیتے ہیں۔

یعنے سلطنت کا دینا اور واپس لے لینا اُنکے اختیار میں ہے۔ ان خدا رسیدہ بزرگوں کی طرف اشارہ ہے۔ جنکے ایک اشارے سے سلطنتیں بن اور بگڑ جاتی ہیں۔

(۵) ترجمہ۔ اُن کے سر کے نیچے اینٹ ہے اور پاؤں سات ستاروں کی چوٹی پر ہے۔ اُن کا دست قدرت اور اُن کی عالی جاہی دیکھو۔

اس شعر میں اُن رندانِ قلندر کی تعریف ہے، جنکا ذکر گذشتہ شعر میں ہوا۔ خشت زیر سر سے مراد یہ ہے کہ دنیاوی اسباب سے اُنکے پاس کچھہ چیز نہیں۔ اینٹ کے بغیر تکیہ بہی نصیب نہیں۔

(۶) ترجمہ۔ اے دل اگر تجھے فقر کی بادشاہی عطا کردیں۔ تو ماہ سے ماہی تک تیرا ایک چھوٹا سا ملک ہوگا یعنے فقر کی سلطنت اتنی وسیع ہے کہ تحت الثرےٰ سے لیکر آسمان تک کا تمام ملک انکی سلطنت کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے۔

(۷) ترجمہ۔ اس مرحلہ کو خضر کی ہمراہی کے بغیر طے نہ کر۔ کیونکہ چاروں طرف اندہیرا ہے گمراہی سے ڈر۔ مطلب یہ ہے کہ منازل عشق میں رہنما کی سخت ضرورت ہے۔ ورنہ اِس ظلمات میں گمراہی کا ڈر ہے۔

خضر اور ظلمات کی رعایت ظاہر۔ دیکھو شعر ۳/۴ ۔

(۸) ترجمہ۔ ہمارا سر ہے اور شرابخانہ کا دروازہ۔ کہ اسکے محل کی دیوار باوجود کوتاہی کے آسمان تک پہنچتی ہے۔

شرابخانہ کی عظمت اور رفعت کا ذکر ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں درِ میخانہ سے کبھی سر نہیں اٹھاؤنگا

(۹) ترجمہ۔ فقر کا دروازہ تو تو کھٹکھٹا نہیں سکتا (اس لئے) توران شاہ کی مجلس اور مسندِ خواجگی کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔

توران شاہ کے لئے دیکھو لسان الغیب جلد اول صفحہ ۱۰۸ سوا نحمری۔

(۱۰) ترجمہ۔ اے سکندر (صبر کرکے) بیٹھ اور بیہودہ غم نہ کھا۔ کیونکہ بادشاہی کی بدولت تجھ آب حیات نہیں مل سکتا۔

یعنے آب حیات بادشاہی کے زور سے نہیں ملتا۔ صبر کرکے بیٹھ۔

(۱۱) ترجمہ۔ اے خام طمع حافظ! اس بات سے شرم کر۔ تیرا سرمایہ عمل کیا ہے کہ اسکے عوض تو دو نو جہان مانگتا ہے

اپنی کم بضاعتی کا اعتراف ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہمارا سرمایۂ اعمال اسقدر قلیل ہے کہ ہم کسی بات کے مستحق نہیں۔ ذوقِ عمل کی تعلیم ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ بغیر سعی کے کچھ نہیں ملتا۔

غزل (۵۴)

سلام اللہ ما کر اللیالی	۱	علی ملک المکارم والمعالی
علی وادی الاراک ومن علیہا	۲	ودار باللوی فوق الرمالی
دعاگوی غریبان جہانم	۳	وادعو بالتواتر والتوالی
منال ای دل کہ در زنجیر زلفش	۴	ہمہ جمعیت ست آشفتہ حالی
اموت صبابۃً یا لیت شعری	۵	متی نطق البشیر عن الوصالی
فحبک راحتی فی کل حین	۶	وذکرک مونسی فی کل حالی
سویدای دل من تا قیامت	۷	مبادا از سوز و سودای تو خالی
کجا یابم وصال چون تو شاہی	۸	من بدنام رند لاابالی

زخطت صد جمالِ دیگر افزود	۹	کہ عمرت باد صد سال جلالی
بران نقاش قدرت آفریں باد	۱۰	کہ گرد مہ کشد خط ھلالی
بہر منزل کہ رو آرد خدایا	۱۱	نگہدارش بحفظ لایزالی
تو میباد کہ باشی ورنہ سہل ست	۱۲	زیان مایۂ جانی و مالی

(۱۳)	خدا داند کہ حافظ را غرض چیست وعلم اللہ حسبی من سوالی	(۱۳)

(۱) ترجمہ۔ جب تک رات کے بعد رات آئے۔ صاحب کرم اور صاحب مرتبہ بادشاہ پر سلام ہو۔
ظاہر ہے کہ قیامت تک ایک رات کے بعد دوسری رات آنے کا سلسلہ قائم رہے گا۔
مطلب یہ ہے کہ قیامت تک بادشاہ پر سلامتی ہو۔

(۲) ترجمہ۔ وادیٔ اراک پر اور جو اس میں ہے اور لوے کے مکان پر جو ریت پر واقع ہے۔
یعنے وادیٔ اراک پر اور لوے کے مکان پر اور جو اس میں ہے اس پر سلام ہو۔ اراک ایک درخت کا نام ہے۔ لوے ایک موضع کا ہے۔ وادیٔ اراک اور لوی سے مراد مقام محبوب ہے

(۳) ترجمہ۔ میں جہان کے مسافروں کا دعاگو ہوں اور پے در پے دعا کرتا ہوں
چونکہ معشوق بھی سفر میں ہے۔ لہٰذا تمام مسافروں کے لئے دعا کرتے ہیں۔

(۴) ترجمہ۔ اے دل نہ رو کہ اسکی زلف کی زنجیر میں یہ تمام پریشان حالی بمنزلہ جمعیت خاطر کے ہے
یعنے زلف محبوب میں اسیر ہو کر جو پریشانی حاصل ہوتی ہے وہ عین جمعیت خاطر ہے اس پر شاکر اور راضی رہنا چاہیے۔

(۵) ترجمہ۔ میں صبر میں مرا جاتا ہوں کاش کہ مجھے معلوم ہوتا کہ خوشخبری دینے والا وصال کی خوشخبری کب دیگا۔

(۶) ترجمہ۔ تیری محبت ہر وقت میرے لئے راحت ہے اور تیرا ذکر ہر حال میں میرا مونس و غمگسار ہے

(۷) ترجمہ۔ خدا کرے کہ میرے دل کا سویدا قیامت تک تیرے عشق اور سوز سے خالی نہ ہو۔

(۸) ترجمہ۔ میں بدنام اور لاابالی رند تجھ جیسے بادشاہ کا وصال کب حاصل کر سکتا ہوں۔
لاابالی۔ صیغہ مضارع واحد متکلم ہے۔ اسکے لغوی معنے یہ ہیں کہ میں پرواہ نہیں رکھتا ہوں

مجھے خوف نہیں ہے ۔ مجازاً بیباک اور لاپرواہ آدمی سے مراد ہے

(۹) ترجمہ ۔ خطِ سبز سے تیرا جمال سوگنا اور زیادہ ہوگیا ہے ۔ خدا کرے کہ تیری عمر سو شمسی سال ہو ۔

(۱۰) ترجمہ ۔ قدرت کے اُس نقاش پر سو آفرین ہو ۔ جو چاند کے گرد خطِ ہلالی بناتا ہے ۔

مہ سے مراد معشوق کا چہرہ اور خطِ ہلالی سے مراد خطِ سبز جو ہلال کا ہم شکل ہوتا ہے ۔

(۱۱) ترجمہ ۔ اے خدا جس جگہ بھی وہ جائے اپنی لازوال حفاظت سے اُسے محفوظ رکھ ۔

(۱۲) ترجمہ ۔ چاہیئے کہ تو سالم ہو ورنہ جان اور مال کا زیان تو معمولی بات ہے ۔

(۱۳) ترجمہ ۔ خدا جانتا ہے کہ حافظ کا مدعا کیا ہے اور خدا کا علم کافی ہے ۔ سوال کی ضرورت نہیں

چو کارساز زحاجات آگہی دارد		برای چیست دعا و چہ سود حرفِ سوال

غزل (۵۵)

سلامی چو بوی خوش آشنائی	۱	بدان مردم دیدۂ روشنائی
درودی چو نور دل پارسایاں	۲	بدان شمع خلوتگہ پارسائی
نمی بینم از ہمدمان ہیچ برجا	۳	دلم خون شد از غصہ ساقی کجائی
زکوی مغاں رو مگرداں کہ آں جا	۴	فروشند مفتاح مشکل کشائی
عروس جہان گرچہ در حد حسن ست	۵	ز حد می برد شیوۂ بی وفائی
می صوفی افگن کجا می فروشند	۶	کہ در تابم از دست زہد ریائی
رفیقان چنان عہد صحبت شکستند	۷	کہ گوئی نبودست خود آشنائی
دل خستہ من گرش ہمتی ہست	۸	نخواہد ز سنگین دلاں مومیائی
مرا گر تو بگذاری اے نفس طامع	۹	بسے پادشاہی کنم در گدائی
بیاموزمت کیمیای سعادت	۱۰	ز ہمصحبت بد جدا ئے جدائی

(۱۱)	مکن حافظ از جور گردوں شکایت چہ دانی تو اے بندہ کار خدائی	(۱۱)

(۱) ترجمہ۔ آشنائی کی خوشبو جیسا سلام اس دیدۂ بینا کی پتلی پر

یعنے میرے معشوق پر جو میری آنکھوں کی پتلی ہے۔ محبت سے بھرا ہوا سلام

(۲) ترجمہ۔ پارساؤں کے دل کے نور جیسا درود اس خلوت گاہِ پارسائی کے شمع پر

یعنے معشوق پر نورانی درود۔

(۳) ترجمہ۔ میں اپنے ہمدموں میں سے کسی کو بھی اپنی جگہ پر نہیں دیکھتا۔ میرا دل رنج و غم سے خون ہوگیا اے ساقی تو کہاں ہے۔

یعنے اے ساقی آ اور شراب دے تاکہ میرا غم دور ہو۔

(۴) ترجمہ۔ مغوں کے کوچہ سے منہ نہ پھیر کیونکہ اس جگہ مشکل کشائی کی کنجی بیچتے ہیں۔

شراب کو مشکل کشائی کی کنجی کہا ہے۔

(۵) ترجمہ۔ جہاں کی عروس اگرچہ انتہا درجہ کی حسین ہے لیکن بیوفائی کا شیوہ اس میں حد سے زیادہ ہے۔

(۶) ترجمہ۔ صوفیوں کو مست کرنے والی شراب کہاں بیچتے ہیں۔ کیونکہ میں زہد ریائی کے ہاتھ سے تکلیف میں ہوں۔

یعنے صوفی افگن شراب چاہیئے جو زہد ریائی سے چھڑائے۔

(۷) ترجمہ۔ رفیقوں نے عہدِ صحبت کو اسطرح توڑ ڈالا۔ گویا کبھی آشنائی تھی ہی نہیں۔

یوں وفا اٹھ گئی زمانے سے	گویا اس جہاں میں تھی ہی نہیں

(۸) ترجمہ۔ میرے زخمی دل میں اگر ذرا بھر بھی ہمت ہوئی۔ تو سنگدلوں سے مومیائی نہیں مانگے گا۔

حاصل کلام یہ کہ اگر ذرا بھر بھی ہمت ہو تو دوسروں سے مدد طلب کرنے کی کچھ ضرورت نہیں

(۹) ترجمہ۔ اے حریص نفس! اگر تو مجھے چھوڑ دے تو میں گدائی میں بھی خوب بادشاہی کروں

(۱۰) ترجمہ۔ میں تجھے سعادت مندی کا گر سکھاتا ہوں۔ (اور وہ یہ ہے) کہ برے ہمنشیں سے دور رہنا چاہیئے

(۱۱) ترجمہ۔ اے حافظ زمانے کے ظلم سے شکایت نہ کر اے بندے تجھے خدائی کاموں کا کیا علم ہے

یعنے خدا جو کچھ کرتا ہے اپنے بندوں کے فائدے کے لئے کرتا ہے۔ اس لئے ہر حال میں شاکر رہنا چاہیئے۔

غزل (۵۶)

۱ سلیمی منذ حلت بالعراق — الاقی من نواها ما الاقی
۲ الا ای ساربان محمل دوست — الی رکبانکم طال اشتیاقی
۳ بساز ای مطرب خوشخوان خوشگوی — بشعر پارسی صوت عراقی
۴ بیا ساقی بده رطل گرانم — سقاک اللہ من کاس دہاقی
۵ جوانی باز مے آرد بیادم — صدای چنگ و نوشانوش ساقی
۶ مے باقی بده تا برفشانم — بیاران مست و خوشدل عمر باقی
۷ درونم خون شد از نادیدن دوست — الا تعسا لایام الفراقی
۸ دمی با نیکخواہان متفق باش — غنیمت دان امور الاتفاقی
۹ مسیحای مجرد را برازد — کہ با خورشید سازد ہم وثاقی
۱۰ عروس بس خوشی اے دختر رز — ولے گہ گہ سزاوار طلاقی
۱۱ ربیع العمر فی مرعی حماکم — حماک اللہ یا عہد التلاقی
۱۲ خرد در زندہ رود انداز و می نوش — بگلبانگ جوانان عراقی
۱۳ نہانی الشیب من کل العذاری — سوی تقبیل خدود واعتناقی
۱۴ وصال دوستان چون روزی ما نیست — بگو واعظ سخنہای فراقی

(۱۵) مضی فرص الوصال و ما شعرنا
بگو حافظ غزلہای فراقی (۱۵)

(۱) ترجمہ۔ میرا معشوق جب سے عراق میں جاکر اُترا ہے۔ میں اسکی آرزو میں جو کچھ دیکھتا ہوں دیکھتا ہوں یعنی ہجر میں جو حالت میری ہے۔ مجھے ہی معلوم ہے۔
لفظ عراق کے قؔ کی کسرہ کو اشباع سے پڑھیں گے اور عراقی کہیں گے۔ اس غزل میں

اور اس سے اگلی غزل میں عربی اشعار کے قافیہ کا آخیر حرف اشباع کسرہ سے پڑھا جاتا ہے
ورنہ یہ ی درحقیقت املا میں نہیں ہے (۲) ترجمہ۔ اے محمل محبوب کے ساربان! تمہارے سواروں کے ساتھ میری بہت محبت ہے
(۳) ترجمہ۔ اے خوشخوان اور خوش گو مطرب۔ فارسی اشعار کو عراقی آواز میں ادا کر۔
عراق مقاماتِ موسیقی میں ایک مقام کا نام۔ جسے بوقتِ چاشت گاتے ہیں۔ چونکہ
محبوب عراق میں ہے اس لئے صوتِ عراقی کہا۔
(۴) ترجمہ۔ اے ساقی! آ اور مجھ کو بڑا پیالہ دے۔ خدا تجھے کوزہ ہائے پُر شراب سے سیراب کرے
یعنے بہشت میں شراب طہور پلائے۔
کَاْسًا دِهَاقًا۔ قرآنی الفاظ ہیں۔ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ه حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ه
وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ه وَّكَاْسًا دِهَاقًا ه یعنے متقیوں کے لئے کامیابی۔ باغ۔ انگور کے درخت
ہم عمر دوشیزہ عورتیں اور شراب سے پُر پیالے ہونگے۔ (النبا)
(۵) ترجمہ۔ چنگ کی آواز اور ساقی کی نوشا نوش مجھ کو ایک جوان (یا جوانی) کی یاد دلاتی ہے۔
(۶) ترجمہ۔ باقی شراب (یا دُرد) مجھ کو دے تاکہ مست اور خوشدل دوستوں پر باقی زندگی قربان کر دوں۔
(۷) ترجمہ۔ دوست کو نہ دیکھنے سے میرا دل خون ہو گیا۔ ہجر کے دنوں پر ہلاکت آئے۔
(۸) ترجمہ۔ کوئی دم خیر خواہوں کے ساتھ مل بیٹھ۔ اور ان اتفاقی باتوں کو غنیمت جان۔
یعنے خیر خواہوں کی صحبت اتفاقیہ حاصل ہوتی ہے اسے غنیمت جان۔ اتفاق اور متفق کی رعایت ظاہر
(۹) ترجمہ۔ صرف مجرد مسیحا کے لئے یہ بات زیبا ہے کہ خورشید کے ساتھ ہم خانہ ہو۔
حضرت عیسے علیہ السلام تمام عمر مجرد رہے۔ اس لئے انکو اللہ تعالے نے خورشید کے
ساتھ فلکِ چہارم پر جگہ دی مطلب یہ ہے کہ آزادی اور تجرد ہی سے انسان مراتب بالا پر پہنچ سکتا ہے۔

چو عیسے گر توانی خفت بے جفت		مدہ نقدِ تجرد را ز کف مفت

(۱۰) ترجمہ۔ اے دختر رز (شراب) تو بہت حسین عروس ہے۔ لیکن کبھی کبھی تو طلاق کے لائق بھی ہوتی ہے
یعنے مستی بہت اچھی چیز ہے۔ لیکن کبھی کبھی مستی چھوڑ کر ہوش میں بھی آنا چاہیے۔
(۱۱) ترجمہ۔ میری عمر کی بہار تیری محفوظ چراگاہ میں ہے۔ اے وصال کے زمانے خدا تیری مدد کرے
(۱۲) ترجمہ۔ عقل کو زندہ رود میں ڈال دو اور شراب پی۔ عراقی جوانوں کی آواز کے ساتھ

زندہ رود۔ اصفہان کے تلے ایک ندی بہتی ہے۔ جسکا پانی بہت صاف اور شیریں ہے۔

(۱۳) ترجمہ۔ بڑھاپے نے تمام گلرخوں سے منع کر دیا سوائے رخسار کے بوسہ اور گلے لگانے کے

(۱۴) ترجمہ۔ جب دوستوں کا وصال ہمارے نصیب میں ہے تو اے واعظ تو فراق کی باتیں کہے جا

یعنے تیری ان باتوں سے ہمارا کچھ نقصان نہیں۔

(۱۵) ترجمہ۔ وصال کا زمانہ گذر گیا اور ہمیں خبر ہی نہ ہوئی۔ اے حافظ فراق کی غزلیں کہہ

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد	روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

غزل (۵۷)

سبت سلمیٰ بصدغیہا فوادی	۱	وروحی کل یوم لی ینادی
خدا را بر من بیدل ببخشای	۲	وواصلنی علیٰ رغم الاعادی
امن انکرتنی عن حب سلمیٰ	۳	غریق العشق فی بحر الوادی
نگارا در غم سودائے عشقت	۴	توکلنا علیٰ رب العبادی

(۵)	دل حافظ شد اندر چین زلفت بہ لیل مظلم واللہ ہادی	(۵)

(۱) ترجمہ۔ سلمیٰ نے اپنی دو زلفوں میں میرے دل کو گرفتار کر لیا اور میری روح ہر روز مجھے پکارتی ہے

سلمیٰ۔ عرب کی ایک مشہور معشوقہ کا نام۔ مجازاً ہر معشوق کے لئے بولتے ہیں۔

(۲) ترجمہ۔ خدا کے لئے مجھ بیدل پر بخشش کر اور دشمنوں کی خلاف منشا مجھ کو دولت وصال عطا کر۔

(۳) ترجمہ۔ تو مجھے سلمیٰ کی محبت سے روکتا ہے اور میں اسکی محبت کے سمندر میں غریق عشق ہوں

(۴) ترجمہ۔ اے معشوق! تیرے عشق کے سودا کے غم میں۔ ہم نے بیندوں کے پروردگار پر توکل کیا ہے

(۵) ترجمہ۔ حافظ کا دل تیری زلف کے خم میں اسیر ہو گیا۔ اس اندھیری رات میں خدا میرا رہنما ہے۔

زلف کو شب تاریک سے تشبیہ دی ہے۔

غزل (۵۸)

سینہ مالامال درد است ای دریغا مرہمی	۱	دل ز تنہائی بجان آمد خدا را ہمدمی
خیز تا خاطر بدان ترک سمرقندی دہیم	۲	کز نسیمش بوی زلف حوریان آید ہمی
چشم آسایش کہ دارد زین سپہر گرم رو	۳	ساقیا جامے بیاور تا بیاسایم دمی
زیرکی را گفتم ایں احوال خود خندید و گفت	۴	صعب کاری بوالعجب دردی پریشان عالمی
سوختم در چاہ صبر از بہر آن شمع چگل	۵	شاہ ترکان غافل است از حال ما کو رستمی
در طریق عشقبازی امن و آسایش خطاست	۶	ریش باد آن دل کہ با درد تو جوید مرہمی
اہل کام و ناز را در کوی رندان راہ نیست	۷	رہروی باید جہانسوزی نہ خامی بیغمی
آدم خاکی دریں عالم نمی آید بدست	۸	عالمی دیگر بباید ساخت از نو آدمی

(۹) گریۂ حافظ چہ سازد پیش استغنای دوست
کاندریں طوفان نماید ہفت دریا شبنمی (۹)

(۱) ترجمہ ۔ سینہ درد سے مالامال ہے افسوس کہ مرہم ہوتی ۔ دل ہجر میں تنگ آگیا ہے خدا کے لئے کوئی ہمدم ملے

(۲) ترجمہ ۔ اٹھ کہ اس ترک سمرقندی کو دل دیدیں ۔ کہ اسکی نسیم سے حوروں کی زلف کی خوشبو آتی ہے ۔

(۳) ترجمہ ۔ اس تیز رفتار آسمان سے کون آرام کی امید رکھہ سکتا ہے ۔ اے ساقی ایک پیالہ لا تا کہ میں تھوڑی دیر آرام کروں ۔

یعنے جام مے پئے بغیر آسمان کے نیچے آرام کی امید بے فائدہ ہے ۔

(۴) ترجمہ ۔ میں نے ایک خردمند کو اپنا یہ حال بتایا ۔ وہ ہنسا اور کہا کہ یہ سخت کام ہے عجیب درد ہے اور پریشان عالم ہے ۔

یعنے درد عشق کو کوئی عقلمند نہیں سمجھ سکتا ۔

(۵) ترجمہ ۔ میں اس شمع چگل کے لئے چاہ صبر میں جل گیا ۔ ترکوں کا بادشاہ ہمارے حال سے غافل ہے ۔ رستم کہاں ہے

مختصر اور [illegible]

چگل ۔ ترکستان کا ایک حسن خیز شہر ہے ۔ اس شعر میں واقعۂ چاہِ بیژن کیطرف کیخسرو کے عہد میں بیژن نامی ایک پہلوان شکار کرتا ہوا افراسیاب کے ملک میں جا پہنچا ۔ افراسیاب کی بیٹی منیژہ پر عاشق ہو گیا افراسیاب نے اُسے سیاہ چاہ میں قید کر دیا ۔ رستم کو خبر ہوئی ۔ افراسیاب کے ملک پر حملہ کیا اور بیژن کو کنویں سے نکالا ۔

(۶) ترجمہ ۔ عشقبازی کے طریقہ میں امن و آسائش (کی امید کرنا) غلطی ہے ۔ خدا کرے وہ دل ہمیشہ زخمی رہے جو تیرے درد کی مرہم ڈھونڈ رہے ۔

یعنے دردِ عشق کا علاج نہیں کرنا چاہیئے بلکہ درد برداشت کرنا چاہیئے ۔ دیکھو شعر د $\frac{۸۹}{۵}$

(۷) ترجمہ ۔ اہلِ غرض اور اہلِ ناز رندوں کے کوچہ میں نہیں جا سکتے ۔ سالک کو جہاں سوز ہونا چاہیئے نہ کہ ایک خام طبع اور بے غم آدمی ۔

مطلب یہ ہے کہ منازلِ عشق کے مسافر کو جہاں سوز اور پختہ مغز ہونا چاہیئے تاکہ ہر طرح کی مصیبتوں اور مشکلوں کو مردانہ برداشت کر سکے ۔ ناز پروردہ ۔ خام طبع ۔ بے غم اور مطلب پرست آدمی اس راستہ پر نہیں چل سکتا ۔

(۸) ترجمہ ۔ اس جہاں میں آدمِ خاکی کہیں نہیں ملتا ۔ ایک اور جہاں ایک نئے آدم سے آباد کرنا چاہیئے ۔

مطلب یہ ہے کہ موجودہ زمانے اور موجودہ دنیا میں تو کوئی آدمی نظر نہیں آتا ۔ البتہ اگر خدا ایک نیا آدم پیدا کر کے ایک نئی دنیا آباد کرے تو شاید وہاں آدمی ملیں گے ۔ حاصل کلام یہ کہ انسانِ کامل آج کل کوئی نظر نہیں آتا ۔

خدا تو ملتا ہے انساں ہی نہیں ملتا		یہ چیز وہ ہے کہ دیکھی کہیں کہیں میں نے	(اقبال)

(۹) ترجمہ ۔ معشوق کی بے پرواہی کے سامنے حافظ کی گریہ وزاری کیا کرے ۔ کیونکہ اس طوفان میں سات سمندر ایک قطرہ نظر آتے ہیں ۔

معشوق کے استغنا کو ایک طوفان کہا ہے ۔

غزل (۵۹)

۱	لبش می بوسم و در میکشم مے	به آب زندگانی برده ام پی
۲	نه رازش میتوانم گفت باکس	نه کس را می توانم دید با ئے
۳	گل از خلوت بباغ آورد مسند	بساط زہد را چون غنچه کن طے
۴	بده جام می و از جم مکن یاد	که میداند که جم کی بود و کی کے
۵	بزن چنگ چنگ اے ماه مطرب	رگش بخراش تا بخروشم از ئے
۶	چو چشمش مست را مخمور مگذار	بیاد لعلش ای ساقی بده مے
۷	نجوید جان از آن قالب جدائی	که باشد خون جامش در رگ و پے
۸	لبش می بوسم و خون میخورد جام	رخش می بینم و گل میکند خوے
۹	چو مرغ باغ میگوید که هو هو	بده از دست جام باده ہی
۱۰	چو مجنون در پئے دیدار لیلے	بیاید گشتن ای دل گرد هر حے
۱۱	تو با سلطان گل خوش باش و می نوش	غنیمت دان خلاص بهمن از دے

(۱۲) زبانت درکش ای حافظ زمانے (۱۲)
حدیث بے زبان بشنو از نے

(۱) ترجمه۔ میں اسکے لب کو چومتا ہوں اور شراب پیتا ہوں۔ میں نے آب حیات کا پتہ لگا لیا ہے
معشوق کے لب لعل اور شراب کو ہی آب حیات کہا ہے۔

(۲) ترجمه۔ نہ تو میں اسکا راز کسی کو بتا سکتا ہوں۔ نہ غیر کو اسکے پاس دیکھ سکتا ہوں۔
یعنے میں اغیار کا اسکے پاس بیٹھنا پسند نہیں کرتا۔

(۳) ترجمه۔ پھول خلوت سے مسند کو باغ میں اٹھا لایا۔ تو بھی غنچہ کیطرح زہد کی بساط کو لپیٹ دے
مطلب یہ ہے کہ پھول جب تک غنچہ تھا گویا خلوت میں تھا۔ اب خلوت کو چھوڑ کر باغ

میں آیا ہے یعنی شگفتہ ہوا ہے۔ تو بھی گوشۂ زہد کو چھوڑ کر باغ میں آ۔ اور دستِ قدرت کی گلکاریاں دیکھ

	بامداداں کہ تفاوت نکند لیل و نہار		خوش بود دامن صحرا و تماشائے بہار	
	صوفی از صومعہ گو خیمہ بزن در گلزار		وقت آں نیست کہ در خانہ نشینی بیکار	(سعدی)

(۴) ترجمہ۔ شراب کا پیالہ دے اور جمشید کو یاد نہ کر۔ کون جانتا ہے کہ جمشید کب تھا اور کیخسرو کب

(۵) ترجمہ۔ اے باہوش مطرب چنگ پر ہاتھ مار۔ اسکی تاروں کو چھیڑ تاکہ میں اس سے جوش میں آؤں۔

(۶) ترجمہ۔ اسکی آنکھ کیطرح مستوں کو حالتِ خمار میں نہ چھوڑ۔ اس کے لبِ لعل کی یاد میں اے ساقی شراب دے

(۷) ترجمہ۔ جان اُس جسم سے جدا ہونا نہیں چاہتی۔ جسکے رگ و ریشہ میں پیالہ کا خون (یعنی شراب) ہو

مطلب یہ ہے کہ جس جسم میں شراب سرایت کر گئی ہو۔ جان اس جسم سے جدا ہونا نہیں چاہتی۔

حاصل کلام یہ کہ شراب بمنزلہ آبِ حیات کے ہے۔ جس نے پی لی۔ حیاتِ ابدی حاصل کر لی۔

(۸) ترجمہ۔ میں اسکے لب کو چومتا ہوں اور پیالہ (رشک سے) خون پیتا ہے۔ میں اسکے چہرہ کو دیکھتا ہوں اور پھول

حسد سے پسینہ پسینہ ہو گیا ہے۔

یعنے جام مے کو رشک ہے کہ میں ہی لبِ معشوق کو چوموں اور اس رشک میں خون پیتا ہے (چونکہ پیالہ

میں شراب سرخ ہوتی ہے اس لئے خون مجوزہ کہا ہے)۔ اور پھول کو یہ حسد ہے کہ معشوق کا چہرہ اس سے

کہیں زیادہ خوبصورت ہے اور لوگ پھول کو نہیں دیکھتے معشوق کے چہرہ کو دیکھتے ہیں۔

(۹) ترجمہ۔ جب باغ کا پرندہ ہو ہو کہہ رہا ہے۔ تو خبردار شراب کا پیالہ ہاتھ سے نہ چھوڑ۔

سے ہے یعنے خبردار ایسا نہ کرنا۔ تم ایسا کرو گے تو افسوس ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ موسم بہار ہے

اور بلبلیں چہچہا رہی ہیں۔ ایسے موسم میں ترکِ شراب بڑی غلطی ہے۔

(۱۰) ترجمہ۔ مجنوں کی طرح لیلی کے دیدار کے لئے ہر قبیلہ کے گرد پھرنا چاہیئے۔

سے عرب کے ایک قبیلہ کا نام لیلی اسی قبیلہ سے تھی۔ یہ لفظ مطلق یعنے قبیلہ بھی استعمال ہوتا ہے۔

(۱۱) ترجمہ۔ سلطانِ گل کے ساتھ خوشی سے اور شراب پی۔ اور موسم خزاں سے بہار کی خلاصی کو

غنیمت جان۔

(۱۲) ترجمہ۔ اے حافظ تھوڑی دیر کے لئے چپ ہو جا۔ اور نے سے بغیر زبان کی باتیں سن

خواجہ صاحب تو اپنی گفتنی بیان کرکے نے کی طرف متوجہ ہوئے ہیں۔ مولانا ئے روم نے بھی

ہی نے سے کی ہے اور اپنی عظیم الشان مثنوی کو اس شعر سے شروع کیا ہے۔

بشنو از نے چوں حکایت میکند   از جدائی ہا شکایت میکند

غزل (۶۰)

شہریست پر ظریفاں از ہر طرف نگاری	۱	یاران صلای عشقست گر میکنید کاری
چشم فلک نبیند زیں خوبتر حریفے	۲	در دام کس نیفتد زیں خوبتر شکاری
ای روی خوبت از گل صد بار نازنینی	۳	یارب کہ رہ نیابد بر دامن تو خاری
چشمے کہ دیدہ باشد جسمی ز جان مرکب	۴	بر دامنش مباد ازیں خاکدان غباری
چوں من شکستہ را از پیش خود چہ رانی	۵	کم غایت تمنا بوسی ست یا کناری
می بی غش ست بشتاب وقت خوش ست دریاب	۶	سال دگر کہ دارد امید نوبہاری
چوں ایں گرہ کشایم ویں راز وا نمایم	۷	دردی و صعب دردی کاری و سخت کاری

(۸)   ہر تار موی حافظ در دست ترک شوخیست
مشکل توان نشستن در اینچنیں دیاری   (۸)

(۱) ترجمہ۔ ظریفوں سے بھرا ہوا شہر ہے اور ہر طرف ایک معشوق موجود ہے۔ اے یارو! صلائے عشق ہے اگر کچھ کرنا ہے (تو کر لو)

یعنی صلائے عام ہے۔

(۲) ترجمہ۔ آسمان کی آنکھ نے اس سے زیادہ خوبصورت کوئی حریف نہیں دیکھا۔ کسی کے جال میں اس سے زیادہ اچھا شکار نہیں پھنستا۔

یعنی ایسا حسین معشوق اور کہیں نہیں۔

(۳) ترجمہ۔ اے کہ تیرا چہرہ پھول سے زیادہ نازنین ہے۔ خدا کرے کہ تیرے دامن میں کوئی کانٹا نہ الجھے

(۴) ترجمہ۔ جان سے بنا ہوا جسم کس کی آنکھ نے دیکھا ہے؟ خدا کرے اسکے دامن پر اس خاکدان …

مطلب یہ ہے کہ میرے معشوق کا جسم عین جان سے مرکب ہے۔ خاکدانِ دنیا کا غبار خدا کرے اُس کے دامن پر نہ پڑے۔ وہ جان کی طرح لطیف اور پاک ہے خدا کرے مکدر نہ ہو۔

جان‌ها سوده اند و بیخته در چشمۂ حیات		زان پس خمیر ما بہ لطافت سرشته اند

(۵) ترجمہ۔ مجھ جیسے شکستہ حال کو تو اپنے سامنے سے کیا ہانکتا ہے۔ کیونکہ میری سب سے بڑی تمنا صرف بوس و کنار ہے۔

یعنے میں اور کچھ نہیں مانگتا۔ کم۔ کہ مرا کا مخفف ہے۔ اکثر استعمال ہوتا ہے مثلاً

ظرف بے بود کہ ساقی سپرد		کم ز فنا بردہ بہ باقی سپرد	(خسرو)

(۶) ترجمہ۔ شراب صاف سے جلدی کر۔ اچھا وقت ہے غنیمت جان۔ دوسرے سال بہار کی کس کو امید ہے یعنے زندگی کا بھروسہ نہیں۔ خدا جانے آئندہ بہار تک کون ہوگا کون نہیں ہوگا۔ اس وقت کو غنیمت جان۔

(۷) ترجمہ۔ میں یہ گرہ کسطرح کھولوں اور یہ راز کسطرح بیان کروں۔ یہ درد ایک سخت درد ہے اور یہ کام ایک سخت کام ہے۔

درد کی گرہ سے اور کار کی راز سے نسبت ہے۔

(۸) ترجمہ۔ حافظ کا ایک ایک بال ایک شوخ معشوق کے ہاتھ میں ہے۔ ایسی ولایت میں رہنا بہت مشکل ہے

غزل (۱۱۶)

صبا تو نکہت آن زلف مشکبو داری	۱	بیادگار بمانی کہ بوی او داری
دلم کہ گوہر اسرار حسن و عشق در اوست	۲	توان بدست تو دادن گرش نکو داری
در آن شمائل مطبوع ہیچ نتوان گفت	۳	جز این قدر کہ رقیبان تندخو داری
نوای بلبلت ای گل کجا پسند افتد	۴	کہ گوش ہوش بہ مرغان ہرزہ گو داری
ز جرعۂ تو سرم مست گشت نوشت باد	۵	خود از کدام خم است آنکہ در سبو داری

قبای حسن فروشی ترا نزیبد و بس	۶	که همچو گل همه آیین رنگ و بو داری
زمانه گر همه مشک ختن دهد بر باد	۷	فدای تو که خط و خال مشکبو داری
دم از ممالک خوبی چو آفتاب زدن	۸	ترا سزد که غلامان ماهرو داری
بسرکشی خود ای سرو جویبار مناز	۹	که گر باو رسی از شرم سر فرو داری
دعاش گفتم و خندان بزیر لب میگفت	۱۰	که کیستی تو و با ما چه گفتگو داری

(۱۱) ز کنج مدرسه حافظ مجوی گوهر عشق
قدم برون نه اگر میل جستجو داری (۱۱)

(۱) ترجمہ۔ اے صبا تو اس شکین زلف کی خوشبو رکھتی ہے۔ تو یادگار رہیگی کہ تجھ میں اُسکی خوشبو ہے
یعنے تیری یادگار ہمیشہ رہیگی۔ تیرا نام ہمیشہ رہے گا۔

(۲) ترجمہ۔ میرا دل جس میں حسن و عشق کے اسرار کا گوہر ہے۔ تیرے ہاتھ میں دیا جاسکتا ہے بشرطیکہ تو
اُسے اچھی طرح رکھے۔

(۳) ترجمہ۔ تیرے دلپذیر اخلاق کے متعلق اور کچھ اعتراض نہیں ہوسکتا سوائے اس کے کہ تیری دربان تندخو ہیں
دیکھو شعر الف ۱/۱ ت ۴۸

(۴) ترجمہ۔ اے پھول بلبل کی آواز تجھ کو کب پسند آئیگی جبکہ تیرا گوش ہوش بیہودہ گو پرندوں کیطرف ہے۔
یعنے اے معشوق جبتک تو اغیار کی بیہودہ باتیں سنتا رہے گا۔ ہماری باتوں کیطرف تو
کب متوجہ ہوسکتا ہے۔

(۵) ترجمہ۔ تیرے ایک گھونٹ سے میرا سر مست ہوگیا۔ تجھ کو نوش جان ہو۔ یہ شراب جو تیرے سبو میں ہے کس خم کی ہے
یعنے تیری شراب کس قسم کی ہے کہ ایک گھونٹ میں بدمست ہوگیا۔ تجھے یہ شراب نوش جان ہو۔

(۶) ترجمہ۔ اظہار حسن کا لباس صرف تجھ ہی کو زیبا ہے۔ کیونکہ پھول کیطرح تو تمام رنگ و بو کا طریقہ رکھتا ہے
یعنی تیرا حسن پھول کے رنگ و بو کیطرح اپنا اظہار خود کرتا ہے۔ تیرے سوا اور کسی کو اظہار حسن زیبا نہیں

(۷) ترجمہ۔ زمانہ اگر تمام مشک ختن کو ضائع کرے۔ تو میں قربان ہوں تیرے جو خط و خال مشک کی طرح خوشبودار

یعنے اگر دنیا سے مشک ختن بالکل ہی معدوم ہو جائے۔ تو بھی کچھ نقصان نہیں۔ جب کہ تیرے خط و خال میں مشک کی کافی خوشبو موجود ہے۔

(۸) ترجمہ۔ خورشید کیطرح ممالکِ حسن کا دم مارنا تیرے لئے زیبا ہے۔ کیونکہ تو ماہرو غلام رکھتا ہے۔

اجرام فلکی میں خورشید بادشاہی کا دعوی کرتا ہے کیونکہ کئی ستارے اور چاند اس کے حاشیہ نشین ہیں۔ اسی طرح میرا معشوق بھی ملکِ حسن کی بادشاہی کا دعوی کرسکتا ہے۔ کیونکہ کئی ماہرو معشوق اس کے غلام ہیں۔

(۹) ترجمہ۔ اے سرو جوئبار اپنی سرکشی پر نازاں نہ ہو۔ کیونکہ اگر تو اسکے پاس جائے تو شرم سے سر نیچا کرے اسکے پاس یعنی میرے معشوق کے پاس۔ سرو اور قد یار کے لئے دیکھو ۲

(۱۰) ترجمہ۔ میں نے اسکو دعا دی اور اس نے زیر لب ہنسکر کہا۔ کہ تو کون ہے اور ہمیں کیا کہتا ہے۔

(۱۱) ترجمہ۔ اے حافظ مدرسہ کے گوشہ میں گوہر عشق نہ ڈھونڈھ۔ اگر تجھے جستجو کی خواہش ہے تو مدرسہ سے قدم باہر رکھ۔

یعنی مدرسہ سے باہر نکل کر جستجو کر۔ مدرسہ میں اسرار عشق کا کچھ پتہ نہیں ملے گا۔ دیکھو شعر ۲ ۱۴

غزل (۶۲)

صبح ست ژاله میچکد از ابر بهمنی	۱	برگ صبوح ساز و بزن جام یکمنی
در بحر مائی و منی افتاده ام بیار	۲	می تا خلاص بخشدم از مائی و منی
خون پیاله خور که حلال ست خون او	۳	در کار یار کوش که کاریست کردنی
گر صبحدم خمار ترا درد سر دهد	۴	پیشانی خمار همان به که بشکنی
ساقی بهوش باش که غم در کمین ماست	۵	مطرب نگاهدار همین ره که میزنی
می ده که سر بگوش من آورد چنگ و گفت	۶	خوش باش و پند بشنو ازین پیر منحنی
ساقی به بی نیازی یزدان که می بیار	۷	تا بشنوی ز صوت مغنی هوالغنی

(۸)	حافظ نہال قد تو در جویبار چشم خون خورد و برنشاند و تو خواہی کہ برکنی	(۸)

(۱) ترجمہ۔ صبح کا وقت ہے اور ابر بہاری سے بوندیں گر رہی ہیں۔ شراب صبح کا سامان کر اور بڑا پیالہ پی۔
جام یک منی یعنے رطل گراں۔ (بہار عجم)

(۲) ترجمہ۔ میں خودی کے سمندر میں غریق ہوں۔ شراب لا تاکہ وہ مجھے خودی سے خلاصی دے۔
اصطلاح تصوف میں اسی چیز کا نام شراب ہے جو خودی اور خیالات سے رہائی دے کر آدمی کو رہائی بخشے

بجز یک لحظہ بودن صد خطر دارد	خدا اجر دہد کہ بے ما بیگنہ بارا

(۳) ترجمہ۔ پیالہ کا خون پی کیونکہ اسکا خون حلال ہے۔ عشق کے کام میں کوشش کر کہ یہ کام کرنے کے لائق ہے
کاربار سے مراد کار و بار عشق۔ خون پیالہ سے مراد شراب۔

(۴) ترجمہ۔ اگر صبح کے وقت خمار تجھے درد سر دے۔ تو بہتر یہ ہے کہ تو خمار کا سر توڑ دے۔
یعنے اور شراب پی کر خمار کو دور کرے۔

(۵) ترجمہ۔ اے ساقی خبردار ہو کہ غم ہماری گھات میں ہے۔ مطرب بھی سرود جو تو گا رہا ہے گائے جا۔
رہ زدن۔ سرود گانا۔ نغمہ سرائی کرنا۔ ساقی سے طلب شراب کی ہے اور مطرب سے درخواست ہے
کہ نغمہ سرائی کو جاری رکھے۔

(۶) ترجمہ۔ شراب دے کیونکہ چنگ میرے کان کے نزدیک سر لاکر کہتا ہے کہ خوش رہ اور اس خمیدہ بوڑھے کی نصیحت سن
ظاہر کہ چنگ کا سر مطرب کے کان کے نزدیک ہوتا ہے۔ لہذا اس سر بگوش من آورد کہا۔ پیر خمیدہ سے
یہی مراد چنگ بوجہ خمیدہ قامت ہونے کے۔ حال کلام یہ ہے کہ چنگ مجھ سے خوشی اور نوش باشی کی نصیحت کی

(۷) ترجمہ۔ اے ساقی خدا کی بے نیازی کے طفیل شراب لا۔ تاکہ تو مطرب کی آواز سے ہو الغنی سنے۔
بے نیازی اور غنی کی رعایت ظاہر۔ غنی اور مغنی میں صنعت تجنیس ہے۔

(۸) ترجمہ۔ حافظ نے تیرے قد کے درخت کو آنکھوں کی نہر پر خون پی کر لگایا۔ اور تو چاہتا ہے کہ اسے اکھیڑ دے
سرو قد اور جویبار کی رعایت ظاہر۔ مطلب یہ ہے کہ میں نے خون جگر پی پی کر اور آنسوؤں کی نہر بہا بہا کر
تیرے سرو قد کا نقشہ آنکھوں میں جمایا ہے اور تو مجھ سے جدا ہونا چاہتا ہے۔

غزل (۶۳۱)

طفیل ہستی عشقند آدمی و پری	۱	ارادتی بنما تا سعادتی ببری
چو مستعد نظر نیستی وصال مجوی	۲	کہ جام جم نکند سود وقت بی بصری
می صبوح و شکرخواب صبحدم تا چند	۳	بعذر نیم شبی کوش و نالۂ سحری
ببوی زلف و رخت میروند و می آیند	۴	صبا بغالیہ سائی و گل بجلوہ گری
بکوش خواجہ و از عشق بی نصیب مباش	۵	کہ بندہ را نخرد کس بعیب بی ہنری
بیا و سلطنت از ما بخر بمایۂ حسن	۶	ازین معاملہ غافل مشو کہ حیف خوری
دعای گوشہ نشینان بلا بگرداند	۷	چرا بگوشۂ چشمی بما نمی نگری
مرا ازین ظلمات آنکہ رہنمائی کرد	۸	دعای نیم شبی بود و گریۂ سحری
ز ہجر و وصل تو در حیرتم چہ چارہ کنم	۹	نہ در برابر چشمی نہ غایب از نظری
طریق عشق طریقی عجب خطرناکست	۱۰	نعوذ باللہ اگر رہ بمقصدی نبری
ہزار جان گرامی بسوخت زین غیرت	۱۱	کہ ہر صباح و مسا شمع مجلس دگری
چو ہر خبر کہ شنیدم رہی بحیرت داشت	۱۲	ازین سپس من و ساقی و وضع بیخبری

(۱۳) بیمن ہمت حافظ امید ہست کہ باز
اری اسامر لیلای لیلۃ القمری (۱۳)

(۱) ترجمہ - آدمی اور پری عشق کی ہستی کے طفیل ہیں - ارادت ظاہر کرتا کہ تو سعادت حاصل کرے -
پہلا مصرعہ "کنت کنزاً مخفیاً الخ" کی تفسیر ہے - تشریح کے لیئے دیکھو شعر الف ۱

(۲) ترجمہ - جب تجھ میں نظر کی استعداد نہیں تو وصال نہ ڈھونڈھ - کیونکہ نابینائی کی حالت میں جام جہان نما سے کچھ فائدہ نہیں -
مطلب یہ ہی کہ جب تیری آنکھوں میں بینائی ہی نہیں تو جام جہان نما سے تجھ پر دنیا کے حالات

کس طرح روشن ہونگے ۔ یعنے اندھا دوربین یا خوردبین سے کیا دیکھے گا۔ اسی طرح اگر تجھ میں استعداد اور قابلیت نہیں تو عشق سے تجھے کیا حاصل ہوگا۔

(۳) ترجمہ۔ شرابِ صبح اور صبح کی میٹھی نیند کب تک؟ ۔ آدھی رات کے استغفار اور نالۂ سحر کی کوشش کر۔ یعنے شب بیداری اور سحر خیزی کی کوشش کر۔ رات بھر اپنے گناہوں سے توبہ استغفار کر۔ عبادتِ الٰہی میں مشغول ہو اور بارگاہِ الٰہی میں صبح کے وقت دستِ دعا اٹھا۔ صبح کی میٹھی نیند اور صبح کی شراب سے کیا حاصل ہوگا۔؟

(۴) ترجمہ۔ صبا تیری زلف کی خوشبو کو حاصل کرنے کے لئے اور پھول تیرے چہرہ کا دیدار کرنے کے لئے آتے جاتے ہیں۔

زلف اور رخ۔ صبا و گل اور غالیہ سائی و جلوہ گری میں لف و نشر مرتب ہے۔

(۵) ترجمہ۔ اے خواجہ کوشش کر اور عشق سے بے نصیب نہ رہ۔ کیونکہ کوئی شخص بے ہنری کے عیب والے غلام کو نہیں خریدتا۔

یعنے بے ہنر غلام کو کوئی نہیں خریدتا اسی طرح جس شخص میں ہنرِ عشق نہ ہو بارگاہِ سلطانِ عشق میں اس کی کچھ قدر و قیمت نہیں۔

(۶) ترجمہ۔ آ اور حسن کے سرمایہ کو ہم سے لطف خرید۔ اس سودے سے غافل نہ ہو ورنہ افسوس کریگا۔ (دیکھو شعر (۵) پ۱)

(۷) ترجمہ۔ گوشہ نشینوں کی دعا بلائیں دور کرتی ہے۔ تو پھر تو ایک گوشۂ چشم سے ہماری طرف کیوں نہیں دیکھتا۔

گوشہ اور گوشہ کی رعایت۔ ظاہر مطلب یہ ہے کہ ہماری طرف نظر کر اور ہم گوشہ نشینوں کی دعا لے۔

(۸) ترجمہ۔ جس چیز نے دنیا کی تاریکی میں تیری رہنمائی کی۔ وہ نصفِ شب کی دعا تھی اور صبح کا رونا۔ خواجہ صاحب شب بیدار اور سحر خیز تھے۔ رات کا بہت سا حصہ عبادت اور دعا میں گذارتے تھے۔ خواجہ صاحب کی زندگی نہایت پاک تھی اور یہ سب اسی دعائے سحری کا نتیجہ ہے۔

(۹) ترجمہ۔ میں تیرے ہجر اور وصل کی حیرت میں ہوں۔ کیا علاج کروں۔ کیونکہ نہ تو آنکھوں کے سامنے ہے اور نہ نظر سے غائب ہے۔

محبوبِ حقیقی کی یہی کیفیت ہے۔ نہ سامنے ہیں نہ غائب۔

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہو	صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

شیخ سعدی علیہ الرحمۃ اسی مضمون پر فرماتے ہیں۔

دوست نزدیکتر از من بہ من است	وین عجب تر کہ من از وے دورم
چہ کنم با کہ تواں گفت کہ او	در کنارِ من و من مہجورم

(۱۰) ترجمہ۔ عشق کا رستہ عجیب خطرناک رستہ ہے۔ اگر تو کسی جائے امن پر نہ پہنچے تو خدا کی پناہ!
یعنے اگر سالک منزلِ مقصود پر پہنچ جائے تو فہو المراد۔ ورنہ یہ رستہ ایسا خطرناک ہے کہ الاماں!
(۱۱) ترجمہ۔ اس غیرت میں کئی ہزار عزیز جانیں جل گئیں۔ کہ ہر صبح و شام تو ایک نئی مجلس کی شمع بنتا ہے۔
معشوق کے ہرجائی ہونے کی شکایت ہے۔
(۱۲) ترجمہ۔ جب یہ حالت ہے کہ جو خبر میں سنتا ہوں اسکا نتیجہ حیرت ہے۔ تو اسکے بعد میں ہونگا اور رسائی اور مستی کا طریقہ
یعنے عقل تو ہر مرحلہ پر مقامِ حیرت میں لے جاتی ہے۔ اس لئے اب مستی اختیار کرتا ہوں۔
(۱۳) ترجمہ۔ حافظ کی دعا کی برکت سے امید ہے کہ اب میں دیکھونگا کہ اپنی لیلی سے چاندنی رات میں قصہ
بیان کرتا ہوں گا۔
سمر۔ شب۔ افسانہ شب۔ چاندنی۔ مجلسِ افسانہ گویاں وغیرہ۔

غزل (۱۴۶)

عمر بگذشت بہ بیحاصلی و بوالہوسی	۱	ای پسر جام میم دہ کہ بہ پیری برسی
چہ شکرہاست درین شہر کہ قانع شدہ اند	۲	شاہبازانِ طریقت بہ شکارِ مگسی
بال بگشا و صفیر از شجر طوبی زن	۳	حیف باشد چو تو مرغی کہ اسیرِ قفسی
کاروان رفت و تو در راہ کمینگاہ بخواب	۴	وہ کہ بس بیخبر از غلغل بانگ جرسی
دوش در خیلِ غلامانِ درش میرفتم	۵	گفت کای مسکین و بیچارہ تو باری چہ کسی
تا چو مجمر نفسے دامن جانان گیرم	۶	دل بر آتش بنہادم زپئی خوش نفسی

لمع البرق من الطور و آنست به	۷	فلعلّی لک آتی بشهاب قبس	
دل خون شد چون نافہ خوشش باید بود	۸	ہر کہ مشہور جہاں گشتہ بہ مشکین نفسی	

(۹) چند پوید بہوای تو ز ہر سو حافظ
یسّر الله طریقاً بک یا ملتمسی (۹)

(۱) ترجمہ۔ تمام عمر بے حاصلی اور بوالہوسی میں گذر گئی اے لڑکے مجھے شراب کا پیالہ دے۔ خدا تجھے بڑھاپے تک پہنچائے۔

یعنے تیری عمر دراز ہو۔ بوالہوس یعنے ابوالہوس۔ حریص۔ میر عبدالواسع ہانسوی لکھتے ہیں کہ یہ ترکیب غلط ہے۔ کیونکہ ہوس لفظ عربی نہیں بلکہ فارسی ہے۔ لیکن چونکہ غلط العام ہے اکثر استعمال ہوتا ہے۔ لیکن مولف غیاث اللغات کی رائے میں ترکیب صحیح ہے۔ کیونکہ ہوس بفتحتین لفظ عربی ہے

(۲) ترجمہ۔ اس زمانہ میں کیا بشیرنی ہے کہ شاہبازانِ طریقت کہی کے شکار پر قانع ہوگئے ہیں۔

یعنے معلوم نہیں کہ دنیا میں کیا دھرا ہے کہ حضرت انسان باوجود قدسی الاصل ہونے کے اس خاکدان کی رہائش پر قانع ہے۔

(۳) ترجمہ۔ پر کھول اور شجر طوبیٰ پہ جا کر آواز دے تجھ جیسے پرندے پر افسوس ہے کہ تو جال میں اسیر پڑا ہے قفس سے مراد قفس عنصری یا دنیا۔ مطلب یہ ہے کہ انسانِ عالم قدس کا رہنے والا ہے۔ افسوس ہے کہ اس جال میں اسیر پڑا ہے اسے چاہیئے کہ ایک ہی پرواز میں اس قفس کو چھوڑ کر شجر طوبیٰ پر جا کر ٹھیرے

دیکھو شعرت ۵–۶–۷ م ۲/۲ م ۱۲/۸ م ۱۷/۴ م ۴۸/۲ م ۲۹/۱۴ مؤلف ن غزل ۲۱ سالم

(۴) ترجمہ۔ کاروان چلا گیا اور تو کمینگاہ کی راہ میں سویا پڑا ہے۔ افسوس کہ تو بانگ جرس کی آواز سے اسقدر غافل ہے۔

مطلب یہ ہے کہ کارواں بہت دور نکل گیا ہے اور ایسے خطرناک رستہ میں جہاں ہر جگہ دشمن گھات لگائے بیٹھے ہیں۔ تو خوابِ غفلت میں مست سو رہا ہے۔ افسوس کہ بانگ جرس نے بھی تجھے بیدار نہ کیا۔ یہ موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کی حالت کا صحیح نقشہ ہے۔ ہمسایہ قومیں راہ ترقی میں منزلوں آگے نکل گئی ہیں۔ ہم ہیں کہ خوابِ غفلت میں ایسے مست پڑے ہیں گویا منزلِ مقصود پر

پہنچ گئے ہیں ۔ افسوس!!!

مولانا حالی مرحوم نے اسی مضمون پر کہا ہے ۔

وہ قومیں جو سب راہیں طے کر چکی ہیں ہر اک بوجھ بار اپنے سر دھر چکی ہیں	ذخیرے ہر اک جنس کے بھر چکی ہیں ہوئیں تب ہیں زندہ کہ جب مر چکی ہیں

اسی طرح راہِ طلب میں ہیں پویا
بہت دور ابھی اُن کو جانا ہے گویا

کسی وقت جی بھر کے سوتے نہیں وہ بضاعت کو اپنی ڈبوتے نہیں وہ	کبھی سیر محنت سے ہوتے نہیں وہ کوئی لمحہ بیکار کھوتے نہیں وہ

نہ چلنے سے تھکتے نہ اُکتاتے ہیں وہ
بہت بڑھ گئے اور بڑھے جاتے ہیں وہ

مگر ہم کہ اب تک جہاں تھے وہیں ہیں جہاں میں ہیں ایسے کہ گویا نہیں ہیں	جمادات کی طرح بارِ زمین ہیں زمانے سے کچھ ایسے فارغ نشیں ہیں

کہ گویا ضروری تھا جو کام کرنا
وہ سب کر چکے ایک باقی ہے مرنا

(۵) ترجمہ ۔ کل میں اس کے دروازے کے غلاموں کے گروہ میں جاتا تھا ۔ اُس نے کہا کہ اے بیکس بیچارہ! تو کس کا یار ہے ۔؟

گویا وہ مجھے جانتا ہی نہیں ۔

(۶) ترجمہ ۔ تاکہ مجمر کی طرح تھوڑی دیر کے لئے معشوق کا دامن پکڑوں ۔ خوش نفسی کے لئے میں نے دل کو آگ پر رکھ دیا ہے ۔

مجمر میں عود یا ہرمل ڈال کر خوشبو یا دفعِ نظرِ بد کے لئے جلاتے ہیں اور قاعدہ ہے کہ مجمر کو دامن کے نیچے رکھ لیتے ہیں ۔ تاکہ خوشبو تمام کپڑوں میں سرایت کر جائے ۔ خواجہ صاحب بھی اپنے دل کو آگ پر اس لئے رکھتے ہیں کہ خوشبو پیدا ہونے پر معشوق اسے اپنے دامن کے نیچے لے جائے ۔ حاصل کلام یہ کہ میں آتشِ عشق میں جل رہا ہوں

شاید کہ وصال محبوب نصیب ہو۔

(۵) ترجمہ۔ طور سے بجلی چمکی اور میں نے اسے دیکھا (اس سے انس پیدا کیا) شاید کہ میں تیرے لیے نیم سوختہ انگارا لے آؤں۔

اس شعر میں واقعہ طور کیطرف اشارہ ہے اور الفاظ بھی آیت قرآنی سے لئے گئے ہیں۔

اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ (طٰہٰ) یعنے جب موسے علیہ السلام نے آگ دیکھی اپنی زوجہ کو کہا کہ ٹھیرو میں نے آگ دیکھی ہے امید ہے کہ اس آگ سے میں تمہارے لئے شعلہ لاؤں۔ مطلب یہ ہے کہ میں نے نور ہدایت دیکھا ہے۔ شاید تجھے بھی فائدہ پہنچا سکوں۔ یا یہ کہ مشاہدہ محبوب کا پرتو دیکھا ہو شاید تجھے بھی اس نور سے حصہ دے سکوں۔

(۸) ترجمہ۔ خوں شدہ دل کے باوجود نافہ کی طرح اس شخص کو خوش رہنا چاہیے۔ جو مشکیں نفسی میں مشہور جہاں ہو گیا ہو۔

نافہ باوجود ہمہ تن خون ہونے کے چونکہ خوشبو دار ہے اسلئے خوش ہے۔ اسی طرح جو شخص دنیا میں اپنی مشکیں نفسی یا خوش اخلاقی کے لیے مشہور ہو جائے۔ اسے ہر چند مصیبتوں کا سامنا ہو لیکن ہمیشہ اُسے خوش و خرم رہنا چاہیے۔

(۹) ترجمہ۔ حافظ تیری آرزو میں ہر طرف کب تک دوڑے۔ اے میرے مطلوب خدا تیری راہ آسان کرے۔

یعنے میری رسائی تجھ تک آسان ہو جائے۔

غزل (۶۵)

کتبت قصہ شوقی و مدمعی باکی	۱	بیا کہ بی تو بجان آمدم زغمناکی
بسا کہ گفتہ ام از شوق با دو دیدہ خویش	۲	ایا منازل سلمی و این سلماکی
عجیب واقعہ و بس غریب حادثہ ایست	۳	انا اصطبرت قتیلا و قاتلی شاکی

گرا رسد کہ کند عیب دامن پاکت	۴	کہ ہمچو قطرہ کہ بر برگ گل چکد پاکی
زخاک پای تو داد آبروی لالہ و گل	۵	چو کلک صنع رقم زد ز آبی و خاکی
صبا عبیر فشاں گشت ساقیا برخیز	۶	وہات شمسہ کرم مطیب زاکی
اثر نماند زمین بی شمائلت آری	۷	ارملی آثر محیاسے من محیاکی
دع التکاسل تغنم فقد جری مثل	۸	کہ زاد راہ روان چستی ست و چالاکی
بآبروی گل و خاک پای سرو کہ نیست	۹	چنیں بدیع جمالی ز آبی و خاکی

(۱۰) ز وصف حسن تو حافظ چگونہ لاف زند
کہ چوں صفات الٰہی ورای ادراکی (۱۰)

(۱) ترجمہ۔ میں نے شوق کا قصہ لکھا اور میری آنکھیں اشک افشاں ہیں۔ آ کہ تیرے بغیر میں غم کی وجہ سے جان سے تنگ آگیا ہوں۔

(۲) ترجمہ۔ مینے اپنی دو آنکھوں کو اکثر شوق میں لکھا ہی کہ اے منازل سلمیٰ! تمہاری سلمیٰ کہاں ہے۔ اپنی آنکھوں کو منازلِ سلمیٰ کہا ہی۔ یعنے منازلِ معشوق۔ چونکہ آنکھوں میں معشوق کی تصویر ہوتی ہے اس لئے منازلِ معشوق کہا۔ مطلب یہ ہے کہ میں شوق میں اکثر اپنی آنکھوں کو کہتا ہوں کہ اے منازل سلمیٰ! تمہاری سلمیٰ کہاں ہے۔

(۳) ترجمہ۔ یہ عجیب واقعہ اور نہایت ہی عجیب وغریب بات ہی۔ کہ میں تو حالتِ مقتولی میں مضطرب ہوں اور قاتل اب بھی شاکی ہے۔

یعنے میں بسمل تڑپ رہا ہوں اور قاتل کو اب بھی شکایت باقی ہے۔

(۴) ترجمہ۔ کس کی طاقت ہی کہ تیرے پاک دامن کی عیب جوئی کرے کیونکہ تو اس قطرہ کی طرح جو برگ گل پر گرتا ہے۔ پاک ہے۔

بارش کا قطرہ خود پاک اور پھر اگر پھول کی پنکھڑی پر گرے تو پاکیزہ تر۔ اس لئے اس کی پاکیزگی میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ خواجہ صاحب نے اپنے معشوق کو اس قطرہ سے تشبیہ دی ہی جو برگِ گل پر گرے۔

(۵) ترجمہ۔ تیری خاکِ پا سے لالہ و گل کو آبرو دی۔ جب قدرت کے قلم نے آبی و خاکی تصویریں بنائیں۔

یعنے صانع قدرت نے جب دنیا کو پیدا کیا تو لالہ و گل کو تیری خاک پا سے آبرو بخشی۔

(۶) ترجمہ۔ بادِ صبا خوشبو پھیلا رہی ہے اے ساقی اٹھ۔ اور پاک و صاف انگوری شراب لا۔

شمس۔ سے مراد شراب (شراب کو مجازاً شمس و آفتاب کہا جاتا ہے)

کرم۔ انگور۔ رز۔

(۷) ترجمہ۔ تیری صورت کے بغیر میرا نام و نشان باقی نہیں رہا ہاں میں تیری صورت شکل سے اپنی زندگی کے آثار دیکھتا ہوں۔

(۸) ترجمہ۔ کاہلی کو چھوڑ اور وقت کو غنیمت جان یہ مثل مشہور ہے کہ مسافر کا زادِ راہ چستی اور چالاکی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ سالک کو چست و چالاک ہونا چاہیے۔ کاہلی اور سستی مسافر کے لئے خطرناک ہے۔

(۹) ترجمہ۔ پھول کی آبرو اور سرو کی خاکِ پا کی قسم ہے کہ آبی و خاکی مخلوقات میں ایسا نادر حسن والا اور کوئی نہیں۔

مطلب یہ ہے کہ انسانوں میں تجھ جیسا بے نظیر حسین اور کوئی شخص نہیں۔

آبروی و خاک اور آبی و خاکی کی رعایت ظاہر

(۱۰) ترجمہ۔ حافظ تیرے حسن کی تعریف کی لاف کس طرح مارے۔ کیونکہ تو صفاتِ الہی کی طرح فہم و ادراک کی حد سے باہر ہے۔

یعنے تیرے حسن کی پوری پوری تعریف مجھ سے نہیں ہو سکتی۔ تو فہم و ادراک سے بالاتر ہے۔

غزل (۶۶)

گفتند خلائق کہ توئی یوسف ثانی	۱	چوں نیک بدیدم بحقیقت بہ از انی
در عشق توام شہرہ چو فرہاد و عجب نیست	۲	ای خسرو خوباں کہ تو شیریں زمانی
تشبیہ دہانت نتواں کرد بہ غنچہ	۳	ہرگز نبود غنچہ بایں تنگ دہانی
صد بار بگفتی کہ دہم زاں دہنت کام	۴	چوں سوسن آزاد چرا جملہ زبانی
گفتی کہ دہم کامت و جانت بستانم	۵	ترسم ندہی کامم و جانم بستانی
چشم تو خدنگ از سپر جان گذر آید	۶	بیمار کہ دیدہ است بایں سخت کمانی
چون اشک بیندازیش از دیدہ مردم	۷	آں را کہ دمی از نظر خویش برانی
گر سرو بماند ازرفت ورفتار تو برپای	۸	بخرام کہ از سرو گذشتی بروانی
در راہ تو عاشق چو قلم کرد ز سر پای	۹	چون نامہ چرا یک دمش از لطف نخوانی

(۱۰)	از پیش مراں حافظ غمدیدہ خود را کز عشق رخت داد دل و دین و جوانی	(۱۰)

(۱) ترجمہ ۔ لوگوں نے کہا کہ تو یوسف ثانی ہے۔ جب میں نے غور سے دیکھا تو حقیقت میں تو اس سے بہتر ہے۔

(۲) ترجمہ ۔ تیرے عشق میں میں فرہاد کی طرح مشہور ہو گیا ہوں اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ اے حسینوں کے بادشاہ! تو زمانہ کا شیریں ہے۔

فرہاد ۔ خسرو اور شیریں کی رعایت ظاہر۔

(۳) ترجمہ ۔ تیرے دہن کو غنچہ سے تشبیہ نہیں دے سکتے ۔ کیونکہ غنچہ ہرگز ایسا تنگ دہن نہیں

(۴) ترجمہ ۔ تو نے سو بار کہا ہے کہ میں اس دہن سے تیری مراد پوری کرونگا ۔ سوسن آزاد کی طرح تو کیوں ہمہ تن زبان ہے۔

سوسنِ آزاد کی پتیاں زبان کی شکل ہوتی ہیں گویا تمام پھول ہمہ تن زبان ہوتا ہے معشوق کو ہمہ تن زبان اس لئے کہا ہے کہ وہ صرف وعدہ کرتا ہے اور پورا نہیں کرتا۔

(۵) ترجمہ۔ تو نے کہا ہے کہ میں تیری مراد پوری کرونگا اور تیری جان لے لونگا۔ مجھ کو ڈر ہے کہ تو مراد تو پوری نہیں کرے گا البتہ میری جان لے لے گا۔

(۶) ترجمہ۔ تیری آنکھ نے تیر کو جان کی ڈھال سے پار کر دیا۔ کس شخص نے ایسا سخت کمان بیمار دیکھا ہے۔

دوسرے مصرعہ میں استفہام انکاری ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تیری آنکھ نے باوجود بیمار مشہور ہونے کے اس زور سے تیر مارا ہے کہ میری جان کے پار ہو گیا ہے۔ کسی شخص نے نہیں دیکھا کہ کوئی بیمار تیر انداز ایسا سخت کمان ہو۔

(۷) ترجمہ۔ جس شخص کو تھوڑی دیر کے لیے تو اپنی نظر سے دور کر دے۔ اسے آنسوؤں کی طرح لوگوں کی آنکھوں سے گرا دیتا ہے۔

یعنے اُسے ذلیل اور خوار کر دیتا ہے۔ لوگوں کے نزدیک اس کی عزت و وقعت نہیں رہتی۔

(۸) ترجمہ۔ اگر سرو تیرے قد اور رفتار کے باوجود قائم ہے۔ تو تو خراماں ہو کہ چلنے میں تو سرو سے بڑھا ہوا ہے۔

یعنے سرو ہر چند تیرے قد کا مقابلہ کرے لیکن تیرے خرام ناز کا مقابلہ کسطرح کر سکے گا؟

(۹) ترجمہ۔ تیری راہ میں عاشق نے قلم کی طرح سر سے پاؤں بنائے۔ خط کی طرح تھوڑی دیر کے لئے مہربانی سے اُسے کیوں نہیں بلاتا۔

قلم سر کے بل چلتا ہے۔ اور اسکی تحریر یعنے خط کو لوگ پڑھتے ہیں۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ عاشق تیری راہ میں سر کے بل چلتا ہے۔ تو بھی مہربانی کر کے اسے بلا نخوانی میں پڑھنا اور بلانا ہر دو معنوں کیطرف اشارہ ہے۔

(۱۰) ترجمہ۔ اپنے غمدیدہ حافظ کو سامنے سے دور نہ کر۔ کیونکہ اُسنے تیرے چہرہ کے عشق میں مال دین اور جوانی کو غارت کر دیا ہے۔

غزل (٦٧)

کہ برد بنزد شاہان زمن گدا پیامی	١	کہ بکوی میفروشان دو ہزار جم بجامی
اگر این شراب خام ست اگر آن حریف پختہ	٢	بہزار بار بہتر زہزار پختہ خامی
شدہ ام خراب و بدنام و ہنوز امیدوارم	٣	کہ زبد خلاص یابم بدعای نیکنامی
تو کہ کیمیا فروشی نظری بقلب ما کن	٤	کہ بضاعتی نداریم و فگندہ ایم دامی
بکجا برم شکایت بکہ گویم اینحکایت	٥	کہ لبت حیات ما بود و نداشتی دوامی
عجب از وفای جانان کہ تفقدی نفرمود	٦	نہ بنامہ و پیامی نہ بپرسش و سلامی
برو ید پارسایان کہ نماند پارسائی	٧	می ناب در کشیدیم و نماند ننگ و نامی
ز رہم میفگن ای شیخ تو بدانہای تسبیح	٨	کہ چو مرغ زیرک افتد نفتد بہیچ دامی
سر خدمت تو دارم بخرم بہیچ مفروش	٩	کہ چو بندہ کمتر افتد بمبارکی غلامی

(١٠) بکشای تیر مژگان و بریز خون حافظ
کہ چنان کشندۂ را نکشد کس انتقامی (١٠)

(١) ترجمہ ۔ بادشاہوں کے پاس مجھ فقیر کا یہ پیغام کون لے جائے کہ شراب فروشوں کے کوچہ میں دو ہزار جمشید ایک جام کی قیمت کے ہیں ۔

یعنے بادشاہ اپنی سلطنت پر مغرور نہ ہوں ۔ کیونکہ ہمارے نزدیک ایک جام سے کئی ہزار سلطنتوں سے بہتر ہے ۔

(٢) ترجمہ ۔ اگر یہ شراب خام ہے اور وہ حریف پختہ ہے ۔ تو ایسے ہزار پختہ حریفوں سے یہ شراب خام ہزار بار بہتر ہے

مطلب یہ ہے کہ ہم کو پختہ حریفوں کی ضرورت نہیں ۔ ہمارے لئے شراب خام ہی کافی ہے ۔

(٣) ترجمہ ۔ میں خراب اور بدنام ہوگیا ہوں لیکن ابھی تک امیدوار ہوں کہ کسی نیک نام کی دعا سے بدی سے رہائی پاؤں ۔

(۴) ترجمہ ۔ تو جو کیمیا فروش ہے ہمارے دل (یا کھوٹے سکے) پر نظر کر۔ کیونکہ ہمارے پاس سرمایہ نہیں ہے اور جال بچھایا ہے ۔

مطلب یہ ہے کہ ہمارے پاس بضاعتِ اعمال بالکل نہیں تاہم رحمت کے امیدوار بیٹھے ہیں۔ ہمارے کھوٹے سکے کو اپنی کیمیاگری سے سونا بنا دے یعنے ہمارے سیاہ دل کو اپنی ہمت و برکت سے نورانی کر دے ۔

(۵) ترجمہ ۔ میں یہ شکایت کہاں لے جاؤں اور یہ بات کس سے بیان کروں ۔ کہ تیرا لب ہمارے لئے بمنزلہ زندگی کے تھا لیکن تو ہمیشہ (ہمارے پاس) نہ رہا ۔

(۶) ترجمہ ۔ معشوق کی وفا پر حیران ہوں کہ اُس نے پرسشِ احوال نہ کی ۔ نہ نامہ و پیام ہے اور نہ پرسش و سلام ہے ۔

(۷) ترجمہ ۔ اے پرہیزگار دور جاؤ کہ پرہیزگاری نہیں رہی ہم نے شراب صاف پی اور نام و ناموس نہ رہا

(۸) ترجمہ ۔ اے شیخ تو مجھے تسبیح کے دانوں سے گمراہ نہ کر ۔ کیونکہ جب دانا پرندہ پیچ تا ہے تو کسی جال میں نہیں پھنستا یا جو پرندہ دانا ہوتا ہے دام میں نہیں پھنستا ۔ شیخ کی تسبیح کو دام اور اسکے دانوں کو دانہ کی تشبیہ دی ہے ۔

(۹) ترجمہ ۔ مجھے تیری خدمت کا شوق ہے مجھے خرید لے اور مفت نہ بیچ ۔ کیونکہ مجھ جیسا مبارک غلام کم ملے گا ۔

(۱۰) ترجمہ ۔ مژگان کے تیر چھوڑ اور حافظ کا خون گرا ۔ کیونکہ ایسے قاتل سے کوئی انتقام نہیں لیتا بیشک تیر مژگان کے مقتول کی کوئی داد و فریاد نہیں سنتا ۔ اور نہ ایسے قاتل سشن سپرد ہوتے ہیں ۔

غزل (۶۸)

مخمور جام عشقم ساقی بدہ شرابے	۱	پرکن قدح کہ بی می مجلس ندارد آبے
عشق رخ چو ماہتش در پردہ راست ناید	۲	مطرب بزن نوائی ساقی بدہ شرابے

شد قامتم چو حلقہ تا بعد ازیں رقیبت	۳	زین در دگر نراند ما را بہیچ بابے
چون آفتاب رویش در دیدہ می نگنجد	۴	ای دل چہ سود داری زین دیدہ اضطرابے
در انتظار رویت ما و امیدواری	۵	وز عشوۂ لبانت ما و خیال و خوابے
دست غرض میالا بر کاسۂ گدائی	۶	انجام کار نبود ازوی امید آبے

(۷) حافظ چہ می نہی تو دل بر وصال جانان
کی تشنہ سیر گردد از لمعۂ سرابے

(۱) ترجمہ - میں عشق کے جام کا مخمور ہوں - اے ساقی شراب دے - پیالہ بھر کیونکہ شراب کے بغیر مجلس میں رونق نہیں ہوتی

(۲) ترجمہ - اسکے چاند جیسے چہرہ کا عشق پردہ میں ٹھیک نہیں ہے - اے مطرب نغمہ سرائی کر اور اے ساقی شراب دے -

(۳) ترجمہ - میرا قد حلقہ کیطرح (خمیدہ) ہو گیا ہے تاکہ اسکے بعد تیرا دربان اس دروازہ سے پھر کسی طرح دور نہ کر سکے -

یا کسی اور دروازہ کی طرف مجھے نہ ہانکے - در اور باب کی رعایت ظاہر - ظاہر ہے کہ حلقہ (یعنے حلقۂ در) ہمیشہ دروازہ سے لگا رہتا ہے -

(۴) ترجمہ - جب اس کے چہرہ کا آفتاب آنکھوں میں نہیں سماسکتا - تو اے دل! آنکھوں میں اضطراب سے کیا فائدہ؟

یعنی انتظار اور بیقراری سے کچھ حاصل نہیں -

(۵) ترجمہ - تیرے چہرہ (کے دیدار) کے انتظار میں ہم ہیں اور امیدواری - اور تیرے لبوں کے عشوہ کا خواب و خیال ہے اور ہم -

یعنے تیرے دیدار کی صرف امید ہی امید ہے اور تیرے عشوہ کا صرف خواب و خیال ہی ہے - ورنہ حصول مراد تو مشکل ہے -

(۶) ترجمہ - ایسے کاسہ سے دست سوال کو آلودہ نہ کر جس سے کہ آخر کار پانی ملنے کی امید نہ ہو -

یعنے جس دروازہ سے فیض کی امید نہ ہو - وہاں دست سوال دراز کرنا بے فائدہ ہے -

(۷) ترجمہ - اے حافظ معشوق کے وصال پر تو کیا دل لگاتا ہے - سراب کی روشنی سے پیاسا کبھی سیر نہیں ہوتا -

سراب خشک ریگستان میں چمکتی ہوئی ریت جو دور سے پانی نظر آتی ہے - مطلب یہ ہے کہ معشوق

کا وصال سراب کی طرح ہے۔ اس سے فیضیاب ہونا محال ہے۔

غزل (۶۹)

می خواہ وگل افشان کن از دہر چہ میجوئی	۱	این گفت سحر گہ گل بلبل تو چہ میگوئی
مسند بگلستان بر تا شاہد و ساقی را	۲	لب گیری و رخ بوسی می نوشی و گل بوئی
شمشاد خرامان کن آہنگ گلستان کن	۳	تا سرو بیاموزد از قد تو دلجوئی
تا غنچہ خندانت دولت بکہ خواہد بود	۴	ای شاخ گل رعنا از بہر کہ می روئی
امروز کہ بازارت پر جوش خریدارست	۵	دریاب و بنہ گنجی از مایہ نیکوئی
آن طرہ کہ ہر مویش صد نافہ چین ارزد	۶	خوش بودی اگر بودی بوئیش ز خوشخوئی
چون شمع نکو روئی در رہگذر بادست	۷	طرف ہنری بربند از مایہ نیکوئی

(۸) ہر مرغ بدستانی در گلشن شاہ آمد
بلبل بنوا سازی حافظ بدعا گوئی (۸)

(۱) ترجمہ۔ شراب لے اور گل افشانی کر زمانہ سے کیا مانگتا ہے۔ یہ بات صبح کے وقت پھول نے کہی اے بلبل تو کیا کہتی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ صبح کے وقت پھول نے بلبل کو کہا کہ باتوں کو چھوڑ شراب لے اور گل افشانی کر۔ زمانہ سے کسی چیز کی امید نہ رکھ۔

(۲) ترجمہ۔ مسند کو باغ میں لیجا۔ تاکہ تو شاہد و ساقی کا لب پکڑے۔ چہرہ چومے شراب پیئے اور پھول سونگھے۔

(۳) ترجمہ۔ قد کو خرامان کر اور باغ کا ارادہ کر (تاکہ سرو تیرے قد سے دلجوئی کا طریقہ سیکھے۔

(۴) ترجمہ۔ دیکھئے تیرا غنچہ خندان (یعنی دہن) کس کے نصیب ہوگا۔ اے گل رعنا کی شاخ تو کس کے لئے اگ رہی ہے۔

(۵) ترجمہ۔ آج جب کہ تیرا بازار خریداروں کے جوش سے بھرا ہے۔ وقت کو غنیمت جان اور نیکی کے سرمایہ کا خزانہ جمع کر لے۔

اسی مضمون کو شیخ سعدی علیہ الرحمۃ ناصحانہ انداز میں بیان کرتے ہیں۔

خیر سے کن اے فلاں و غنیمت شمار عمر		زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند	
اے کہ دستت میرسد کارے بکن		پیش از آں کز تو نیاید ہیچ کار	

(۶) ترجمہ۔ وہ زلف جسکا ہر ایک بال چین کے سو نافوں کے برابر ہے۔ کیا اچھا ہوتا اگر اس میں خوش خلقی کی خوشبو بھی ہوتی۔

(۷) ترجمہ۔ شمع کی طرح خوبصورتی ہوا کی راہ میں ہے۔ نیکی کے سرمایہ سے ہنر حاصل کر

یعنے جس طرح شمع جو ہوا کی راہ میں ہو۔ دیر تک نہیں رہ سکتی۔ اسی طرح حسن اور خوبصورتی دیر پا نہیں۔ یہی وقت ہے نیکی کرلے۔

یہی دن ہیں دعا لے تو کسی کے قلب مضطر کی	جوانی آ نہیں سکتی میری جاں پھر نئے سر سے

(۸) ترجمہ۔ ہر ایک پرندہ اپنی اپنی داستان لیکر بادشاہ کے گلشن میں آیا۔ بلبل نواسازی کر رہی اور حافظ دعاگوئی۔

مطلب یہ ہے کہ بلبل کی نواسازی اور حافظ کی دعاگوئی اسی سلطانِ عشق کی بارگاہ میں ہے۔

غزل (۶۰)

نسیم صبح سعادت بداں نشاں کہ تو دانی	۱	گذر بسوئے فلاں کن دراں زماں کہ تو دانی
تو پیک حضرت شاہی مراد و دیدہ براہ ست	۲	کرم نما و بفرما خبر چناں کہ تو دانی
بگو کہ جان ضعیفم ز دست رفت خدا را	۳	ز لعل روح فزایت ببخش زاں کہ تو دانی
من ایں دو حرف نوشتم چنانکہ غیر ندانست	۴	تو ہم ز روی کرامت چناں بخواں کہ تو دانی
خیال تیغ تو با من حدیث تشنہ و آبست	۵	اسیر عشق چو کردی بکش چناں کہ تو دانی
امید در کمر زرکشت چگونہ نبندم	۶	دقیقہ ایست نگارا دراں میاں کہ تو دانی

(۷)	یکیست ترکی و تازی دریں معاملہ حافظ حدیث عشق بیاں کن بہر زباں کہ تو دانی	(۷)

خواجہ صاحب نے یہ غزل خواجو کی ایک غزل پر لکھی ہے۔ جسکے چند شعر یہ ہیں۔

ایا صبا خبرے کن مرا از آں کہ تو دانی	بداں زمیں گذرے کن بداں زماں کہ تو دانی
چو مرغ در طیراں آئی وچوں باوج رسی	نزول ساز دراں آشیاں کہ تو دانی
چناں برو کہ غبارے بدو رسد زگذارت	بداں طرف چو رسیدی بداں نشاں کہ تو دانی

(۱) ترجمہ۔ اے صبح سعادت کی نسیم اس پتہ پر جو تجھے معلوم ہے۔ فلاں (معشوق) کے کوچہ میں جا ایسے وقت میں جو تو جانتی ہے۔

(۲) ترجمہ۔ تو حضرت بادشاہ کی قاصد ہے اور میری دو آنکھیں منتظر ہیں۔ مہربانی کر اور خبر پہنچا جیسی کہ تو جانتی ہے۔

(۳) ترجمہ۔ اُسے کہو کہ میری ضعیف جان ہاتھ سے جاتی ہے۔ خدا کے لئے اپنے روح افزا لعل سے وہ چیز دے جو تو جانتی ہے یعنے بوسہ دے۔

(۴) ترجمہ۔ میں نے دو باتیں ایسی لکھی ہیں کہ اغیار انکو نہ سمجھ سکے۔ تو ہی مہربانی سے اُنکو اسطرح بیان کر جیسا تجھے معلوم ہے۔
یعنے تو ہی ان باتوں کو ایسا بیان کر کہ اغیار نہ سمجھ سکیں۔

(۵) ترجمہ۔ تیری تلوار کا خیال میرے لئے پیاسے اور پانی کا قصہ ہے۔ جب تو نے مجھے عشق میں اسیر کیا ہے۔ تو جس طرح جانتا ہے قتل کر۔

یعنے مجھے تیری تلوار کا ایسا شوق ہے جیسا پیاسے کو پانی کا۔ جب مجھے اسیر عشق کیا ہے تو قتل بھی کر۔

(۶) ترجمہ۔ تیرے زر تار کمر بند میں میں کسطرح امید نہ باندھوں۔ اے معشوق اسکے اندر ایک ایسا دقیقہ ہے جسے تو ہی جانتا ہے۔

دقیقہ سے مراد کمر۔ یعنی تیرے زر تار کمر بند کے اندر تیری کمر ہے۔ اسلئے میں نے اُس پر امید لگائی ہے۔

(۷) ترجمہ۔ اے حافظ اِس معاملہ میں ترکی اور تازی زبانیں برابر ہیں۔ عشق کی باتیں جو زبان تو جانتا ہے اسی میں بیان کر۔

ہندیاں را اصطلاحِ ہند مدح	(مولانا روم)
سندیاں را اصطلاحِ سند مدح	

غزل (۱۷)

نوبہار است در آن کوش کہ خوشدل باشی ۱ کہ بسے گل بدمد باز و تو در گل باشی
چنگ در پردہ ہمی میدہدت پند ولے ۲ وعظت آنگاہ دہد سود کہ قابل باشی
من نگویم کہ کنون باکہ نشین و چہ بنوش ۳ کہ تو خود دانی اگر زیرک و عاقل باشی
در چمن ہر ورقی دفتر حالی دگر است ۴ حیف باشد کہ ز حال ہمہ غافل باشی
گرچہ راہیست پر از بیم ز ما تا بر دوست ۵ رفتن آسان بود ار واقف منزل باشی
نقد عمرت ببرد غصۂ دنیا بگزاف ۶ اگر شب و روز دریں قصہ باطل باشی

(۷) حافظا گر مدد از بخت بلندت باشد
صید آں شاہد مطبوع شمائل باشی (۷)

(۱) ترجمہ ـ تازہ بہار ہے اس بات کی کوشش کر کہ تیرا دل خوش رہے کیونکہ بعد ازیں بہت پھول نکلیں گے لیکن تو مٹی میں ہوگا ـ

مطلب یہ ہے کہ زندگی چند روزہ ہے موسم بہار کو غنیمت جان اور دل کو خوش رکھنے کی کوشش کر

(۲) ترجمہ ـ سارنگی درپردہ تجھے نصیحت دیتی ہے لیکن نصیحت تجھے اسی وقت فائدہ دیگی کہ تجھ میں اس کے قبول کرنے کا مادہ ہو ـ

پردہ اور چنگ کی رعایت ظاہر ہے ـ

(۳) ترجمہ ـ میں نہیں کہتا کہ تو کیا کر کس کے ساتھ بیٹھ اور کیا پی ـ کیونکہ اگر تو دانا اور عقلمند ہوگا تو خود سمجھ لے گا ـ

مطلب یہ ہے کہ معشوق کے ساتھ بیٹھ اور شراب پی ـ

(۴) ترجمہ ـ باغ میں ہر ایک پتا ایک نئی کیفیت کا دفتر ہے ـ افسوس ہوگا اگر تو ان تمام کے حالات سے غافل ہو ـ

یعنے باغ میں ایک ایک پتا صحیفۂ قدرت کا ایک دفتر ہے ـ اسکا مطالعہ کرنا چاہیے اور

صانع حقیقی کے حقائق و معارف پر غور کرنا چاہیے۔

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار	۰	ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار	۶

(۵) ترجمہ۔ اگرچہ ہم سے کر معشوق تک رستہ خطرناک ہے لیکن اگر تو منزل کا واقف ہے تو چلنا آسان ہوگا۔

(۶) ترجمہ۔ دنیا کا غم تیری عمر کے سرمایہ کو بیہودہ ضائع کرے گا۔ اگر تو شب و روز اسی باطل قصہ میں مشغول رہے گا۔

یعنی اگر تو شب و روز غم دنیا میں ہی رہے گا۔ تو یہ غم تیرے مایۂ حیات کو برباد کر دیگا۔

(۷) ترجمہ۔ اے حافظ اگر بخت بلند نے تیری مدد کی۔ تو اس پسندیدہ خصائل معشوق کا تو شکار ہوگا۔

غزل (۴۱۷)

نور خدا نمایدت آئینۂ مجردی	۱	از در ما در آ اگر طالب عشق سرمدی
بادہ بدہ کہ دوزخ از نام گناہ ما برد	۲	آب بر آتش زند معجزۂ محمدی
شعبدہ بازئی کنی ہر دم و نیست ایں روا	۳	قال رسول ربنا ما انا قط من ادی
از چہ بعمد می کشی تیغ جفا بکین من	۴	فکر نمی کنی مگر فی عمدٍ معمدی
گر تو بایں جمال و فر سوی چمن کنی گذر	۵	سوسن و سرو و گل بتو جملہ شوند مقتدی
نقش خودی ز لوح دل پاک کنی تو در زماں	۶	گر ببری بجان و دل راہ بجوی مجردی

(۷)	جان و دل تو حافظا بستۂ دام آرزوست ای متعلق خجل دم مزن از مجردی	(۷)

(۱) ترجمہ۔ مجردی کا آئینہ تجھ کو خدا کا نور دکھائے گا۔ اگر تو عشق ابدی کا طالب ہے تو ہماری روش اختیار کر۔

یعنی آزادی اور کم تعلقی کے ذریعہ سے تو خدا تک پہنچ سکتا ہے

سرمد۔ جس کی ابتدا انتہا نہ ہو۔ ازلی ابدی۔ ہمیشہ۔ خدائے تعالیٰ۔

(۲) ترجمہ۔ شرابیے کیونکہ دوزخ ہمارے گناہوں کا نام لے گا۔ تو معجزۂ محمدیؐ اُسکی آگ پر پانی ڈالے گا۔

یعنے شرابیے اور دوزخ سے نہ ڈر۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شفاعت ہمارے گناہوں کی معافی کے لئے کافی ہے۔

(۳) ترجمہ۔ تو ہر وقت شعبدہ بازی کرتا ہے اور یہ جائز نہیں ہے۔ کیونکہ رسولِ خداؐ نے فرمایا ہے کہ میں ہرگز دھوکا دینے والا (اور شعبدہ باز) نہیں ہوں

(۴) ترجمہ۔ دیدہ دانستہ تیغ جفا میرے کینہ کے لئے کیوں کھینچتا ہے۔ کیا تجھے "فی عمد ممددہ" کا خیال نہیں

فِیْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَۃٍ۔ قرآنی آیت ہے۔ عذابِ دوزخ کے متعلق کلام پاک میں آیا ہے کہ انہا علیہم موصدۃ فی عمد ممددہ۔ یعنے وہ آگ اُن پر بند رہے لمبے ستونوں میں۔ مطلب یہ ہے کہ تو دیدہ دانستہ مجھ پر ظلم کرتا ہے کیا روزِ قیامت اور عذابِ دوزخ کا تجھے خیال نہیں۔ عمد۔ بمعنے بیماری عشق بھی آیا ہے۔ اس صورت میں یہ مطلب ہوگا کہ کیا تجھ کو میری دیرینہ بیماریٔ عشق کا بھی خیال نہیں۔

(۵) ترجمہ۔ اگر تو اس جمال اور کرّ و فر سے باغ میں جائے۔ تو سوسن۔ سرو اور پھول تمام تیرے غلام ہو جائیں۔

(۶) ترجمہ۔ تو اس وقت خودی کا نقش لوحِ دل سے دور کرے گا۔ جب کہ جان و دل کو ساتھ تو خرد منشا کے کوچہ میں جائے گا۔

یہ شعر پرانے قلمی دیوانوں میں نہیں ہے۔

(۷) ترجمہ۔ اے حافظ تیری جان اور دل آرزو کے دام میں پھنسے ہیں۔ اس تعلق پر شرمندہ ہو آزادی کا دعوےٰ نہ کر۔

یعنے جان و دل تو دامِ آرزو میں گرفتار ہیں اور تو باوجود اس تعلق کے آزادی کا دعوےٰ کرتا ہے۔ شرم کر۔

غزل (۷۳)

نوش کن جام شراب یکمنی	۱	تا بداں بیخ غم از دل برکنی
دل کشادہ دار چوں جام شراب	۲	سرگرفتہ چند چوں خم دنی
چوں ز جام بیخودی رطلے کشی	۳	کم زنی از خویشتن لاف منی
دل بمی بربند تا مردانہ وار	۴	گردن سالوس و تقوی بشکنی
خاک ساں شو در قدم نہ ہمچو ابر	۵	جملہ رنگ آمیزی و تر دامنی

(۶) خیز جہدی کن چو حافظ تا مگر (۶)
خویشں را در پای معشوق افگنی

(۱) ترجمہ - شراب کا بڑا پیالہ پی۔ تاکہ اس کے ذریعے غم کی جڑ کو دل سے اکھیڑ دے -

(۲) ترجمہ - جام شراب کیطرح دل کو کشادہ رکھہ۔ کمینہ خُم کی طرح کب تک سرگرفتہ رہے گا -

جام کا کشادہ دل اور خم کا سرگرفتہ ہونا ظاہر -

(۳) ترجمہ - جب بیخودی کے جام سے تو شراب پیئے گا - تو منی دمائی کی لاف نہیں مارے گا -

(۴) ترجمہ - شراب سے دل لگا تاکہ مردوں کی طرح مکر و فریب اور تقویٰ کی گردن کو توڑ سکے -

(۵) ترجمہ - قدموں کے نیچے خاک کی طرح ہوجا نہ یہ کہ بادل کیطرح تمام رنگ آمیزی اور تردامنی ہو

بادل کرہ ہوا میں مختلف رنگ پیدا کرتے ہیں لیکن سوائے پانی کے بخارات کے اور کچھہ نہیں ہوتا

تردامنی یعنے گناہگاری مطلب یہ ہے کہ خاکساری اختیار کرنی چاہیئے - یہ نہیں کہ ظاہر تو بہت

خوبصورت ہو لیکن باطن گناہوں سے پُر -

(۶) ترجمہ - اُٹھ حافظ کیطرح کوشش کر تاکہ تو شاید اپنے آپ کو معشوق کے پاؤں تک پہنچا

سکے -

غزل (۴۷۱)

وقت را غنیمت دان آن قدر کہ بتوانی	۱	حاصل از حیات ای جان یکدم است تا دانی
پیش زاہد از رندی دم مزن کہ نتوان گفت	۲	با طبیب نامحرم حال درد پنہانی
بادعای شبخیزان ای شکر دہان مستیز	۳	در پناہ یک اسم است خاتم سلیمانی
کام بخشی دوران عمر در عوض دارد	۴	جہد کن کہ از عشرت کام خویش بستانی
یوسف عزیزم رفت ای برادران رحمی	۵	کز غمش عجب دیدم حال پیر کنعانی
میروی و مژگانت خون خلق می ریزند	۶	تند میروی جانا ترسمت فرو مانی
پند عاشقان بشنو در راہ طرب باز آ	۷	کاین ہمہ نمی ارزد شغل عالم فانی
زاہد پشیمان را ذوق بادہ درجانست	۸	عاقلا مکن کارے کاورد پشیمانی
خم شکن نمیداند این قدر کہ صوفی را	۹	جنس خانگی باشد ہمچو لعل رمانی
گر تو فارغی از من ای نگار سنگین دل	۱۰	حال خود بخواہم گفت پیش آصف ثانی
باغبان چو من زینجا بگذرم حرامت باد	۱۱	گر بجای من سروی غیر دوست بنشانی
دل ز ناوک چشمت داشتم نگہ لیکن	۱۲	ابرو کماندارت می برد بہ پیشانی

(۱۳) جمع کن باحسانی حافظ پریشان را
ای شکنج گیسویت مجمع پریشانی (۱۳)

(۱) ترجمہ۔ جہاں تک ہو سکے وقت کو غنیمت جان۔ اے جان زندگی کا حاصل اگر تو سمجھے تو ایک ہی دم ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ صرف موجودہ دم پہ ہی بھروسہ ہے۔ ماضی و مستقبل خواب و خیال ہیں۔

گذشتہ خواب و آئندہ خیال است	غنیمت داں ہمیں دم را کہ حال است

(۲) ترجمہ۔ زاہد کے سامنے رندی کا دم نہ مار کیونکہ نامحرم طبیب کے سامنے پوشیدہ درد کا حال بیان نہیں کیا جا سکتا۔

(۳) ترجمہ:۔ اے شیریں دہن! شب بیداروں کی دعا سے ڈر۔ خاتم سلیمانی صرف ایک اسم کی پناہ میں ہے۔
اسم سے مراد اسم اعظم۔ حضرت سلیمانؑ کی انگشتری میں اسم اعظم کندہ تھا اور اسی کی برکت سے وہ سلطنت کرتے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ جب سلیمانؑ کی بادشاہی ایک اسم پر منحصر تھی۔ تو تیری سلطنت حسن ہماری رات کی دعاؤں کا کیا مقابلہ کر سکتی ہے۔

(۴) ترجمہ:۔ زمانہ کی مراد بخشی عمر کے عوض میں ہے۔ کوشش کر کہ عشرت سے تو اپنی مراد حاصل کرے۔
مطلب یہ ہے کہ جب تک زندگی کو خطرے میں نہ ڈالا جائے اور عمر کو برباد نہ کیا جائے۔ دنیا کی مرادیں تو حاصل ہو نہیں سکتی۔ اس لئے کوشش کرنی چاہئے کہ جو وقت ہاتھ آئے عیش و عشرت میں گذر جائے۔

(۵) ترجمہ:۔ میرا عزیز یوسف چلا گیا اے بھائیو رحم کرو۔ کیونکہ اس کے غم میں میں نے پیر کنعان کو عجب حالت میں دیکھا ہے۔

عزیز:۔ (۱) پیارا۔ گرامی قدر (۲) زمانہ قدیم میں مصر کے بادشاہوں کا لقب۔ حضرت یوسفؑ خود ہی عزیز مصر رہے ہیں۔ لہذا یوسف اور عزیز میں صنعت ایہام ہے۔ یوسفؑ کے مقابلہ میں پیر کنعان سے مراد حضرت یعقوب علیہ السلام۔

(۶) ترجمہ:۔ تو جا رہا ہے اور تیری پلکیں خلقت کا خون بہا رہی ہیں۔ اے جانان! تو تیز جا رہا ہے مجھے ڈر ہے تو رہ جائے گا (تھک جائیگا)

(۷) ترجمہ:۔ عاشقوں کی نصیحت سن اور عیش کی راہ اختیار کر۔ کیونکہ عالم فانی کا شغل کسی قیمت کا ہے یعنے عالم فانی کے شغلے کس کام کے ہیں۔ عیش و طرب میں وقت بسر کر۔

(۸) ترجمہ:۔ زاہد پشیمان کے دل میں شراب کا شوق ہے۔ اے عقلمند۔ وہ کام نہ کر جس کا نتیجہ پشیمانی ہو۔
مطلب یہ ہے کہ زاہد اپنے زہد پر اب پشیمان ہے۔ کیونکہ دل میں تو شراب کا شوق ہے اور ظاہری زہد کے لئے شراب نہیں پی سکتا۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ ع

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

(۹) ترجمہ:۔ خم توڑنے والے (محتسب) کو یہ بھی معلوم نہیں کہ صوفی کی خانگی جنس بھی شراب سرخ کے برابر ہے۔

مطلب یہ ہے کہ محتسب خم توڑ کر میخواروں کو تو شراب سے محروم کریگا لیکن اُسکو معلوم نہیں کہ صوفی لوگ یعنی زاہدانِ ظاہر دار بغیر شراب کے ہی مست ہیں۔ ان کے اپنے دل میں ہی بادۂ غرور کا نشہ ہے یا اُنکے گھر میں ہی ایسی چیزیں موجود ہیں جو شراب کا حکم رکھتی ہیں۔ جنسِ خانگی سے مراد بادۂ پندار یا مالِ حرام جس پر زاہدونکا تصرف ہے۔

	برون نمے رود از خانقاہ یکی ہشیار		کہ پیشِ شحنہ بگوید کہ صوفیاں مستند	(سعدی)
	محتسب در قفائے رندان است		غافل از صوفیانِ شاہد باز	(سعدی)

(۱۰) ترجمہ۔ اے سنگین دل معشوق اگر تجھے میرا خیال نہیں تو میں آصفِ ثانی کے پاس جا کر اپنا حال بیان کروں گا۔

آصفِ ثانی کے لئے دیکھو۔ لسان الغیب جلد اول صفحہ ۲۲ سو الخمری۔ مدح کی طرف گریز ہے۔

(۱۱) ترجمہ۔ اے باغبان جب میں یہاں سے چلا جاؤں تو تجھ پر حرام ہے کہ میری جگہ میرے معشوق کے بغیر کوئی اور سرو لگائے۔

(۱۲) ترجمہ۔ میں تیری آنکھوں کے تیر سے تو دل کو محفوظ رکھتا تھا لیکن تیرا کمان دار ابرو اُسے آسانی سے لے جاتا ہے۔

(۱۳) ترجمہ۔ پریشان حال حافظ کو مہربانی سے جمعیتِ خاطر دے۔ اے کہ تیری زلف کا پیچ پریشانی کا مجموعہ ہے۔

غزل (۱۵۷)

ہزار جہد بکردم کہ یار من باشی	۱	قرار بخش دل بیقرار من باشی
دمے بکلبۂ احزان عاشقاں آئے	۲	شبی انیس دلِ سوگوار من باشی
دراں چمن کہ بتاں دست عاشقاں گیرند	۳	گرت ز دست برآید نگار من باشی
چراغ دیدہ شب زندہ دار من گردی	۴	انیس خاطر امیدوار من باشی
چو خسروان ملاحت بہ بندگان نازند	۵	دران میانہ خداوندگار من باشی

ازاں عقیق کہ خونین دلم ز عشوۂ او	۶	اگر کنم گلہ راز دار من باشی
شود غزالۂ خورشید صید لاغر من	۷	گر آہوے چو تو یکدم شکار من باشی
سہ بوسہ کز دو لبت کردۂ وظیفۂ من	۸	اگر ادا نکنے وامدار من باشی
من این مراد نہ بینم بعمر خود کہ شبے	۹	بجاے اشک رواں در کنار من باشی
(۱۰)	من ارچہ حافظ شہرم جوی نمی ارزم مگر تو از کرم خویش یار من باشی	(۱۱)

(۱) ترجمہ - میں نے ہزار کوششیں کیں کہ تو میرا دوست بن جائے میرے بیقرار دل کا قرار بخشنے والا ہو جا

(۲) ترجمہ - تھوڑی دیر کے لئے عاشقوں کے غمکدہ میں آ ۔ ایک رات کے لئے میرے غمگین دل کا غمخوار بن

(۳) ترجمہ - اس باغ میں جہاں کہ معشوق عاشقوں کی دستگیری کرتے ہیں - اگر تجھ سے ہو سکے تو تو میرا معشوق بنے -

(۴) ترجمہ - تو میری رات کے وقت جاگنے والی آنکھ کا چراغ بنے - اور میرے امیدوار دل کا مونس ہو -

(۵) ترجمہ - جس وقت حسن کے بادشاہ غلاموں پر ناز کرینگے - اس وقت تو میرا آقا بنے -

(۶) ترجمہ - اس عقیق (لب لعل) کی جسکے عشوہ سے میں خونین دل ہوں - اگر میں شکایت کروں تو تو میرا راز دار بنے -

یہاں تک تمام شعر شعر (۱) کے ماتحت ہیں -

(۷) ترجمہ - خورشید کا ہرن میرا کمزور شکار بنے اگر تجھ جیسا آہو تھوڑی دیر کے لئے میرا شکار بن جائے -

یعنے اگر تو میرے قابو میں ہو تو آفتاب بھی میرا مطیع ہو جائے -

(۸) ترجمہ - اپنے دو لبوں سے جو تین بوسے تو نے میرا وظیفہ مقرر کیا ہے - اگر ادا نہیں کریگا تو میرا قرضدار رہے گا -

یعنے تیرے لبوں کے بوسے میرا مقررہ وظیفہ ہے - اور یہ تجھ پر میرا قرض ہے اگر بوسے نہیں دے گا - تو میرا قرضدار رہے گا -

(۹) ترجمہ - کیا میں تمام عمر یہ مراد نہیں دیکھونگا ؟ کہ ایک رات رواں آنسوؤں کی بجائے تو میرے پہلو میں ہو

یعنے ہر رات میں تیرے فراق میں روتا ہوں کیا ایک رات ایسی نہ آئیگی کہ میں تیرے وصال سے خوشحال ہوں ۔

(۱۰) ترجمہ ۔ میں اگرچہ شہر کا حافظ ہوں لیکن ایک جو کی قیمت کا نہیں ۔ جب تک تو اپنی مہربانی سے میرا یار نہ بنے ۔

غزل "۶"

۱	ہواخواہ توام جانان و میدانم کہ میدانی	کہ ہم نادیدہ میدانی و ہم ننوشتہ میخوانی
۲	ملامتگر چہ دریابد ز راز عاشق و معشوق	نہ بیند چشم نابینا خصوص اسرار پنہانی
۳	ملک در سجدۂ آدم زمین بوس تو نیت کرد	کہ در حسن تو چیزی یافت غیر از طور انسانی
۴	خم زلفت بنام ایزد کنون مجموعۂ دلہاست	مبادا این جمع را یارب غم از باد پریشانی
۵	بیفشان زلف و صوفی را ببازی و برقص آور	کہ از ہر رقعۂ دلقش ہزاران بت بیفشانی
۶	دریغا عیش شبگیری کہ در خواب سحر بگذشت	بدان قدر وصال ای دل کہ در ہجران فرومانی
۷	ملول از ہمرہان بودن طریق کاردانی نیست	بکش دشواری منزل بیاد عہد آسانی
۸	کشاد کار مشتاقان دران ابروی دلبندست	خدارا یک نفس با ما گرہ بگشا ز پیشانی
۹	چراغ افروز چشم ما نسیم زلف خوبانست	مبادا این قوم را یارب غم از باد پریشانی
۱۰	امید از بخت میدارم کہ بگشایم کمر بندت	بآن شرطیکہ خاطر را ازین مسکین نرنجانی

(۱۱) خیال چنبر زلفش فریبت میدہد حافظ (۱۱)

نگر تا حلقۂ اقبال ناممکن نجنبانی

(۱) ترجمہ ۔ اے معشوق میں تیرا ہواخواہ ہوں اور میں جانتا ہوں کہ تجھے بھی یہ بات معلوم ہے ۔ کیونکہ تو بغیر دیکھے اور بغیر لکھے کے پڑھتا ہے ۔

یعنے جو چیز تو نے کبھی نہیں دیکھی اُسے بھی جانتا ہے اور جو بات کبھی ضبط تحریر میں نہیں آئی اُسے

بھی پڑھ سکتا ہے۔

(۲) ترجمہ۔ ملامت کرنے والا عاشق و معشوق کے راز کو کب معلوم کر سکتا ہے۔ خصوصاً اندھے کی آنکھ پوشیدہ اسرار کو نہیں دیکھ سکتی۔

(۳) ترجمہ۔ فرشتوں نے آدم کا سجدہ کرتے وقت تیری خاکبوسی کی نیت کی تھی۔ کیونکہ انہوں نے تیرے حسن میں انسانی طریقہ سے بالاتر کوئی چیز دیکھی تھی۔

مطلب یہ ہے کہ جب فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کے آگے سجدہ کیا تو حقیقت میں انہوں نے تیری خاکبوسی کی نیت کی تھی۔ کیونکہ انہوں نے دیکھا تھا کہ آدم کی اولاد میں ایک ایسا حسین شخص پیدا ہوگا جسکا حسن طورِ انسانی سے بالاتر ہے۔ غالباً اس شعر میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اشارہ ہے۔

(۴) ترجمہ۔ نام خدا! تیری زلف کا خم اب کئی دلوں کا مجموعہ ہے۔ خدا اس مجموعہ کو باد پریشانی کا غم نہ ہو۔

بنام ایزد تحسین کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

(۵) ترجمہ۔ زلف کو پریشان کر اور صوفی کو رقص و بازی میں لا۔ تاکہ اس کی گدڑی کے ہر ایک ٹکڑے سے تو ہزاروں بت گرائے۔

مطلب یہ ہے کہ زاہد ظاہردار اگرچہ خرقہ پوش ہے مگر اسکے خرقہ کے نیچے کئی بت پوشیدہ ہیں اور خرقہ اس نے صرف گناہوں کو پوشیدہ رکھنے کے لئے پہنا ہے۔ ذرا اپنی زلف کو پریشان کر تاکہ صوفی بھی رقص میں آجائے اور اسکی حقیقت ظاہر ہو جائے۔

(۶) ترجمہ۔ رات کی اس عیش پر افسوس جو خواب سحر میں گذری۔ اے دل وصال کی قدر کو جان ورنہ ہجر میں خستہ حال ہو جائے گا۔

مطلب یہ ہے کہ شب وصال سو کر نہیں گذارنی چاہیے۔ اس وقت کو غنیمت سمجھنا چاہیے۔

(۷) ترجمہ۔ ہمراہوں سے ملول ہونا تجربہ کاری کا طریقہ نہیں ہے۔ منزل کی دشواری کو آسانی کے وقت کی یاد میں برداشت کر۔

مطلب یہ ہے کہ منزلِ مقصود کی خوشی میں درمیانی منازل کی دشواریوں کو مردانہ برداشت

کرنا چاہیئے۔ اور رفیقانِ راہ سے آزردہ خاطر نہیں ہونا چاہیئے۔

(۸) ترجمہ مشتاقوں کی کشائش کا راس ابروئے دلبند میں ہے۔ خدا کے لئے تھوڑی دیر کے واسطے ہمارے ساتھ کشادہ پیشانی سے پیش آ۔

(۹) ترجمہ معشوقوں کی زلف کی نسیم ہماری آنکھوں کی روشنی ہے۔ اے خدا اس قوم کو باد پریشانی کا غم نہ ہو۔
چراغ افروز۔ روشن کرنے والا۔ روشنی۔ این قوم سے مراد خوباں۔ معشوق۔

(۱۰) ترجمہ۔ مجھے اپنے بخت سے امید ہے کہ کبھی تیرے کمر بند کو کھولونگا بشرطیکہ تو اس کین سے آزردہ خاطر نہ ہو۔

(۱۱) ترجمہ۔ اے حافظ اسکی زلف کے حلقہ کا خیال تجھ کو فریب دیتا ہے۔ دیکھ تاکہ تو نا ممکن اقبال کے حلقہ کو نہ ہلائے۔

نگر۔ دیکھ! خبردار! ہوشیار! **حلقہ جنبانی** یعنے دروازہ کھٹکھٹانا کسی سوالی یا داخلہ کے لئے کسی کے پاس جانا۔ مطلب یہ ہے کہ زلف محبوب کا حلقہ صرف تجھ کو دھوکا دے رہا ہے۔ یہ دولت ہاتھ آنے والی نہیں۔ اس لئے اسکے واسطے کوشش کرنا لا حاصل ہے۔ دوسرا مصرع علاوہ کا ہے۔

نگر تا حلقۂ اقبال ناممکن نجنبانی بروجان پدر تن در مشیت دہ کہ دیرانشد		سلیمانا بلیہا لا تلکہ محرومادہ سکینا نیاجوج تمنا رخنہ در سد دلا شینا

غزل (۳۷۷)

احمد اللہ علی معدلة السلطانی	۱	احمد شیخ اویس حسن ایلخانی
خان بن خان شہنشاہ شہنشاہ نژاد	۲	آنکہ می زیبد اگر جان جہانش خوانی
دیدہ نادیدہ باقبال تو ایمان آورد	۳	مرحبا ای بچنین لطف خدا ارزانی
برشکن طرۂ ترکانہ کہ در کاکل تست	۴	بخشش و کوشش قاآنی و چنگزخانی
ماہ اگر بے تو برآید بدو نیمش بزنند	۵	دولت احمدی و معجزۂ سلطانی

جلوۂ حسن تو دل می بردازشاہ وگدا	۶	چشم بد دور کہ ہم جانی و ہم جانانی
گرچہ دوریم بیاد تو قدح می نوشیم	۷	بعد منزل نبود در سفر روحانی
از گل فارسیم غنچۂ عیشی نہ شگفت	۸	حبذا دجلۂ بغداد و میٔ روحانی

(۹) ای نسیم سحری خاک رہ یار بیار
تا کند حافظ ازان دیدۂ جان نورانی (۹)

یہ غزل تمام ترمدحیہ ہے سلطان احمد بن اویس کے لئے دیکھو لسان الغیب جلد اول صفحہ ۲۱م

۲۲ سوانحمری شعر د ۴۴/۱۱

(۱) ترجمہ ۔ میں سلطان احمد شیخ اویس حسن ایلخانی کی معدلت گستری پر خدا کی تعریف کرتا ہوں۔

(۲) ترجمہ ۔ وہ خان ابن خان اور شہنشاہ ابن شہنشاہ ہے۔ اگر تو اسے جہان کی جان کہے تو بجا ہے

(۳) ترجمہ ۔ آنکھ دیکھنے کے بغیر تیرے اقبال پر ایمان لائی۔ آفرین اے کہ تو خدا کی تمام مہربانیوں کے لائق ہے

(۴) ترجمہ ۔ اپنے ترکی طرہ کو خم دے کیونکہ تیری زلف میں قاآنی بخشش اور چنگیز خانی بہادری ہے۔

قاآن بادشاہ جو بہت عادل سخی اور عقلمند ہو چنگیز خان کے بیٹے کا نام بھی ہے۔ مجازاً ہر ایک جلیل القدر بادشاہ کو کہتے ہیں۔ ترکستان کے بادشاہوں کا لقب بھی ہے۔

چنگیز خاں ۔ ترکستان کے ایک مشہور عظیم الشان بہادر بادشاہ کا نام ہے جس کی پیدائش ۵۴۹ھ میں واقع ہوئی۔ ہلاکو خان جس نے بغداد وغیرہ بہت سے شہروں کو تباہ اور برباد کیا تھا۔ اسی کا پوتا تھا۔ بعدہٗ اس کی اولاد مسلمان ہو گئی۔

(۵) ترجمہ ۔ چاند اگر تیری (مرضی) کے بغیر نکلے تو اس کو دولت احمدی اور معجزۂ سلطانی دو ٹکڑے کر دینگے

شق القمر حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ایک مشہور معجزہ ہے اس کی طرف اشارہ ہے۔

(۶) ترجمہ ۔ تیرے حسن کا جلوہ شاہ وگدا کا دل لے جاتا ہے چشم بد دور! کہ تو جان بھی ہے اور جاناں بھی

(۷) ترجمہ ۔ اگرچہ ہم دور ہیں لیکن تیری یاد میں شراب پیتے ہیں روحانی سفر میں منزل کی دوری نہیں ہوتی مطلب یہ ہے کہ جب دل نزدیک ہوں تو بعدِ مسافت کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔

(۸) ترجمہ ۔ فارس کے پھول سے میرے عیش کا غنچہ شگفتہ نہ ہوا۔ دجلۂ بغداد اور شرابِ روحانی پر آفریں۔

گل کی بجائے گِل بھی پڑھا جاسکتا ہے۔ اور غالباً زیادہ موزوں ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ فارس میں تو مجھے عیش نصیب نہ ہوا شاید بغداد سے کُٹ کُش کار ہو جائے۔

(۹) ترجمہ۔ اے نسیم سحر یار کے رستہ کی خاک لا۔ تاکہ حافظ اپنی جان کی آنکھ کو اُس سے نورانی کرے

غزل (۷۸)

ز کوی یار می آید نسیم باد نوروزی	۱	ازین باد ار مدد خواہی چراغ دل برافروزی
چو گل گر خوردہ داری خدا را صرف عشرت کن	۲	کہ قارون را غلطہا داد سودای زر اندوزی
سخن در پردہ میگویم چو گل از پردہ بیرون آی	۳	کہ بیش از پنج روزی نیست حکم میر نوروزی
میٔ دارم چو جان صافی و صوفی میکند عیبش	۴	خدایا ہیچ عاقل را مبادا بخت بد روزی
طریق کام جستن چیست ترک کام خود گفتن	۵	کلاہ سروری نیست گر این ترک بردوزی
جدا شد یار شیرینت کنون تنہا نشین ای شمع	۶	کہ حکم آسمان اینست اگر سازی اگر سوزی
بعجب علم نتوان شد ز اسباب طرب محروم	۷	بیا زاہد کہ جاہل را زیادہ میرسد روزی
ندانم نوحہ قمری بطرف جویباران چیست	۸	اگر او نیز ہمچون من غمی دارد شبانروزی

(۹) بستان رو کہ از بلبل طریق عشق گیری یاد
بمجلس آی کز حافظ سخن گفتن بیاموزی (۹)

(۱) ترجمہ۔ معشوق کے کوچہ سے بادِ نوروزی کی خوشبو آتی ہے۔ اگر تو اس ہوا سے مدد مانگے گا تو دل کے چراغ کو روشن کر دے گا۔

(۲) ترجمہ۔ پھول کی طرح اگر تیرے پاس کچھ نقد ہے تو اسکو عشرت میں خرچ کر دے کیونکہ زر اندوزی کے سودا نے قارون کو غلطی میں ڈالا۔

خوردہ۔ ہر شے کا ریزہ۔ نقد۔ پھول کے اندر ایک زرد مادہ ہوتا ہے جسے زرگل کہتے ہیں

(۳) ترجمہ۔ میں پردہ میں بات کہتا ہوں۔ پھول کی طرح پردہ سے باہر نکل آ۔ کیونکہ میر نوروز کا حکم پانچ

دن سے زیادہ نہیں ہوتا۔

پھول کا غنچہ کی حالت سے نکل کر شگفتہ ہوجانا گویا اسکا پردہ سے باہر آنا ہے مطلب یہ ہے کہ بہار چند روزہ ہی۔ زندگی کا بھی بھروسہ نہیں۔ یہ وقت ہے عیش وعشرت کرے۔ بعض دیوانوں میں فیروزی کی بجائے مہر نوروزی ہے۔

(۴) ترجمہ۔ میری شراب جان سے بھی زیادہ صاف ہی۔ اور صوفی اُس کی عیب جوئی کرتا ہی۔ اے خدا کسی عقلمند کے حصہ میں بدنصیبی نہ ہو۔

(۵) ترجمہ۔ حصول مراد کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی اپنی خواہش کو ترک کردی۔ سرداری کی ٹوپی یہی ہے اگر تو یہ ٹوپی سی لے۔

ترک بفتح بمعنے کلاہ۔ ٹوپی۔

مطلب ہیرسد آنکہ چو بگذشت از سر مطلب		عبث خور د از سر اندیشہ در رنج و تعب دائم	(نعمت خان عالی)

(۶) ترجمہ۔ تیرا یار شیریں تجھ سے جدا ہوگیا۔ اے شمع اب اکیلی بیٹھ۔ کیونکہ آسمان کا حکم یہی ہی خواہ تو جلے خواہ تحمل کرے۔

مطلب یہ ہے کہ انسان خواہ تحمل اور برداشت کرے خواہ نالہ و فریاد۔ آسمانی حکم میں تغیر نہیں ہوسکتا

چو نتواں بر افلاک دست آختن		ضرورست باگردشش ساختن	(سعدی)

(۷) ترجمہ۔ علم کے غرور پر اسباب طرب سے محروم نہیں ہوسکتے اے زاہد آکہ جاہل کو زیادہ روزی پہنچتی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ علم کے غرور پر اسباب طرب سے محروم نہیں ہونا چاہیے۔

(۸) ترجمہ۔ میں نہیں جانتا کہ قمری کس لئے نہر کے کنارے فریاد کر رہی ہی۔ شاید وہ بھی میری طرح رات دن غم میں ہوتی ہو

(۹) ترجمہ۔ باغ میں جا تاکہ تو بلبل سے عشق کا طریقہ سیکھے اور مجلس میں آ تاکہ تو حافظ سے شعر کہنے سیکھے۔

غزل (۷۹)

چہ خوش بود اگر یار من با ہم ایک نظر بودے	۱	ازاں سینیٹ ان کا ہم نجوبی ہمچو زر بودے

ز شوق افشاندمی ہر دم سری در پای جانانم	۲	دریغا گر متاع من ازین مختصر بودی
اگر برقع برافگندی ازاں ماہ چو مہ روزی	۳	مدام از نرگس مستش جہان پرشور و شر بودی
بسش مہر آمدی بر من ز مہر آن شاہ خوباں را	۴	گر از درد دل زارم یکی روزش خبر بودی
بوصلش گر مرا روزی ز ہجراں فرصتی بودی	۵	مبارک ساعتی بودی چہ خوش بودی اگر بودی

(۶)
نگفتی کس بشیرینی چو حافظ شعر در عالم
اگر طوطی طبعش را ز لعل او شکر بودی
(۶)

یہ غزل اکثر پرانے قلمی دیوانوں میں نہیں ہے۔

(۱) ترجمہ۔ اگر میرا ماہر معشوق محبت کی آنکھ سے مجھ پر ایک نظر ڈالتا۔ تو اس میں بدن میرا مثل سونے کی طرح بخوبی حال ہوجاتا

(۲) ترجمہ۔ میں ہر دم شوق سے ایک سر معشوق کے پاؤں پر قربان کرتا۔ افسوس اگر میرا سرمایہ اس سے زیادہ مختصر نہ ہوتا

(۳) ترجمہ۔ اگر اس چاند جیسے چہرہ سے ایک دن پردہ اٹھاتا۔ تو اسکی مست آنکھ سے جہان ہمیشہ شور و شر سے پر رہتا۔

(۴) ترجمہ۔ اس حسینوں کے بادشاہ کو محبت ہی مجھ پر رحم آتا۔ اگر وہ میرے دل زار کے درد سے کسی دن آگاہ ہوتا۔

(۵) ترجمہ۔ اسکے وصل سے اگر ایک دن مجھے ہجر سے فراغت ملتی۔ تو وہ ساعت کیسی مبارک ہوتی۔ کیا اچھا ہوتا اگر ایسا ہی ہوتا۔

(۶) ترجمہ۔ کوئی شخص دنیا میں حافظ کے برابر شیریں شعر نہ کہہ سکتا۔ اگر اس کی طوطی طبیعت کو معشوق کے لب لعل سے شکر ملتی۔

تمام شد دیوان غزلیات

حافظ علیہ الرحمۃ

متفرقات

اس حصہ میں ترکیب بند۔ ترجیع بند۔ ساقی نامے۔ مثنویاں۔ قطعات مخمس۔ رباعیات اور قصائد ہیں۔ ان میں سے باستثنائے معدودے چند مشتبہ الاصل ہیں۔ اور بعض یقیناً الحاقی ہیں۔ ہمارا ارادہ بھی صرف دیوانِ حافظ کی شرح لکھنے کا تھا۔ مگر چونکہ یہ متفرقات بھی دیوان حافظ کے ہر ایک مطبوعہ نسخہ کے ساتھ درج ہوتے ہیں۔ اسلئے بغرض تکمیل ان کو بھی کتاب میں جگہ دینا ناموزوں نہ ہوگا۔ یہ متفرقات تشریح طلب نہیں۔ بعض حصونکا ترجمہ کر دیا گیا ہے۔ اور بعض مقامات پر صرف نوٹوں پر اکتفا کیا گیا ہے۔

ترکیب بند

بند (۱)

شاہی کہ پناہ ملک و دین ست	۱	درخورد ہزار آفرین ست
نوبادۂ خاندان ملک ست	۲	گلدستۂ بوستان دین ست
ہم نسل شہنشہ زمان ست	۳	ہم نقد خلیفۂ زمین ست
آثار و دلائل سعادت	۴	تابندہ چو نورش از جبین ست
در ملک جہان بفر شاہی	۵	انصاف او کوکب یقین ست
در خاتم قدر او نہفتہ	۶	فیروزہ چرخ چون نگین ست
تیغش میان کفر و اسلام	۷	سدیست ولیک آہنین ست
(۸)	کلک از کف دست و دست دربار شمشیر بازوش سزاوار	(۸)

(۱) وہ بادشاہ جو ملک و دین کی پناہ اور ہزار آفرین کے لائق ہے۔ (۲) شاہی خاندان کا تازہ میوہ اور باغ دین کا گلدستہ ہے (۳) شہنشاہ زمان کا ہم نسل اور خلیفہ زمین کا ہم نقد ہے۔ (۴) سعادت کی نشانیاں اور دلیلیں اسکی پیشانی سے نور کیطرح روشن ہیں۔ (۵) ملک جہان میں بادشاہی کرّ و فرآئین کا انصاف یقین کا ستارہ ہے۔ (۶) اسکی طاقت کی انگشتری میں آسمان کا فیروزہ نگینہ کی طرح پوشیدہ ہے۔ (۷) اسکی تلوار کفر و اسلام کے درمیان ایک دیوار ہے جو لوہے کی ہے۔ (۸) قلم اسکے کفِ دست سے موتی برساتا ہے اور تلوار اسکے بازو کے لائق ہے۔

بند (۲)

ای سایۂ رحمت الٰہی	۱	وی غنچۂ باغ بادشاہی
ہرگز بشمائل تو سروی	۲	نارستہ ز بوستان شاہی
ہم چرخ جمال را تو مہری	۳	ہم برج جلال را تو ماہی
درخواستہ از خدای بیچون	۴	بخت بدعاے صبحگاہی
بر نام تو مہر کردہ گردون	۵	منشور اوامر و نواہی
بر سلطنت تو بی تکلف	۶	تمکین تو میدہد گواہی
نام تو یقین کہ مے برآرد	۷	آوازہ ز ماہ تا بماہی

(۸) گردوں کہ لطیفہ ہا برآرد
دُری چو تو در صدف ندارد (۸)

(۱) اے خدا کی رحمت کے سائے اور اے باغ بادشاہی کے غنچے (۲) تیری صورت کا کوئی سرو ہرگز باغ بادشاہی میں پیدا نہیں ہوا (۳) تو حسن کے آسمان کا آفتاب بھی ہے اور جلال کے برج کا چاند بھی (۴) ترجمہ۔ (یہ سب کچھ) خدائے بیچوں سے تیرے بخت نے دعائے صبح کے ذریعے حاصل کیا ہے (۵) آسمان نے اوامر و نواہی کے فرمان کی مہر تیرے نام پر لگائی ہے یعنے امر و نہی تیرے اختیار میں ہے (۶) تیری تمکنت تیری بادشاہی پر بے تکلف گواہی دیتی ہے۔ (۷) ترجمہ۔ تیرے نام کا آوازہ یقیناً ماہ سے ماہی تک ہے۔ (۸) آسمان جو کئی عجیب چیزیں پیدا کرتا ہے۔ تجھ جیسا کوئی موتی صدف میں نہیں رکھتا۔

بند (۱۳)

ای خلعت ملک بر تو زیبا	۱	وی طرۂ دولت از تو غرا
ای آمدہ نوعروس دولت	۲	بر شکل و شمائل تو شیدا
انوار شکوہ و شہریاری	۳	از روے مبارکت ہویدا
بر قامت حشمت تو کوتاہ	۴	این اطلس نیلگون والا
بگذشت صدای صیت عدلت	۵	از سقف نہم رواق خضرا
بر شادی مجلس تو خورشید	۶	ہر لحظہ کشیدہ جام صہبا
تا روی مبارک تو بیند	۷	نرگس ہمہ دیدہ گشت عمدا
از بہر قبولیت از این گوش	۸	لولوی خوشاب گشتہ لالا

(۹) در قصر تو چرخ آستانی
کیوان بہ در تو پاسبانی (۹)

(۱) اے کہ بادشاہی کی خلعت تجھ پر زیبا ہے۔ اے کہ دولت کی روشنی تجھ سے روشن ہے۔ (۲) اے کہ دولت کی نئی دلہن تیری شکل و صورت پر عاشق ہو (۳) رعب اور بادشاہی کے نور تیرے مبارک چہرے سے ظاہر ہیں (۴) تیری حشمت کے قد پر نیلگوں گنبد اطلس کوتاہ ہے (یعنے آسمان بھی تیری حشمت کی برابری نہیں کر سکتا) (۵) تیرے انصاف کی شہرت کا آوازہ نویں سبز آسمان کی چھت سے اوپر نکل گیا (۶) تیری مجلس کی خوشی میں آفتاب ہر وقت جام شراب پیتا ہے (۷) تاکہ تیرے مبارک چہرہ کو دیکھے، نرگس عمداً ہمہ تن آنکھ بن گئی ہے (۸) اس کان کی قبولیت حاصل کرنے کے لئے آبدار موتی روشن بنا ہے (۹) آسمان تیرے محل کا ایک آستان ہے اور کیوان ستارہ تیرے دروازہ کا پاسبان ہے۔

بند (۱۴)

تا یار خدای باد یارت	۱	جز عیش مباد ہیچ کارت
ہر آرزوے کہ در دل آید	۲	ایام نہادہ در کنارت
توفیق رفیق در مہمات	۳	تایید ندیم در [illegible]
نصرت کہ مباد از تو خالی	۴	[illegible]

آراستہ چون بہشت گیتی	۵	از کوشش تیغ آبدارت
تا چرخ بپاست دور دورت	۶	تا دہر بجاست کار کارت
جاوید بعون جاہ و عزت	۷	بادا ہمہ چیز بر قرارت
آسودہ چو حافظ اند خلقان	۸	در سایۂ بخت کامگارت

(۹) کارت ہمہ حفظ ملک و دین باد
تا باد ہمیشہ اینچنین باد (۹)

(۱) اے کہ خدا تیرا مددگار ہو۔ عیش کے سوا تیرا کچھ کام نہ ہو۔ (۲) جو آرزو تیرے دل میں ہو زمانہ اُسکو تیری بغل میں لائے (۳) توفیق تیری دائیں طرف کی رفیق اور تائید تیری بائیں طرف کی ندیم ہو (۴) فتح جو تجھ سے کبھی علیحدہ نہ ہو میدان میں تیرا کمینہ ہتھیار ہو (۵) تیری آبدار تلوار کی کوشش سے جہاں بہشت کی طرح آراستہ ہے (۶) جب تک آسمان قائم ہے تیرا دور دورہ رہے جب تک زمانہ موجود ہے تیرا مدعا پورا ہوتا جائے (۷) ہمیشہ جاہ و عزت کی مدد سے تمام چیزیں تیرے حسب مراد ہوں (۸) حافظ کی طرح تیرے کامیاب بخت کے سائے میں لوگ آسودہ ہیں (۹) تیرا کام تمامتر ملک و دین کی حفاظت ہو۔ جب تک ہو ہمیشہ ایسا ہی ہو۔

بند (۵)

ماہی چو تو آسمان ندارد	۱	سروی چو تو بوستان ندارد
با روی تو آفتاب دیدم	۲	نیکست ولیکن آن ندارد
از حسن تو چون کنم عبارت	۳	کز ہیچ صفت نشان ندارد
حیران شدہ ام کہ ہیچ وصفی	۴	درخور درخت بیان ندارد
مرغی کہ سوی تو کرد پرواز	۵	دیگر سر آشیان ندارد
ہر دل کہ ز جان نداد دستت	۶	میدان بیقین کہ جان ندارد
از بہر دلم کدام تیر است	۷	کابروی تو در کمان ندارد
چشمت نظری بما نبستست	۸	مستست و سر جہان ندارد
منظور شہنشہ است و از ناز	۹	پروای شکستگان ندارد

(۱) آسمان پر تجھ جیسا کوئی چاند نہیں۔ باغ میں تجھ جیسا کوئی سرو نہیں (۲) تیرے چہرہ کے سامنے ہیں سورج کو دیکھا ہی نہیں ایسا ان نہیں ہے (۳) ہر حسن کو میں کس طرح بیان کروں کس صفت میں ایسا شکل موجود نہیں ہے (۴) میں حیران ہوں کہ کوئی تعریف تیرے چہرے کے لائق بیان نہیں ہو سکتی ہے (۵) جو پرندہ تیری طرف اڑ کر آیا۔ دوبارہ آشیاں کا خیال نہیں کرتا۔ (۶) جو دل تجھ کو جان سے عزیز نہیں کیا لیکن سمجھے کہ اس میں جان نہیں ہے (۷) میرے دل ایسا کون شکار ہے جو تیرے ابرو کی کمان میں نہیں ہے (۸) تیری آنکھ نے ہماری طرف آنکھ کی وہ شعلے اور جان کا خیال نہیں رکھتی (۹) اپنی آنکھ، بادشاہ کی منظور نظر ہے اور کسی دل کی پرواہ نہیں کرتی ہے (۱۰) زمانہ کا بادشاہ ناصر الدین سنجر اور تگین کے شد مستحکم ہے

شعر (۱)

(۸) ساقی اگرت ہوای ماہی	۱	جز بادہ میار پیش ما شی
سجادہ و خرقہ در خرابات	۲	بفروش و بیار جرعہ جی
گر زندہ دلی شنو ز مستان	۳	در گلشن جان صدای ہای
باور دو در آہوے دربان	۴	کونین بجز عشق الٰہی
اسرار دل ست باز با عشق	۵	بہتر ز ہزار جام شاہی
سلطان صفت آن جبین پوشان	۶	کی آمد و خلق شہنشاہی
مردم نگران برہمنی تو بجہل	۷	ور شرم زوال عارض تو ہی
حافظ ز غم تو چند نالد	۸	آخر دل من نعمت ای

(۱۹) باور دو غم تو یار باشم
ور عیش جہان کنار باشم (۱۹)

(۱) اے ساقی اگر تجھ کو ہم سے محبت ہے تو شراب بغیر ناز سامنے لیے زلا سے لفظ ہے بعض ہیست فارسی اور اردو میں مشترک ہی جیسا تجھ ہیچم سیتید ہی یعنی سلیم سیتید ہیستی کی

ماخوذ ہیں سے اندیا نخیہ سے سے ہستند

	گفت یارب کہ ترا خاصان ہے اند		کہ مبارک دعوت و فرخ پئے اند	(مولانا روم)

(۲) سجادہ اور خرقہ کو میخانہ میں بیچکر شراب کا گھونٹ لا۔ (۳) اگر تو زندہ دل ہے تو مستوں کی جانب کے باغ میں یا ستے کی آواز سن (۴) درد سے کر علاج کی امید میں آ عشق سے درد نو جوانو نہا کو نا چیز سمجھ۔ (۵) عشق کی راہ میں دل کے اسرار ہزار حاتم سے بہتر ہیں۔ (۶) وہ پریوش بت بادشاہ کی طرح آتا تھا اور شہر کے لوگ اس کے پیچھے تھے۔ (۷) لوگ اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھتے تھے اور اسکے چہرہ پر شرم سے پسینہ آرہا تھا۔ (۸) حافظ تیرے غم میں کب تک روتا رہے گا آخر میرا دل کب تک شکستہ رہے گا۔ (۹) میں تیرے درد اور غم کا دوست ہوں اور جہاں کی عیش سے علیحدہ ہو جاؤں

ترجیع بند

بند (۱)

ای دادہ بباد دوستداری	۱	این بود وفا و عہد یاری
آخر دل ریش دردمندم	۲	تا چند بدست غم سپاری
از زلف تو حاصلی ندیدم	۳	جز آشفتگی و بی قراری
ای جان عزیز بر ضعیفاں	۴	تا چند کنی جفا و خواری
ہر چند کہ سوختی بجورم	۵	کردم من خستہ سازگاری
گفتم مگر از سر ترحم	۶	دست از ستم و جفا بداری
چون نیست امید آنکہ روزی	۷	بر عاشق خستہ رحمت آری

(۸)	آن بہ کہ ز صبر رخ نتابم باشد کہ مراد دل بیابم	(۸)

(۱) اے کہ تو نے دوستی کو برباد کر دیا کیا وفا اور دوستی کا عہد اسی کو کہتے ہیں (۲) آخر کب تک میرے دردمند زخمی دل کو تو غم کے ہاتھ میں رکھے گا۔ (۳) تیری زلف سے مجھے شیفتگی اور بے قراری کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا۔ (۴) اے جان عزیز اب کب تک کمزوروں پر ظلم اور خواری کریگا (۵) ہرچند تو نے مجھے ظلم سے جلایا میرا خستہ دل اسکو برداشت کرتا رہا۔ (۶) میں نے خیال کیا کہ شاید تو جور و جفا سے ہاتھ اٹھائے گا (۷) جب یہ امید باقی نہیں رہی کہ تو کسی دن عاشق خستہ حال پر رحم کریگا۔ (۸) تو بہتر یہی ہے کہ میں صبر سے منہ نہ پھیروں شاید کہ اس طرح دل کی مراد حاصل ہو۔

بند (۲)

ای ساقی ازاں می شبانہ	۱	درده دو سه جام عاشقانه
تا در سر من ز عقل باقیست	۲	از دست مده می مغانه
برداشته اند صوت داؤد	۳	مرغان چمن ز آشیانه
ای مطرب یا تو نیز یک دم	۴	مگذار ز کف دف و چغانه
برگوی بیاد وصل جاناں	۵	چوں عود بسوز دل ترانه
می نوش تو حافظا بشادی	۶	تا چند خوری غم زمانه
دیریست که آتش غم دل	۷	در سینه همی کشد زبانه
چوں نیست ہیچگونه پیدا	۸	دریای فراق را کرانه

(۹)	آں به که ز صبر رخ نتابم باشد که مراد دل بیابم	(۹)

(۱) اے ساقی رات کی شراب سے دو تین عاشقانہ جام دے (۲) جب تک میرے سر میں عقل باقی ہے ہاتھ سے شراب مغانہ نہ چھوڑ (۳) بلبلوں نے آشیانوں سے لحن داؤدی سے آواز بلند کی (۴) اے ہمارے مطرب تو بھی دف اور چغانہ کو ہاتھ سے ایک دم کے لئے بھی نہ چھوڑ۔ (۵) وصال معشوق کی یاد میں عود کیطرح سوز دل سے ترانہ کہہ رہا (۶) اے حافظ تو خوشی سے شراب پی کب تک زمانہ

کا غم کھائے گا۔ (۷) مدتوں سے غمِ دل کی آگ سینہ میں شعلہ زن ہے (۸) جب کسی طرح بھی دریائے فراق کا کنارہ ظاہر نہیں ہوتا (۹) تو بہتر یہی ہے کہ صبر کو نہ چھوڑوں شاید کہ اسی طرح دل کی مراد پوری ہو۔

بند (۳)

در سختی عشق اگر بمیرم	۱	من دل ز غمِ تو بر نگیرم
بیشک دل ماہ و خور بگیرد	۲	گر سوئے فلک رسد نفیرم
پیوستہ کمان ابروانش	۳	از غمزہ ہمی زند بہ تیرم
نتوان بقلم نوشت شوقش	۴	گر پیر فلک شود دبیرم
پیر غمِ عشقم ارچہ طفلم	۵	طفل غمِ عشقم ارچہ پیرم
دارم سر آنکہ ہمچو سعدی	۶	بنشینم و صبر پیش گیرم
چوں کرد زمانہ ستمگارا	۷	دور از تو بہ بندِ غم اسیرم

(۸) آں بہ کہ ز صبر رخ نتابم
باشد کہ مراد دل بیابم (۸)

(۱) اگر عشق کی سختی سے میں مر بھی جاؤں لیکن تیرے غم سے دل نہیں ہٹاؤنگا (۲) اگر میری فریاد آسمان پر پہنچے تو یقیناً چاند اور سورج کا دل منقبض ہو جائے گا (۳) اسکے ابروؤں کی کمان ہمیشہ غمزہ سے مجھے تیر مارتی ہے (۴) اگر پیر فلک بھی میرا منشی بن جائے تو بھی اسکے عشق کا قصہ قلم سے نہیں لکھ سکیگا۔ (۵) میں غمِ عشق کا بوڑھا ہوں اگرچہ لڑکا ہوں۔ میں غمِ عشق کا لڑکا ہوں اگرچہ بوڑھا ہوں (۶) میرا خیال ہے کہ سعدی کی طرح بیٹھ جاؤں اور صبر اختیار کروں شیخ سعدی علیہ الرحمت کا ایک مشہور ترجیع بند ہے۔ جسکے ہر ایک بند کا مقطع یہ ہے۔

بنشینم و صبر پیش گیرم	دنبالۂ کارِ خویش گیرم

(۷) جب ظالم زمانہ نے تجھ سے دور کر کے مجھے بندِ غم میں گرفتار کیا ہے۔ (۸) تو بہتر یہی ہے کہ میں صبر کو ترک نہ کروں شاید کہ اس طریقہ سے دل کی مراد مل جائے۔

بند (۴)

ای غیرت لعبتان طناز	۱	برقع ز رخ چو مه بر انداز
تا من ز سر جہاں بکلی	۲	برخیزم و توبہ بشکنم باز
ای دوست ز رہگذار دیدہ	۳	شد فاش میان مردمان راز
تا خود چہ بود مرا سرانجام	۴	در عشق چو ہجر کرد آغاز
سرمایۂ عمر داد بر باد	۵	ہر کو بغمت نگشت انباز
در آتش عشق و مجمر غم	۶	می سوزد دلا چو عود دمساز
حالی چو نمی دہد مرا دست	۷	بوسیدن پای آں سرافراز

(۸)	آں بہ کہ ز صبر رخ نتابم باشد کہ مراد دل بیابم

(۱) اے غیرت بتان نازنین! چاند کی طرح چہرہ سے برقع اٹھا (۲) تاکہ میں جہاں کو بالکل ترک کر دوں اور دوبارہ توبہ توڑدوں (۳) اے دوست! آنکھوں کی راہ سے لوگوں میں راز فاش ہو گیا (۴) دیکھئے میرا انجام کیا ہوتا ہے جب عشق میں ہجر کا آغاز ہو گیا ہے (۵) جو شخص تیرے غم میں شریک نہ ہوا اس نے عمر کے سرمایہ کو برباد کر دیا (۶) عشق کی آگ اور غم کی انگیٹھی میں اے دل عود کی طرح دمساز موافقت پیدا کر (۷) اب چونکہ اس بلند قد معشوق کے پاؤں کا بوسہ مجھے نصیب نہیں ہوتا (۸) تو بہتر یہی ہے کہ میں صبر سے منہ نہ پھیروں شاید کہ اس طرح دل کی مراد پاؤں۔

بند (۵)

ای سرو سہی گل اندام	۱	از عارض تو خجل مہ شام
باز آی کہ ہجر جانگدازت	۲	برد از دل من قرار و آرام
از دانۂ خال و دام زلفت	۳	مرغ دل من فتادہ در دام
چون کام نہ شد لبی حاصل	۴	قانع شدہ ام بہجر ناکام
نایم و غم فراق حالی	۵	تا خود بکجا رسد سرانجام

جز محنت و درد گو نیا نصیبت ۶ دور از تو نصیب من بایام
مقصود وجود حافظ چیست ۷ جز صحبت یار و باده و جام
حالی چو نمی‌شود میسر ۸ کام دلم از تو ای دلآرام

(۹) آن به که ز صبر رخ بتابم
باشد که مراد دل بیابم (۹)

(۱) اے گل اندام سیمین بدن سرو۔ شام کا چاند تیرے چہرہ سے شرمندہ ہے (۲) واپس آجا کہ اے جانِ جگر از ہجر میرے دل سے صبر و آرام سے گیا (۳) تیرے خال کے دانے اور زلف کے جال سے میرا مرغِ دل جال میں پھنس گیا ہے۔ (۴) جب مراد کوشش سے حاصل نہ ہوئی تو ناچار میں ہجر پر صبر کر کے بیٹھ گیا (۵) اس وقت تو ہم ہیں اور غم ہجر۔ دیکھئے انجام کیا ہوتا ہے۔ (۶) نصیب اعدا! گویا دنیا میں میری قسمت میں سوا غم اور درد کے کچھ نہیں۔ (۷) اے حافظ! صحبت یار اور بادہ و جام کے سوا زندگی کا مدعا ہی کیا ہے؟ (۸) اے دلآرام! اس وقت جب تجھ سے میرے دل کی مراد پوری نہیں ہو سکتی (۹) تو بہتر یہی ہے کہ میں صبر سے منہ پھیروں شاید اسی میں دل کی مراد حاصل ہو جائے۔

بند (۶)

ای راحت جان بی‌قرارم ۱ امید دل امیدوارم
شادم بغمت که در همه حال ۲ سوز غم تست سازگارم
تا رفته از کنارم ای دوست ۳ یکباره ز عیش بر کنارم
در آرزوی وصال جانان ۴ عمری بفراق میگذارم
امشب بگذشت خواب از دو چشم ۵ طوفان سرشک اشکبارم
تا مرگ نگیرد هم گریبان ۶ من دست ز دامنت ندارم
چون هیچ نشد بسعی حاصل ۷ کام دل خسته فگارم

(۸) آن به که ز صبر رخ بتابم
باشد که مراد دل بیابم (۸)

(۱) اے میری بیقرار جان کی راحت اور میرے امید وار دل کی امید! (۲) میں تیرے غم میں خوش ہوں کیونکہ ہر حال میں تیرے غم کا سوز میرا سازگار ہے (۳) اے دوست جب سے تو میرے پاس سے گیا ہے۔ میں عیش سے قطعاً علیحدہ ہوگیا ہوں (۴) معشوق کے وصال کی آرزو میں میں فراق میں عمر گزار رہا ہوں (۵) آج رات میرے اشکبار آنسوؤں کا سیلاب کند ہوں سے بھی گذر جائیگا۔ دوش اور شب کی رعایت ظاہر (۶) جب تک موت میرے گریبان کو نہیں پکڑتی۔ میں تیرے دامن سے ہاتھ نہیں اٹھاؤنگا۔ (۷) جب میرے زخمی اور خستہ دل کی مراد کوشش سے حاصل نہ ہوئی (۸) تو بہتر یہی ہے کہ میں صبر کو ہاتھ سے نہ دوں شاید کہ اسطرح دل کی مراد پوری ہو۔

بند (۷)

ای زخم غم تو مرہم دل	۱	عشق تو انیس و محرم دل
زلف تو کمند گردن جان	۲	لعل تو نگین خاتم دل
ابروی تو بود شحنہ جان	۳	چون چشم تو گشت حاکم دل
او در دل ما و ما در آتش	۴	ما را غم اوست ای غم دل
نزدیک شد آنکہ من بدوری	۵	گیرم کم خویش یا کم دل
حافظ چہ شود اگر بیابی	۶	نورے ز حضور عالم دل
چون ملک وصال او نگردد	۷	آسان آسان مسلم دل

(۸)	آن بہ کہ ز صبر رخ نتابم باشد کہ مراد دل بیابم	(۹)

(۱) اے کہ تیرے غم کا زخم دل کے لئے مرہم ہے۔ تیرا عشق دل کا مونس و محرم ہے (۲) تیری زلف جان کی گردن کے لئے کمند ہے اور تیرا لب لعل دل کی انگشتری کے لئے نگین ہے۔ (۳) جب تیری آنکھ دل کی حاکم بنی تو تیرے ابرو جان کے کوتوال بن گئے۔

(۴) وہ ہمارے دل میں ہے ۔ اور ہم آگ میں ۔ ہم کو اسکا غم ہے نہ کہ اپنے دل کا ۔ (۵) عنقریب اسی میں ہجر کی وجہ سے ۔ یا تو اپنے آپ کو تباہ کر دونگا یا دل کو ضائع کر دوں گا ۔ کم بمعنے نفی ۔ عدم ۔ معدوم مثلاً

مارا نبود ہیچ غمے غیرِ غمِ عشق	اگرہم کم خویش دگیریم کم عشق	(قدسی)

(۶) اے حافظ کیا اچھا ہو اگر تجھے حضورِ عالم دل سے نور حاصل ہو جائے (۷) جب کہ اسکے وصل کا ملک آسانی سے دل کے سپرد نہیں ہو سکتا (۸) تو بہتر یہی ہے کہ میں صبر اختیار کر دوں شاید صبر سے ہی دل کی مراد حاصل ہو جائے۔

ساقی نامہ (۱)

۱	فتنہ دارد دگر روزگار	من و مستی و فتنۂ چشم یار
۲	ہمی مانم از دور گردون شگفت	ولی نیست در وی مجال گرفت
۳	فریب جہاں قصۂ روشن ست	ببین تا چہ زاید شب آبستن ست
۴	ولا در جہاں دل منہ زینہار	کہ کس بر سرِ پل نگیرد قرار
۵	ہماں مرحلہ است ایں بیابان دور	کہ گم شد درو لشکرِ سلم و تور
۶	ہماں منزل ست اینجہان خراب	کہ دیدہ است ایوان افراسیاب
۷	کجا رای پیرانِ لشکر کشش	کجا شیدۂ ترکِ خنجر کشش
۸	نہ تنہا شد ایوان و کاخش بباد	کہ خاکش ندارد کسے ہم بیاد
۹	چہ خوش گفت جمشید با تاج و گنج	کہ یکجو نیرزد سرای سپنج
۱۰	مغنی کجائی بگلبانگ رود	بیاد آور آں خسروانے سرود
۱۱	بستان نوید سرودے فرست	بیاراں رفتہ درودے فرست
۱۲	مغنی بزن چنگ بر ارغنون	ببر از دلم فکر دنیائے دون

(١) زمانہ کو پھر فتنہ انگیزی کا خیال ہو پس میں ہوں اور مستی اور چشم یار کا فتنہ (٢) میں دور گردوں سے حیران رہ جاتا ہوں لیکن اس میں گرفت کی مجال نہیں (٣) جہان کا فریب ایک ظاہر بات ہو۔ دیکھیے رات حاملہ ہو کیا ظہور میں آتا ہے (٤) اے دل خبردار دنیا سے دل نہ لگا کیونکہ کوئی آدمی پل پر مقیم نہیں ہوتا (٥) یہ طویل بیابان وہی مرحلہ ہے جس میں سلم و تور کے لشکر گم ہو گئے سلم و تور فریدوں کے بیٹوں کے نام (٦) یہ ویران جہان وہی منزل ہو جس نے افراسیاب کے محل کو دیکھا ہو (٧) اسکے لشکر کش پیران کی رائے کہاں ہو اسکا خنجر کش ترک شیدہ کہاں ہو۔ پیران نام وزیر افراسیاب شیدہ نام پسر افراسیاب (٨) صرف اسکا ایوان اور محل ہی برباد نہیں ہوا بلکہ اسکی قبر کا نشان بھی کسی کو معلوم نہیں (٩) صاحب تاج و گنج جمشید نے کیا اچھا کہا کہ یہ سرائے سپنج یعنے دنیا ایک جَو کی قیمت کی بھی نہیں (١٠) اے مطرب تو کہاں ہو رود کی آواز سے وہ شاہی سرود یاد دلا (١١) اس قول کو سرود کی خوشخبری بھیج اور مرے ہوئے دوستوں کو درود بھیج (١٢) اے مطرب ارغنون بجا اور دنیائے دوں کا فکر میرے دل سے دور کر۔

مگر خاطرم یابد آسایشی	١٣	کہ نبود ز غم با وی آلایشی
مغنی بزن خسروانی سرود	١٤	بگو با حریفان بآواز رود
کہ از آسمان مژدۂ فرصت است	١٥	مرا بر عدو عاقبت نصرت است
مغنی نوای طرب ساز کن	١٦	بقول غزل قصہ آغاز کن
کہ بارِ غمم بر زمین دوخت پای	١٧	بضربِ اصولم برآور ز جای
مغنی ازین پردہ نقشے برآر	١٨	ببین تا چہ گفت از حرم پردہ دار
چنان برکش آہنگ این داوری	١٩	کہ ناہید چنگے برقص آوری
مغنی دف و چنگ را ساز دہ	٢٠	بیاران خوش نغمہ آواز دہ
رہی زن کہ صوفی بحالت رود	٢١	بمستی وصلش حوالت رود
مغنی بیا با منت جنگ نیست	٢٢	کفی بر دفی زن گرت چنگ نیست
شنیدم کہ چون غم رساند گزند	٢٣	خروشیدن دف بود سودمند
مغنی کجائے کہ وقتِ گل ست	٢٤	ز بلبل چمنہا پر از غلغل ست

(۱۳) شاید کہ میرے دل کو ایسا آرام نصیب ہو جسکے ساتھ غم کی آمیزش نہ ہو (۱۴) اے مطرب بادشاہی سرود شروع کر اور رود کی آواز سے حریفوں کو کہہ (۱۵) کہ آسمان سے مہلت کی خوشخبری آتی ہے اور مجھ آخر کار دشمن پر فتح ہوگی (۱۶) اے مطرب کوئی خوشی کی نوا چھیڑ اور غزل کی طرز میں قصہ شروع کر (۱۷) کیونکہ غم کے بوجھ نے میرے پاؤں کو زمین میں گاڑ دیا ہے اصولِ موسیقی کی ضرب سے مجھ جگہ سے اٹھا (۱۸) اے مطرب اس پردہ میں کوئی نقش پیدا کر۔ دیکھ کہ حرم کے پردہ دار نے کیا کہا ہے۔ (۱۹) ساز و سرود کی ایسی طرز شروع کر تا ناہید چنگی کو بھی تو رقص میں لاوے۔ (۲۰) اے مطرب دف اور چنگ کو بجا اور خوش آواز یار کو آواز دے۔ (۲۱) ایسا سرود گا کہ صوفی حالتِ وجد میں آجائے اور وصل کی مستی میں آجائے (۲۲) اے مطرب میری تیری لڑائی تو نہیں ہے اگر چنگ نہیں تو دف ہی بجا (۲۳) میں نے سنا ہے کہ جب غم تکلیف پہنچائے تو دف کی آواز فائدہ دیتی ہے (۲۴) اے مطرب تو کہاں ہے کہ بہار کا موسم ہے اور بلبلوں کی آواز سے باغ گونج رہے ہیں۔

ہمان بہ کہ خونم بجوش آوری	۲۵	دم چنگ را در خروش آوری
مغنی بیا عود را ساز کن	۲۶	نوآئین نوائے نو آغاز کن
بیک نغمہ دردِ مرا چارہ ساز	۲۷	دلم نیز چون خرقہ صد پارہ ساز
مغنی کجائے کہ لطفے کنے	۲۸	زمے آتشے در دلم افگنے
برون آری از فکر خود یکدمم	۲۹	بہم بر زنی کاروبارِ غمم
مغنی کجائے نوائے بزن	۳۰	بیکتائے او دو تائے بزن
چو خواہد شدن عالم از ما تہی	۳۱	گدائے بسے بہ ز شاہنشہی
مغنی بگو قول و پرواز ساز	۳۲	کہ بیچارگان را توئی چارہ ساز
تو بنمائے راہِ عراقم بزود	۳۳	کہ بکشایم از دیدہ صد زندہ رود
مغنی بیا بشنو و کار بند	۳۴	ز قولِ من این پند را ناپسند
چو غم لشکر آرد بیارا صفے	۳۵	ز چنگ و رباب و زنائی و دفے
مغنی تو سرّ مرا محرمے	۳۶	زمانی بہ نے زن دمِ تا دمے

(۲۵) یہی بہتر ہے کہ تو میرے خون کو جوش میں لاوے اور چنگ کو خروش میں (۲۶) اے مطرب!

اور عود کو بجا اور نئی طرز کی نئی نوا شروع کر۔ (۲۷) ایک نغمہ سے میرے درد کا علاج کر اور خرقہ کی طرح میرے دل کو بھی سو ٹکڑے کر دے۔ (۲۸) اے مطرب تو کہاں ہے کہ مہربانی کرے اور شراب سے میرے دل میں آگ لگا دے۔ (۲۹) مجھے تفکرات سے ایکدم کے لئے آزاد کرے اور غم کے کاروبار کو درہم برہم کر دے۔ (۳۰) اے مطرب تو کہاں ہے کوئی نوا بجا۔ خدا کی یکتائی پر دو گیت سنا۔ (۳۱) جب ہم نے جہان کو چھوڑ جانا ہے تو بادشاہی سے گدائی بہت اچھی ہے۔ (۳۲) اے مطرب کوئی گیت سنا اور ساز بجا کیونکہ بیچاروں کا چارہ ساز تو ہی ہے (۳۳) تو مجھے عراق کی راہ جلدی دکھا تاکہ میں آنکھوں سے سوزندہ رود نکالوں۔ عراق سرود کے ایک پردہ کا نام بھی ہے۔ زندہ رود اصفہان کی ایک نہر کا نام (۳۴) اے مطرب آ اور مجھ سے ایک دانائے نصیحت سن اور اس پر عمل کر (۳۵) جب ہم لشکر کشی کرے تو تو بھی چنگ کے ساتھ دف و نے کی صف کو آراستہ کر۔ (۳۶) اے مطرب تو میرے بھید سے واقف ہے تھوڑی دیر کے لئے نے سے ہمدمی کا دم مار۔

بهی دور کن در دولت گر غنیست	۳۷	دمی پیش دانا به از عالمیست
مغنی کجائی بزن بربطے	۳۸	بیا ساقیا پر کن از می بطے
که با هم نشینیم و عیشے کنیم	۳۹	دمی خوش برآریم و طیشے کنیم
مغنی ز اشعار من یک غزل	۴۰	بآهنگ چنگ آر اندر عمل
که تا وجد را کارسازی کنم	۴۱	برقص آیم و خرقه بازی کنم
باقبال دارای دیهیم و تخت	۴۲	بهین میوه خسروانی درخت
که تمکین اورنگ شاهی ازوست	۴۳	تن آسانی مرغ و ماهی ازوست
فروغ دل و دیده مقبلان	۴۴	شه نعمت جمله صاحبدلان
جهاندار و دین پرور و تاجور	۴۵	کزو تخت جم گشت با زیب و فر
چگونه دهم شرح آثار او	۴۶	که عقل ست حیران در اطوار او
چو قدر وی از حد مدحت بیش	۴۷	سر اندازم از عجز و تشویر پیش
برآرم باخلاص دست دعا	۴۸	کنم روی در حضرت کبریا

(۳۷) اگر تیرے دل میں غم ہے تو شراب سے دور کر دانا کے نزدیک ایک دم جہاں سے بہتر ہے (۳۸) اے مطرب تو کہاں ہے بربط بجا اور اے ساقی آ اور شراب سے صراحی بھر دے (۳۹) کہ اکٹھے بیٹھکر عیش کریں کچھ وقت خوشی سے گذاریں اور جوش ظاہر کریں۔ (۴۰) اے مطرب میرے اشعار سے ایک غزل چنگ کی آواز کے ساتھ گا (۴۱) تاکہ وجد کو عمل میں لائیں۔ رقص کریں اور خرقہ بازی کریں۔ **خرقہ بازی** خرقہ کو اچھالنا (۴۲) تاج و تخت کے مالک کے اقبال کی قسم۔ جو بادشاہی درخت کا بہترین میوہ ہے (۴۳) بادشاہی تخت کی تمکین اس سے ہے مرغ و ماہی کا آرام اسی کی بدولت ہے (۴۴) مقبلوں کی دل و دیدہ کی روشنی۔ تمام صاحبدلوں کا ولی نعمت۔ (۴۵) جہان کا مالک دین پرور اور تاجور ہے۔ جس سے کہ جمشید کے تخت کو رونق ہوئی (۴۶) اسکے اخلاق کی شرح میں کس طرح کروں کیونکہ اس کے اطوار میں عقل حیران ہے (۴۷) جب اسکا مرتبہ تعریف کی حد سے باہر ہے تو پھر میں عجز و تشویر کی وجہ سے سر نیچا کر دیتا ہوں۔ (۴۸) میں اخلاص سے دست دعا اٹھاتا ہوں اور حضرت کبریا میں عرض کرتا ہوں۔

که یا رب بآلاء و نعمای تو	۴۹	بأسرار اسمای حسنای تو
بحق کلامت که آمد قدیم	۵۰	بحق رسول و بخلق عظیم
که شاه جهان باد فیروز بخت	۵۱	باقبال همواره با تاج و تخت
زمین تا بود مظهر عدل و جور	۵۲	فلک تا بود مرتع جدی و ثور
خدیو جهان شاه منصور باد	۵۳	غبار غم از خاطرش دور باد
بحمد الله ای خسرو جم نگین	۵۴	شجاعی بمیدان دنیا و دین
بمنصوریت در جهان رفت نام	۵۵	که منصور باشی بر اعدا مدام
فریدون شکوهی در ایوان بزم	۵۶	تهمتن نبردی بمیدان رزم
فلک را گهر در صدف چون تو نیست	۵۷	فریدون و جم را خلف چون تو نیست
نه تنها خراجت دهند از فرنگ	۵۸	که هر راج باجت فرستد ز زنگ
اگر ترک و هندست گر روم و چین	۵۹	چو جم جمله داری بزیر نگین
همایست چترت همایون نظر	۶۰	که دارد بسیط زمین زیر پر

(۴۹) کہ اے خدا اپنے انعاموں اور نعمتوں کے طفیل اور اپنے اسمائے حسنیٰ کے اسرار کی طفیل (۵۰) اپنے کلام کی طفیل جو قدیم ہے اور اپنے رسول اور اسکے نسل شفیع کے طفیل (۵۱) جہان کے بادشاہ کو فتحمند رکھیو اور تاج و تخت کے ساتھ اسکا اقبال ہمیشہ رہے (۵۲) جب تک زمین ظلم اور انصاف کا مظہر رہے اور جب تک آسمان بروج جدی و ثور کا میدان رہے (۵۳) تب تک منصور بادشاہ جہاں کا بادشاہ رہے اور اُسکے دل سے غم کا غبار دور رہے (۵۴) اے سلیمان کی نگین والے بادشاہ اور اے دنیا اور دین کے میدان کے بہادر۔ خدا کا شکر ہے۔ (۵۵) کہ تیرا نام جہان میں منصور مشہور ہوا تا کہ تو دشمنوں پر ہمیشہ فتحمند ہو (۵۶) تو دیوان بزم میں فریدوں کی شان و شوکت رکھتا ہے اور میدان جنگ میں رستم سا جنگجو ہے۔ (۵۷) آسمان کی بیپایہ تجھ جیسا اور کوئی سوتی نہیں اور فریدوں اور جمشید کا تجھ جیسا اور کوئی جانشین نہیں (۵۸) نہ صرف اہل فرنگ تجھ کو خراج دیتے ہیں بلکہ زنگ کا بادشاہ تجھے خراج بھیجتا ہے۔ مہراج ہندوستان اور زنگ کے بادشاہوں کا عجب (۵۹) ترکستان ہو یا ہندوستان۔ روم ہو یا چین سلیمان کی طرح تمام تیرے زیر نگین ہیں۔ (۶۰) تیرا اسپ کہ نظر تاج ایسا ہے کہ تمام روئے زمین اسکے پر کے نیچے ہے۔

بجای سکندر بمان سالہا	۶۱	بدانا دلی کشف کن حالہا
چو دریای صفت ندارد کنار	۶۲	شنا را کنم بر دعا اختصار
ز نظم نظامی کہ چرخ کہن	۶۳	ندارد چو او ہیچ زیبا سخن
بیارم بہ تضمین سہ بیت متین	۶۴	کہ نزد خرد بہ ز در ثمین
ازان بیشتر کاوری در ضمیر	۶۵	ولایت ستان باش و آفاق گیر
زمان تا زمان از سپہر بلند	۶۶	بفتح دگر باش فیروزمند

(۶۷) ازان می کہ جان را ابد و ہوش باد
مرا شربت و شاہ را نوش باد (۶۷)

بیا ساقی آن آب آتش خواص	۶۸	بمن دہ کہ تا یابم از غم خلاص
فریدون صفت کاویانی علم	۶۹	برافرازم از پشتی جام جم
بیا ساقی این نکتہ بشنو ز نی	۷۰	کہ یک جرعہ بہ ز دیہیم کے

دم از سیر این دیر دیرینه زن	۷۱	صلائی بشاہان پیشینه زن
بیا ساقی آں کیمیاے فتوح	۷۲	کہ با گنج قاروں دہد عمر نوح

(۶۱) سکندر کی بجائے تو مدتوں تک زندہ رہ۔ اور اپنے دانا دل سے حالات کو مکشوف کر (۶۲) چونکہ تیری تعریف کا دریا ناپیدا کنار ہے اس لئے میں مدح کو دعا پر ختم کرتا ہوں (۶۳) نظامی کی نظم سے کہ چرخ کہن کے نیچے اور کوئی ایسا زیبا سخن شاعر نہیں ہے (۶۴) تضمین کے طور پر تین عمدہ شعر لاتا ہوں کہ عقل کے نزدیک وہ قیمتی موتیوں سے بھی زیادہ قیمتی ہیں (۶۵) جتنی تیری خواہش ہے اس سے بھی زیادہ تو ولایت ستان اور آفاق گیر بنے (۶۶) ابدالاباد تک بلند آسمان سے تازہ بتازہ فتوحات تجھے فتح مند بنائیں (۶۷) وہ شراب جس سے جان کو ہوش آئے میرے لئے شربت اور تیرے لئے شہد بنے۔ شعر (۶۵ - ۶۶ - ۶۷) نظامی کے ہیں۔ دیکھو سکندر نامہ (خاتمہ کتاب بر مدح ممدوح) (۶۸) اے ساقی آ اور وہ آگ کی خاصیت والا پانی (شراب) مجھ دے تاکہ میں غم سے رہائی پاؤں (۶۹) فریدوں کیطرح کاویانی جھنڈا جام جم کی امداد سے بلند کروں (۷۰) اے ساقی آ اور یہ نکتہ نے سے سن کہ ایک گھونٹ شراب کیخسرو کے تاج سے بہتر ہے۔ (۷۱) اس پرانی دیر (دنیا) کی سیر کا دم مار اور گذشتہ بادشاہوں پہ آواز لگا (۷۲) اے ساقی آ اور وہ کیمیاے فتوح جو قاروں کا خزانہ اور نوح کی عمر بخشتی ہے۔

بدہ تا بروبیت کشایند باز	۷۳	در کامرانی و عمر دراز
بیا ساقی آن ارغوانی قدح	۷۴	کہ یابد ز فیضش دل و جان فرح
بمن دہ کہ از غم خلاصم دہد	۷۵	نشان رہ بزم خاصم دہد
بیا ساقی آن می کہ جان پرورست	۷۶	دل خستہ را ہمچو جان درخورست
بدہ کز جہان خیمہ بیروں زنم	۷۷	سراپردہ بالاے گردوں زنم
بیا ساقی آں مے کہ حال آورد	۷۸	کرامت فزاید کمال آورد
بمن دہ کہ بس بیدل افتادہ ام	۷۹	وزین ہر دو بی حاصل افتادہ ام
بیا ساقی آن آب اندیشہ سوز	۸۰	کہ گر شیر نوشد شود بیشہ سوز

بدہ تا روم بر فلک شیر گیر	۸۱	بہم بر زنم دام ایں گرگ پیر	
بیا ساقی آں بکر مستور مست	۸۲	کہ اندر خرابات دارد نشست	

(۸۳)	بمن دہ کہ بدنام خواہم شدن خراب مے وجام خواہم شدن	(۸۳)

(۷۳) مجھے عطا کرتا کہ تیرے چہرہ پر کامرانی اور عمر دراز کا دروازہ کھول دیں (۷۴) اے ساقی آ اور وہ ارغوانی پیالہ کہ جسکے فیض ہی جان اور دل کو فرحت ہوتی ہے (۷۵) مجھے عطا کرتا کہ میں غم کو رہائی باؤں اور وہ مجھے بزم خاص کی راہ کا پتہ بتاسکے (۷۶) اے ساقی وہ شراب جو جان پرور ہے اور زخمی دل کے لئے جان کیطرح ضروری ہے (۷۷) مجھے عطا کرتا کہ میں جہان سے اپنا خیمہ اکھیڑ لے جاؤں اور آسمان کے اوپر جاکر خیمہ لگاؤں (۷۸) اے ساقی آ اور وہ شراب جو حال (یعنی) کرامت بڑھاتی ہے اور کمال پیدا کرتی ہے (۷۹) مجھے عطا کر کہ میں بہت بیدل پڑا ہوں (اور ان) دونوں چیزوں (کرامت اور کمال) سے محروم بیٹھا ہوں (۸۰) اے ساقی آ اور وہ شراب جو جنگل کو جلاتی ہے جب اگر شیر پی لے تو جنگل کو جلادے۔ (۸۱) مجھے عطا کر کہ آسمان پر میں شیر گیر ہو کر جاؤں اور اس بوڑھے بھیڑیے (آسمان) کے جال کو درہم برہم کردوں (۸۲) اے ساقی آ اور وہ مستور اور مست کنواری جو کہ شرابخانہ کے اندر بیٹھی ہے۔ (۸۳) مجھے عطا کر کہ میں بدنام ہو جاؤنگا اور شراب جام کا مطیع بن جاؤنگا۔ شراب کو اس لئے بکر مستور اور مست کہا ہے کہ شراب خود مستی ہی ہوتی ہے اور وہ خم کے اندر میں مستور بھی ہوتی ہے۔

ساقی نامہ (۲)

بیا ساقی آں مے کہ حور بہشت	۱	عبیر ملایک درآں مے سرشت	
بدہ تا بخوری بر آتش کنم	۲	دماغ خرد را دمی خوش کنم	

(۱) عبیر۔ ایک خوشبودار سفوف جو صندل گلاب مشک اور زعفران سے بنتا ہے۔ (۲) بخور۔ خوشبو۔ عود لوبان وغیرہ۔

۳ بیا ساقی آن مے کہ تیزی کند | بباغ دلم مشک بیزی کند
۴ بدہ تا بنوشم بیاد کسے | کہ ہست از غمش در دلم خون بسے
۵ بیا ساقی از مے ندارم گزیر | بیک جام باقی مرا دست گیر
۶ کہ از دور گردوں بجان آمدم | روان سوے دیر مغان آمدم
۷ بیا ساقی از کنج دیر مغان | مشو دور کانجاست گنج روان
۸ ور شیخ گوید مرو سوی دیر | جوابش چہ گوئی بگو شب بخیر
۹ بیا ساقی آن جام صافی صفت | کہ بر دل کشاید در معرفت
۱۰ بدہ تا صفاے درون آورم | دمی از کدورت برون آورم
۱۱ بیا ساقی آن آتش تابناک | کہ زردشت میجویدش زیر خاک
۱۲ بمن دہ کہ در کیش رندان مست | چہ دنیا پرست و چہ آتش پرست
۱۳ بیا ساقی اکنون کہ شد چون بہشت | ز روی تو ایں بزم عشرت سرشت
۱۴ خذ الجام لا تخش فیہ الجناح | کہ در باغ جنت بود می مباح
۱۵ بیا ساقی آن جام یاقوت وش | کہ بر دل کشاید در وقت خوش
۱۶ بدہ وین نصیحت ز من گوش کن | جہاں جملہ [illegible] مے نوش کن
۱۷ بیا ساقی از بیوفائی عمر | نبین وز می کن گدائی عمر

(۷) گنج رواں ۔ گنج قارون کا نام ہے۔ کیونکہ وہ ہمیشہ زمین میں نیچے کی طرف حرکت کرتا رہتا ہے (۸) شب بخیر ۔ رات کو رخصت ہوتے وقت شب بخیر کہتے ہیں انگریزی میں (گڈ نائٹ) اسکا ترجمہ ہے شعر کا مطلب یہ ہے کہ شراب سے منع کرنے والے کو کہو کہ خدا حافظ! آپ تشریف لیجائیے ۔ (۱۱) زردشت مذہب آتش پرستی کا بانی ۔ منوچہر کی نسل سے تھا اور حکیم فیثاغورث کا شاگرد تھا ۔ ژند اسی کی کتاب ہے ۔ آتش تابناک سے مراد شراب ۔ زیر خاک یعنی قبر میں (۱۴) پہلے عربی مصرعہ کا ترجمہ یہ ہے کہ پیالہ لے اور اس میں گناہ کا خوف نہ کر ۔ گذشتہ شعر اور یہ شعر قطعہ بند ہیں مطلب یہ ہے کہ باغ بہشت میں شراب جائز ہے پس چونکہ تیری موجودگی سے بزم عشرت بہشت بن گئی ہے اس لئے یہاں شراب پینے میں گناہ نہیں ۔

۱۸ که عمر باقی بیفزایدت — دری هر دم از غیب بگشایدت
۱۹ بیا ساقی از می طلب کام دل — که بی می ندارم من آرام دل
۲۰ گر از هجر جانان تن صبوری کند — دل از می تواند که دوری کند
۲۱ بیا ساقی این چه باشی که دهر — بر آنست کت خون بریزد بقهر
۲۲ درین خونفشان عرصهٔ رستخیز — تو خون صراحی بساغر بریز
۲۳ بیا ساقی از من سخن سر کشی — که از خاکی آمیخته از آتشی
۲۴ قدح پر کن از می که می خوش بود — خصوصاً که ساقی و بخشش بود
۲۵ بیا ساقی آن راح ریحان نسیم — بمن ده که نه زر بماند نه سیم
۲۶ زری را که بیشک تلف پیشه است — بده که درمان دلهای خسته است
۲۷ بیا ساقی آن بادهٔ لعل صاف — بده تا کی این شید و تزویر و لاف
۲۸ ز تسبیح و خرقه ملولم مدام — بمی رهن کن هر دو والسلام
۲۹ بیا ساقی آن بادهٔ رنگ رخش — بده تا نشینم بر پشت رخش
۳۰ تهمتن صفت رو بمیدان کنم — بکام دل آهنگ جولان کنم
۳۱ بیا ساقی از من بده پیش شاه — بگو پیش ازین کای شه جم کلاه
۳۲ دل بینوایان مسکین بجوی — پس آنگاه جام جهان بین بجوی
۳۳ بیا ساقی آن می که زان جام جم — زند لاف بینایی اندر عدم
۳۴ بمن ده که باشم بتائید جام — چو جم آگه از سر عالم تمام

(۲۱) کت مخفف ہے "کہ ترا" کا (۲۵) راح ریحان نسیم ۔ خوشبودار شراب
(۲۶) مطلب یہ ہے کہ سیم و زر تلف ہونے والی چیزیں ہیں ان کے بدلے شراب دے کیونکہ شراب دل کی دوا ہے ۔ (۲۹) رخش سرخ و سفید رنگ ۔ چونکہ رستم کے گھوڑے کا یہی رنگ تھا اس لئے رستم کے گھوڑے کا نام رخش مشہور ہو گیا ہے ۔
(۳۳ و ۳۴) مطلب یہ ہے کہ جام جم کہ عدم میں بھی بینائی کا دعویٰ رکھتا ہے اور یہ ساری بینائی اسی شراب سے حاصل ہوئی ہے ۔ مجھے بھی شراب عطا کر کہ میں بھی اسرار عالم سے آگاہ ہو جاؤں ۔

۳۵ بیا ساقی آن جام پر کن ز می — که گویم ترا حال کسری و کی

۳۶ بمستی توان در اسرار سفت — که در بیخودی راز نتوان نهفت

۳۷ بیا ساقی آن می که عکسش ز جام — بکیخسرو و جم فرستد پیام

۳۸ بده تا بگویم بآواز نی — که جمشید کی بود و کاوس کی

۳۹ بیا ساقی آن می که شاهی دهد — بپاکی او دل گواهی دهد

۴۰ بمن ده که تا گردم از عیب پاک — خرامم بعشرت به تیره مغاک

۴۱ بیا ساقی آن جام چون مهر و ماه — بده تا زنم بر فلک بارگاه

۴۲ چو شد باغ روحانیان مسکنم — در اینجا چرا تخته بند تنم

۴۳ بیا ساقی آن جام چون سلسبیل — که دل را بفردوس باشد دلیل

۴۴ بدستم ده و روی دولت ببین — خرامم کن و گنج حکمت ببین

۴۵ بیا ساقی از بادهای کهن — ز جامم پیاپی مرا مست کن

۴۶ چو مستم کنی از می بی غشت — بمستی بگویم سرود خوشت

۴۷ اگر همچو جمم جام گیری بدست — ببینی در آن آینه هرچه هست

۴۸ بمستی در پارسائی زنی — دم خسروی در گدائی زنی

۴۹ که حافظ چو مستانه سازد سرود — ز چرخش دهد زهره آواز رود

۵۰ تباشیر صبح از طبقهای نور — بگوش آیدم همدم از لفظ حور

۵۱ بیا تا خرد را قلم در کشیم — ز مستی بعالم علم در کشیم

۵۲ ز جام دمادم شب و دم زنیم — ز می آب بر آتش غم زنیم

۵۳ یک امروز با یکدگر خوش خوریم — چو فرصت نباشد دگر کی خوریم

۵۴ که آنها که بزم طرب ساختند — ببزم طرب هم نپرداختند

۵۵ ازین دامگه دیر بادی مغاک — بر نجستند و بردند حسرت بخاک

(۴۰) یعنی شراب دے تاکہ گناہوں سے پاک ہو کر مروں۔ (۵۰) تباشیر صبح سے معنے اول صبح
صبح کی روشنی۔ ابتدائے صبح کی روشنی ہر ایک چیز کا شروع۔

بپایین تخت فیروزه فیروز کیست	۵۶	زایام عمر آنکه بهروز کیست
دریغا جوانی که بر باد شد	۵۷	خنک آنکه از عالم آزاد شد
بده ساقیا می که تا دم زنیم	۵۸	قلم بر سر هر دو عالم زنیم
سبک باش و رطل گرانم بده	۵۹	وگر فاش نتوان نهانم بده
که این چرخ و این انجم آبنوس	۶۰	بسی یاد دارد چو بهرام و طوس
بسی کوزدی کوس بر پشت پیل	۶۱	زوندش بناکام طبل رحیل
جز این مرکز هفت پرگار نیست	۶۲	جز این هفت پرگار پرکار نیست
تو در خانهٔ ششدری ششدری	۶۳	که او ماند تا بنگری بگذری
بر ایوان شش طاق خضرا نشین	۶۴	بمنزل که جان نشیمن گزین
بده ساقی آن آب آتش نشان	۶۵	از آن پیش کز ما نیاید نشان
که در آتش است این دل روشنم	۶۶	همانا که آبی بر آتش زنم
که فیروز فرخ منوچهر چهر	۶۷	شنیدم که در عهد بوزرجمهر
نوشته است بر جام نوشیروان	۶۸	که بفزای از جام نوشین روان
اگر پور زالی وگر پیر زال	۶۹	بدستان نمانی شوی پایمال
ز من بشنو ای پیر آموزگار	۷۰	سخن تکیه بر گردش روزگار
کز این منزل رو و جای غم است	۷۱	درین دامگه شادمانی کم است
بده ساقی آن لعل یاقوت رنگ	۷۲	که بردار از رخ لعل یاقوت رنگ
روان در ده آن می چو آب روان	۷۳	نه آب روان کآفتاب عیان

(۵۷) خنک خوش (۶۰) آبنوس۔ ایک سیاہ لکڑی کا نام ہے۔ ستارے چونکہ رات کے وقت نکلتے ہیں اس لئے انجم آبنوس کہا ہے۔ طوس نام پہلوان (۶۲) پرکار عیار۔ چالاک۔ (۶۳) خانہ ششدر۔ دنیا۔ شش در سے مراد شش جہات ششدر سے مراد حیران (۶۸) نوشیں گوارا۔ خوشگوار۔ روان۔ جان (۶۹) پور زال یعنی زال کا بیٹا مراد رستم۔ پیرزال بڑھیا۔ دستان (۱) رستم کے باپ کا نام (۲) مکر و حیلہ (۷۳) روان جلد

شهانی که اینجا نشستند شاد ۷۴ برفتند و از کس نکردند یاد

کدام ست جام جم و جم کجاست ۷۵ سلیمان کجا رفت و خاتم کجاست

که میداند از فیلسوفان سے ۷۶ که جمشید کے بود و کاوس کے

چو سوی عدم گام برداشتند ۷۷ درین بقعه جز نام نگذاشتند

چه بندی دل اندر سپنجی سرای ۷۸ که چون بگذری باز مانی بجای

دران بستن دل ز دیوانگیست ۷۹ به او آشنائی ز بیگانگیست

درین وار ششدر نیابی تو کام ۸۰ مجال مجال و مقام مقام

بروطے کن این هفت طومار را ۸۱ قلم درکش این هفت پرگار را

بده ساقی آن آب آتش خواص ۸۲ کزان بلکه یابم ز آتش خلاص

بدین سقف نه پایهٔ شش رواق ۸۳ توان زد بیک جام می چار طاق

درین ده گروهی سیاوش وشند ۸۴ که پیران ده را بآتش کشند

اگر عاقلی خیز و دیوانه شو ۸۵ مریز آب خود خاک میخانه شو

دم از دل زنی درپے درد کش ۸۶ دمِ گرم خواهے دم سرد کش

پے کاروانان هشیار زن ۸۷ ره دردنوشان خمار زن

مشو قید این دیر خاکے مغاک ۸۸ که ناگه دهد هم بیادت چو خاک

بده ساقی آن جوهر روح را ۸۹ دوای دل ریش مجروح را

که دوران چو جام از کف جم ربود ۹۰ اگر عاملے باشدش زان چه سود

چو بنیاد عمر ست ناپایدار ۹۱ بنقد این نفس را غنیمت شمار

کسی را که دستت رسد دستگیر ۹۲ که فردا همان باشدت دستگیر

شهِ دادگستر که ناگه بمرد ۹۳ نگر اے برادر که با خود چه برد

تو نیز آنچه کارے همان بدروی ۹۴ چنان کامدے باز بیرون روی

رهائی نیابد کس از شیب خاک ۹۵ که بر خاک ننشست از روی خاک

(۸۳) چارطاق خیمه چهارگوشه۔

باین حقهٔ سبز چندین مناز ۹۶ که هم مهره بازست و هم حقه باز
بده ساقی آن آب افسرده را ۹۷ بیا زنده ساز این دل مرده را
که هر پارهٔ خشتی که بر منظریست ۹۸ سر کیقبادی و اسکندریست
هر آن گل که در بوستانی بود ۹۹ رخ عارض دلستانی بود
هر آن شاخ سروی که در گلشنی ست ۱۰۰ قد دلبری زلف سیمین تنی ست
شنیدم که شوریدهٔ می پرست ۱۰۱ بمیخانه می گفت و جامی بدست
که باید ازین کرسی زرنشان ۱۰۲ این سفره بیرون زدونان دونان
بجز خون شاهان درین طشت نیست ۱۰۳ بجز خاک خوبان درین دشت نیست
که هر کس درین دور گردون بود ۱۰۴ زگردون درونش پراز خون بود
بده ساقی آن تلخ شیرین گوار ۱۰۵ که شیرین بود باده از دست یار
که دارا که دارای آفاق بود ۱۰۶ بدارندگی در جهان طاق بود
چو زین دار ششدر بدل برد رخت ۱۰۷ نبودش بجز گور تابوت تخت
اگر هوشمندی بیا باده نوش ۱۰۸ چو نوشی شنی باده آئی بهوش
که این طغرل آبنوسی قفس ۱۰۹ نیفتد بتدبیر دانه در دام کس
در خاک روبان میخانه کوب ۱۱۰ ره صفه شاهان میخانه روب
مگر آب آتش خواصت دهند ۱۱۱ به بیتی ز بیتی خلاصت دهند
بجامی برون آورندت ز خویش ۱۱۲ بجرعت تهی پرده افتد ز پیش
که حافظ چو در عالم جان رسید ۱۱۳ چو از خود برون شد بمیخانه رسید
من از آنکه گردم بمستی هلاک ۱۱۴ بآئین مستان برندم بخاک
بتابوتی از چوب تاکم کنید ۱۱۵ براه خرابات خاکم کنید
بآب خرابات غسلم دهید ۱۱۶ پس آنگاه بر دوش مستم نهید

(۱۰۹) طغرل - شکاری پرند مثلاً باز، عقاب۔ طغرل آبنوسی قفس سے مراد دنیا۔
(۱۱۵) چوب تاک سے انگور کی لکڑی۔

117 مریزید بر گور من جز شراب | میارید در ماتمم جز رباب
118 ولیکن بشرطی که در مرگ من | ننالد بجز مطرب و چنگ زن

(119) تو خود حافظا سر ز مستی متاب
که سلطان نخواهد خراج از خراب (119)

مثنوی

1 الا ای آهوی وحشی کجایی | مرا با تست بسیار آشنایی
2 دو تنها و دو سرگردان بیکس | دو راه اندر کمین از پیش و از پس
3 بیا تا حال یکدیگر بدانیم | مراد هم بجوییم ار توانیم
4 که می‌بینم درین دشت مشوش | چراگاهی ندارم خرم و خوش
5 که خواهد شد بگویید ای حبیبان | رفیق بیکسان یار غریبان
6 مگر خضر مبارک پی درآید | ز یمن همتش این ره سرآید
7 مگر وقت عطا پروردن آمد | که فالم لا تذرنی فرد آمد
8 که روزی رهروی در سرزمینی | همی گفت این معما با قرینی
9 که ای سالک چه در انبانه داری | بیا دامی بنه گر دانه داری
10 جوابش داد و گفتا دانه دارم | ولی سیمرغ می‌باید شکارم
11 بگفتا چون بدست آری نشانش | که از خود بی‌نشانست آشیانش
12 چو آن سرو روان کارت دانی | ز ملک یاره میکن پاسبانی

(۲) دو تنہا اور دو سرگرداں سے مراد ایک آہو اور دوسرا خود شاعر (۷) لاتذرنی فردا سے یعنے مجھے اکیلا نہ چھوڑ۔ قرآنی آیت کا ایک حصہ ہے۔

بده جام می و پای گل از دست	۱۳	ولی غافل مشو از چرخ بدمست
لب سرچشمه و بر طرف جوی	۱۴	نم اشکی و با خود گفتگوی
بیاد رفتگان و دوستداران	۱۵	توافق کن تو با ابر بهاران
چو نالان آیدت ابر روان پیش	۱۶	مدد بخشش ز آب دیدهٔ خویش
نکرد آن همدم دیرین مدارا	۱۷	مسلمانان مسلمانان خدا را
چنان بیرحم زد تیغ جدائی	۱۸	که گوئی خود نبوده است آشنائی
برفت و طبع خوشباشم حزین کرد	۱۹	برادر با برادر کے چنین کرد
مگر خضر مبارک پے تواند	۲۰	که این تنها بآن تنها رساند
نیاز من چه وزن آرد بدین ساز	۲۱	که خورشید غنی شد کیسه پرداز
تو گوهر بین و از خرمهره بگذر	۲۲	ز طرزی کان نگردد شهره بگذر
چو من ماهی کلک آرم بتحریر	۲۳	تو از نون والقلم می پرس تفسیر
مقامات نصیحت گو همین ست	۲۴	که حکم انداز هجران در کمین ست
روان را با خرد درهم سرشتند	۲۵	وزان تخمی که حاصل بود کشتند
بیاد رس نکهتی زان طیب امید	۲۶	مشام جان معطر ساز جاوید
که این نافه ز چین جیب حورست	۲۷	نه زان آهو که از مردم نفورست
درین وادی ز بانگ چنگ بشنو	۲۸	که صد من خون مظلومان بیکجو
چو جبریل را اینجا بسوزند	۲۹	بدامن کودکان آتش فروزند
سخن گفتن کرا یاراست اینجا	۳۰	تعالے اللہ چه استغناست اینجا

(۳۱) برو حافظ درین معرض مزن دم
سخن کوتاه کن واللہ اعلم (۳۱)

(۲۱) کیسه پرداز خالی کیسه (۲۳) نون و قلم - ایک قرآنی سورۃ کا ابتدا ہے۔

فی المقطعات

قطعہ (۱)

گر کسان تند رمی بدانندی	۱	شب نخفتند و رز نشاندندی
تاکها را ز چوب عود کنند	۲	پاسبانان باو نشاندندی
پای ہر خوشۂ کنیزک ترک	۳	بنشاندندی مگس پرانندی

(۱) رز۔ انگور (۲) یعنے انگور کے گرد عود کی باڑ بناتے (۳) یعنے ہر خوشہ انگور کے نیچے ایک ترک کنیزک کو مگس رانی کے لئے بٹھاتے۔

قطعہ (۲)

خسروا داورا شیر دلا بحر کفا	۱	ای کمال تو بانواع ہنر ارزانی
ہمہ آفاق گرفت و ہمہ اطراف گشاد	۲	صیت مسعودی و آوازۂ شہ سلطانی
گفته باشد مگرت ملہم غیب احوالم	۳	اینکه شد روز سفیدم چو شب ظلمانی
در دو سال آنچه بیندوختم از شاه و وزیر	۴	ہمہ بربود بیکدم فلک چوگانی
دوش در خواب چنان دید خیالم که سحر	۵	گذر افتاد بر اصطبل شہم پنہانی
بسته بر آخور او استری من جو میخورد	۶	توبره افشاند بمن گفت مرا میدانی
ہیچ تعبیر نمیدانمش این خواب که چیست	۷	تو بفرمای که در فہم نداری ثانی

اس قطعہ میں اپنی تنگدستی کا اظہار اور وظیفہ کی درخواست ہے۔

ایضاً (۳)

پادشاها لشکر توفیق ہمراه تواند	۱	خیز گر بر عزم تسخیر جہان ره میکنی
با چنین جاه و جلال از پیشگاه سلطنت	۲	آگہی و خدمت لہای آگه میکنی
با فریب این خسم زنگار گون نیلفام	۳	کار بر وفق مراد صبغة الله میکنی
آنکه ده با ہفت و نیم آورد پس دی نکرد	۴	فرصتت باد اکه ہفت و نیم با ده میکنی

(۳) صبغۃ اللہ۔ قرآنی لفظ ہیں۔ یعنے خدا کا رنگ مراد دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۴) شعر کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص دس کو ساڑھے سات بنائے وہ رو بہ تنزل ہے برخلاف اس کے اسے ممدوح تو ساڑھے سات کو دس بناتا ہے یعنی رو بہ ترقی ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ خواجہ صاحب کے ممدوح پر دشمن حملہ آور ہوا۔ خواجہ صاحب کو نورِ باطن سے معلوم ہو گیا کہ میرا ممدوح فتحمند ہوگا۔ یہ قطعہ اس خوشخبری میں لکھا۔ بعض کی رائے ہے کہ ہفت و نیم سے کم وزن سکہ تیار کرنا مراد ہے۔ مطلب یہ کہ تیرا دشمن جو کم وزن سکہ تیار کرتا ہے۔ آخرکار نقصان میں رہے گا اور تو کامیاب ہوگا۔ واللہ اعلم۔

ایضاً (۴)

سال و فال و ماه و حال و اصل و نسل و بخت و تخت	۱	بادت اندر شہریاری برقرار و بر دوام
سال خرم فال نیکو مال وافر حال خوش	۲	اصل ثابت نسل باقی تخت عالی بخت رام

سال و فال وغیرہ میں لف و نشر مرتب ہے۔

ایضاً (۵)

شاہا بشیرے ز بہشتم رسیدہ است	۱	رضوان سرشتہ و روش و سلسبیل خوی
خوش لفظ و پاک معنی و موزون و دلفریب	۲	صاحب دلی نازک و خوب و لطیفہ گوی
گفتم ورین سرا چہ ز بہر چہ آمدی	۳	گفتا ز بہر مجلس شاہ غریب خوی
اکنون ز صحبت من مفلس بجان رسید	۴	نزدیک خویش خوانش و کام دلش بجوی

اس قطعہ میں بھی اپنی مفلسی کا ذکر اور صلہ کا تقاضا ہے۔

در شکایت قاضی و حاکم گوید (۶)

آن کیست تا بحضرت سلطان ادا کند	۱	کز جور چرخ گشتہ دگر ہا پدید
رندی نشستہ بر سر سجادہ قضا	۲	حیزے دگر بمرتبہ سروری رسید
آن مدگت خشم و خیم چراغ جہان من	۳	آن حیز گشت ہیچ منی در جہان کرید

ای آصف زمانہ زبہر خدا بگوی	۴	با آن شہے کہ دولت او باد برمزید
شلہا روا مدار کہ مفعول من یراد	۵	گردد بروزگار تو فعال ما یرید

(۱) دوسرے مصرعہ کا مطلب یہ ہے کہ جور فلک سے اہل کمال گوشہ نشین ہوگئے ہیں اور بے ہنر عروج پر ہیں (۴) حیز۔ مخنث۔ امرد۔ (۵) **مفعول من یراد**۔ ہر کسی کا مفعول مراد حیز۔ مخنث۔ امرد۔ مفعول بمعنے مشہور۔ **فعال ما یرید**۔ اپنے حسب منشا کرنے والا۔ خود مختار مطلق الغنان۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ ایک حیز کو اسقدر با اختیار بنانا جائز نہیں۔

ایضاً فی الشکایت (۷)

دل منہ ای جان من بر وعدۂ شاہ و وزیر	۱	کس نمیداند کہ کارش از کجا خواہد کشاد
رو توکل کن نمیدانی کہ نوک کلک من	۲	نقش ہر صورت کہ زد رنگی دگر بیرون فتاد
شاہ ہرموزم ندیدہ بی سخن صد لطف کرد	۳	شاہ نردم دیدہ مدحش گفتم و ہیچم نداد
کار شاہان اینچنین باشد تو ای حافظ مرنج	۴	داور روزی رسان توفیق نصرت شان دہاد

(۳) ہرموز ہرمز۔ ایک شہر کا نام۔ ایک بادشاہ کا نام۔ نرد ایک شہر کا نام۔ مطلب یہ ہے کہ ایک بادشاہ نے بے مجھے دیکھنے کے بغیر صلہ و انعام بخشا۔ اور دوسرے کی مدح بھی کی لیکن کچھ نہ ملا۔

ایضاً (۸)

گفتند شعر من ز نفیسہ شکر رباست	۱	زان غیرت طبرزد و لعب الغزال شد
بیداد با نشس تلخ کہ عیب نبات گفت	۲	خاکش بسر کہ منکر آب زلال شد
آنکس کہ کور زاد ز مادر بعمر خویش	۳	کی مشتری لیر صاحب جمال شد

(۱) طبرزد۔ مصری شکر۔ **کعب الغزال** ایک قسم کا شکر پارہ۔ بتاسہ۔ اس قطعہ میں اپنے کلام کی مدح اور ناقدر شناسوں کی ہجو ہے۔

در تقاضای وظیفہ فرماید (۹)

بسمع خواجہ رسان ای رفیق وقت شناس	۱	بخلوتے کہ دران اجنبی صبا باشد
لطیفۂ بمیان آر و خوش بخندانش	۲	بنکتۂ کہ دلش را دران رضا باشد
پس انگہی ز کرم آن قدر بپرس از لطف	۳	کہ گر وظیفہ تقاضا کنم روا باشد

اس قطعہ میں بھی وظیفہ کے لئے ایک لطیف تقاضا کیا ہے۔

فی الشکایۃ (۱۰)

زدانش مطلقاً بے بہرہ باشد	۱	کہ از دنیا بشادی بہر جوید
بود از شرب شادی صائم الدہر	۲	کہ جلاب طرب از دہر جوید
کسے چوں نوشدارو جوید از دہر	۳	کہ ایں نوشدارو زہر جوید

(۲) صائم الدہر ہمیشہ کا روزہ دار۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا سے خوشی طلب کرنے والا آدمی ہمیشہ محروم رہتا ہے۔ (۳) مطلب یہ ہے کہ زمانے سے نوشدارو ڈھونڈنے والا نوشدارو نہیں بلکہ زہر ڈھونڈتا ہے۔

ایضاً (۱۱)

بلبل اندر نالہ و گل خندہ خوش میزند	۱	چوں نسوزد دل کہ دلبر دیگری تش میزند
تا خوشیہا دیدہ ام زاں اہل پشمینہ پوش	۲	من غلام مطربم کابریشم خوش میزند
زاہد از تیر مژگانش حذر کردن چہ سود	۳	زخم پنہاں چوں بابروی کماں تش میزند

(۲) ابریشم۔ تار ہائے ساز۔ ابریشم اور پشمینہ کا مقابلہ لطیف ہے۔

ایضاً (۱۲)

روح القدس آں سروش فرخ	۱	از قبۂ طارم زبرجد
میگفت سحرگہاں کہ یارب	۲	در دولت و حشمت مخلد
بر مسند خسروی بماناد	۳	منصور مظفر محمد

(۱) طارم زبرجد سے مراد آسمان (۲) مخلد دائمی۔

ایضاً (۱۳)

تو نیک و بد خود ہم از خود بپرس	۱	چرا دیگرے بایدت محتسب
ز بد دور باش و بہ نیکی بکوش	۲	مکن عمر ضائع بلہو و لعب
چو دانی کہ روزی دہندت خدا است	۳	مدار از طمع قلب را منقلب

ومن یتق اللہ یجعل لہ	۴	ویرزقہ من حیث لا یحتسب

(۴) ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب۔ قرآنی آیت ہے
مطلب یہ ہے کہ خدا پر تقویٰ رکھنے والوں کو خدا خود خزانۂ غیب سے روزی دیتا ہے۔

ایضاً (۱۴)

بگوش ہوش شبے منہیی ندا در داد	۱	ز حضرت احدی لا الٰہ الا اللہ
کہ ای عزیز کسے را کہ خوار گشت نصیب	۲	یقین بدان کہ نیابد بزور منصب و جاہ
بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد	۳	گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ

(۱) منہی بضم میم و سکون نون و کسرہ ہا خبر دہندہ۔ خبر دینے والا۔ ہاتف۔

ایضاً (۱۵)

آن حبۂ خضرا نخورد کہ روی سبکروحی	۱	ہر کو بخورد یک حبہ بر سیخ زند سیمرغ
آن ذرہ کہ اعضا را در ولولہ اندازد	۲	یک ذرہ و صد مستی یک حبہ و صد سیمرغ

(۱) حبۂ خضرا سبز دانہ مراد انگور۔ مطلب یہ ہے کہ انگور کا ایک دانہ کھانے والا اس قدر سبکروح ہو جاتا ہے۔ کہ سیمرغ کو شکار کر کے کباب کرتا ہے۔ (۲) ذرہ بضم و تشدید را مروارید مراد انگور شراب۔

در نکوہش بد قولان گوید (۱۶)

سگ بجان آدمی شرف دارد	۱	کہ دل مردمان نیازارد
این سخن را حقیقتے باید	۲	تا معانی بدل فرود آید
آدمی با تو دست در مطعوم	۳	سگ ز بیرون آستان محروم
حیف باشد کہ سگ وفا دارد	۴	و آدمی دشمنی روا دارد

(۳) مطعوم۔ کھانا۔ خوراک۔

فی الشکایت (۱۷)

صاحبم دوش بادہ نفرستاد	۱	آن خطا این خطاب می ارزد
لعل و یاقوت جام او گوئی	۲	ملک مالک رقاب می ارزد

قطعه پیش او فرستادم	٣	که بصد خم شراب ارزد

اس قطعہ میں بھی شراب یعنی وظیفہ کا تقاضا ہے (١) خطا سے مراد شراب نہ بھیجنے کا قصور خطاب سے مراد خطاب ذیل یعنے اسی قطعہ کے شعر نمبر ١ و نمبر ٢ (٢) دوسرے شعر کا مطلب یہ ہے کہ میرے مخاطب کے جام کی شراب مملکت کی قیمت کی ہے۔ (٣) اور میرا یہ قطعہ شراب کے سو خم کے برابر قیمتی ہے۔

ایضاً (١٨)

ای باد صبا اگر توانی	١	از راه وفا و مهربانی
از من خبری ببر بیارم	٢	کان سوخته تو در نهانی
می مرد ز اشتیاق و میگفت	٣	ای بی تو حرام زندگانی

قاصد صبا کے ذریعے اپنے اشتیاق کا حال معشوق پر ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔

ایضاً (١٩)

شراب لعل مروق بجام گفت که من	١	چهار گوهرم اندر چهار جای مدام
زمردم بر تاک و عقیق در شیشه	٢	سهیل در خم و آفتاب اندر جام
مرا حرام که گوید که وقت خوردن من	٣	حلال زاده برون آید از نتاج حرام

(١) مروق صاف کیا ہوا۔ (٣) نتاج - نطفہ - بچہ - شراب کہتی ہے کہ مجھے حرام کہنا جائز نہیں۔ کیونکہ میرے پینے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان کی اصلی حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے اور منافقت اور ریا زائل ہو جاتے ہیں یعنے شراب پی کر نیک آدمی نیک اور برا آدمی برا معلوم ہو جاتا ہے۔ حالانکہ ہوشیاری کی حالت میں اکثر برے آدمی بھی اچھے نظر آتے ہیں۔ ماحصل کلام یہ کہ شراب پینے کے حرام زادہ اور حلال زادہ کی تمیز ہو جاتی ہے۔

در شکایت فرماید (٢٠)

ای معرا اصل عالی جوهرت از حقد و حرص		وی مبرا ذات میمون اخترت از زرق و ریا
از بزرگی کی روا باشد که تشریفات را		از فرشته باز گیری و آنگهی بخشد بدیو

(۱) حقد - کینہ - زرق و ریو مکر و فریب - ریاکاری - قطعہ کا مطلب یہ ہے کہ جو چیز فرشتہ کے لائق ہو شیطان کے حوالہ نہیں کرنی چاہیئے - حاصل کلام یہ کہ اہل ہنر اور بے ہنر میں تمیز لازم ہے -

مطایبہ (۲۱)

سرای مدرسہ و بحث علم و طاق و رواق	۱	چہ سود چون دل دانا و چشم بینا نیست
سرای قاضی یزد ار چہ منبع فضل ست	۲	خلاف نیست کہ علم نظر در انجا نیست

(۲) علم نظر - یعنی علم مناظرہ - منطق وغیرہ یہاں غالباً نظر بازی کی طرف بھی اشارہ ہے -

فی الوعظ (۲۲)

ای کہ از روزگار می طلبی	۱	فرح و عیش و خرمی و طرب
فکر مال و منال و حشمت و جاہ	۲	ہمہ بگذار و ساغری بطلب

(۲) ساغر سے مراد ساغر شراب

فی التاریخ (۲۳)

بروز کاف و الف از جمادی الاول	۱	بسال ذال و دگر نون جاعل الاطلاق
خدایگان سلاطین مشرق و مغرب	۲	خدیو کشور لطف و کرم باستحقاق
سپہر علم و حیا آفتاب جاہ و جلال	۳	جمال دنیی و دین شاہ شیخ ابو اسحاق
گذاشت عرصۂ میدان خود بہ تیغ عدم	۴	نہاد بر دل احباب خویش داغ فراق

حروف کے عدد شمار کر کے تاریخ نکالنے کو جمل کہتے ہیں - تعداد حروف حسب ذیل ہے - ا ۱ ب ۲ ج ۳ د ۴

ہ ۵ و ۶ ز ۷ ح ۸ ط ۹ ی ۱۰ ک ۲۰ ل ۳۰ م ۴۰ ن ۵۰ س ۶۰ ع ۷۰ ف ۸۰ ص ۹۰ ق ۱۰۰ ر ۲۰۰ ش ۳۰۰ ت ۴۰۰ ث ۵۰۰ خ ۶۰۰ ذ ۷۰۰ ض ۸۰۰ ظ ۹۰۰

غ ۱۰۰۰ - (۱) کاف = ۲۰ - الف = ۱ - یعنی تاریخ بست و یکم جمادی الاول - ذال = ۷۰۰ - ن = ۵۰ یعنی سنہ [illegible]ھ - خواجہ صاحب غزل گو شاعر تھے - تاریخ نویسی سے انہیں کیا کام - دیکھو کیا عامیانہ تاریخیں ہیں -

ایضاً (۲۴)

بروز شنبہ سادس ز ماہ ذی الحجہ	۱	بسال ہفصد و ہشتاد از جہان ناگاہ
ز شاہراہ سعادت بباغ رضوان رفت	۲	وزیر کامل ابونصر خواجہ فتح اللہ

خواجہ فتح اللہ وزیر کی تاریخ وفات ہے۔

ایضاً (۲۵)

آصف عہد زمان جان جہان توران شاہ	۱	کہ دریں مزرعہ جز دانۂ خیرات نکشت
ناف ہفتہ بُد و از ماہ صفر کاف و الف	۲	کہ بگلشن شد و این خانۂ پر دود بہشت
آنکہ میلش سوی حق بینی و حق گوئی بود	۳	سال تاریخ وفاتش طلب از میل بہشت

(۲) ناف ہفتہ روز سہ شنبہ ۔ کاف و الف یعنی بست و یکم ۔ میل بہشت [illegible]

ایضاً (۲۶)

سرور اہل عمائم شمع جمع انجمن	۱	صاحب صاحبقران خواجہ قوام الدین حسن
ہفتصد و پنجاہ و چار از ہجرت خیر البشر	۲	مہر را جوزا مکان و ماہ را خوشہ وطن
سادس ماہ ربیع الاول اندر نیم روز	۳	روز آدینہ بحکم کردگار ذوالمنن
مرغ روحش کان ہمای آسمان قدر بود	۴	شد سوی دار بہشت از دام این دار محن

(۲) دوسرے مصرعہ کا مطلب یہ ہے کہ آفتاب برج جوزا میں اور ماہتاب برج سنبلہ میں تھا۔

ایضاً (۲۷)

مجد دین سرور و سلطان قضات اسمعیل	۱	کہ زدی کلک زبان آورش از شرع نطق
ناف ہفتہ بُد و از ماہ رجب سیمے روز	۲	کہ برون رفت ازین منزل بے ضبط و نسق
کنف رحمت حق منزل او دان وانگہ	۳	سال تاریخ وفاتش طلب از رحمت حق

(۲) ناف ہفتہ روز سہ شنبہ ۔ منزل بے ضبط و نسق ۔ یعنی دنیا (۳) کنف بفتحتین جانب، کنارہ، پناہ ۔ رحمت حق ۔ یعنی [illegible]

ایضاً (۲۸)

رحمان لایموت چو آن پادشاہ را	۱	دید آنچنان کزو عمل خیر لایفوت
جانش غریق رحمت حق کرد تا کند	۲	تاریخ این معاملہ رحمان لایموت

(۱) عمل خیر لایفوت یعنی خیر جاری ۔ [illegible] ۔ رحمان لایموت یعنی سنہ ۷۸۶ بحساب جمل۔

فی التاریخ (۲۹)

اعظم قوام دولت و دین آنکه بر درش	۱	از بہر خاکبوس نمودی فلک سجود
یا آن سجود و آن عظمت زیر خاک رفت	۲	در نصف ماہ ذی القعدہ از عرصۂ وجود
تا کس امید جو ندارد ز کس دگر	۳	آمد حروف سال وفاتش امید جود

(۱) قوام سے مراد قوام الدین (۳) امید جود سے صرف سنہ [illegible] نکلتا ہے ممکن ہے۔ صدی کا عدد محذوف رکھا ہو۔

ایضاً (۳۰)

بلبل و سرو و سمن یاسمن و لالہ و گل	۱	ہست تاریخ وفات شہ سنبل کاکل
خسرو روی زمین شاہ زمان بو اسحق	۲	کہ بہ طلعت ز ناز و خندہ بر گل
جمعۂ بست و یکم ماہ جمادالاولی	۳	در بسین بود کہ پیوستہ شد از جزو بکل

(۱) پہلے مصرعہ سے سنہ [illegible] نکلتا ہے۔

تاریخ وفات قاضی بہاء الدین وگران (۳۱)

بہاء الحق و الدین طاب مثواہ	۱	امام سنت و شیخ جماعت
چو میرفت از جہان این بیت میخواند	۲	بر اہل فضل و ارباب براعت
بطاعت قرب ایزد میتوان یافت	۳	قدم در نہ گرت ہست استطاعت
بدین دستور تاریخ وفاتش	۴	برون شد از حروف قرب طاعت

(۱) طاب مثواہ اسکی آرام گاہ خوشبو دار ہو! قرب طاعت سنہ [illegible]۸۲ھ

ایضاً (۳۲)

آن میوۂ بہشتی کامد بدست ای جان	۱	در دل چرا نکشتی از کف چرا بہشتی
تاریخ این حکایت گر از تو باز پرسند	۲	بر جای آتش فرو خوان از میوۂ بہشتی

(۱) بہشتی - تو نے چھوڑ دیا۔

(۲) میوۂ بہشتی سنہ [illegible]ھ۔

ایضاً (۳۳)

برادر خواجه طالب طاب مثواه	۱	امام سنت و بعد از مماتش
بسوی روضهٔ رضوان روان شد	۲	پس از پنجاه و نه سال از حیاتش
خلیل عادلش پیوسته برخوان	۳	وز انجا فهم کن سال وفاتش

(۳) خلیل عادلش سنہ ۷۷۵ھ

ایضاً (۳۴)

صباح جمعه بد سادس ربیع اول	۱	که گشت فرقت آن مه کشته عاجل
بسال هفتصد و شصت و چار از هجرت	۲	چو آب حل بشدم این دقیقهٔ مشکل
دریغ و درد و تاسف کجا دهد سودی	۳	کنون که عمر ببازیچه رفت و بیحاصل

کہا جاتا ہے کہ اپنی بیوی کی وفات کی تاریخ لکھی ہے۔

فی المصیبت (۳۵)

دلا دیدی که آن فرزانه فرزند	۱	چه دید اندر خم این طاق رنگین
بجای لوح سیمین در کنارش	۲	فلک بر سر نهادش لوح سنگین

اپنے لڑکے کی وفات پر قطعہ لکھا ہے۔

فی الحکمت (۳۶)

مدتی در طلب مال جهان کردم سعی	۱	تا بآخر خبرم شد که ز نفعش ضررست
عوض هرچه فلک داد من باز ستد	۲	نکند فایده فریاد جوانی چه سرست
عمر ضایع شد و از مال زیانی دارد	۳	اندهٔ عمر کنون از همه غمها بترست
بعد ازین یک نفس از عمر که کل دو جهان	۴	نفروشم که بچشمم دو جهان مختصرست
گنجها یافته‌ام در دل ویران ز هنر	۵	گرچه بحریست ضمیرم که سراسر گهرست
بعد ازین هرچه رسد از بد و نیک ای حافظ	۶	غم مخور شاد بزی زانکه جهان درگذرست

حیات دنیا اور مال ومتاع کا دلدادہ نہیں ہونا چاہئے۔ تمام قطعہ اسی مضمون پر ہے۔

فی النصیحت (۴۷)

ہرکہ آمد در جہان پر ز شور	۱	عاقبت بیایدش رفتن بگور
دررۂ عقبےٰ است دنیا چون پلی	۲	بے بقا جائی و ویران منزلی
دل منہ براین پل پر ترس و بیم	۳	برگ رہ ساز و مشو اینجا مقیم
نزد اہل معنی این کاخ سپنج	۴	ہست چون ویرانۂ خالی ز گنج
دور باش از دوستی مال وجاہ	۵	زانکہ مالت مار و جاہت ہست چاہ
من گرفتم خود توئے بہرام گور	۶	خواہی افتاد آخر اندر دام گور
گر نۂ کوری گورے بین گفتمت	۷	یک زمان بیکار منشین گفتمت
ہیچ کس را نیست زین منزل گزیر	۸	از گدا و شاہ و از برنا و پیر
ای کہ بر ما بگذری دامن کشان	۹	از سر اخلاص الحمدے بخوان

(۴) کاخ سپنج سے مراد دنیا (۷) یعنے اگر اندھا نہیں ہے تو قبر کو دیکھ یعنے قبر کا خیال رکھ

فی النصیحت (۴۸)

فساد چرخ نہ بینیم و نشنویم ہنوز	۱	کہ چشمہا ہمہ کورست و گوشہا ہمہ کر
بساکسان کہ مہ و مہر باشدش بالین	۲	بعاقبت ز گل و خاک باشدش بستر
چہ فائدہ ز زرہ با گشاد تیر قضا	۳	چہ منفعت ز سپر با نفاذ تیغ قدر
اگر ز آہن و فولاد سودہ حصن کنی	۴	حوالہ چون برسد زود اجل بکوبد در
بروشنی خوش و عیش و نوش غرہ مشو	۵	کہ ظلمت از پی نورست و زہر زیر شکر
درے کہ بر تو کشایند از ہوا مکشا	۶	درے کہ بر تو نمایند از ہوس مسپر
براہ تو ہمہ چاہ است سر نہادہ مرو	۷	بجام تو ہمہ زہر است ناچشیدہ مخور
عیار چرخ بگیر و نہاد دور نگر	۸	بساط حرص بچین و لباس آز بدر

(۸) پدر چھاڑ دے - یعنے حرص و ہوا کو چھوڑ دے -

فی التعزیہ (۳۹)

دل منہ بر دنیا و اسباب او	۱	زانکہ ازوی کس وفاداری ندید
کس عسل بی نیش ازین دکان نخورد	۲	کس رطب بیخار ازین بستان نچید
ہر کہ ایامے چراغے بر فروخت	۳	چوں تمام افروخت بادش در دمید
بے تکلف ہر کہ دل بر وی نہاد	۴	چوں بدیدم خصم خودمے پرورید
شاہ غازی خسرو گیتی ستاں	۵	آنکہ از شمشیر او خون مے چکید
گہ بیک حملہ سپاہی مے شکست	۶	گہ بہوئے قلب کوہی مے درید
سروراں را بیگنہ مے کرد حبس	۷	گردناں را بے سخن سر مے برید
از نہیبش پنجہ مے افگند شیر	۸	در بیاباں نام او چوں مے شنید
عاقبت شیراز و تبریز و عراق	۹	چوں مسخر کرد وقتش در رسید
آنکہ روشن بد جہاں بینش بدو	۱۰	میل در چشم جہاں بینش کشید

(۳) در دمید - بجھا دیا - (۷) گردناں پہلواناں (۱۰) یعنے وہ کہ جس سے اس کی آنکھ روشن تھی اس نے اس کی آنکھ میں سلائی پھیر دی - ماحصل کلام یہ کہ اسکے بیٹے نے اس کی آنکھ میں سلائی پھروادی -

فی المدح (۴۰)

بعہد سلطنت شاہ شیخ ابو اسحاق	۱	بپنج شخص عجب ملک فارس بود آباد
نخست پادشہی ہمچو او ولایت بخش	۲	کہ جان خویش بپرورد و داد عیش بداد
دگر مربی اسلام شیخ مجد الدین	۳	کہ قاضیی بہ ازان آسمان ندارد یاد
دگر شہنشہ دانش عضد کہ در تصنیف	۴	زمین ہمت او کارہای بستہ کشاد
دگر بقیۂ ابدال شیخ امین الدین	۵	بنای کار مواقف بنام شاہ نہاد

دگر توئیم چو حاجی قوام دریا دل	۶	که نام نیک بہ از جہان ز بخشش و داد
نظیر خویش نه بگذاشتند و بگذشتند	۷	خدای عز و جل جملہ را بیامرزاد

(۴) عضد بفتح اول وضم ثانی بمعنے بازو۔ عَضُد۔ عُضُد۔ عَضِد۔ عَضَد فروعی تلفظات ہیں

فی المطائبه(۱)

رحیم منکر خمار بود روزی چند	۱	بدان دلیل که القاص لایحب القاص
بریخت خون صراحی دلی بکشتن او	۲	زمانه نیز در آمد که الجروح قصاص

(۱) القاص لایحب القاص۔ بود ہم پیشہ باہم پیشہ دشمن۔

مخمس

در عشق تو ای صنم چنانم	۱	کز ہستی خویش در گمانم
ہر چند که زار و ناتوانم		گر دست دہد ہزار جانم
	در پای مبارکت فشانم	
کو بخت که از سر نیازی	۲	در حضرت چون تو دلنوازی
معروض کنم نہفته رازی		ہیہات که چون تو شاہبازی
	تشریف دہد در آشیانم	
ای بسته کمر ز دور و نزدیک	۳	بر خون تمام ترک و تاجیک
در مسکن اخلص الممالیک		گر خانه محقرست و تاریک
	در دیدهٔ روشنت نشانم	

(۱) دوسرے مصرعہ کا مطلب یہ ہے کہ مجھے اپنی ہستی پر بھی شک ہے (۲) تشریف دہد یعنی مجھ اپنی جناب میں جانے دے۔ (۳) تاجیک۔ تاجک۔ عربی النسل لوگ جو عجم میں رہتے ہیں اور سوداگری پیشہ ہیں مجازاً مراد سوداگر۔ اخلص الممالیک۔ نہایت مخلص غلام۔ یعنے شاعر خود۔

هر چند ستمگری ترا خوست گیرم که دولت ز آهن در روست	۴	اگر کن تو جفا که این نه نیکوست آخر بسرم گذر کن ای دوست	
		انگار که خاک آستانم	
گفتم که چو گشتیم بزاری بر دل زرستیم وفا نگاری	۵	زان پس ره مرحمت سپاری تو خود سر وصل ما نداری	
		من عادت بخت خویش دانم	
من از تو بجز وفا نجویم الا ره بندگی نپویم	۶	بیرون ز گل وفا نبویم اسرار تو پیش کس نگویم	
		اوصاف تو پیش کس نخوانم	
گر غمزهٔ تو زند به تیرم یک دم نبود ز تو گزیرم	۷	گر ترک فلک کند اسیرم من ترک وصال خود نگیرم	
		الا بفراق جسم و جانم	
گیرم نه ره وفا کشودیم نه بود هر آنچه می نمودیم	۸	نه مهر به مهر می فزودیم آخر نه من و تو دوست بودیم	
		عهد تو شکست و من همانم	
گر سر ببری به تیغ تیزم ور زانکه کنند ریز ریزم	۹	از کوی وفات بر نخیزم من مهرهٔ مهر تو نریزم	
		الا که برید استخوانم	
آنانکه نشان عهد جویند خاک من زار چون ببویند	۱۰	جز راه مزار من نپویند گر نام تو بر سرم بگویند	
		فریاد بر آید از روانم	

(۴) رو مختلف دلائل کا مجموعہ جو نہایت مضبوط ذات بن جاتا ہے۔ (۵) فراقِ جسم و جان یعنے موت۔

گر بگذرد م بہ پیش خیلی جز تو نہ کنم بغیر میلی	۱۱	ہر یک بصفا بہ از سہیلی مجنون نیم از بہای لیلی

ملک عرب و عجم ستانم

گشتم صنما در آرزویت ہر چند نمی رسم بکویت	۱۲	آشفتہ و تیرہ دل چو مویت شب نیست کہ از فراق رویت

زاری بفلک نمی رسانم

ای وصل تو اصل شادمانی با حافظ خود بگو عیانی	۱۳	دائم بمراد دل بمانی ہر حکم کہ بر سرم برانی

سہل ست ز خویشتن مرانم

(۱۱) مجنون نیم الخ مطلب یہ ہے کہ میں معشوق کے عوض تمام دنیا کی سلطنت بھی نہیں لیتا
(۱۳) ہر حکم الخ مطلب یہ ہے کہ تو جو حکم کرے منظور ہے لیکن مجھے اپنے پاس سے دور نہ کر۔

فی الرباعیات

جز نقش تو در نظر نیامد ما را خوش آمدہ خواب جملہ را در دیدہ	۱	جز کوی تو رہگذر نیامد ما را حقا کہ بچشم در نیامد ما را

رباعیہ

بر گیر شراب طرب انگیز و بیا مشنو سخن خصم کہ بنشین و مرو	۲	پنہاں ز رقیب سفلہ بستیز و بیا بشنو ز من اے نگار و برخیز و بیا

(۲) دوسرے شعر کا مطلب یہ ہے کہ دشمن تو تجھے اپنے پاس ہی اٹھنے نہیں دیتا اس کی بات نہ سُن اٹھ اور میرے پاس آجا۔

رباعیه

روزیکه فلک از تو بریده است مرا چندان غم هجران تو بر دل دارم	۳	کس با لب پرخنده ندیده است مرا من دانم و آنکه آفریده است مرا

رباعیه

شاها چو ترا دانش و علم و سخا بدخواه چه کید کرد ناگه ازاں	۴	آن مردمنم کہ می ستائم بسزا امروز نکرد خاطرت یاد مرا

رباعیه

با دوست نشین و باده و جام طلب مجروح چو راحت جراحت طلبد	۵	بوس از لب آن سرو گل اندام طلب تو از سر زخم خویش حجام طلب

رباعیه

گفتم که مگر باتفاق اصحاب بلبل ز چمن نعره زنان داد جواب	۶	در موسم گل ترک کنم بادۂ ناب کاے بیخبر از فصل گل و ترک شراب

رباعیه

ای قبلۂ هر که مقبل آمد کویت امروز کسے کز تو بگرداند رو	۷	روی دل جمله نیکبختان سویت فردا بچه امید ببیند رویت

رباعیه

ای سایۂ آفتاب زلف سیهت ای شام علمدار خط مشکینت	۸	شب پوش سپهر دو شقه طرف کلهت وی صبح جنیبت کش روی چو مهت

(۳) چوتھے مصرعہ کا یہ مطلب ہے کہ میں جانتا ہوں اور میرا خدا ۔ (۷) پہلے مصرعہ کا یہ مطلب یہ ہے کہ تیرا کوچہ تمام مقبل لوگوں کا قبلہ ہے ۔ (۸) اے کہ تیری زلف سیاہ آفتاب پر سایہ ڈالنے والی ہے اور تیرے کلاہ کا گوشہ چودھویں رات کے چاند کو سیاہ پوش بناتا ہے ۔ اے کہ شام تیرے خط سبز کی علم بردار ہے ۔ اور صبح تیرے چاند جیسے چہرے کی جنیبت کش ہے ۔ جنیبت کوتل گھوڑا ۔

رباعیہ

۹

امروز که روز فرقت احباب است
نه وقت نشاط و عیش با اصحاب است
هشیار از آن نیم که می نیست مرا
می هست ولی حریف می نایاب است

رباعیہ

۱۰

آن ترک پریچهره که قصد جان داشت
مانند پری چهره ز من پنهان داشت
گفتم دهن تنگ تو گویی هیچ است
گفتا که ازین هیچ طمع نتوان داشت

رباعیہ

۱۱

با آنکه دلم در غم عشقت خون است
حسن تو ز ادراک خرد بیرون است
در زلف تو بیچاره غریب است دلم
یارب که در آن شام غریبم چون است

رباعیہ

۱۲

تو بدری و خورشید ترا بنده شده است
تابنده تو شده است تا بنده شده است
زان روی که از شعاع روی مه تو
خورشید منیر و ماه تابنده شده است

رباعیہ

۱۳

تا مرغ دلم فتاده در دام غمت
بر گردن دل شده است صمصام غمت
از شربت جام دهر بیزار شدم
تا خون جگر همی خورم از جام غمت

رباعیہ

۱۴

چون چنگ سر زلف توام در چنگ است
سر لحظه دلم را به لبت آهنگ است
شد پسته تنگ تو دلم را روزی
یارب که دل خسته چه روزی تنگ است

(۹) دوسرے شعر کا مطلب یہ ہے کہ میں اس سے ہوشیار نہیں ہوں کہ میرے پاس شراب نہیں۔ شراب تو ہے لیکن کوئی ہم پیالہ نہیں ہے۔ (۱۲)۔ دوسرے مصرعہ کا مطلب یہ ہے کہ جب سے تیرا غلام ہوا ہے۔ روشن ہو گیا ہے۔ تابندہ اور تا بندہ کی صنعت ظاہر۔ (۱۳) صمصام شمشیر۔ (۱۴) چنگ ساز۔ چنگ پنجہ۔ روزی۔ رزق۔ پستہ سے مراد دہن۔ دہن تنگ اور روزی تنگ کی رعایت ظاہر۔

رباعیہ

درکوی تو بیچاره تر از ما کس نیست	۱۵	نزدیک تو بیگانه تر از ما کس نیست
در سلسلۂ طناب آویخته ام		زان روی که دیوانه تر از ما کس نیست

رباعیہ

در شوخی و دلبری بت من طاق ست	۱۶	بیچاره دلم بوصل او مشتاق ست
پسته دهن و لاله رخ و سیمین تن		شیرین سخن و ظریف و سیمین ساق ست

رباعیہ

می نوش که عمر جاودانی اینست	۱۷	خود حاصلت از دور جوانی اینست
هنگام گل و لاله و یاران سرمست		خوش باش دمی که زندگانی اینست

رباعیہ

ای روی تو در لطافت آیینۂ روح	۱۸	خواهم که قدمهای خیالت بصبوح
در دیده کشم ولی ز خار مژه ام		ترسم که شود پای خیالت مجروح

رباعیہ

اول بوفا جام وصالم در داد	۱۹	چون مست شدم جام جفا را سر داد
با آب دو دیده پر از آتش دل		خاک ره او شدم ببادم در داد

رباعیہ

ای گل ز بر تو نفسی می آید	۲۰	شادی بدل ز وصل تو می آید
پیوسته از آن روی کنم همنفسی		کز بوی تو بوی کسی می آید

(۱۵) سلسلۂ طناب سے مراد زنجیر زلف معشوق۔ (۱۷) یہ رباعی رباعیات خیام میں بھی موجود ہے۔ (۱۸) معشوق کی تصویر کو آنکھوں میں رکھنا چاہتے ہیں لیکن ڈر ہے کہ خار مژگان سے اس تصویر کے قدم مجروح نہ ہو جائیں۔

رباعیہ

۲۱

بردار دل از مادرِ دہر اے فرزند
ای قلب بدانی این چنین نقادے
بانصف اخیر شوہرش در پیوند
چون حافظ اگر شوی بہ ویش خرسند

رباعیہ

۲۲

با یار کسی نست در آغوش نکرد
بی زربت شوخ دیدہ ہر گز سخنم
تا ترک زر و سیم و دل و ہوش نکرد
با آنکہ چو گوہر ست در گوش نکرد

رباعیہ

۲۳

با مردم نیک بدنمی باید بود
مفتون معاش خود نمی باید شد
در بادیہ دیو و دد نمی باید بود
مغرور بعقل خود نمی باید بود

رباعیہ

۲۴

با می بکنار جوی می باید بود
چون عمر گرانمایہ مادہ روزست
وز غصہ کنارہ جوی می باید بود
خندان لب و تازہ روی می باید بود

رباعیہ

۲۵

تا حکم قضاے آسمانی باشد
گر جام می ز دست تو نوش کنم
کار تو ہمیشہ شادمانی باشد
سرمایۂ عمر جاودانی باشد

رباعیہ

۲۶

چون غنچۂ گل قرابہ پرداز شود
خرم دل آن کسی کہ مانند حباب
نرگس بہوای مے قدح ساز شود
ہم بر در میخانہ سر افراز شود

(۲۱) مادرِ دہر۔ دنیا۔ شوہر۔ سے مراد دین۔ دین کا نصف اول شرع ہے اور نصف دوم معرفت (۲۴) یہ رباعی بھی عمر خیام کی ہے۔

(۲۶) قرابہ پرداز شود۔ یعنے جب غنچہ کھل کر پھول بن جائے۔ قرابہ شیشہ شراب وصراحی۔

رباعیه

۲۷

جان در خم زلف یار جائی طلبید
وز بند بلا گره کشائی طلبید
جان پیشکش ابرو جانان کردم
چون حاجب او نعل بہائی طلبید

رباعیه

۲۸

خطت بسرا پردهٔ مه میگردد
باز از تکبرت تبه میگردد
مارا خجل و در دغ زن میگفتی
پیداست که روی که سیه میگردد

رباعیه

۲۹

خوبان جہان صید توان کرد بزر
خوش خوش بر ایشان بتوان خورد بزر
نرگس که کله دار جہان ست ببین
کان نیز چگونه سر برآورد بزر

رباعیه

۳۰

راه طلب تو خار غمہا دارد
کو راه رفت که این قد جفا دارد
دانی تو که روشناس عقل ست آن کو
بر چهرهٔ جان چراغ غمہا دارد

رباعیه

۳۱

روزی که فراق از تو دورم سازد
در ہجر رخ تو نا صبورم سازد
گر چشم بروے دگرے باز کنم
حق نمک حسن تو کورم سازد

رباعیه

۳۲

زان باده دیرینه دہقان پرورد
در ده که بساط عمرے خواہم کرد
مستم کن و بیخبر ز احوال جہان
تا سر جہان بگویمت ای سره مرد

رباعیه

۳۳

شیرین دہنان عہد بپایان نبرند
صاحب نظران ز عاشقی جان نبرند
معشوق چو بر مراد و راے تو بود
نام تو میان عشقبازان نبرند

(۲۸) معشوق کے سبزهٔ خط کا آغاز ہے۔ جیسے رو سیاہی سے تعبیر کرتے ہیں معشوق پہ تہمت [illegible]

(۳۲) سره مرد۔ دانا اور پسندیدہ آدمی۔ (۲۷) نعل بہا۔ [illegible] پیشکش لشکر کو اس غرض سے [illegible]

رباعیہ

گویند کسانیکہ زمے پرہیزند	۳۴	زانسان کہ بمیرند چنان برخیزند
مابامے ومعشوق ازانیم مدام		تا بو کہ زخاک ما چنان انگیزند

رباعیہ

من بندۂ آن کسم کہ شوقے دارد	۳۵	برگردن خود ز عشق طوقے دارد
تو لذت عشق وعاشقی کے دانے		این بادہ کسے خورد کہ ذوقے دارد

رباعیہ

نہ دولت دنیا بستم می ارزد	۳۶	نہ لذت ہستی بالم مے ارزد
نہ ہفت ہزار سال شادی جہان		با محنت پنج روز غم مے ارزد

رباعیہ

وقتست کہ مستان بطرب برخیزند	۳۷	واندر می ومعشوق ورباب آویزند
یک چند نقاص عمر فانی شدہ را		در جام وقدح خون صراحی ریزند

رباعیہ

ہجرت کہ بجان من درویش آمد	۳۸	گوئے نمکے بر جگر ریش آمد
می ترسیدم کز تو شوم روزی ور		دیدی کہ ہمان روز بدم پیش آمد

رباعیہ

ہم خاطر تو ز من غمناک افتد	۳۹	گر مہر ضیا بر خس وخاشاک افتد
گر خاک رہت شوم مزن بر من بانگ		حیف است کہ آواز تو بر خاک افتد

رباعیہ

ہر دوست کہ دم زد ز وفا دشمن شد	۴۰	ہر راہروی کہ بود تر دامن شد
گویند شب آبستن غیب است بروز		چون مرد ندید از کہ آبستن شد

(۳۷) نقاص عوض میں ۔ بطور تلافی مافات ۔ (۴۰) مشہور ہے کہ رات واقعات کی حاملہ ہے حیران ہوں کہ تو مرد تو دنیا میں کوئی نظر نہیں آتا ۔ حاملہ کیسے ہوئی ۔

رباعیہ

۴۱
یا کار بکام دل مجروح شود ٭ یا مرغ دلم بر فلک روح شود
امید من آنست بدرگاه خدا ٭ کابواب سعادتم مفتوح شود

رباعیہ

۴۲
یاری چو نکرد بخت شوریده چه سود ٭ شادی چو ندید این دل غمدیده چه سود
آن مردم دیده بود کز دیده برفت ٭ چون مردم دیده نیست در دیده چه سود

رباعیہ

۴۳
ایام شبابست شراب اولی‌تر ٭ هر غمزده مست و خراب اولی‌تر
عالم همه سر بسر خراب است و خراب ٭ در جای خراب هم خراب اولی‌تر

رباعیہ

۴۴
سیلاب گرفت گرد ویرانهٔ عمر ٭ آغاز پری نهاد پیمانهٔ عمر
بیدار شو ای خواجه که خوش خوش بکشد ٭ حمال زمانه رخت از خانهٔ عمر

رباعیہ

۴۵
در سنبلش آویختم از روی نیاز ٭ گفتم من سودازده را چاره بساز
گفتا که لبم بگیر و زلفم بگذار ٭ در عیش خوش آویز نه در عمر دراز

رباعیہ

۴۶
دوشش از غم تو شبی نخفتم تا روز ٭ یاقوت بنوک مژه سفتم تا روز
دردت که بکس نمی‌توانم گفتن ٭ هم با دل خویشتن بگفتم تا روز

(۴۳) یہ رباعی بھی عمر خیام کی معلوم ہوتی ہے۔ (۴۴) دوسرے مصرعہ کا مطلب یہ ہے کہ پیمانہ عمر لبریز ہونے کو ہے (۴۵) لب کو عیش خوش سے اور زلف کو عمر دراز سے تشبیہ دی ہے مطلب یہ ہے کہ عمر طویل کی خواہش فضول ہو یہ خواہش کرنی چاہیئے کہ جتنی عمر ہو خوشی سے گزرے (۴۶) دوسرے مصرعہ کا مطلب یہ ہے کہ میں رات بھر روتا رہا۔

رباعیه

۴۷
مردی ز کننده در خیبر پرس
اسرار کرم ز خواجه قنبر پرس
گر تشنه فیض رحمتی ای حافظ
سرچشمه آن ز ساقی کوثر پرس

رباعیه

۴۸
ای دوست دل از جفای دشمن درکش
با روی نکو شراب روشن درکش
با روی نکو گوی گریبان بگشای
وز نا اهلان تمام دامن درکش

رباعیه

۴۹
چشم تو که سحر بابل است استادش
حقا که فسونها نرود از یادش
آن زلف که گرد حلقه در گوش جمال
آویزه ز در نظم حافظ بادش

رباعیه

۵۰
بنگر چمن جمال فرخنده گل
که گریه ابر بین و که خنده گل
سرو ارچه بآزادی خود می نازد
از راستی که داشت شد بنده گل

رباعیه

۵۱
چون جامه ز تن بر کشد آن مشکین خال
حقا که نظیر خود ندارد بمثال
در سینه دلش ز نازکی بتوان دید
مانند سنگریزه در آب زلال

رباعیه

۵۲
هرگز نکنی یاد من ای شمع چگل
نزد من اگر چه هست کاری مشکل
دردی که من از غم تو دارم در دل
دل داند و من دانم و من دانم و دل

رباعیه

۵۳
از یار وفا که دید تا من بینم
راحت ز جفا که دید تا من بینم
تو عمر منی و بیوفائی چه کنم
از عمر وفا که دید تا من بینم

(۴۷) کننده در خیبر سے مراد حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ قنبر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ایک غلام تھا۔ (۴۸) یہ رباعی بھی عمر خیام کی ہے۔

رباعیه

آن به که ز جام باده دل شاد کنیم
وین عاریتی روان زندانی ما
۵۴
وز آرزو گذشته کم یاد کنیم
یک لحظه ز بند عقل آزاد کنیم

رباعیه

آواز پر مرغ طربی شنوم
یا باد حدیثی ز لبش میگوید
۵۵
یا نفخهٔ گلزار ادبی شنوم
القصه حکایتی عجبی شنوم

رباعیه

در هجر تو من ز شمع افزون گریم
چون ساغر باده ام که از دلتنگی
۵۶
مانند صراحی اشک گلگون گریم
چون نالهٔ چنگ بشنوم خون گریم

رباعیه

جانان چو شبی با تو بروز آوردم
از مرگ نترسم پس ازین کآب حیات
۵۷
گر بی تو دمی بر آوردم نامردم
از چشمهٔ نوشش آبدارت خوردم

رباعیه

در آرزوی بوس و کنارت مردم
قصه چه کنم دراز کوتاه کنم
۵۸
در حسرت [illegible] آبدارت مردم
باز آ باز آ کز انتظارت مردم

رباعیه

من ترک تو ای نگار آسان ندهم
یاقوت لبت که قوت جانست مرا
۵۹
تا بیش ز عمر و خصلت جان ندهم
آن را بدو صد هزار مرجان ندهم

رباعیه

من حاصل عمر خود ندارم جز غم
یک همدم و همراز ندارم ـ اغمے
۶۰
در عشق تو یار خود ندارم جز غم
یک مونس و غمخوار ندارم جز غم

(۵۴) یہ رباعی بھی عمر خیام کی ہے۔

رباعیه

ای باد بگو ز راه دلداری من تو خفته بمهد عیش شبهای دراز	۶۱	آن را که نباشد غمی از زاری من آیا داری خبر ز بیداری من

رباعیه

تا کی بود این جور و جفا کردن تو تیغ ست بدست اهل دل خون آلود	۶۲	بیهوده همه خلائق آزردن تو گر بر تو رسد خون تو بر گردن تو

رباعیه

گویند که فردوس برین خواهد بود گر با می و معشوقه گزیدیم چه باک	۶۳	فردا می ناب و حور عین خواهد بود چون عاقبت کار چنین خواهد بود

رباعیه

با آنکه نهد مهر و مه از صد تمکین از دست دل و دیده بتنگم بنشان	۶۴	بر خاک جناب تو شب و روز جبین در آتش انتظار و فارغ منشین

رباعیه

چون باده ز غم چه بایدت جوشیدن سبز ست سرت باده از آن در مدار	۶۵	با لشکر غم چه بایدت کوشیدن می بر سر سبزه خوش بود نوشیدن

رباعیه

ای شرم زده غنچه مستور از تو گل با تو برابری کجا آرد کرد	۶۶	حیران و خجل نرگس مخمور از تو کو نور ز مه دارد و مه نور از تو

رباعیه

ای رای تو صحرای امل پیمودن گر در دهن شیر شوی بهر طمع	۶۷	تا چند بر آفتاب گل اندودن آخر نه شکار گور خواهی بودن

(۶۳) ۔ یہ رباعی بھی رباعیات عمر خیام میں موجود ہے۔

رباعیه

۶۸
چشمت که فریب رنگ می بازد ازو
بس زود ملول گشتی از همنفسان
زنهار که تیغ جنگ می بارد ازو
آه از دل تو که سنگ می بارد ازو

رباعیه

۶۹
آن باز طرب شکار در دستم نه
آن زلف چو زنجیر که پیچید بر خود
آن ساغر چون نگار در دستم نه
دیوانه شدم بیار در دستم نه

رباعیه

۷۰
ای کاش که بخت سازگاری کردی
از دست جوانیم چو بربود عنان
یا چرخ زمانه باز یاری کردی
پیری چو رکاب پایداری کردی

رباعیه

۷۱
با شاهد شوخ و شنگ و با بربط و نی
چون گرم شود ز باده ما را رگ و پی
کنجی و کبابی و یکی شیشه می
منت نبرم به یک جو از حاتم طی

رباعیه

۷۲
قسام بهشت و دوزخ و عقده کشای
تا کی بود این گرگ ربائی از خاک
ما را نگذارد که در آییم ز پای
سرپنجه دشمن افگن ای شیر خدای

رباعیه

۷۳
گل را دیدم نشسته بر تخت شهی
من طفلم و بیگنه مرا می سوزند
گفتا بشنو راستی از مرد رهی
ای ای تو که پیرسر و پر گنهی

(۶۹) یہ رباعی بھی عمر خیام کی ہے۔ (۷۱) شنگ۔ چور۔ رہزن۔ مجازاً معشوق شوخ و ظریف۔

(۷۲) قسام بہشت و دوزخ۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا بنزد شیعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ۔

رباعیه

گل گفت اگر دستگهی داشتمی	۶۴	بگریختمی اگر رہی داشتمی
با بیگنهی مرا چنین می سوزند		ای وای بمن گر گنهی داشتمی

رباعیه

اگر همچو من افتادهٔ این دام شوی	۶۵	ای بس که خراب بادهٔ جام شوی
ما عاشق و رند و مست عالم سوزیم		با ما منشین وگرنه بدنام شوی

رباعیه

حافظ ورق سخن در آئی طی کن	۶۶	وین خامهٔ تزویر ریائی پی کن
خاموش نشین که وقت خاموشی نیست		دم درکش و جام باده را پر می کن

قصائد

قصیده (۱)

مقدری که ز آثار صنع کرد اظهار	۱	سپهر و مهر و مه و سال و ماه و لیل و نهار
مدار سیر کواکب بامر کن فیکون	۲	قرار داد برین طاق گنبد دوار
ز هفت کوکب سیاره و دوازده برج	۳	کنند سیر مخالف کواکب سیار
نه آسمان ز ملائکه بامر حق مشغول	۴	بسجده درگه تسبیح و ذکر و استغفار
چهار عنصر از و مختلف پدید آورد	۵	مدار آتش و آب و غبار و خاک بچار
قرار داد ببالای خاک و باد آتش	۶	گرفته کوه و زمین درمیان آب قرار
بدوستی نبی و ولی اساس نهاد	۷	جهان و هرچه درو هست خالق جبار

(۱) مقدر صانع قدرت ـ خداست تعالیٰ

اگر نه ذات نبی و ولی بدی مقصود	۸	جهان بحکم عدم رفتی هچو اول بار
نوشته بر در فردوس کاتبان قضا	۹	نبی رسول و ولی عهد حیدر کرار
امام جنی و انسی علی بود که علی	۱۰	ز کل خلق فزونست از صغار و کبار
ز نام اوست معلق سما و کرسی و عرش	۱۱	ز ذات اوست مطبق زمین بدین هنجار
علی امام و علی امین و علی ایمان	۱۲	علی امین و علی سرور و علی سردار
علی علیم و علی عالم و علی اعلم	۱۳	علی حکیم و علی حاکم و علی گفتار
علی نصیر و علی ناصر و علی منصور	۱۴	علی مظفر و غالب و علی سرسرار
علی عزیز و علی عزت و علی افضل	۱۵	علی لطیف و علی انور و علی انوار
علی است فتح فتوح و علی است راحت روح	۱۶	علی است فاضل و افضل علی سرو سردار
علی سلیم و علی سالم و علی مسلم	۱۷	علی قسیم قصور و علی است قاسم نار
علی صفی و علی صافی و علی صوفی	۱۸	علی وفی و علی صفدر و علی سردار
علی نعیم و علی ناعم و علی منعم	۱۹	علی بود اسد الله قاتل کفار
علی ز بعد محمد ز هر چه هست به است	۲۰	اگر تو مومن پاکی نظر دریغ مدار
بحق نور محمد به آدم و به خلیل	۲۱	بحق شیث و شعیب و به هود کم آزار
بحق یوسف و یعقوب و یحیی و لقمان	۲۲	بحق نوح نجی درمیان دریا بار
بحق عزت توریت و حرمت انجیل	۲۳	بحق جمع زبور و بحق روز شمار
بحق دانش اسحق و شوق اسمعیل	۲۴	که در رضای خدا کرد جان خویش نثار
بحق یوشع و الیاس و لوط و اسکندر	۲۵	بحق نغمهٔ داود و صوت خوش گفتار
بحق مهر سلیمان و زهد ابراهیم	۲۶	بحق عیسی و موسی و یونس غمخوار
بحق قوت جبریل و صور اسرافیل	۲۷	بحق قابض ارواح در یمین و یسار
بحق حامل عرش و بقرب میکائیل	۲۸	بحق چار کتاب ستوده جبار
بحق جمله قرآن به صحف ابراهیم	۲۹	بحق جمله مردان واقف اسرار
بحق سوز فقیران بیکس و دربند	۳۰	بحق زاری رنجور بیکس و بی یار

بحق چہرۂ زرد فقیر سرگردان	۳۱	بحق درد اسیران خانمان بیزار
بحق ضرب جوانان راہ دین با کفر	۳۲	بحق زاری پیران خوار وزار و نزار
بحق دین محمد بخون پاک حسین	۳۳	بحق مردم نیک مہاجر و انصار
کہ نیست دین ہدی را بقول پاک رسول	۳۴	امام غیر علی بعد احمد مختار
ز بعد او حسن است و حسین محبت او	۳۵	بجوی جہل برین کار مومن دیندار
بجہل غافل مستغرقی بغفلہ ہمے	۳۶	ز رنگ مے نشناسی سفیدی از زنگار
بجہد و سعی من خستہ دل چہ سود ترا	۳۷	مگر ز خواب بحالت ہمی شوی بیدار
بجہل بیشتر و بیش آنچنان استم	۳۸	کہ کس مباد جہان کجا عالم ور او لیار
سپاس منت و عزت خدای را کہ نمود	۳۹	رہ نجات و شدم از حیات برخوردار
بگاہ ہفصد و ہفتاد بد کہ در کشمیر	۴۰	تمام گشت بیک روز جمع این اشعار
بدشمنان منشین حافظا تو لاکن	۴۱	نجات خویش طلب کن بجان ہشت و چہار
حرام زادہ و بد فعل و شوم و بی بنیاد	۴۲	بہیچ شاہ جہان سے کجا کند اقرار

(۴۳) متابعت بمنافق چو میکنی بگذر
زیادہ گفتن ناکش ہزار استغفار (۴۳)

قصیدہ (۲)

جوزا سحر نہاد حمائل برابرم	۱	یعنی غلام شاہم و سوگند میخورم

(۱) جوزا سحر (۱) برج جوزا جسکی شکل یہ ہے کہ دو برہنہ لڑکے پشت بہ پشت کھڑے ہیں (۲) آسمان کی صور جنوبی سے ایک شکل کا نام جسکی صورت یہ ہے کہ ایک مرد دو کرسیوں پر کھڑا ہے اور ایک تلوار حمائل کی ہوئی ہے۔ داہنے ہاتھ سے ایک عصا سر کے اوپر کھڑا کیا ہوا اور بائیں ہاتھ کو سینہ پر ڈالا ہوا ہے۔ یہاں اشارہ اسی جوزا کی طرف ہے نہ کہ برج جوزا کی طرف ۔

ساقی بیا که از مدد بخت کارساز	۲	کامی که خواستم ز خدا شد میسرم
جامی بده که باز بشادی روی شاه	۳	پیرانه سر هوای جوانیست بر سرم
راهم مزن بوصف زلال خضر که من	۴	از جام شاه جرعه‌کش حوض کوثرم
شاها من ار بعرش رسانم سریر فضل	۵	مملوک آن جنابم و مسکین این درم
من جرعه نوش بزم تو بودم هزار سال	۶	کی ترک آبخور کند این طبع خوگرم
گر باورت نمیشود از بنده این حدیث	۷	از گفتهٔ کمال حدیثی بیاورم
گر برکنم دل از تو و بردارم از تو مهر	۸	آن مهر بر که افکنم آن دل کجا برم
منصور بن محمد غازیست حرز من	۹	وز این خجسته نام بر اعدا مظفرم
عهد الست من همه با مهر شاه بود	۱۰	در شاهراه عمر ازین عهد نگذرم
گردون چو کرد نظم ثریا بنام شاه	۱۱	من خود چرا چنین نکنم از که کمترم
شاهین صفت چو طعمه چشیدم ز دست شاه	۱۲	کی باشد التفات بصید کبوترم
ای شاه شیرگیر چه کم گردد ار شود	۱۳	در سایهٔ تو ملک فراغت میسرم
بال و پری ندارم و این طرفه‌تر که نیست	۱۴	غیر از هوای منزل سیمرغ در سرم
بر گلشنی اگر بگذشتم چو باد صبح	۱۵	نی عشق سرو بود و نه شوق صنوبرم
بوی تو می‌شنیدم و بر یاد روی تو	۱۶	دادند ساقیان طرب یک دو ساغرم
مستی بآب یکدو قدح وضع بنده نیست	۱۷	من سالخورده پیر خرابات پرورم
با سیر اختر فلکم داوری بسیست	۱۸	انصاف شاه باد درین قصه داورم
شکر خدا که باز درین اوج بارگاه	۱۹	طاوس عرش می‌شنود صیت شهپرم
نامم ز کارخانهٔ عشاق محو باد	۲۰	گر جز محبت تو بود شغل دیگرم
شبل الاسد بصید دلم حمله کرد و من	۲۱	گر لاغرم و لیک شکار غضنفرم
ای عاشقان روی تو از ذره بیشتر	۲۲	من کی رسم بوصل تو کز ذره کمترم
بنما بمن که منکر حسن رخ تو کیست	۲۳	تا دیده‌اش بگزلک غیرت برآورم

(۲۱) شبل الاسد بچهٔ شیر درنده۔ غضنفر بشیر۔ (۲۳) گزلک چھری۔ کارد۔

۲۴ مقصود ازین معامله بازار تیز تست — نه جلوه میفروشم و نه عشوه میخرم
۲۵ برمن فتاده سایهٔ خورشید سلطنت — اکنون فراغت است ز خورشید خاورم
۲۶ شعرم بیمن مدح که صد ملک دل گشاد — گویی که تیغ تست زبان سخنورم

(۲۷) حافظ ز جان محب رسول است و آل او
برین سخن گواست خداوند اکبرم (۲۷)

قصیده (۳)

۱ شد عرصهٔ زمین چو بساط ارم جوان — از پرتو سعادت شاه جهانیان
۲ خاقان شرق و غرب که در شرق و غرب هست — صاحبقران خسرو و شاه خدایگان
۳ خورشید ملک پرور و سلطان دادگر — دارای عدل گستر کسری کی نشان
۴ سلطان نشان عرصهٔ اقلیم سلطنت — بالانشین مسند ایوان لامکان
۵ اعظم جلال دولت و دین آنکه رفعتش — دارد همیشه توسن ایام زیر ران
۶ دارای دهر شاه شجاع آفتاب ملک — خاقان کامگار و شهنشاه نوجوان
۷ ماهی که شد ز طلعتش افروخته زمین — شاهی که شد ز همتش افراخته زمان
۸ سیمرغ وهم را نبود قوت عروج — آنجا که باز همت او سازد آشیان
۹ گر در خیال چرخ فتد عکس تیغ او — از یکدگر جدا شود اجزای آسمان
۱۰ حکمش روان چو باد در اطراف بحر و بر — مهرش روان چو روح در اعضای انس و جان
۱۱ ای صورت تو ملک جمال و جمال ملک — وی طلعت تو جان جهان و جهان جان
۱۲ تخت تو رشک مسند جمشید و کیقباد — تاج تو عین افسر دارا و داوران
۱۳ تو آفتاب ملکی و هر جا که میروی — چون سایه از قفای تو دولت بود روان
۱۴ ارکان نپرورد چو تو داور بهیچ قرن — گردون نیاورد چو تو اختر بصد قران

بی طلعت تو جان نگراید بکالبد	۱۵	بی نعمت تو مغز نه بندد در استخوان
هر دانشی که در دل دفتر نیامده است	۱۶	دارد چو آب خامهٔ تو بر سر زبان
دست ترا ابر که آرد شبیه کرد	۱۷	چون بدره بدره این دهد و قطره قطره آن
با پایهٔ جلال تو افلاک پایمال	۱۸	وز بحر جود دست تو در دهر داستان
علم از تو باکرامت و عقل از تو با فروغ	۱۹	شرع از تو در حمایت و دین از تو در امان
بر چرخ علم ماهی و بر فرق مهر تاج	۲۰	در چشم فضل نوری و در جسم ملک جان
ای خسرو رفیع جناب منیع قدر	۲۱	وی داور عدیم مثال عظیم شان
ای آفتاب ملک که در جنب همتت	۲۲	چون ذره حقیر بود گنج شایگان
گردون برای خیمهٔ خورشید فلکت	۲۳	از کوه ابر ساخته تا زیر سایبان
این اطلس منقش نه توی زرنگار	۲۴	چتر بلند بر سر خرگاه خویش دان
بودی درون گلشن و از پردلان تو	۲۵	در سند بود غلغل و در زنگبار فغان
در دست رزم خیمه زدی تا غریو کوس	۲۶	در دشت سند رفته بیابان سیستان
تا قصر زرد تا سختی و لرزه اوفتاد	۲۷	در قصرهای قیصر و در خانهای جان
آن کیست کو بلاف کند با تو همسری	۲۸	از مصر تا بروم و ز چین تا بقیروان
تو شاکری ز خالق و خلق از تو شاکرند	۲۹	تو شادمان بدولت و خلق از تو شادمان
اینک بطرف گلشن و بستان همی روی	۳۰	با بندگان مسند سعادت قرین آن
ای ملهمی که در صفت کروبیان قدس	۳۱	فیضی رسد بنطق پاکت زمان زمان
داده فلک عنان ارادت بدست تو	۳۲	یعنی که من کمینه برادر خودم رسان
خصمت کجاست در ته پای خود فکن	۳۳	یار تو کیست بر سر و چشمش نشان

(۳۴) هم کام من بخدمت تو گشته منتظم
هم نام من بمدحت تو گشته نیک دان (۳۴)

(۱۷) یعنے بادل کو تیرے دست سخاوت سے کیا نسبت۔ تیرا ہاتھ تھیلیاں بھر بھر کر دیتا ہے اور بادل قطرہ قطرہ دیتا ہے۔

قصیده (۴)

سپیده دم که صبا بوی بوستان گیرد	۱	چمن ز لطف هوا نکته بر جنان گیرد
هوا ز نکهت گل در چمن تتق بندد	۲	افق ز رنگ شفق رنگ گلستان گیرد
نوای چنگ بدانسان زند صلای صبوح	۳	که پیر صومعه راه در مغان گیرد
شب سپهر چو زرین سپر کشد بر سر	۴	به تیغ صبح و عمود افق جهان گیرد
برغم زاغ سیه شاهباز زرین بال	۵	درین مقرنس زنگاری آشیان گیرد
به بزمگاه چمن رو که خوش تماشاییست	۶	چو لاله کاسهٔ زرین ارغوان گیرد
چو شهسوار فلک بنگرد به جام صبوح	۷	که خور ز شعشعهٔ خود مهر خاوران گیرد
صبا نگر که دمادم چو رند شاهد باز	۸	گهی لب گل و گه زلف ضیمران گیرد
ز اتحاد هیولی و اختیار صور	۹	خرد ز هر گل نقش رخ بتان گیرد
من اندر آن که دم کیست این مبارک دم	۱۰	که وقت صبح درین تیره خاکدان گیرد
چه حالتیست که گل در چمن نماید روی	۱۱	چه آتشیست که در مرغ صبح خوان گیرد
چه پرتوست که نور چراغ صبح دهد	۱۲	چه شعله‌ایست که در ماه آسمان گیرد
ضمیر دل نگشایم بکس مرا آن به	۱۳	که روزگار غیورست و ناگهان گیرد
چو شمع هر که به افشای راز شد مشغول	۱۴	بسش زمانه چو مقراض در میان گیرد
کجاست ساقی مه روی من که از سر مهر	۱۵	چو چشم مست خودش ساغر گران گیرد
بیادی آورد از یار و از پیش جامی	۱۶	بشادی رخ آن ماه مهربان گیرد
نوای نغمهٔ نی را چو بر کشد مطرب	۱۷	گهی عراق زند گاه اصفهان گیرد

(۱) یعنے باغ ہوا کی لطافت کی وجہ سے رشک جناں بنا ہوا ہے۔ (۲) تتق۔ بضمتین سراپردہ۔
(۵) مقرنس زنگاری۔ آسمان کی طرف اشارہ ہے (۷) شعشعہ روشنی (۸) ضیمران۔ ریحان۔ نازبو (۱۷)
عراق۔ اصفہان۔ نام پردہ ہائے موسیقی۔

چرا بصد غم و حسرت سپهر دایره شکل	۱۸	مرا چو نقطهٔ پرکار در میان گیرد
فرشته بحقیقت سروش عالم غیب	۱۹	که روضهٔ کرمش نکته بر جنان گیرد
سکندری که مقیم حریم او چون خضر	۲۰	ز فیض خاک درش عمر جاودان گیرد
جمال چهرهٔ اسلام شیخ ابو اسحق	۲۱	که ملک در قدمش زیب بوستان گیرد
سگی که بر فلک سروری عروج کند	۲۲	نخست پایهٔ خود فرق فرقدان گیرد
چراغ دیدهٔ محمود آنکه دشمن را	۲۳	ز برق تیغ وی آتش بدودمان گیرد
باوج ماه رسد موج خون چو تیغ کشد	۲۴	بتیغ چرخ برد حمله چون کمان گیرد
عروس خاوری از شرم رای انور شاه	۲۵	بجای خود بود ار راه قیروان گیرد
ایا عظیم وقاری که هر که بندهٔ تست	۲۶	ز رفع قدر کمر بند توأمان گیرد
رسد ز چرخ عطارد هزار تهنیت	۲۷	چو فکرت صفت امر کن فکان گیرد
مدام در پی طفل است در وجود عدوت	۲۸	سماک رامح ازان روز و شب عنان گیرد
فلک چو جلوه کنان بنگرد سمند ترا	۲۹	گلینه پایگهش اوج کهکشان گیرد
ملامتی چو شهیدی سعادتی دید است	۳۰	که مشتری نسق کار خود ازان گیرد
ز امتحان تو ایام را غرض آنست	۳۱	که از صفای ریاضت دلت نشان گیرد
وگرنه پایهٔ مصحف ازان بلندتر است	۳۲	که روزگار بران حرف امتحان گیرد
ز عمر برخورد آنکس که در همه صفتی	۳۳	نخست بنگرد آنگه طریق آن گیرد
مذاق جانش ز تلخی غم شود ایمن	۳۴	کسیکه شکر شکر تو در دهان گیرد
چه جای جنگ پسندی بجام یار زدست	۳۵	چو وقت کار بود تیغ جانستان گیرد
ز لطف غیب بسختی رخ امید متاب	۳۶	که مغز نغز مقام اندر استخوان گیرد
شکر کمال حلاوت پس از ریاضت یافت	۳۷	نخست در شکن تنگ زان مکان گیرد

(۲۸) طفل یا طفل شب سے مراد چاند۔ سماک نام ستارہ۔ چاند کی منزلوں کی چودھویں منزل سماک اعزل ہے سماک اعزل جسکے نزدیک دوسرا ستارہ نہیں ہے اور دوسرا سماک رامح جسکے نزدیک ایک اور ستارہ ہے جسکو سماک کا نیزہ کہتے ہیں اسی لئے رامح یعنی نیزہ دار

در آن مقام که سیل حوادث از چپ و راست	۳۸	چنان رسد که امان از میان کران گیرد
چه غم بود به همه حال کوه ثابت را	۳۹	که حمله های چنان قلزمی جهان گیرد
اگرچه خصم تو گستاخ میرود حالی	۴۰	تو شاد باش که گستاخیش عنان گیرد
که هر چه در حق این خاندان دولت کرد	۴۱	جزاش بر زن و فرزند و خانمان گیرد
خیال شاهی اگر نیست در سر حافظ	۴۲	چرا به تیغ زبان عرصه زمان گیرد
زمان عمر تو پاینده باد کین دولت	۴۳	عطیه ایست که در کار انس و جان گیرد

قصیده (۵)

خیر مقدم مرحبا ای طایر میمون قدم	۱	شادمان کردی مرا نازم ترا سر تا قدم
میکنم در هجر تو انجام آغاز نیاز	۲	زانکه شرح آرزومندی نیاید در قلم
تا بدانی تو که هجران خون عاشق میخورد	۳	نالهٔ شبگیر در کارست و آهِ صبحدم
صحبت عشاق بدنامت کند زاهد برو	۴	خوش نگه کن باده در جامست و مجلس منتظم
گر چنین در حلقهٔ پیچ زلف افعی بندیار	۵	مهره نتوان بر آسان ای دل افسونی بدم
گر حریم کعبه خواهی آن جمالِ بی نقاب	۶	لاله و گل آن همه خار بیابانِ حرم
آن گذشت ای دل که خواری دید از دست رقیب	۷	یار باز آمد بحمد الله عزیز و محترم
ساقیا می ده که رندیهای حافظ سهو کرد	۸	نوکِ کلکِ خواجه بر منشور حافظ زد رقم
خواجه توران شاه عادل ظل ظلال ملک و دین	۹	بدر آفاق علی عون الوری غوث الامم
صورت جاه و جلال و مقصدِ فضل و کمال	۱۰	منظرِ انوار رحمت مصدر حسن شیم
کان مردی و مروت معدنِ صدق و صفا	۱۱	جوهر عدل و سیاست عنصر لطف و کرم
رافع اوضاع بدعت ناصرِ اعلام دین	۱۲	ماحی آثار طغیان قاطعِ ظلم و ستم

(۹) بدر آفاق الخ بلند آفاق کا چاند۔ خلقت کا مددگار اور امتوں کا غوث

(۱۲) ماحی۔ محو کرنے والا۔

آستانت موضع دولت نه اکنون شد لبس	۱۳	وارد این قصر معلی نقش تاریخ قدم
بخت بیدارت چو می‌داد صلای وجود	۱۴	خفته بد گردون هنوز اندر شبستان عدم
قلب بدخواهان شکست احوال بر جای تو	۱۵	هر کرا دل نشکند فیروز گردد لاجرم
هان نپنداری که تنها میزنی بر قلب خصم	۱۶	همت ارباب دل با تست ارباب کرم
شرح احوال تو الحق بو العجایب قصه‌ایست	۱۷	بنده یارب کی تواند کرد شکر این نعم
تا الم هجر بود از خاک بوس درگهت	۱۸	در دل نوش درد بودم با ندیمان ندم
با شما اخلاص هر یک حاجت تقریر نیست	۱۹	عالم تصحیف بنده باشد سالها در حجم

(۲۰) تا جهان باشد به نیکی در جهانت یاد نام
این دعا با دعا گشته از دل … (۲۰)

تمت بالخیر



[illegible]

...بس	۱۳
...برای وجود	۱۴
...بر جای تو	۱۵
...ز قلب خصم	

اطلاع

مصنف

جلد اول قیمت ۴؏ جلد دوم قیمت ۴؏
جلد سوم قیمت عمار جلد چہارم قیمت عمار
} علاوہ محصول ڈاک

میر ولی اللہ بی-اے-ایل ایل-بی وکیل ایبٹ آباد